تیسیر الباری

صحیح بخاری شریف

ترجمہ و شرح

حضرت علامہ وحید الزماںؒ



تاج کمپنی لمیٹڈ

لاہور کراچی راولپنڈی پشاور



Vol 9

قارئین کے لیئے

ضروری وضاحت

صحیح بخاری شریف کے اس نسخے کی احادیث کا عربی متن مصر کے مطبوعہ نسخے سے لیا گیا ہے۔ چنانچہ عربی متن پر جو اعراب ہیں، وہ بھی مصری طرز پر ہیں اور اعراب کی یہ طرز پورے عرب ممالک میں رائج ہے لیکن پاکستان و ہندوستان کے قارئین کو بعض اعراب اجنبی معلوم ہوں گے۔ ان کی سہولت کے لئے ذیل میں مصری طرز کے اعراب اور پاک و ہند کے طرزِ اعراب میں جو فرق ہے اس کی وضاحت درج ہے:۔

پاک و ہند کا طرزِ اعراب	مصری طرزِ اعراب
الف پر زبر اَ	اَ
الف کے نیچے زیر اِ	اِ
الف پر پیش اُ	اُو
کھڑا زبر ٰ جیسے مُوسٰی	ـَـا مُوسَى
حرف مشدد کے نیچے زیر حرف کے نیچے (رَبِّ)	تشدید کے نیچے جیسے رَبِّ
لفظ اللہ۔ اللّٰہ	اللَّه
لفظ رحمٰن۔ رَحْمٰنُ	رَحْمَـٰنُ
کھڑی زیر ـــٖ مثلاً بِہٖ	ـــِـ جیسے بِهِ
الٹا پیش ـــٗ مثلاً لَہٗ	ـــُـو جیسے لَهُو

شکر، الحمدللہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ فضل، بے پایاں کرم، اور بے انتہا احسان ہے کہ صحیح بخاری شریف کی یہ نویں جلد بھی آج آپ کے ہاتھوں میں پہنچ گئی۔ اور اس کی اشاعت کے ساتھ بخاری شریف کا پورا نو جلدوں کا سیٹ مکمل ہو گیا۔

تاج کمپنی کے بانی اور مینجنگ ڈائریکٹر شیخ عنایت اللہ مرحوم جنہوں نے تاج کمپنی کے ذریعہ قرآنِ پاک کی یادگار خدمات انجام دیں، بخاری شریف کی اشاعت ان کی زندگی کا آخری کارنامہ ہے۔ جس کی اپنی زندگی میں تکمیل کی انہیں بڑی آرزو تھی۔ بخاری شریف کی چھ جلدیں اُن کی حیات میں شائع ہو گئی تھیں، آج اُن کی روح یقیناً مسرور ہو گی کہ نویں جلد کی اشاعت سے اُن کی زندگی کی آخری خواہش بھی بفضلہٖ تعالیٰ پوری ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائیں۔ قیامت کے دن انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اُن کی رُوح کو جنت الفردوس میں مقامِ اعلیٰ عطا فرمائیں (آمین)۔

اب ہمارا ارادہ، حدیث شریف کی دُوسری مشہور کتاب مشکوٰۃ شریف شائع کرنے کا ہے جس کی تین جلدیں ہوں گی۔ عربی کتابت تینوں جلدوں کی تیار ہے۔ ایک جلد کا اردو ترجمہ بھی لکھا ہوا ہے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی تکمیل کی جلد توفیق عطا فرمائیں۔

بخاری شریف کی تکمیل پر اظہارِ مسرت کرتے ہوئے ہم بطور خاص ذکر کرنا چاہتے ہیں جناب مولانا فضل خالق صاحب (فاضل جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی) کی انتھک محنت کا جنہوں نے حد درجہ احتیاط و توجہ کیساتھ اس کی تصحیح کی ہے جس کے لئے ہم اُن کے ممنون ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ انشاء اللہ مشکوٰۃ شریف بھی اُن کے زیرِ نگرانی طبع ہو گی۔ ناظرین اُس کی جلد تکمیل کے لئے دُعا فرمائیں۔

نیاز مند

امجد حسین کھوکھر

مینجنگ ڈائریکٹر

تاج کمپنی لمیٹڈ ــــــ کراچی

فہرست مضامین

تیسیر الباری شرح صحیح بُخاری شریف

جِلد نہم

كتاب اخبار الآحاد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ اِسْتِتَابَةِ الْمُرْتَدِّيْنَ

کتاب باغیوں اور مرتدوں

وَالْمُعَانِدِيْنَ وَقِتَالِهِمْ وَاِثْمِ مَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ وَعُقُوبَتِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔

سے توبہ کرانے ان سے لڑنے کے بیان میں اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے اس کے گناہ اور دنیا اور آخرت میں اس کی سزا کا بیان۔ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ لقمان میں) فرمایا شرک بڑا گناہ ہے اور (سورۂ زمر میں) فرمایا۔ اے پیغمبر اگر تو بھی شرک کرے تو تیرے سارے نیک اعمال اکارت ہوجائیں گے اور ٹوٹا پانے والوں (یعنی کافروں اور مشرکوں) میں شریک ہوجائے گا ف

ف حالاں کہ پیغمبروں سے شرک نہیں ہو سکتا مگر یہ بر سبیل فرض اور تقدیر فرمایا اور اس سے امت کو ڈرانا منظور ہے کہ شرک ایسا سخت گناہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی سرزد ہوجائے جو سارے جہاں سے زیادہ اللہ کے مقرب اور محبوب بندے ہیں تو ساری عزت چھن جائے گی اور راندہ درگاہ ہوجائیں معاذ اللہ پھر دوسروں کا کیا ٹھکانا ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ جو بات بالاتفاق شرک ہے اس سے اور جس بات کے شرک ہونے میں اختلاف ہے اس سے بھی بچا رہے ایسا نہ ہو وہ شرک ہو اور اس کے ارتکاب سے تباہ ہوجائے تمام اعمال خیر برباد ہوجائیں

۸۹۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ۔ اَلَّذِيْنَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا، أَيُّنَا لَمْ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے، انہوں نے کہا جب (سورۂ انعام کی) یہ آیت اتری، جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ایمان کو گناہ سے آلودہ نہیں کیا (یعنی ظلم سے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بہت گراں گزری

يَلْبِسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيْسَ بِذَالِكَ أَلَا تَسْمَعُونَ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔

وہ کہنے لگے بھلا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ایمان کے ساتھ کوئی ظلم (یعنی گناہ) نہ کیا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت میں ظلم سے گناہ مراد نہیں ہے (بلکہ شرک مراد ہے) کیا تم نے حضرت لقمان علیہ السلام کا قول نہیں سنا شرک بڑا ظلم ہے ف ۱ ۔

ف ۱ معلوم ہوا کہ شرک صرف یہی نہیں کہ آدمی بے ایمان ہو خدا کا منکر ہو یا دو خداؤں کا قائل ہو بلکہ کبھی ایمان کے ساتھ بھی آدمی شرک میں آلودہ ہو جاتا ہے جیسے دوسری آیت میں ہے وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون قاضی عیاض نے کہا ایمان کا شرک سے آلودہ کرنا یہ ہے کہ اللہ کا قائل ہو اور توحید کو مانتا ہو مگر عبادت میں اوروں کو بھی شریک کرے۔ مترجم کہتا ہے جیسے ہمارے زمانے میں گور پرستوں اور پیر پرستوں کا حال ہے اللہ کو مانتے ہیں پھر اللہ کے ساتھ اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں ان کی نذر نیاز مانتے ہیں، ان کے نام جانور کاٹتے ہیں، دکھ بیماری میں ان کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہیں ان کی قبروں پر جا کر سجدہ اور طواف کرتے ہیں ان سے وسعت رزق یا اولاد یا شفا طلب کرتے ہیں یہ سب لوگ فی الحقیقت مشرک ہیں گو نام کے مسلمان کہلائیں تو کیا ہوتا ہے۔ ایسا ظاہری برائے نام اسلام آخرت میں کچھ کام نہیں آنے کا۔ عرب کے مشرک بھی اللہ کو مانتے تھے خالق آسمان وزمین اسی کو جانتے تھے مگر غیر خدا کی عبادت اور تعظیم کی وجہ سے اللہ تعالٰی نے ان کو مشرک قرار دے دیا، اگر تم قرآن شریف کا ترجمہ خوب سمجھ کر پڑھو تو شرک کا مطلب اچھی طرح سمجھ لوگے مگر افسوس تو یہ ہے کہ تم ساری عمر میں ایک بار بھی قرآن اول سے لے کر آخر تک سمجھ کر نہیں پڑھتے اس کے الفاظ رٹ لیتے ہو اس سے کام نہیں چلتا۔

۸۹۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ ح وَحَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ ثَلَاثًا أَوْ قَوْلُ الزُّورِ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے کہا ہم سے (سعید بن ایاس) جریری نے۔ دوسری سند۔ امام بخاری نے کہا اور مجھ سے قیس بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے کہا ہم کو سعید جریری نے خبر دی کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد سے (ابو بکرہ صحابی سے) انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور ماں باپ کو ستانا (ان کی نافرمانی کرنا) اور جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی گواہی دینا تین بار یہی فرمایا یا یوں فرمایا اور جھوٹ

فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ۔

بولنا برابر بار بار آپ یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے آرزو کی کاش آپ خاموش ہو رہتے۔

۸۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللهِ، قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ الْيَمِينُ الْغَمُوسُ، قُلْتُ: وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ؟ قَالَ: الَّذِي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ۔

ہم سے محمد بن حسین بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ کوفی نے کہا ہم کو شیبان نحوی نے خبر دی انہوں نے فراس بن یحییٰ سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے انہوں نے کہا ایک گنوار (نام نامعلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہ بڑے بڑے گناہ کون سے ہیں آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اس نے پوچھا پھر کون سا گناہ؟ آپ نے فرمایا ماں باپ کو ستانا پوچھا پھر کون سا گناہ آپ نے فرمایا غموس قسم کھانا۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! غموس قسم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جان بوجھ کر کسی مسلمان کا مال مار لینے کے لیے جھوٹی قسم کھانا۔

۸۹۹۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے انہوں نے منصور اور اعمش سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے کہا ایک شخص (نام نامعلوم) نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے جو گناہ (اسلام لانے سے پہلے) جاہلیت کے زمانے میں کئے ہیں کیا ان کا مواخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا جو شخص اسلام کی حالت میں نیک اعمال کرتا رہا اس سے جاہلیت کے گناہوں کا مواخذہ نہ ہوگا (اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا) اور جو شخص مسلمان ہو کر بھی برے کام کرتا رہا اس سے دونوں زمانوں کے گناہوں کا مواخذہ ہوگا۔

بَابُ حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالزُّهْرِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ
تُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ وَاسْتِتَابَتِهِمْ، وَ
قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى - كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ
قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَ
شَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ
الْبَيِّنَاتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الظَّالِمِينَ أُولَئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ
عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ
أَجْمَعِينَ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ
عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ،
إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَ
أَصْلَحُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ،
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ
ازْدَادُوا كُفْرًا لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَ
أُولَئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ، وَقَالَ -
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا
فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ،
وَقَالَ - إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا
ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا
كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ
لَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا، وَقَالَ - مَنْ
يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ
يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ
أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى
الْكَافِرِينَ الْآيَةَ، وَقَالَ - وَلَكِنْ

باب - مرتد مرد یا مرتد عورت کا حکم ف

اور عبداللہ بن عمر اور زہری اور ابراہیم نخعی نے کہا مرتد عورت قتل کی جائے
اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ مرتدوں سے توبہ لی جائے
اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ آل عمران میں) فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے
لوگوں کو کیوں ہدایت کرنے لگا جو ایمان لا کر پھر کافر بن گئے
حالانکہ (پہلے یہ گواہی دے چکے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم سچے پیغمبر ہیں اور ان کی پیغمبری کی کھلی دلیلیں ان
کے پاس آ چکیں اور اللہ تعالیٰ ایسے ہٹ دھرم لوگوں کو
راہ پر نہیں لاتا ان لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر خدا اور فرشتوں
کی اور سب لوگوں کی پھٹکار پڑے گی۔ اس پھٹکار کی وجہ سے
عذاب میں ہمیشہ پڑے رہیں گے کبھی ان کا عذاب ہلکا نہ ہوگا
نہ ان کو مہلت ملے گی البتہ جن لوگوں نے ایسا کیے پیچھے توبہ
کی اور اپنی حالت درست کر لی تو اللہ (ان کا قصور) بخشنے والا
مہربان ہے، بے شک جو لوگ ایمان لائے پیچھے پھر کافر
ہو گئے پھر ان کا کفر بڑھتا گیا ان کی تو توبہ بھی قبول نہ ہوگی ف۲
اور یہی لوگ تو (پرلے سرے کے) گمراہ ہیں ف۳ اور فرمایا مسلمانو
اگر تم اہل کتاب کے کسی گروہ کا کہا مانو گے تو وہ تم کو ایمان لائے
پیچھے کافر بنا چھوڑیں گے اور (سورۂ نساء کے بیسویں رکوع
میں) فرمایا جو لوگ اسلام لائے پھر کافر بن بیٹھے، پھر اسلام
لائے پھر کافر بن بیٹھے پھر کفر بڑھاتے چلے گئے ان کو
تو اللہ تعالیٰ نہ بخشے گا نہ (کبھی) ان کو راہ راست پر لائے گا اور
(سورۂ مائدہ کے آٹھویں رکوع میں) فرمایا جو کوئی تم میں سے
اپنے دین سے پھر جائے تو (اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں)
وہ ایسے لوگوں کو حاضر کر دے گا جن کو وہ چاہتا ہے اور
وہ اس کو چاہتے ہیں، مسلمانوں پر نرم دل اور کافروں پر
کڑے اخیر آیت تک اور (سورۂ نحل کے چودھویں رکوع
میں) فرمایا لیکن جو لوگ ایمان لائے پیچھے جی کھول کر یعنی

مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ، أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ، لَا جَرَمَ، يَقُولُ حَقًّا، أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ، إِلَى قَوْلِهِ۔ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ، وَقَالَ۔ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔

خوشی اور رغبت سے) کفر اختیار کریں ان پر تو خدا کا عذاب اترے گا اور ان کو بڑا عذاب ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں نے دنیا کی زندگی (کے مزے) کو آخرت سے زیادہ پسند کیا اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ پر نہیں لاتا یہی لوگ تو وہ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے (وہ خدا سے بالکل غافل ہو گئے ہیں) تو آخرت میں چارو ناچار یہ لوگ ٹوٹا اٹھائیں گے آخر آیت اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِہَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک اور سورۂ بقرہ ستائیسواں رکوع میں) فرمایا یہ کافر تو سدا تم سے لڑتے رہیں گے جب تک ان کا بس چلے تو وہ اپنے دین سے تم کو پھرا دیں، (مرتد بنادیں) اور تم میں جو لوگ اپنے دین (اسلام) سے پھر جائیں اور مرتے وقت کافر مریں ان کے سارے نیک اعمال دُنیا اور آخرت میں گئے گزرے اور وہ دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں گے ف۱

ف۱ ابن منذر نے کہا جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ مرتد مرد ہو یا عورت قتل کیا جائے یعنی جب اس کے شبہے کا جواب دے دیا جائے اس پر بھی وہ مسلمان نہ ہو کفر پر قائم رہے۔ حضرت علی رض سے منقول ہے کہ عورت کو لونڈی بنا لیں، عمر بن عبدالعزیز نے کہا جلا وطن کی جائے ثوری نے کہا قید کی جائے امام ابوحنیفہ نے کہا اگر وہ آزاد ہو تو قید کی جائے اور اگر لونڈی ہو تو اس کے مالک کو حکم دیا جائے وہ اس کو جبراً مسلمان کرے ف۲ یعنی جب توبہ نہ کرے ابن عمر رض کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے اور زہری اور ابراہیم کے اثروں کو عبدالرزاق نے وصل کیا اور امام ابوحنیفہ نے عاصم سے انہوں نے ابورزین سے انہوں نے ابن عباس سے یوں روایت کی کہ عورتیں اگر مرتد ہو جائیں تو ان کو قتل نہیں کریں گے اسکو ابن ابی شیبہ نے نکالا اور دارقطنی نے جابر سے نکالا کہ ایک عورت مرتد ہو گئی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ حافظ نے کہا امام ابوحنیفہ نے جو روایت کی ہے (اول تو وہ موقوف ہے) ایک جماعت حفاظ حدیث نے ان کے الفاظ سے اختلاف کیا ہے، میں کہتا ہوں جب مرفوع حدیث وارد ہے تو اس کے خلاف ایسی موقوف روایتیں وہ بھی ضعیف حجت نہیں ہو سکتیں۔ اور صحیح حدیث میں مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ عام ہے مرد اور

عورت دونوں کو شامل ہے اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے ابراہیم نخعی سے جو ابوحنیفہ کے استاذ الاستاذ ہیں یوں روایت کی ہے کہ مرتد مرد اور مرتد عورت سے توبہ لی جائے اگر توبہ کریں تو فبہا ورنہ قتل کیے جائیں ف۲ کیونکہ وہ دل سے توبہ ہی نہیں کرتے یا اس وقت توبہ کرتے ہیں جب مرنے لگتے ہیں ف۳ اسی سورت کے دسویں رکوع میں ف۴ امام بخاری نے یہاں ان سب آیات کو جمع کر دیا جو مرتدوں کے باب میں قرآن شریف میں آئی تھیں۔

---

٩٠٠ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: أُتِيَ عَلِيٌّ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ۔

ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے کہا حضرت علی رض کے پاس بے دین لوگ لائے گئے ف آپ نے ان کو جلوا دیا یہ خبر عبداللہ بن عباس کو پہنچی تو انہوں نے کہا اگر میں حاکم ہوتا تو ان کو کبھی نہ جلواتا (دوسری طرح کی سزا دیتا) کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ میں جلانے سے منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا: آگ اللہ کا عذاب ہے تم اللہ کے عذاب سے کسی کو مت عذاب دو) میں ان کو قتل کروا ڈالتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اپنا مذہب بدل ڈالے (اسلام سے پھر جائے) اس کو قتل کر ڈالو ف۲

ف جن کو عربی میں زندیق کہتے ہیں جیسے نیچری طبعی دہری وغیرہ جو خدا کے قائل نہیں ہیں یا جو شریعت اور دین کو ٹھٹھا سمجھتے ہیں جہاں جیسا موقع ہوا ویسے بن گئے مسلمانوں میں مسلمان، ہندوؤں میں ہندو، نصاریٰ میں نصرانی۔ بعضوں نے کہا یہ لوگ جو حضرت علی رض کے سامنے لائے گئے تھے سبائی فرقہ کے تھے جن کا رئیس عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا جو بظاہر مسلمان ہو گیا تھا لیکن دل میں مسلمانوں کو تباہ اور برباد اور گمراہ کرنا اس کو منظور تھا اس نے ان لوگوں کو یہ سمجھایا کہ حضرت علی رض خدا کے اوتار ہیں جیسے ہندو مشرک سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں آدمی یا جانور کے بھیس میں آتا ہے اور اس کو اوتار کہتے ہیں۔ حضرت علی رض جب ان لوگوں کے اعتقاد پر مطلع ہوئے تو ان کو گرفتار کیا اور آگ میں جلوا دیا۔ لعنہم اللہ۔ ف۲ یعنی توبہ کر لینے کے بعد اگر وہ توبہ نہ کرے۔ بعضوں نے کہا زندیق سے توبہ لینے کی ضرورت نہیں۔

---

٩٠١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ ابْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا مجھ سے حمید بن ہلال نے بیان کیا کہا ہم سے ابو بردہ رض نے انہوں نے ابو موسیٰ اشعری

أَبِي مُوسَى قَالَ: أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَكِلَاهُمَا سَأَلَ، فَقَالَ: يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ، قَالَ: قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ فَقَالَ لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ وَلٰكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ إِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ اتَّبَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ أَلْقَى لَهُ وِسَادَةً قَالَ: انْزِلْ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوثَقٌ قَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ، قَالَ: اجْلِسْ، قَالَ: لَا أَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا أَمَّا أَنَا فَأَقُومُ وَأَنَامُ وَأَرْجُو فِي نَوْمَتِي مَا أَرْجُو مِنْ قَوْمَتِي۔

سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میرے ساتھ اشعر قبیلے کے دو شخص تھے (نام نامعلوم) ایک میرے داہنے طرف تھا دوسرا بائیں طرف اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے تھے دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدمت کی درخواست کی (یعنے حکومت اور عہدے کی) آپ نے فرمایا ابوموسیٰ یا عبداللہ بن قیس رض (راوی کو شک ہے) میں نے اس وقت عرض کیا یا رسول اللہ! اس پروردگار کی قسم جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے اپنے دل کی بات مجھ سے نہیں کہی تھی اور مجھ کو نہیں معلوم تھا کہ دونوں شخص خدمت چاہتے ہیں۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں جیسے میں اس وقت آپ کی مسواک دیکھ رہا ہوں وہ آپ کے ہونٹ کے نیچے اٹھی تھی آپ نے فرمایا جو کوئی ہم سے خدمت کی درخواست کرتا ہے ہم اس کو خدمت نہیں دیتے لیکن ابوموسیٰ یا عبداللہ بن قیس تو یمن کی حکومت پر جا (خیر ابوموسیٰ روانہ ہوئے) اس کے بعد آپ نے معاذ بن جبل رض کو بھی ان کے پیچھے روانہ کیا، ف۲ جب معاذ (یمن میں) ابوموسیٰ کے پاس پہنچے تو ابوموسیٰ نے ان کے بیٹھنے کے لیے گدہ بچھوایا اور کہنے لگے لیو سواری سے اترو (گدے پر بیٹھو) اس وقت ان کے پاس ایک شخص تھا (نام نامعلوم) جس کی مشکیں کسی ہوئی تھیں معاذ رض نے ابوموسیٰ رض سے کہا یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا یہ یہودی تھا پھر مسلمان ہوا، اب پھر یہودی ہو گیا ہے اور ابوموسیٰ رض نے معاذ رض سے کہا اجی تم (سواری پر سے اتر کر) بیٹھو تو اور انہوں نے کہا میں نہیں بیٹھنے کا جب تک اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق یہ قتل کیا جائے گا تین بار یہی کہا آخر ابوموسیٰ رض نے حکم دیا وہ قتل کیا

گیا ف۳ پھر (معاذ) بیٹھے اب دونوں نے رات کی عبادت (تہجد گزاری) کا ذکر نکالا معاذ نے کہا میں تورات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور مجھے امید ہے کہ سونے میں بھی مجھ کو وہی ثواب ملے گا جو نماز پڑھنے اور عبادت کرنے میں ف۴

ف۱ کیونکہ درخواست کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چکھنے کی نیت ہے ورنہ سرکاری خدمت ایک بلا ہے پرہیزگار اور عقلمند آدمی ہمیشہ اس سے بھاگتا رہتا ہے خصوصاً تحصیل یا عدالت کے خدمات ان میں اکثر ظلم اور جبر اور خلاف شرع کام کرنا ہوتا ہے ان دونوں کو تو میں کوئی خدمت نہیں دینے کا ف۲ آپ نے ولایت یمن کے دو حصے کرکے ایک حصہ کی حکومت ابوموسی اشعری کو اور دوسرے کی معاذ کو عنایت فرمائی ف۳ دوسری روایت میں ہے اس سے توبہ کرنے کو کہا گیا تھا لیکن اس نے انکار کیا ف۴ کیونکہ جب آدمی کا کھانا پینا سونا سب اس لیے ہو کہ عبادت کی طاقت پیدا ہو تو اس کے ہر کام میں ثواب ملتا ہے اس کی صراحت دوسری حدیث میں ہے۔

بَابُ قَتْلِ مَنْ أَبَى قَبُولَ الْفَرَائِضِ وَمَا نُسِبُوا إِلَى الرِّدَّةِ۔

باب ۔ جو شخص اسلام کے فرض ادا کرنے سے انکار کرے ف۱ اور جو شخص مرتد ہو جائے اس کا قتل کرنا۔

ف۱ مثلاً زکوٰۃ دینے سے انکار کرے تو اس سے جبراً زکوٰۃ وصول کی جائے اگر نہ دے اور لڑے تو اس سے لڑنا چاہیے یہاں تک کہ زکوٰۃ دینا قبول کرے امام مالک نے مؤطا میں کہا ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جو کوئی کسی فرض سے باز رہے اور مسلمان اس سے نہ لے سکیں تو واجب ہے اس پر جہاد کرنا۔

۹۰۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ ابوہریرہ نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے اور عرب کے کچھ لوگ کافر ہو گئے ف۱ تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا تم ان لوگوں سے کیسے لڑو گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا اس وقت تک حکم ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں پھر

سَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عِنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ: فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنْ قَدْ شَرَحَ اللهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ

جس نے لاالہ الااللہ کہہ لیا اس نے اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے بچا لیا البتہ کسی حق کے بدل اس کی جان یا مال کو نقصان پہنچایا جائے تو یہ اور بات ہے ف۲ اب اس کے دل میں کیا ہے اس کا حساب لینے والا اللہ ہے۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے کہا میں تو خدا کی قسم اس شخص سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے ف۳ اس لیے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (جیسے نماز جسم کا حق ہے) خدا کی قسم اگر یہ لوگ مجھ کو ایک بکری کا بچہ نہ دیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو میں اس کے نہ دینے پر ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضؓ نے کہا قسم خدا کی اس کے بعد میں سمجھ گیا کہ ابوبکر کے دل میں جو لڑائی کا ارادہ ہوا ہے، یہ اللہ نے ان کے دل میں ڈالا ہے اور میں پہچان گیا کہ ابوبکر کی رائے حق ہے ف۴۔

ف ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے اکثر عرب کے قبیلے کافر ہو گئے۔ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ مراد غطفان اور فزارہ اور بنی سلیم اور بنی یربوع اور بنی تمیم کے بعض قبائل ہیں ان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا آخر ابوبکر نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا ف۲ مثلاً کسی کا خون کرے یا کسی کا مال مارے ف۳ کیونکہ نماز بدن کا حق ہے اور زکوٰۃ مال کا حق ہے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضؓ بھی نماز کے منکر سے لڑنا درست جانتے تھے لیکن زکوٰۃ میں ان کو شبہ ہوا تو حضرت صدیق نے بیان کر دیا کہ نماز اور زکوٰۃ دونوں کا ایک حکم ہے دونوں اسلام کے فرائض ہیں ف۴ گویا حضرت عمر رضؓ کا اجتہاد ابوبکر صدیق کے اجتہاد کے مطابق ہو گیا حضرت عمر رضؓ نے ان کی تقلید کی۔

بَابٌ إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُصَرِّحْ، نَحْوَ قَوْلِهِ السَّامُ عَلَيْكَ۔

باب۔ اگر کافر ذمی اشارے کنائے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے صاف نہ کہے جیسے یہود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (السلام علیک کے بدل) السام علیک کہا کرتے تھے۔

۹۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا

ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن مروزی نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو شعبہ بن

شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ مَرَّ يَهُودِيٌّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَعَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَدْرُونَ مَا يَقُولُ؟ قَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَا نَقْتُلُهُ؟ قَالَ: لَا، إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ۔

حجاج نے انہوں نے ہشام بن زید بن انس بن مالک سے وہ کہتے تھے میں نے اپنے دادا انس بن مالکؓ سے سنا وہ کہتے تھے ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا کہنے لگا السام علیک (یعنی تم مرو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں صرف وعلیک کہا (تو بھی مرے گا) پھر آپ نے صحابہ سے فرمایا تم کو معلوم ہوا اس نے کیا کہا اس نے السام علیک کہا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (حکم ہو تو) اس کو مار ڈالیں آپ نے فرمایا نہیں جب کتاب والے (یہود و نصاری) تم کو سلام کیا کریں تو تم بھی یہی کہا کرو وعلیکم ف

ف چونکہ اس یہودی نے علانیہ پیغمبر صاحب کو برا نہیں کہا تھا صرف مرنے کی دعا کی تھی جو کچھ گالی نہیں ہے اس وجہ سے آپ نے اسکے قتل کا حکم نہیں دیا ابن منذر نے کہا اس پر اتفاق ہے سب علماء کا کہ اگر ذمی کافر پیغمبر صاحب کو صریح گالی دے تو اس کا قتل واجب ہو جاتا ہے اور اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور اگر مسلمان ایسا کرے تو مرتد ہو جاتا ہے بعضوں نے کہا اس سے توبہ کرانا بھی ضروری نہیں ہے اور فوراً قتل کیا جائے۔

٩٠٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ قُلْتُ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ: قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا انہوں نے سفیان بن عیینہ سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا یہود میں سے چند لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت چاہی (جب آئے تو) کہنے لگے السام علیک۔ میں نے جواب میں یوں کہا علیکم السام واللعنۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اللہ تعالیٰ نرمی کرتا ہے اور ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ان کا کہنا نہیں سنا ف آپ نے فرمایا میں نے بھی تو جواب دے دیا وعلیکم ف۲

ف سلام کے بدل سام کہا ف۲ یعنی تم بھی مرو گے موت سے کوئی بچنے والا نہیں۔

۹۰۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَمَالِكِ ابْنِ أَنَسٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمُوا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنَّمَا يَقُولُونَ: سَامٌ عَلَيْكَ فَقُلْ: عَلَيْكَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان بن عیینہ اور امام مالک سے ان دونوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی لوگ جب تم مسلمانوں میں سے کسی کو سلام کرتے ہیں تو سام علیک کہتے ہیں تم بھی جواب میں علیک کہا کرو۔

پ

بَابٌ۔

باب۔ ف

ف اس میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے گویا پہلے باب کی فصل ہے۔

۹۰۶- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے شقیق ابن سلمہ نے کہا ہم سے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا جیسے میں (اس وقت) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں ف آپ ایک پیغمبر (حضرت نوح علیہ السلام) کی حکایت بیان کر رہے تھے ان کی قوم والوں نے ان کو اتنا مارا کہ لہو لہان کر دیا وہ اپنے منہ سے خون پونچھتے جاتے اور یوں دعا کرتے جاتے پروردگار میری قوم والوں کو بخش دے وہ نادان ہیں ف۲

ف بعضے فقراء نے عبداللہؓ کے اس قول سے یہ دلیل لی ہے کہ تصور شیخ جائز ہے کیونکہ عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کیا ہم کہتے ہیں اس تصور میں کوئی قباحت نہیں یہ تو اکثر جب آدمی کسی کی بات نقل کرتا ہے تو اس کی صورت آئینۂ خیال میں مرتسم ہو جاتی ہے کلام اس شیخ کے تصور میں ہے جو وظیفہ یا عبادت کے وقت بعضے فقراء اپنے پیر و مرشد کی صورت صفحۂ خیال میں جماتے ہیں اور یہ تصور کرتے ہیں کہ مرشد کے سینے سے ہو کر فیض ان کے سینے میں آ رہا ہے اس قسم کا تصور بدعت ہے جس کی اصل کتاب و سنت سے بالکل نہیں ہے۔ ف۲ بعضوں نے کہا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی حکایت بیان کی۔ احد کے دن مشرکوں نے آپ کے چہرے اور سر پر پتھر مارے لہولہان کر دیا ایک دانت بھی آپ کا شہید کر ڈالا لیکن آپ یہی دعا کرتے رہے یا اللہ میری قوم والوں کو بخش دے وہ نادان

ہیں، سبحان اللہ! کوئی قومی جوش اور محبت پیغمبروں سے سیکھے نہ کہ آجکل کے لیکچروں سے جو قوم قوم پکارتے پھرتے ہیں لیکن دل میں ذرا بھی قوم کی محبت نہیں ہے اپنا گھر بھرنا چاہتے ہیں اس حدیث سے بخاری شریف نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے لئے بد دعا نہ کی جس نے آپ کو زخمی کیا تھا تو اشارہ اور کنایہ سے برا کہنے والا کیوں کر واجب القتل ہوگا۔

بَابُ قَتْلِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِينَ بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ، وَ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ - وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

باب ۔ خارجیوں اور بے دینوں سے ان پر دلیل قائم کرکے لڑنا۔ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ توبہ کے ۱۴ ویں رکوع میں) فرمایا اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کرنے کے بعد (یعنی ایمان کی توفیق دینے کے بعد) ان سے مواخذہ کرے جب تک ان سے بیان نہ کردے کہ فلاں فلاں کاموں سے بچے رہو ف اور عبداللہ بن عمرؓ (اس کو طبری نے وصل کیا) خارجی لوگوں کو بدترین خلق اللہ سمجھتے تھے۔ اور کہتے تھے انہوں نے کیا کیا جو آئتیں کافروں کے باب میں اتری تھیں ان کو مسلمانوں پر چپیب دیا ف۲

ف پھر بیان کرنے کے بعد اگر وہ اس کام کے مرتکب ہوں تو بے شک ان سے مواخذہ ہوگا اس آیت کو لاکر امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ خارجی یا رافضی وغیرہ لوگوں سے اگر حاکم اسلام لڑائی کرے تو پہلے ان کا شبہ رفع کرے ان کو سمجھا دے اگر اس پر بھی نہ مانیں تو ان سے جنگ کرے آیت سے یہ بھی نکلا کہ شریعت میں جس بات سے منع نہیں کیا اگر کوئی اس کو کرے تو وہ گمراہ نہیں کہا جائے گا نہ اس سے مواخذہ ہوگا ف۲ امام مسلم نے ابوذرؓ سے روایت کیا کہ خارجی تمام خلق اور مخلوقات میں بدتر ہیں اور بزاز نے مرفوعاً حضرت عائشہؓ سے نکالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجیوں کا ذکر کیا فرمایا یہ میری امت کے برے لوگ ہیں ان کو میری امت کے اچھے لوگ قتل کرینگے خارجی ایک مشہور فرقہ ہے جس کی ابتدا حضرت عثمانؓ کے اخیر خلافت سے ہوئی یہ لوگ ظاہر میں بڑے عابد زاہد اور قاری قرآن تھے مگر دل میں ذرا بھی قرآن کا نور نہ تھا۔ حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو شروع شروع میں یہ لوگ ان کے ساتھ رہے جب جنگ صفین ہو چکی اور تحکیم کی رائے قرار پائی اس وقت یہ لوگ حضرت علیؓ سے بھی الگ ہو گئے اور ان کو برا کہنے لگے کہ انہوں نے تحکیم کیسے قبول کی۔ حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ۔ ان کا سردار عبداللہ بن کوا تھا۔ حضرت علیؓ نے عبداللہ بن عباسؓ کو ان کو سمجھانے کے لیے بھیجا اور خود بھی سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا۔ آخر حضرت علیؓ نے ان کو نہروان میں قتل کیا چند لوگ بچ کر بھاگ نکلے ان ہی میں کا ایک عبدالرحمٰن بن ملجم ملعون تھا جس نے حضرت علیؓ کو شہید کیا یہ کمبخت خوارج حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ کی تکفیر کرتے ہیں اور کبیرہ گناہ کرنے والے کی نسبت کہتے ہیں

وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور حیض کی حالت میں عورت پر نماز کی قضا کرنا واجب جانتے ہیں غرض یہ ساری گمراہی ان کی اس وجہ سے ہوئی کہ قرآن کی تفسیر اپنے دل سے کرنے لگے اور صحابہ اور سلف صالحین کی تفسیر کا خیال نہ رکھا اور جو آیتیں کافروں کے باب میں تھیں وہ مومنوں کی شان میں کر دیں۔

٩٠٧- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ابْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا خَيْثَمَةُ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا فَوَاللهِ لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَةٌ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ حُدَّاثُ الأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے خیثمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا ہم سے سوید بن غفلہ نے حضرت علی رض نے کہا، جب میں تم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو خدا کی قسم اگر میں آسمان سے نیچے گر پڑوں یہ مجھ کو اس سے اچھا لگتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھوں ہاں جب مجھ میں تم میں آپس میں گفتگو ہو تو اس میں بات بنا کر کہنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ (آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے) لڑائی تدبیر اور مکر کا نام ہے ف۱ دیکھو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے اخیر زمانہ ف۲ قریب ہے جب ایسے لوگ (مسلمانوں میں) نکلیں گے جو نو عمر بے وقوف ہوں گے (ان کی عقل میں فتور ہوگا ظاہر میں) تو ساری خلق کے کلاموں میں جو بہتر ہے (یعنی حدیث شریف) وہ پڑھیں گے ف۳ مگر درحقیقت ایمان (کا نور) ان کے حلق کے تلے نہیں اترنے کا ف۴ وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے پار نکل جاتا ہے (اس میں کچھ لگا نہیں رہتا) تم ان لوگوں کو جہاں پانا (بے تامل) قتل کرنا ان کو جہاں پاؤ قتل کرنے میں قیامت کے دن ثواب ملے گا۔

ف۱ اس میں توریہ اور کنایہ اور تعریض سب درست ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جنگ میں توریہ کرتے جیسے اوپر گزر چکا ہے۔ ف۲ یعنی صحابہ کا اخیر زمانہ یا خلافت کا اخیر زمانہ اور یہی صحیح ہے کیونکہ یہ خارجی ۳۷ ہجری میں نکلے تھے اور صحابہ کا آخری زمانہ تو ۱۱۰ ہجری تک پہنچا۔ ف۳ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے جو سارے خلق کے کلام سے

بہتر ہے یعنے قرآن کی آیتیں پڑھیں گے ف۱ کیونکہ وہ صرف الفاظ رٹیں گے اس کے معنی اور مطلب سے جس کا بیان حدیث شریف میں ہے کچھ غرض نہ رکھیں گے۔

۹۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحَرُورِيَّةِ أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا أَدْرِي مَا الْحَرُورِيَّةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ إِلَى نَصْلِهِ إِلَى رِصَافِهِ فَيَتَمَارَى فِي الْفُوقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے سنا کہا مجھ کو محمد بن ابراہیم تیمی نے خبر دی انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور عطاء بن یسار سے وہ دونوں ابوسعید خدری کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کیا تم نے حروریہ کے باب میں کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ف۱ انہوں نے کہا حروریہ (وروریہ) تو میں جانتا نہیں مگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے، آپ فرماتے تھے اس امت میں اور یوں نہیں فرمایا اس امت میں سے ف۲ کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے سامنے حقیر جانو گے ف۳ اور قرآن کی تلاوت بھی کریں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترنے کا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر جانور میں سے پار نکل جاتا ہے (اس میں کچھ لگا نہیں رہتا) تیر مارنے والا تیر کو دیکھتا پھر تیر کے پیکان کو دیکھتا ہے پھر اس کے بار کو دیکھتا ہے دکیں کچھ نہیں) اس کے بعد جڑ میں (جو کمان سے لگتا ہے) اس کو شک ہوتی ہے شاید اس میں خون لگا ہو دمگر وہ بھی صاف) ف۴

ف۱ حروریہ یہ نسبت ہے حروراکی طرف نجدہ عامری خارجیوں کا رئیس وہیں سے نکلا تھا ف۲ مطلب یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اپنی امت میں شریک نہیں کیا ان کو کافر سمجھا۔ مگر امام مسلم کی روایت میں یوں ہے مِنْ أُمَّتِي تو شاید اس روایت میں امت سے امت اجابت اور صحیح مسلم کی روایت میں امت دعوت مراد ہے ف۳ وہ تم سے کہیں زیادہ یا تم سے کہیں عمدہ اچھی طرح نماز پڑھیں گے ف۴ اس حدیث سے یہ صاف نکلتا ہے کہ خارجی لوگ محض کفار ہیں ان میں ذرا بھی ایمان نہیں ہے مگر سلف اہل حدیث نے خارجی اور رافضی اور

معتزلی اور تمام اہل قبلہ کو اسلام سے خارج نہیں کیا ہے بلکہ ان کو مسلمان سمجھا ہے ہم کہتے ہیں کہ رافضی اور معتزلی کی بات اور ہے یہ لوگ اگرچہ بہت سی باتوں میں اہل سنت کے خلاف ہیں اور رافضی صحابہ کو بھی برا کہتے ہیں مگر وہ پیغمبر صاحب کے مخالف اور دشمن نہیں ہیں۔ رافضی لوگ اپنی غلط فہمی سے جن صحابہ کو برا سمجھتے ہیں وہ اسی وجہ سے کہ انہوں نے اپنی دانست میں ان صحابہ کو پیغمبر صاحب اور آپ کے اہلبیت کرام کا مخالف خیال کیا لیکن خارجی لوگ تو معاذاللہ پیغمبر صاحب کے دشمن ہیں کس لیے کہ آپ کے اہل بیت سے عداوت اور دشمنی رکھتے ہیں حضرت علی رضہ سے یا امام حسن رضہ اور امام حسین رضہ سے دشمنی رکھنا گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھنا ہے اور ایمان کا مدار محبت خدا اور محبت رسول پر ہے لاکھ نماز پڑھو، لاکھ روزے رکھو تہجد گزاری کرو، جب دل میں پیغمبر صاحب کی محبت نہ ہو تو کوئی فائدہ نہیں ہمارے زمانہ میں ایک بلا اور پھیل گئی ہے وہ یہ کہ ہمارے سلف اہل حدیث نے جو کسی اہل قبلہ یعنے رافضی، خارجی، معتزلی وغیرہ کو کافر نہیں سمجھا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ سب فرقے اصول اسلام کو مانتے تھے مثلاً توحید اور نبوت اور ملائکہ اور حشر اور نشر کو، اب اس زمانے میں جو ایک فرقہ نیچریوں کا نکلا ہے اور وہ نہ فرشتوں کو مانتا ہے نہ حشر اجساد کو نہ بہشت کو نہ دوزخ کو نہ شیطان کو۔ یہ فرقہ اہل قبلہ میں داخل نہیں ہو سکتا اور جو کوئی اس فرقہ کو روافض اور معتزلہ اور خوارج کی طرح اہل قبلہ میں داخل سمجھے وہ گمراہ ہے یہ فرقہ صریح کافر ہے اور جو کوئی اس کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے اور افسوس ہے کہ ہمارے زمانے میں بعضے مولویوں نے ایک مجلس بنام ندوۃ العلماء قائم کی تھی جس کے اغراض شروع شروع میں بہت عمدہ تھے یعنی عمومی مذہبی کاموں میں سب اہل قبلہ کا مل کر دنیا اور دین کی ترقی کے لیے کوشش کرنا اور بیجا تعصب اور عناد کی بیخ کنی کرنا مگر آخر اس کو ہماری قوم کا ادبار کہنا چاہیئے انہوں نے کیا غلطی کی کہ نیچریوں کو بھی اپنی مجلس میں شریک کر لیا اور ان کا اختلاف معتزلہ اور روافض کے اختلاف کی طرح قرار دیا، دوسری غلطی یہ ہے کہ اہل حدیث کو اپنی مجلس سے متنفر کر دیا گیا لگے ائمہ حدیث کو برا بھلا کہنے اس افراط اور تفریط پر بہت سے سچے مسلمان اس ندوے سے علیحدہ ہو گئے۔
یا اللہ ندوہ والوں کو نیک توفیق دے کہ وہ اپنی جماعت میں ان ہی لوگوں کو شریک کریں جو واقعی اہل قبلہ ہیں اور اسلام کے اصول کو بلا تاویل تسلیم کرتے ہیں جیسے ملائکہ اور شیطان اور حشر اور نشر اور دوزخ اور بہشت کو اور جو لوگ اصول اسلام کی بھی قرامطہ اور باطنیہ کی طرح تاویل کرتے ہیں جیسے ہمارے زمانہ کے نیچروں کا حال ہے کہ وہ شیطان اور فرشتوں کو ایک قوت بتلاتے ہیں، حشر اجساد کا انکار کرتے ہیں وہ ہرگز اہل قبلہ نہیں ہیں ان کو فوراً اپنی مجلس سے علیحدہ کر دیں حتی یصیر الناس الی فسطاطین فسطاط ایمان لا نفاق فیہ وفسطاط نفاق لا ایمان فیہ۔

---

۹۰۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ الْحَرُورِيَّةَ

ہم سے یحیی بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ سے عمر بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر بن خطاب نے ان کے والد نے عبداللہ بن عمر رضہ سے نقل کیا انہوں نے حروریہ (خوارج) کا ذکر کیا اور کہنے

فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْرُقُونَ مِنَ الإِسْلامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔

لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کی شان میں) یوں فرمایا ہے وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکاری جانور سے پار نکل جاتا ہے۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ وَأَنْ لَا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ۔

باب۔ دل ملانے کے لیے کسی مصلحت سے کہ لوگوں میں نفرت پیدا نہ ہو، خارجیوں کو قتل نہ کرنا۔

۹۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَاءَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ ذِي الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيمِيُّ فَقَالَ: اعْدِلْ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ: وَيْلَكَ مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ، قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ: دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ: دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ فِي قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ أَوْ قَالَ ثَدْيَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ قَالَ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے ابوسعید خدری رضی سے انہوں نے کہا ایک بار ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کر رہے تھے ف اتنے میں عبداللہ بن ذی الخویصرہ تیمی آن پہنچا کہنے لگا یا رسول اللہ انصاف کرو آپ نے فرمایا ارے تیری خرابی اگر میں انصاف نہ کروں گا تو پھر (دنیا میں) کون انصاف کرے گا یہ سن کر حضرت عمر رضی نے عرض کیا یا رسول اللہ حکم دیجیے اس کی گردن اڑا دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں جانے دے اس کے کچھ ساتھی ہوں گے ف۲ جن کی نماز کو دیکھ کر تم لوگ اپنی نماز حقیر جانو گے اور جن کا روزہ دیکھ کر تم لوگ اپنا روزہ حقیر جانو گے ف۳ (اور اصل حقیقت میں) دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر جانور میں سے پار ہو جاتا ہے تیر کے پر کو دیکھے تو اس میں بھی کچھ لگا نہیں، پیکان کو دیکھے اس میں بھی کچھ نہیں باڑ کو دیکھے تو اس میں بھی کچھ نہیں، اس کی لکڑی کو دیکھو اس میں بھی کچھ نہیں وہ تو لید، گوبر خون سب کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ گیا (صاف ستھرا نکل گیا) ان لوگوں کی (جب یہ پیدا ہوں گے) نشانی یہ ہے ان میں ایک شخص ہوگا ایک ہاتھ عورت کی چھاتی کی طرح

مِثْلَ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ جِيْءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، فَنَزَلَتْ فِيْهِ۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ۔

یا یوں فرمایا گوشت کے تھل تھل کرتے لوتھڑے کی طرح ہوگا یہ لوگ اس وقت پیدا ہوں گے جب مسلمانوں میں پھوٹ پڑی ہوگی ف۵ ابو سعید خدری کہتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضؓ نے (نہروان میں) ان لوگوں کو قتل کیا میں بھی ان کے ساتھ تھا ف۶ یہ شخص لایا گیا اس کی وہی شکل تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھی ف ابو سعید نے کہا اسی عبداللہ بن ذی الخویصرہ کے باب میں (سورۂ توبہ کی) یہ آیت اتری، بعضے لوگ ایسے ہیں جو تجھ پر (صدقہ) خیرات کی تقسیم میں عیب لگاتے ہیں۔

ف۱ وہ سونا جو حضرت علی رضؓ نے یمن سے بھیجا تھا ۹ھ ہجری میں ف۲ یہ سونا آپ نے چار آدمیوں کو دے دیا اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن اور علقمہ بن علاثہ اور زید طائی کو ف۳ اس کی نسل سے کچھ لوگ آئندہ پیدا ہوں گے ف۴ ظاہر میں ایسے عابد زاہد متقی ہوں گے ف۵ دو گروہ ہوں گے جیسے علی رضؓ اور معاویہ کے زمانے میں ہوا۔ ف۶ جب لڑائی ہو چکی تو مُردوں میں سے ف ایک ہاتھ پستان کی طرح تھل تھل کرتا ہوا۔

۹۱۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا يُسَيْرُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا؟ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ وَأَهْوٰى بِيَدِهٖ قِبَلَ الْعِرَاقِ يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے کہا ہم سے یسیر ابن عمرو نے کہا میں نے سہل بن حنیف رضؓ (بدری صحابی) سے پوچھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خارجیوں کے باب میں بھی کچھ سنا ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا۔ فرماتے تھے۔ اس ملک سے کچھ ایسے لوگ نکلیں گے جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن ان کی ہنسلیوں کے نیچے نہیں اترنے کا یہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور کے پار نکل جاتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ۔

باب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو گروہ ایسے آپس میں نہ لڑیں جس کا دعویٰ ایک ہی ہو ف

ف ہر ایک کہے ہم حق پر ہیں مراد معاویہؓ اور حضرت علیؓ کا گروہ ہے یہ دونوں گروہ اسلام کے مدعی تھے اور ہر ایک سمجھتا تھا کہ میں حق پر لڑ رہا ہوں چنانچہ حضرت علی رضؓ سے یہ منقول ہے کہ انہوں نے معاویہ رضؓ کے گروہ کی نسبت فرمایا اخواننا بغوا علینا ہمارے بھائی جو ہم پر چڑھ آئے۔

٩١٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو گروہ ایسے آپس میں نہ لڑیں جن کا دعویٰ ایک ہی ہو (دونوں اسلام کا دعویٰ کریں)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَأَوِّلِينَ۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ ابْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي

باب۔ تاویل کرنے والوں کا بیان ف اور لیث بن سعد نے کہا (اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا) مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی ان سے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبد قاری نے بیان کیا انہوں نے حضرت عمر رضؓ سے انہوں نے کہا میں نے ہشام بن حکیم (صحابی) کو سورہ فرقان پڑھتے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کان لگا کر جو سنتا ہوں تو معلوم ہوا کہ وہ ایسی بہت سی قراٰتوں پر پڑھ رہے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہیں پڑھائی تھیں قریب تھا کہ میں نماز ہی میں ان پر حملہ کر بیٹھوں مگر میں ٹھہرا رہا جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے اسی کی چادر یا اپنی چادر ان کے گلے میں ڈالی (کہیں بھاگ نہ جائیں) میں نے ان سے پوچھا

الصَّلَاةِ فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ أَوْ بِرِدَائِي، فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ لَهُ: كَذَبْتَ فَوَاللَّهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُهَا فَانْطَلَقْتُ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا وَأَنْتَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ، اقْرَأْ يَا هِشَامُ، فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُهَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَكَذَا أُنْزِلَتْ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَأْ يَا عُمَرُ، فَقَرَأْتُ فَقَالَ: هَكَذَا أُنْزِلَتْ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔

تم کو یہ سورت کس نے پڑھائی وہ کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کس نے، میں نے کہا تم غلط کہتے ہو خدا کی قسم یہی سورت جو تم نے پڑھی اور میں نے سنی مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے ف آخر میں ان کو گھسیٹتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے ان کو سورۂ فرقان اور طرح پڑھتے سنا یعنی اس کے خلاف جس طرح پر آپ نے مجھ کو پڑھائی ہے حالاں کہ یہ سورت خود آپ نے مجھ کو پڑھائی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرؓ ہشامؓ کو چھوڑ دے پھر ہشامؓ سے فرمایا پڑھ انہوں نے اسی طرح پڑھا جس طرح میں ان کو پڑھتے سنا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں یہ سورت اسی طرح اتری ہے پھر آپ نے مجھ سے فرمایا عمرؓ تو پڑھ میں نے پڑھا آپ نے فرمایا ہاں یہ سورت اسی طرح اتری ہے اس کے بعد فرمایا دیکھو یہ قرآن سات طرح پر (سات زبانوں پر عرب کے) اترا ہے جس طرح آسان معلوم ہو پڑھو ۔

ف زبان عرب میں تاویل کے بہت سے معنے آئے ہیں یہاں تاویل سے مراد توجیہ ہے جو کوئی کسی کام کے لیے کوئی وجہ شرعی قائم کر کے اس کو کرے، حافظ نے کہا اگر مسلمان کو بلا تاویل یعنی بلا وجہ شرعی کافر کہا تو وہ خود کافر ہو جائے گا اور اگر تاویل سے کہا اور تاویل نادرست ہے تو بھی گناہ گار اور قابل مذمت ہوگا مگر کافر نہ ہوگا ۔ اور اگر تاویل درست ہے تو قابل مذمت نہ ہوگا مگر حجت قائم کر کے اس کو صواب کی طرف لائیں گے جو علماء نے کہا کہ تاویل کرنے والا معذور ہے وہ گناہ گار نہ ہوگا اس سے مراد وہی تاویل جو لغت عرب اور محاورے اور وجہ شرعی سے درست ہو۔ مترجم

کہتا ہے ایسی تاویلیں کرنا جو لغت عرب اور محاورے کے اعتبار سے نادرست ہوں یا دوسرے نصوص صحیحہ شرعیہ کے خلاف ہوں تحریف اور تکذیب کے حکم میں ہیں اور اس قسم کی تاویل کرنے والے بالاتفاق علماء زندیق اور کافر ہیں جیسے قرامطہ باطنیہ آیات قرآنی کی کیا کرتے تھے مثلاً کہتے تھے اللہ عالم ہے یعنی علم عطا کرتا ہے، قادر ہے یعنی قدرت عطا فرماتا ہے فی ذاتہ وہ علم و قدرت سے موصوف نہیں ہے کعبہ سے مراد مومن کا نفس ہے۔ شیطان سے مراد قوت شہویہ اور غضبیہ ہے جبریل سے مراد قوت الہامیہ ہے بہشت سے مراد نفس کی لذت ہے ادراک علوم اور معارف ہیں۔ دوزخ کی آگ سے مراد جہالت اور نادانی کا رنج اور شہوات جسمانی کے چھوٹ جانے کا غم ہمارے زمانہ میں ان قرامطہ کے پیرو چند لوگ پیدا ہوئے ہیں جن کو نیچر کہتے ہیں ان کی تاویلات بھی اسی قسم کی ہیں وہ بھی کافر ہیں ان کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے ف۲ اور تم اس کے خلاف پڑھتے ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ف۳ باب کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ حضرت عمرؓ نے جو حکیمؓ کے گلے میں چادر ڈالی ان کو کھینچتے ہوئے لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی مواخذہ نہیں کیا کیونکہ حضرت عمرؓ اپنے نزدیک یہ سمجھے کہ وہ ایک ناجائز قرأت کر رہے ہیں گویا تاویل کرنے والے ٹھہرے۔

۹۱۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا: أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو وکیع نے خبر دی۔ دوسری سند، امام بخاری نے کہا ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم کو وکیع نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ بن قیس سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے، انہوں نے کہا جب (سورۂ انعام کی) یہ آیت اتری اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بہت سخت گزری، وہ کہنے لگے ہم میں کون ایسا ہے جس نے اپنی جان پر ظلم (یعنی گناہ) نہ کیا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت کا وہ مطلب نہیں ہے بلکہ ظلم سے وہ (شرک) مراد ہے جو لقمان کے اس کلام میں ہے یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ف۱۔

ف۱ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ ترجمہ باب کی مطابقت اس طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم کی تاویل شرک کے ساتھ کی کیونکہ ظلم کا ظاہری معنیٰ تو گناہ ہے جو ہر گناہ کو شامل ہے اور یہ تاویل خود شارع نے بیان کی ایسی

تاویل بالاتفاق مقبول ہے قسطلانی نے کہا مطابقت اس طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جب انہوں نے ظلم کی تاویل مطلق گناہ سے کی بلکہ ان کو دوسرا صحیح معنے بتلا دیا۔

٩١٤- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: سَمِعْتُ عُتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ غَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ: أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَّا ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا تَقُولُوهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ قَالَ: بَلَى، قَالَ: فَإِنَّهُ لَا يُوَافِي عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو محمود بن ربیع نے خبر دی کہا میں نے عتبان بن مالکؓ سے سنا انہوں نے کہا صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان پر تشریف لائے تو ایک شخص نے پوچھا مالک بن دخشن کہاں ہے ایک شخص (خود عتبان) کہنے لگا وہ منافق ہے اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو یہ گمان نہیں ہے کہ وہ اللہ کی رضامندی کے لیے لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے اس نے کہا ہاں یہ تو ہے (یعنی لا الٰہ الا اللہ تو کہتا ہے) آپ نے فرمایا بس جو کوئی قیامت کے دن لا الٰہ الا اللہ کو لے کر آئے گا اللہ اس پر دوزخ حرام کر دے گا ف

ف یعنی دوزخ کا وہ طبقہ جس میں کافر اور مشرک رہیں گے یا دوزخ میں ہمیشہ رہنا، باب کی مناسبت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر جنھوں نے مالک کو منافق کہا کوئی مواخذہ نہیں کیا اس لیے کہ وہ تاویل کرنے والے تھے یعنی مالکؓ کے حالات دیکھ کر اس کو منافق سمجھتے تھے گو ان کا گمان غلط ہو۔

٩١٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ فُلَانٍ قَالَ: تَنَازَعَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَحِبَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ لِحِبَّانَ: لَقَدْ عَلِمْتُ الَّذِي جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ يَعْنِي عَلِيًّا قَالَ مَا هُوَ لَا أَبَا لَكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ وضاح یشکری نے انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سلمی سے انہوں نے فلاں شخص (سعید بن عبیدہ) سے انہوں نے کہا ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن ربیعہ) اور حبان بن عطیہ نے جھگڑا کیا، ابوعبدالرحمٰن، حبان سے کہنے لگے میں جانتا ہوں جس وجہ سے تمہارے صاحب یعنی حضرت علیؓ کو اس خونریزی کی جرأت ہوئی ہے حبان نے کہا

يَقُولُهُ، قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ وَأَبَا مَرْثَدٍ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ: انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: هَكَذَا قَالَ أَبُو عَوَانَةَ حَاجٍ فَإِنَّ فِيهَا امْرَأَةً، مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَأْتُونِي بِهَا فَانْطَلَقْنَا عَلَى أَفْرَاسِنَا حَتَّى أَدْرَكْنَاهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسِيرُ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا وَكَانَ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ بِمَسِيرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقُلْنَا: أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكِ؟ قَالَتْ: مَا مَعِي كِتَابٌ فَأَنَخْنَا بِهَا بَعِيرَهَا فَابْتَغَيْنَا فِي رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا، فَقَالَ صَاحِبَايَ مَا نَرَى مَعَهَا كِتَابًا قَالَ: فَقُلْتُ: لَقَدْ عَلِمْنَا مَا كَذَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَلَفَ عَلِيٌّ وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ فَأَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الصَّحِيفَةَ فَأَتَوْا بِهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ خَانَ اللهَ وَالرَّسُولَ وَالْمُؤْمِنِينَ دَعْنِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ

بتلاتو وہ کیا ہے تیرا باپ نہیں ف ابو عبدالرحمٰن نے کہا حضرت علی رض کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر بن عوام اور ابو مرثد غنوی تینوں کو جو گھوڑے کے سوار تھے بھیجا فرمایا تم روضۂ خاخ پر جاؤ (جو ایک مقام ہے مدینہ سے بارہ میل پر) ابو سلمہ ف۲ کہتے ہیں ابو عوانہ نے (خاخ کے بدل) حاج کہا ہے ف۳ وہاں ایک عورت ملے گی اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہے جو مکہ کے مشرکین کے نام ہے تم وہ خط اس سے چھین لاؤ ہم لوگ گھوڑوں پر سوار روانہ ہوئے اس عورت کو پکڑ لیا جہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہیں وہ عورت ملی ایک اونٹ پر سوار جا رہی تھی اس خط میں مکہ کے مشرکوں کو حاطب نے خبر دی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (بڑی فوج لے کر) ان کی طرف آنے والے ہیں خیر ہم نے اس عورت سے کہا اب وہ خط کہاں ہے؟ جو تو لائی ہے اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے آخر ہم نے اس کا اونٹ بٹھایا اور اس کے اسباب میں سے خط کو تلاش کیا لیکن کوئی خط نہیں ملا میرے رفیق (زبیر رض اور ابو مرثد رض) کہنے لگے خط تو اس کے پاس نہیں ملا اب اس کو چھوڑ دینا چاہیئے) میں نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے ہم کو اس کا یقین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ نہیں فرماتے اس کے بعد میں نے اس عورت سے کہا خدا کی قسم تو خط نکالتی ہے تو نکال ،نہیں تو میں تجھ کو ننگا کروں گا ،جب اس نے اپنا ہاتھ نیفے کی طرف بڑھایا ایک چادر باندھے ہوئے تھی (اوپر سے کمر کس لی تھی) اور خط نکال کر دیا پھر (ہم تینوں شخص)، وہ خط لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (میں نے اس کا مضمون آپ کو پڑھ کر سنایا) حضرت عمر رض کہنے لگے یا رسول اللہ اس نے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا حَاطِبُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَالِي أَنْ لَا أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَلَكِنِّي أَرَدْتُ أَنْ تَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يُدْفَعُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَهُ هُنَالِكَ مِنْ قَوْمِهِ مَنْ يَدْفَعُ اللهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ قَالَ: صَدَقَ لَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا قَالَ: فَعَادَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ دَعْنِي فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ: أَوَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ أَوْجَبْتُ لَكُمُ الْجَنَّةَ فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ

اللہ اور اس کے رسُول کی اور مومنین کی خیانت کی ہے مجھ کو اسکی گردن مارنے دیجیے آپ نے فرمایا حاطبؓ کہہ تو، تو نے ایسا کام کیوں کیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بھلا یہ بھی کوئی بات ہے میری کیا عقل ماری گئی ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ رکھوں ولا میرا مطلب اس خط کے لکھنے سے یہ تھا کہ میرا ایک احسان ان مکہ کے کافروں پر ہو جائے جس کی وجہ سے میں اپنی جائیداد اور بال بچوں کو (ان کے ہاتھ سے) بچالوں۔ بات یہ ہے کہ آپ کے جتنے دوسرے اصحاب ہیں ان کے عزیز و اقربا وہاں موجود ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے بال بچوں اور جائداد پر کوئی آفت نہیں آنے دیتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا، حاطبؓ سچ کہتا ہے، حاطبؓ کی نسبت وہی بات کہو جو بھلی ہو (کوئی بُری بات ان کے حق میں نہ کہو) حضرت عمرؓ نے پھر وہی کہا یا رسول اللہ اس نے اللہ اور اس کے رسُول اور مومنین سے خیانت کی ہے۔ اس کی گردن مارنے دیجیے۔ آپ نے فرمایا کیا حاطب بدر والوں میں سے نہیں ہے اور عمرؓ تو کیا جانے بدر والوں کو تو اللہ تعالیٰ نے (عرش پر سے) جھانکا اور فرمایا تم کیسے بھی عمل کرو (بشرطیکہ کفر اور شرک نہ کرو) میں تو تمہارے لیے بہشت میں جانا لازم کر چکا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ آبدیدہ ہو گئے (خوشی سے آنکھوں میں آنسو آگئے) اور کہنے لگے اللہ اور اس کا رسول (ہم لوگوں سے زیادہ ہر بات کی حقیقت) جانتا ہے ولا۔

ولا یہ ایک کلمہ ہے جو عرب کے محاورے میں اس وقت کہا جاتا ہے جب ایک شخص ایک عجیب بات کہتا ہے مطلب یہ ہے کہ تمہارا کوئی سکھانے والا نہ تھا ادب دینے والا نہ تھا جب تو تو ایسا نالائق رہا یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے اور بیان ہو چکا ہے کہ ابو عبدالرحمٰن عثمانی تھے، یعنی حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ سے افضل جانتے تھے اور حبان بن عطیہ حضرت علیؓ کے جانبدار تھے حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ سے افضل جانتے تھے، یہ بھی بیان ہو چکا

ہے کہ عبدالرحمٰن کا یہ گمان حضرت علی رضؓ کی نسبت غلط تھا، حضرت علی رضؓ کی یہ شان نہیں کہ وہ بے وجہ شرعی مسلمانوں کی خونریزی کرتے، انہوں نے جو کچھ کیا بہ حکم شرعی کیا۔ ف۲ موسیٰ بن اسمٰعیل امام بخاری کے شیخ۔ ف۳ نووی نے کہا یہ ابوعوانہ کی غلطی ہے اور صحیح خاخ ہے۔ ف۴ کافر اور مشرک ہو جاؤں، ابن عباس رضؓ کی روایت میں ہے خدا کی قسم میں اللہ اور اس کے رسول کا سچا خیر خواہ ہوں ف۵ اور میرے تو وہاں کوئی ایسے عزیز اور اقربا نہیں ف۶ یہ حدیث اوپر کئی بار گزر چکی ہے۔ باب کا مطلب اس سے اس طرح نکلا کہ حضرت عمر رضؓ نے اپنے نزدیک حاطبؓ کو خائن سمجھا بلکہ ایک روایت میں یوں ہے کہ ان کو منافق بھی کہا مگر چونکہ حضرت عمر رضؓ کے ایسا خیال کرنے کی ایک وجہ تھی یعنی ان کا خط پکڑا جانا جس میں اپنی قوم کا نقصان تھا تو گویا وہ تاویل کرنے والے تھے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کوئی مواخذہ نہیں کیا۔ اب یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایک بار جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطبؓ کی نسبت یہ فرمایا کہ وہ سچا ہے تو پھر دوبارہ حضرت عمر رضؓ نے ان کو مار ڈالنے کی اجازت کیونکر چاہی اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر کی رائے ملکی اور شرعی قانون ظاہری پر مبنی ہے جو شخص اپنے بادشاہ یا اپنی قوم کا راز دشمن پر ظاہر کرے اس کی سزا موت ہے اور ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے کہ وہ سچا ہے ان کی پوری تشفی نہیں ہوئی کیونکہ سچے ہونے کی صورت میں بھی ان کا عذر اس قابل نہ تھا کہ اس جرم کی سزا سے وہ بری ہوتے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے سب قصور معاف کر دیے ہیں تو اب ان کو تسلی ہو گئی، پروردگار بادشاہ خود مختار ہے اس کو اختیار ہے کہ بڑے سے بڑے مجرم کو بھی معافی دے۔ سبحان اللہ جب اہل بدر کا یہ درجہ ہو کہ ان کے لیے بہشت میں جانا اللہ نے لازم کر دیا ہے گو وہ کیسے ہی قصور کریں تو اب شیعہ کس منہ سے بدری صحابیوں پر الزام دھرتے ہیں اور ان کے بہشتی ہونے میں شبہ کرتے ہیں شاید اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دوزخ لازم کر دی ہے یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

کتاب الإکراہ

کتاب زور زبردستی کرنے کے بیان میں

وَقَوۡلِ اللّٰہِ تَعَالٰی - اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ وَقَلۡبُہٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِیۡمَانِ وَلٰکِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡکُفۡرِ صَدۡرًا فَعَلَیۡہِمۡ

اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نحل میں) فرمایا مگر اس پر گناہ نہیں جس پر زور زبردستی کی جائے اور اس کا دل ایمان پر مضبوط ہو، البتہ جب کوئی دل کھول کر (خوشی سے) کفر اختیار کرے تو ایسے

غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ وَقَالَ - إِلَّآ أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً - وَهِيَ تَقِيَّةٌ، وَقَالَ - إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ إِلَى قَوْلِهِ - وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا، فَعَذَرَ اللّٰهُ الْمُسْتَضْعَفِينَ الَّذِينَ يَمْتَنِعُونَ مِنْ تَرْكِ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ وَالْمُكْرَهُ لَا يَكُونُ إِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُمْتَنِعٍ مِنْ فِعْلِ مَا أُمِرَ بِهِ، وَقَالَ الْحَسَنُ، التَّقِيَّةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيمَنْ يُكْرِهُهُ اللُّصُوصُ فَيُطَلِّقُ لَيْسَ بِشَيْءٍ أَوْ بِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ -

لوگوں پر اللہ کا غصہ اترے گا اور ان کو بڑا عذاب ہوگا اور (سورۂ آل عمران میں) فرمایا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تم کافروں سے اپنے تئیں بچانے کے لیے کچھ بچاؤ کر لو (ظاہر میں ان کے دوست بن جاؤ) یعنی تقیہ کر لو اور (سورۂ نسا میں) فرمایا جن لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے فرشتے جب ان کی جان نکالتے ہیں تو پوچھتے ہیں تم دنیا میں کیسے کام کرتے رہے وہ کہتے ہیں (ہم کیا کرتے) بالکل دنیا میں کمزور تھے (دشمنوں سے ڈرتے تھے) اخیر آیت واجعل لنا من لدنك نصيرا تک امام بخاری نے کہا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کمزور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام بجا نہ لانے پر معذور رکھا ہے اور جس پر زور زبردستی کی جائے وہ بھی کمزور ہی ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس بات سے منع کیا ہے اس کے ارتکاب پر مجبور کیا جاتا ہے اور امام حسن بصری نے کہا تقیہ قیامت تک قائم رہے گا اور ابن عباس نے کہا (اس کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا) اگر چوروں ڈاکو کسی پر زبردستی کریں اور اس سے اس کی جورو کو طلاق دلوا دیں تو طلاق نہیں پڑنے کا۔ ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ اور شعبی اور حسن بصری کا بھی یہی قول ہے ف۳ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام عمل نیت سے صحیح ہوتے ہیں ف۴ ۔

ف تقیہ ہماری شریعت میں جائز ہے جب تک آدمی کو اپنی جان مال یا عزت آبرو جانے کا ڈر ہو اس پر بھی اگر تقیہ نہ کرے اور مصیبت پر صبر کرے تو اور زیادہ اجر و ثواب ملے گا لیکن ہم لوگ رافضیوں کی طرح تقیہ کو اپنا شعار نہیں بنا لیتے کہ ضرورت بے ضرورت ہر وقت تقیہ کرتے رہیں، یہ بڑی بزدلی اور بے شرمی کی دلیل ہے۔ ف۲ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ف۳ ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ کے اثروں کو حمیدی نے اپنی جامع میں اور بیہقی نے وصل کیا اور شعبی کے اثر کو عبدالرزاق نے اور حسن بصری کے اثر کو سعید بن منصور نے ف۴ یہ حدیث کتاب الایمان میں موصولاً گزر چکی ہے اس حدیث سے بھی امام بخاری نے یہ دلیل لی ہے کہ جس شخص سے زور زبردستی سے طلاق دلایا جائے تو طلاق واقع نہ ہوگا کیونکہ اس کی نیت طلاق کی نہ تھی ۔

۹۱۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ هِلَالِ ابْنِ أُسَامَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوا فِي الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ ابْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَالْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَابْعَثْ عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ-

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے خالد بن یزید سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے انہوں نے ہلال بن اسامہ سے ان کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی انہوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (عشاء کی نماز میں قنوت کی) دعا مانگتے تھے (جب رکوع سے سر اٹھاتے یوں فرماتے یا اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام اور ولید بن ولید کو نجات دلوا دے یا اللہ! کمزور مسلمانوں کو (جو مکہ کے کافروں کی قید میں تھے) نجات دلوا دے، یا اللہ مضر کے کافروں کو خوب زور سے پیس ڈال اور ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی طرح قحط سالیاں بھیج ف

ف اس حدیث سے امام بخاری نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ کمزور مسلمان مکہ کے کافروں کے ہاتھ میں گرفتار تھے ان کے زور زبردستی سے ان کے کفر کے کاموں میں شریک رہتے ہوں گے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں ان کو مومن فرمایا اگر زور زبردستی سے کفر کی باتیں کرنا کفر ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مومن نہ فرماتے۔

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ

باب۔ اگر کوئی شخص باوجود زور زبردستی کے کفر کی بات نہ کرے اور مار کھانا یا قتل ہونا یا ذلیل ہونا گوارہ کرے ف۔

ف تو اس کی فضیلت بعضوں نے کہا ہے کہ قتل کا جب ڈر ہو تو کلمہ کفر منہ سے نکال دینا اور جان بچانا بہتر ہے لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے صحیح یہی ہے کہ صبر کرنا افضل ہے۔ اور باب میں بلال کی حدیث بھی جو اوپر گذر چکی ہے کہ امیہ بن خلف ان کو سخت سخت تکلیفیں دیتا اور وہ صبر کرتے۔

۹۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ حَوْشَبٍ الطَّائِفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ

ہم سے محمد بن عبداللہ بن حوشب طائفی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے ابوقلابہ عبداللہ بن زید جرمی سے انہوں نے انس رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلاثٌ مَنْ کُنَّ فِیہِ وَجَدَ حَلاوَۃَ الإِیمَانِ أَنْ یَکُونَ اللّٰہُ وَرَسُولُہُ أَحَبَّ إِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَأَنْ یُحِبَّ الْمَرْءَ لا یُحِبُّہُ إِلَّا لِلّٰہِ وَأَنْ یَکْرَہَ أَنْ یَعُودَ فِی الْکُفْرِ کَمَا یَکْرَہُ أَنْ یُقْذَفَ فِی النَّارِ۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ (اس کی حلاوت) پائے گا ایک تو یہ کہ اس کو اللہ اور اس کے رسول سے سب لوگوں سے زیادہ محبت ہو، دوسرے کسی سے (مرد مومن سے) اللہ کے لیے محبت رکھے (نہ کسی دنیاوی غرض سے) تیسرے پھر کافر بننا اس کو اتنا ناگوار ہو جتنا آگ میں جھونکا جانا ف

ف اس باب کا مطلب یوں نکلا کہ قتل اور خواری اور ضرب سب اس سے آسان ہے کہ آدمی آگ میں جلایا جائے جب کفر اختیار کرنا اس نے آگ میں جلائے جانے کے برابر سمجھا تو مار پیٹ یا ذلت یا قتل کو وہ آسان سمجھے گا لیکن کفر کا کلمہ نکالنا گوارہ نہ کرے گا۔

۹۱۸۔ حَدَّثَنَا سَعِیدُ بْنُ سُلَیْمَانَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ إِسْمَاعِیلَ سَمِعْتُ قَیْسًا سَمِعْتُ سَعِیدَ بْنَ زَیْدٍ یَقُولُ لَقَدْ رَأَیْتُنِی وَأَنَّ عُمَرَ مُوثِقِی عَلَی الإِسْلامِ وَلَوِ انْقَضَّ أُحُدٌ مِمَّا فَعَلْتُمْ بِعُثْمَانَ کَانَ مَحْقُوقًا أَنْ یَنْقَضَّ۔

ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے عباد بن عوام نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے کہا میں نے قیس بن ابی حازم سے سنا کہا میں نے سعید بن زیدؓ سے وہ کہتے تھے میں نے اپنے تیئں اس حال میں دیکھا ہے کہ عمر (میرے بہنوئی) نے مجھ کو مسلمان ہو جانے پر باندھ کے رکھا تھا مارا پیٹا بھی تھا) اور عثمان پر جو تم نے ظلم کیا ہے ف۱ اگر اس ظلم پر احد پہاڑ پھٹ کر گر جاتا تو بیشک بجا ہوتا ف۲

ف۱ ان کا محاصرہ کیا کھانا پانی بند کیا اخیر مار ڈالا۔ ف۲ باب کا یوں مطلب نکلا کہ سعید بن زیدرضؓ اور ان کی بی بی نے جو حضرت عمرؓ کی بہن تھیں ذلت خواری مار پیٹ سب گوارہ کیا لیکن اسلام سے نہ پھرے اور حضرت عثمان رضؓ نے قتل ہونا گوارا کیا مگر باغیوں کا کہنا منظور نہ کیا تو کفر پر بطریق اولیٰ قتل ہو جانا گوارا کرتے۔

۹۱۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا یَحْیَی عَنْ إِسْمَاعِیلَ: حَدَّثَنَا قَیْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الأَرَتِّ قَالَ، شَکَوْنَا إِلَی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے کہا ہم سے قیس بن ابی حازم نے انہوں نے خباب بن ارتؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُو لَنَا فَقَالَ: قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا فَيُجَاءُ بِالْمِيشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ فَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَاللَّهِ لَيُتِمَّنَّ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ۔

کعبے کے سائے میں ایک چادر پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اسوقت ہم نے آپ سے کافروں کی ایذا دہی کا شکوہ کیا اور ہم نے کہا آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں چاہتے، دعا نہیں فرماتے آپ نے فرمایا تم سے پہلے اگلے زمانہ میں لوگوں کو اتنی تکلیف دی جاتی کہ زمین میں ایک کھڈا کھود کر اس میں گاڑ دیتے اور اوپر سے آرا لاکر اس کے سر پر چلاتے چیر کر دو ٹکڑے کر دیتے اور لوہے کی کنگیاں اس کے گوشت پر چلاتے ہڈی تک پہنچاتے جب بھی اللہ کے سچے دین سے باز نہ آتا (اپنے ایمان پر قائم رہتا تم کیوں گھبراتے ہو) خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اس کام کو (یعنی دین اسلام کی اشاعت کو) ضرور پورا کرے گا ایسا ہو جائے گا کہ ایک شخص صنعا سے سوار ہو کر حضر موت تک (جو کئی منزل پر ہے) جائے گا اور اللہ کے سوا اس کو کسی (کافر) کا ڈر نہ ہوگا اپنی بکریوں پر بھی بھیڑیے کے سوا اور کسی کا ڈر نہ ہوگا مگر تم جلدی مچاتے ہوف۲

ف واہ واہ تمہارا ابھی سے یہ حال ہے ف۲ چاہتے ہو ابھی سب کام ہو جائے یہ کیونکر ہو سکتا ہے اللہ نے جو وقت مقرر کیا ہے اس وقت ہوگا۔ یہ بشارت آپ کی پوری ہوئی، صنعا سے حضر موت کیا چیز ہے سارا عرب کا ملک کافروں سے صاف ہو گیا بلکہ ایران، توران، شام، روم مصر بھی مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے۔ ترجمہ باب اس سے نکلا کہ خبابؓ نے آخر کافروں کے ہاتھ سے مار پیٹ ذلت سب اٹھائی ہوگی جب تو شکوہ کیا مگر اسلام پر قائم رہے آپ نے خبابؓ کی درخواست پر فوراً دعا نہ کی کیونکہ انبیاء تقدیر اور حکم الٰہی سے واقف کیے جاتے ہیں جب تک حکم نہیں ہوتا دعا بھی نہیں کرتے یہ ان کے علو شان کی وجہ سے ہے عوام مومنین جیسے ہم لوگ ہیں وہ تو ایک کانٹا بھی لگے تو اپنے مالک سے دعا کرنے لگتے ہیں ہماری یہی حیثیت یہی بساط ہے۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔

بَابٌ فِي بَيْعِ الْمُكْرَهِ وَنَحْوِهِ فِي الْحَقِّ وَغَيْرِهِ۔

باب۔ مجبوری سے کوئی بیع کھوچ یا اور کوئی معاملہ کرے ف۱

ف امام بخاری نے مضطر وغیرہ کی بیع جائز رکھی ہے اور باب کی حدیث سے اس پر سند لی مضطر سے مراد وہ ہے جو لاچار

ہو کر اپنا مال بیچے جیسے باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

۹۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا، فَقَالُوا: قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ: ذَلِكَ أُرِيدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَقَالُوا: قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: اعْلَمُوا، أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے اپنے والد (کیسان) سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے اتنے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمانے لگے چلو یہودیوں کے پاس چلو ہم آپ کے ساتھ چلے ان کے مدرسہ میں (جہاں وہ تورات وغیرہ پڑھا کرتے تھے) پہنچے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کھڑے ہو گئے، فرمایا یہودیو! دیکھو مسلمان ہو جاؤ تم (دین دنیا سب میں) بچے رہو گے (ہر آفت سے سلامت رہو گے) انہوں نے کہا آپ نے جو پہنچانا تھا (خدا کا حکم وہ) پہنچا دیا آپ نے فرمایا میرا بھی مطلب یہی تھا (کہ خدا کا حکم تم کو پہنچا دوں) پھر فرمایا دیکھو یہودیو! مسلمان ہو جاؤ تم محفوظ رہو گے وہ کہتے آپ نے (خدا کا حکم پہنچا دیا) آپ نے پھر تیسری بار یہی فرمایا اس کے بعد یوں کہا دیکھو! زمین سب اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں تم کو اس ملک سے نکالنا چاہتا ہوں اگر تم میں سے کسی کو اپنے مال سے الفت ہو تو (جلاوطن ہونے سے پہلے) اسکو بیچ ڈالے ورنہ یہ سمجھ رکھو کہ زمین سب اللہ اور اس کے رسول کی ہے

بَابٌ لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ۔

باب۔ زور زبردستی سے نکاح درست نہیں

وَقَالَ اللهُ تَعَالَى۔ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ

ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نور میں) فرمایا تمہاری لونڈیاں جو پاک دامن رہنا چاہتی ہیں ان کو بدکاری اور فحش پر مجبور نہ کرو اور اگر کوئی ان کو مجبور کرے تو اللہ تعالیٰ ان کے مجبور ہونے پر ان (لونڈیوں) کے گناہ بخشنے

رحیم۔ والا مہربان ہے ف۱

ف۱ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور حنفیہ نے مکرہ کا نکاح صحیح رکھا ہے ف۲ یعنی جب لونڈی کا مالک زبردستی اس سے زنا کرائے تو سارا گناہ مالک کے سر پر رہے گا اس لونڈی بیچاری کی جو خطا ہے وہ اللہ بخش دے گا کیونکہ وہ مجبور تھی اس آیت کا تعلق اس باب سے کچھ نہیں کھلتا بعضوں نے کہا جب ناجائز کام میں اکراہ منع ہوا تو جائز کام میں بطریق اولیٰ منع ہوگا میں کہتا ہوں غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ جب لونڈی کے خلاف مرضی چلنا منع ہوا حالانکہ وہ لونڈی ہے تو آزاد شخص کی خلاف مرضی چلنا زبردستی اس کو نکاح پر مجبور کرنا حالانکہ وہ نکاح اور زنا ہل سے بچنا چاہتا ہے کیونکر جائز ہوگا یہ مطلب مجھ کو اس وقت ظاہر ہوا جب میں امام بخاری رح کی روح کی طرف رجوع ہوا اور میں نے ان سے کہا آپ جو بتلائیں گے وہی لکھ دوں گا اس وقت دفعتہً میرے دل میں یہ وجہ مناسبت ظاہر ہوئی، واللہ الموفق۔

۹۲۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا۔

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبدالرحمٰن اور مجمع سے یہ دونوں یزید بن جاریہ انصاری کے بیٹے تھے انہوں نے خنساء بنت خذام انصاریہ سے ان کے والد (خذام) نے ان کا نکاح کر دیا وہ ثیبہ تھیں ف۱ لیکن وہ اس نکاح کو پسند نہیں کرتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں آپ نے نکاح فسخ کر دیا ف۲

ف۱ پہلے بنی عوف کے ایک شخص سے ان کا نکاح ہوا تھا اور بکارت زائل ہو چکی تھی۔ ف۲ امام بخاری نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ مکرہ کا نکاح صحیح نہیں۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ ان کا نکاح صحیح ہی نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ ثیبہ بالغہ تھیں ان کی اجازت اور رضامندی صریح ضرور تھی ہم کہتے ہیں حدیث میں فرد نکاحہا اگر نکاح صحیح ہی نہ ہوتا تو آپ فرما دیتے کہ نکاح ہی نہیں ہوا اور حدیث میں یوں ہوتا۔ فابطل نکاحہا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے جبر سے ایک عورت سے نکاح کیا دس ہزار درہم مہر مقرر کر کے حالانکہ اس کا مہر مثل ایک ہزار تھا تو ایک ہزار لازم ہوں گے نو ہزار باطل ہو جائیں گے ہم کہتے ہیں اکراہ کی وجہ سے جیسے مہر کی زیادتی باطل کہتے ہو ویسے ہی اصل نکاح کو بھی باطل کہو۔

۹۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو هُوَ ذَكْوَانُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تُسْتَأْمَرُ النِّسَاءُ فِي أَبْضَاعِهِنَّ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: فَإِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَأْمَرُ فَتَسْتَحِي فَتَسْكُتُ، قَالَ: سُكَاتُهَا إِذْنُهَا۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے ذکوان ابوعمرو سے (جو حضرت عائشہؓ کے غلام تھے) انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں نے پوچھا یارسول اللہ کیا عورتوں سے نکاح میں اجازت لی جائے آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا کنواری سے اجازت لی جاتی ہے تو وہ شرم کے مارے چپ ہو جاتی ہے ف۱ آپ نے فرمایا اسکا چپ ہونا ہی اجازت ہے ف۲۔

ف۱ زبان سے صاف نہیں کہتی ف۲ جب قرینہ سے معلوم ہو کہ وہ راضی ہے اگر ناراضی ظاہر ہو جیسے سر پیٹ لے یا چیخنے لگے تو اس وقت میں یہ خاموشی اجازت نہیں سمجھی جائے گی۔

بَابٌ إِذَا أُكْرِهَ حَتَّى وَهَبَ عَبْدًا أَوْ بَاعَهُ لَمْ يَجُزْ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فَإِنْ نَذَرَ الْمُشْتَرِي فِيهِ نَذْرًا فَهُوَ جَائِزٌ بِزَعْمِهِ وَكَذَلِكَ إِنْ دَبَّرَهُ۔

باب۔ اگر کسی نے اپنا غلام زور زبردستی سے بیچ ڈالا یا ہبہ کر دیا تو نہ ہبہ صحیح ہوگا نہ بیع صحیح ہوگی ف۱ اور بعضے لوگوں (حنفیہ) نے کہا اگر مکرہ سے کوئی چیز خریدے اور خرید نے والا اس میں کوئی نذر کرے یا کوئی غلام مکرہ سے خریدے اور خرید نے والا اس کو مدبر کر دے تو یہ مدبر کرنا درست ہوگا ف۲

ف۱ معلوم ہوا کہ مکرہ کی بیع صحیح نہیں ہے اور اوپر جو باب امام بخاری نے قائم کیا تھا باب بیع المکرہ ونحوہ اس میں مکرہ سے مراد مضطر تھا یعنی جو لاچار ہو کر اپنا مال بیچ دے۔ بیچتے وقت اس پر کوئی جبر نہ کرے اپنی خوشی سے بیچے جیسے یہود نے اس ڈر کے مارے کہ ان کی جائیداد منبط ہو جائے گی۔ اس کو بیع کیا تھا ف۲ مہلب نے کہا اس پر علماء کا اجماع ہے کہ بیع اور ہبہ مکرہ کا صحیح نہیں ہے لیکن حنفیہ نے یہ کہا ہے کہ اگر مکرہ سے خریدے ہوئے غلام یا لونڈی کو کوئی آزاد کر دے یا مدبر کر دے تو خریدار کا یہ تصرف جائز ہوگا امام بخاری کے اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ حنفیہ کے کلام میں مناقضہ ہے اگر مکرہ کی بیع صحیح اور مفید ملک ہے تو سب تصرفات خریدار کے درست ہونا چاہئیں اگر صحیح اور مفید ملک نہیں ہے تب نہ نذر صحیح ہونا چاہیئے نہ تدبیر (یعنی مدبر کرنا) اور نذر اور تدبیر کی صحت کا قائل ہونا اور پھر مکرہ کی بیع صحیح نہ سمجھنا دونوں میں مناقضہ ہے۔

۹۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوكًا لَهُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي؟ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ، قَالَ: فَسَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ.

زیدنے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر سے کہ ایک انصاری مرد (ابو مذکور) نے اپنے ایک غلام (یعقوب) کو مدبر کر دیا وہ اس کے سوا اور کوئی مال نہ رکھتا تھا یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے فرمایا اس غلام کو مجھ سے کون مول لیتا ہے۔ نعیم بن نحام نے آٹھ سو درم کے بدل اس کو خرید لیا، عمرو بن دینار کہتے ہیں میں نے جابر رض سے سنا یہ غلام یعقوب قبطی تھا ف۱ وہ پہلے ہی سال مر گیا ف۲۔

ف۱ یعنی مصر والے قبطی قوم میں سے ف۲ اس حدیث سے امام بخاری نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب غلام کا مدبر کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لغو کر دیا حالانکہ اس کے مالک نے اپنی خوشی سے اس کو مدبر کیا تھا اور وجہ یہ ہوئی کہ وارثوں کے لیے اور کوئی مال اس شخص کے پاس نہ تھا تو گویا وارثوں کی ناراضگی کی وجہ سے جن کی ابھی ملک اس غلام سے متعلق بھی نہیں ہوئی تھی تدبیر ناجائز ٹھہری پس وہ تدبیر یا ہبہ یا بیع کیونکر جائز ہو سکتی ہے جس میں خود مالک ناراض ہو جبر سے کی جائے۔

بَابٌ مِنَ الْإِكْرَاهِ كَرْهٌ وَكُرْهٌ وَاحِدٌ۔

باب۔ اکراہ کی برائی۔ کَرہ اور کُرہ دونوں کے معنی ایک ہیں۔ ف۱

ف۱ اکثر علماء کا بھی یہی قول ہے بعضوں نے کہا کرہ بفتحہ کاف یہ ہے کہ دوسرا شخص زبردستی کرے اور کرہ بضمہ کاف یہ ہے کہ آپ ہی خود ایک کام کو ناپسند کرتا ہو اور کرے

۹۲۴۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ بْنُ فَيْرُوزَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَحَدَّثَنِي عَطَاءٌ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلَا أَظُنُّهُ إِلَّا ذَكَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

ہم سے حسین بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے اسباط بن محمد نے کہا ہم سے سلیمان بن فیروز شیبانی نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رض سے اور شیبانی نے مجھ سے یہ بھی کہا ابوالحسن عطاء سوائی نے بیان کیا میں سمجھتا ہوں انہوں نے ابن عباس رض سے نقل کیا یہ جو اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا مسلمانو! تم کو یہ درست نہیں کہ عورتوں کو ترکے کی طرح مال سمجھ کر زبردستی

لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا۔ الْآيَةَ، قَالَ: كَانُوا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ أَوْلِيَاؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ، إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَإِنْ شَاءُوا زَوَّجُوهَا وَإِنْ شَاءُوا لَمْ يُزَوِّجُوهَا فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ بِذَلِكَ

ان پر قبضہ کر لو تو ہوا یہ تھا کہ جاہلیت کے زمانے میں یہ (برا) دستور جاری تھا جب کوئی مر جاتا تو اس کے وارث اس کی جورو کے بھی حقدار بنتے ف۱ اب ان کا اختیار تھا، چاہتے تو خود نکاح کر لیتے (اگر وہ راضی نہ ہوتی چاہتے) تو کسی اور سے کر دیتے، چاہتے تو یوں ہی لٹکا کر رکھتے کسی سے نکاح نہ کرنے دیتے یہ میت کے وارث اس عورت پر عورت کے وارثوں سے زیادہ حق رکھتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ف۲

ف۱ جیسے اور مال اور اسباب کے حقدار ہوتے ف۲ اس آیت سے عورتوں پر اکراہ اور زبردستی کرنے کی ممانعت نکلی باب کی مناسبت ظاہر ہے۔

بَابٌ إِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنَا فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا لِقَوْلِهِ تَعَالَى ۔ وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ صَفِيَّةَ ابْنَةَ أَبِي عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيقِ الْإِمَارَةِ وَقَعَ عَلَى وَلِيدَةٍ مِنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا حَتَّى اقْتَضَّهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيدَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا، قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَمَةِ الْبِكْرِ يَفْتَرِعُهَا الْحُرُّ يُقِيمُ ذَلِكَ الْحَكَمُ مِنَ الْأَمَةِ الْعَذْرَاءِ بِقَدْرِ قِيمَتِهَا وَيُجْلَدُ وَلَيْسَ فِي الْأَمَةِ الثَّيِّبِ فِي قَضَاءِ الْأَئِمَّةِ غُرْمٌ وَلَكِنْ عَلَيْهِ الْحَدُّ۔

باب۔ اگر کسی نے کسی عورت سے زنا بالجبر کی تو عورت پر حد نہ پڑے گی کیونکہ قرآن میں ہے (سورۂ نور میں) جو کوئی ان کو مجبور کرے تو اللہ ان کے مجبور ہونے کی وجہ سے بخشنے والا مہربان ہے ف۱ اور لیث بن سعد نے کہا ف۲ مجھ سے نافع نے بیان کیا کہ صفیہ بنت ابی عبید نے ان ف۳ کو خبر دی انہوں نے کہا ایسا ہوا خلیفہ (حضرت عمرؓ) کے ایک غلام (نام نامعلوم) نے ایک لونڈی (نام نامعلوم) سے جو ایک خمس میں ف۴ شریک تھی، زنا بالجبر کی اس کی بکارت زائل کی حضرت عمرؓ نے غلام کو کوڑے مارے اور ملک بدر کیا لیکن لونڈی کو حد نہیں لگائی کیونکہ غلام نے زبردستی اس سے زنا کی تھی ف۵ زہری نے کہا اگر کوئی آزاد مرد باکرہ لونڈی کی ازالۂ بکارت کرے تو حاکم اس شخص سے اتنے دام بھر لے جتنے بکارت جاتے رہنے کی وجہ سے اس کے دام کم ہو گئے ہیں ف۶ اور اس کو کوڑے بھی لگائے اگر آزاد مرد ثیبہ لونڈی سے زنا کرے تب دین کے اماموں نے

یہ حکم نہیں دیا ہے کہ اس کو کچھ مالی تاوان دینا پڑے گا بلکہ صرف حد لگائی جائے گی۔

ف۱ اس آیت سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ جب عورت پر زبردستی کی وجہ سے زنا کا گناہ نہیں ہوا تو حد بھی لازم نہ آئے گی ف۲ اس کو امام بغوی نے وصل کیا ف۳ جو عبداللہ بن عمر رض کی جورو تھیں۔ قسطلانی نے غلطی کی ہے جو صفیہ کو عبداللہ بن عمر رض کی بیٹی لکھ دیا ف۴ مال غنیمت کے پانچویں حصے ف۵ ابن ابی شیبہ نے وائل بن حجر سے نکالا کہ ایک عورت سے زبردستی زنا کی گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حد نہیں لگائی مگر اس کی اسناد ضعیف ہے ف۶ مثلاً وہ باکرہ لونڈی پانسو روپیہ قیمت کی تھی اب بکارت جاتے رہنے سے اس کی قیمت سو روپیہ رہ گئی تو چار سو روپیہ اس زانی سے ڈنڈ لیوے۔

---

٩٢٥ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ بِسَارَةَ وَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ أَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا فَأَرْسَلَ بِهَا فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي فَقَالَتِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے سارہ (اپنی بی بی) کو لے کر ہجرت ف۱ کی اور ایک گاؤں (حران یا اردن یا مصر) میں پہنچے وہاں ایک ظالم بادشاہ حکومت کرتا تھا اس نے (جبرًا) ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ سارہ کو میرے پاس بھیج دو، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مجبورًا کیا کرتے) بھیج دیا بادشاہ سارہ پر ہاتھ ڈالنے کے لیے کھڑا ہوا ادھر سارہ کھڑی ہو کر وضو کر کے نماز میں مشغول ہو گئیں اور یوں دعا کرنے لگیں یا اللہ اگر میں تجھ پر اور تیرے پیغمبر پر ایمان رکھتی ہوں تو اس ظالم کو مجھ پر قابو نہ دے پھر ایسا ہوا وہ (کمبخت) بادشاہ (ایک ہی ایکا) خراٹے لینے اور (رگڑ کر) پاؤں ہلانے لگا ف۲۔

ف۱ عراق سے شام یا بیت المقدس سے مصر کو ف۲ جیسے کسی کا گلا گھونٹو تو وہ زور زور سے سانس کی آواز حلق سے نکالتا ہے یہ اللہ کا عذاب تھا جو اس ظالم بادشاہ پر نازل ہوا۔ یہ دنیا کے نالائق اور نابکار بادشاہ اور رئیس سمجھتے کیا ہیں جو دل میں آتا ہے کر گزرنا چاہتے ہیں ان کو یہ معلوم نہیں کہ ایک شہنشاہ عالی جاہ بڑی قدرت اور طاقت والا ان کے سر پر موجود ہے وہ دم بھر میں تمہاری ساری نخوت ناک کی راہ نکال دے گا، تم ہو کیا مال، جیسے اس کے دوسرے

ہزاروں لاکھوں بندے پڑے ہیں تم بھی ایک بندہ ہو شکر کرو کہ اس نے تم کو ظاہری حکومت عنایت کر دی ورنہ اور کوئی دوسری فضیلت اس کے باقی بندوں پر تم کو حاصل نہیں ہے اس قصے کی مناسبت باب سے بیان کرنے میں لوگ حیران ہوئے اور مجھ کو جو کچھ کھلا وہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مجبوراً سارہ کو اس ظالم بادشاہ کے پاس بھیج دیا اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب اس کمبخت پر نہ اترتا تو ضرور وہ سارہ سے حرام کاری کرتا مگر سارہ حد کے لائق نہ ہوتیں کیونکہ وہ مجبور تھیں پس معلوم ہوا کہ زبردستی جس عورت سے زنا کی جائے اس کو حد نہ پڑے گی اور یہی ترجمہ باب ہے، بعضوں نے کہا حضرت سارہ نے جو اس ظالم بادشاہ سے خلوت کی اس میں ملامت کے لائق نہ ٹھہریں۔ کیوں کہ مجبور تھیں تو جب جبر کی وجہ سے خلوت قابل ملامت نہ ٹھہری اسی طرح زنا میں بھی قابل الزام نہ ٹھہرے گی اور جب قابل الزام نہ ٹھہری تو حد بھی واجب نہ ہوگی اور یہی ترجمہ باب ہے۔

بَابُ يَمِينِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ إِنَّهُ أَخُوهُ إِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهُ، وَكَذَلِكَ كُلُّ مُكْرَهٍ يَخَافُ فَإِنَّهُ يَذُبُّ عَنْهُ الْمَظَالِمَ وَيُقَاتِلُ دُونَهُ وَلَا يَخْذُلُهُ فَإِنْ قَاتَلَ دُونَ الْمَظْلُومِ فَلَا قَوَدَ عَلَيْهِ وَلَا قِصَاصَ، وَإِنْ قِيلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَتَبِيعَنَّ عَبْدَكَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ هِبَةً وَتَحُلُّ عُقْدَةً أَوْ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ فِي الْإِسْلَامِ وَسِعَهُ ذَلِكَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَوْ قِيلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَنَقْتُلَنَّ ابْنَكَ أَوْ أَبَاكَ أَوْ ذَا رَحِمٍ مُحَرَّمٍ لَمْ يَسَعْهُ لِأَنَّ هَذَا لَيْسَ بِمُضْطَرٍّ ثُمَّ نَاقَضَ فَقَالَ إِنْ

باب۔ اگر کوئی شخص دوسرے مسلمان کو اپنا بھائی کہے اور اس پر قسم کھائے اس ڈر سے کہ اگر قسم نہ کھائے گا تو ایک ظالم اس کو مار ڈالے گا یا کوئی اور سزا دے گا ف۱ اسی طرح ہر شخص جس پر زبردستی کی جائے اور وہ ڈرتا ہو تو ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس کی مدد کرے ظالم کا ظلم اس پر سے دفع کرے اور اس کے بچانے کے لیے جنگ کرے اس کو دشمن کے ہاتھ میں نہ چھوڑ دے پھر اگر اس نے مظلوم کی حمایت میں جنگ کی اور اس کے بچانے کی غرض سے ظالم کو مار بھی دیا تو اس پر قصاص لازم نہ ہوگا (نہ دیت لازم ہوگی) ف۲ اور کسی شخص سے یوں کہا جائے تو شراب پی جا یا مردار کھا لے یا اپنا غلام بیچ ڈال یا اتنے قرض کا اقرار کر لے (یا اس کی دستاویز لکھ دے) یا فلاں چیز ہبہ کر دے یا کوئی اور عقد توڑ ڈال ف۳ نہیں تو ہم تیرے دینی باپ یا بھائی کو مار ڈالیں گے ف۴ تو اس کو یہ کام کر لینے درست ہو جائیں گے ف۵ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے ف۶ اور بعضے لوگ (حنفیہ) کہتے ہیں اگر اس سے یوں کہا جائے تو شراب پی یا مردار کھا لے نہیں تو ہم تیرے بیٹے یا باپ

قِيلَ لَهُ لَتَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوِ ابْنَكَ أَوْ لَتَبِيعَنَّ هَذَا الْعَبْدَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ يَلْزَمُهُ فِي الْقِيَاسِ وَلَكِنَّا نَسْتَحْسِنُ وَنَقُولُ الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ وَكُلُّ عُقْدَةٍ فِي ذَلِكَ بَاطِلٌ فَرَّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي رَحِمٍ مَحْرَمٍ وَغَيْرِهِ وَبِغَيْرِ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِامْرَأَتِهِ: هَذِهِ أُخْتِي وَذَلِكَ فِي اللَّهِ، وَقَالَ النَّخَعِيُّ: إِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَنِيَّةُ الْحَالِفِ، وَإِنْ كَانَ مَظْلُومًا فَنِيَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ۔

یا محرم رشتہ دار (بھائی چچا ماموں وغیرہ) کو مار ڈالیں گے تو اس کو یہ کام کرنے درست نہ ہوں گے نہ وہ مضطر کہلائیگا ف پھر ان لوگوں نے خود اپنے قول کا (دوسرے مسئلہ میں) خلاف کیا کہتے ہیں اگر کسی شخص سے یوں کہا جائے ہم تیرے باپ یا بیٹے کو مار ڈالتے ہیں نہیں تو اپنا غلام بیچ ڈال یا اتنے قرضے کا اقرار کر لے (یا دستاویز لکھ دے) یا فلاں چیز ہبہ کر دے ف تو قیاس یہ ہے کہ یہ سب معاملے صحیح اور نافذ ہوں گے ف مگر ہم اس مسئلہ میں استحسان پر عمل کرتے ہیں ف۱۰ اور یہ کہتے ہیں کہ ایسی حالت میں بیع اور ہبہ اور ہر ایک عقد (اقرار وغیرہ) باطل ہوگا ف۱۱ ان لوگوں (یعنی حنفیہ) نے ناطہ دار اور غیر ناطہ دار میں بھی فرق کیا ہے ف۱۲ جس پر قرآن اور حدیث سے کوئی دلیل نہیں ہے ف۱۳ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ حدیث اوپر موصولاً گزر چکی ہے) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بی بی (سارہ) کو فرمایا یہ میری بہن ہے اللہ کی راہ میں (یعنی دین کی رو سے) ف۱۴ اور ابراہیم نخعی ؒ نے کہا اگر قسم لینے والا ظالم ہو تو قسم کھانے والے کی نیت معتبر ہوگی اور اگر قسم لینے والا مظلوم ہو تو اسی کی نیت معتبر ہوگی ف۱۵

ف مثلاً ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے گا تو اس کو کچھ گناہ نہ ہوگا نہ کفارہ لازم ہوگا امام مالک اور شافعی اور احمد اور اہل حدیث اور جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ نے اس کا خلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں کفارہ واجب ہوگا ف۲ اہل حدیث اور امام بخاری کا یہی قول ہے اور بعضوں کے نزدیک اس پر قصاص لازم ہوگا حنفیہ بھی اس کے قائل ہیں ف۳ مثلاً جورو کو طلاق دیدے یا غلام لونڈی کو آزاد کرے ف۴ دینی باپ اور بھائی میں حقیقی باپ اور بھائی بھی آگئے ہیں اسی طرح ہر مسلمان گو اس سے قرابت نسبی نہ ہو۔ ف۵ ایک مسلمان باپ یا بھائی کے جان بچانے اور اس کو چھڑانے کیلئے کچھ گنہگار نہ ہوگا بلکہ ثواب پائے گا۔ اس حالت میں جو اقرار اس نے کیا ہے یا بیع کی ہے یا طلاق یا عتاق وغیرہ سب لغو ہوں گے ف۶ نہ اس پر ظلم کرے نہ ظالم کے ہاتھ میں چھوڑے یہ حدیث اوپر باب الظلم میں موصولاً گزر چکی ہے ف۷ کیونکہ مضطر جب ہوتا ہے جب خود اس کے قتل کی دھمکی دی جائے اس لئے اس کو لازم ہے کہ ان حرام کاموں کو نہ کرے اور باپ یا بیٹے یا دوسرے رشتہ دار کے قتل پر صبر کرے اگر ایسی حالت میں ان حرام کاموں کا مرتکب ہوگا تو گنہگار ہوگا۔ حنفیہ کا یہی قول ہے اور

اہل حدیث کے نزدیک گنہگار نہ ہوگا۔ ف۸ اور وہ بے چارہ ڈر کر ان کاموں کو کرے ف۹ اور بیع اور اقرار اور ہبہ وغیرہ سب اس پر لازم ہوں گے اس لیے کہ وہ مضطر نہیں تھا کیونکہ ان کے نزدیک مضطر وہی ہے جس کے خود قتل کی دھمکی دی جائے ف۱۰ حنفیہ نے ایک استحسان نکالا ہے قیاس خفی جس کی اصل شریعت میں کچھ نہیں ہے وہ کیا کرتے ہیں جس مسئلہ میں اپنے ہی قواعد اور اصول موضوعہ کا خلاف کرنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں کیا کریں قیاس تو یہی تھا کہ اصول وضوابط کے مطابق حکم دیا جاتا مگر استحسان کی رو سے ہم نے اس مسئلہ میں یہ حکم دیا۔ امام بخاری نے حنفیہ پر طعن کیا کہ آپ ہی تو ایک قاعدہ باندھیں پھر جب چاہیں استحسان کا بہانہ کر کے اس قاعدے کو توڑ ڈالیں یہ تو من مانی کارائی ہوئی نہ شریعت کی پیروی ہوئی نہ قانون کی اور عینی نے جو استحسان کے جواز پر آیت فیتبعون احسنه اور حدیث ماراٰه المسلمون حسنًا سے دلیل لی یہ استدلال فاسد ہے کیونکہ آیت میں یستمعون القول سے مراد کلام الٰہی ہے اور ماراٰه المسلمون حسنا یہ عبداللہ بن مسعود کا قول ہے مرفوعًا ثابت نہیں ہے اور حدیث موقوف کوئی حجت نہیں ہے علاوہ اس کے مسلمون سے اس قول میں جمیع مسلمین مراد ہیں یا صحابہ اور تابعین، ورنہ عینی کے قول پر یہ لازم آئے گا کہ تمام اہل بدعات اور فساق اور فجار جس بات کو اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہو اس کے سوا ہم یہ کہیں گے کہ اسی قول میں یہ بھی ہے کہ جس چیز کو مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے اور اہلحدیث کا گروہ حنفیہ کے استحسان کو برا سمجھتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہوا اب استحسان استحسان نہیں رہا بلکہ استہجان یا استقباح ہوا، لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ صاحب تیسیر الباری اور کرمانی کے تعصب پر ہم کو تعجب آتا ہے آپ کیا لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے جو اس قسم کے مسائل وغیرہ میں بحث کی ہے یہ موضوع کتاب سے خارج ہے بے موقع ہے، میں کہتا ہوں افسوس ہے گوسالہا پیر شدو گاؤ نشد، ساری صحیح بخاری کی شرح لکھ دی اور آپ کو اب تک امام بخاری کا موضوع معلوم نہیں ہوا، ان کا موضوع اس کتاب میں صرف جمع احادیث نہیں ہے بلکہ جمع احادیث اور تفسیر آیات قرآنی اور استنباط احکام فقہی اور رد ابطال اقوال مخالفین۔ واللہ علی ما نقول شہید۔ ف۱۱ ایسے ہی شراب پی لینے یا مردار کھا لینے کو بھی استحسان کے رو سے ایسی حالت میں درست کہو ایک جگہ استحسان کو لینا اور دوسری جگہ چھوڑ دینا عجیب بات ہے۔ ف۱۲ صاحب تیسیر القاری نے اس مقام پر ایک ایسی بات لکھی ہے جس پر ہنسی آتی ہے انہوں نے کہا امام ابوحنیفہ کا زمانہ امام بخاری سے پہلے تھا اور وہ چھ سو ثقہ راویوں سے روایت کرتے ہیں تو ان کی نسبت یہ کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس باب میں کوئی حدیث نہیں سنی ہوگی کیا خوب کیا ایسا گمان کہ امام ابوحنیفہ نے کوئی حدیث اپنے موافق ضرور سنی ہوگی کچھ کام آسکتا ہے اور ایسے گمان کی بنا پر ہم صحیح حدیث کو جو ہم تک پہنچی چھوڑ سکتے ہیں اللہ ان پر رحم کرے ان کی خطا معاف کرے۔ ف۱۳ حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر کسی سے یوں کہا گیا اپنا غلام بیچ ڈال یا اتنے قرضے کا اقرار کر یا ہبہ کر ورنہ ہم اس مسلمان کو مار ڈالیں گے اور اس نے یہ کام ڈر سے کر لیے تو سب صحیح اور نافذ العمل ہوں گے، یہاں استحسان پر عمل نہیں کرتے یہ عجب خود لپندی ہے برادر مومن گو اپنے سے قرابت نسبی نہ رکھتا ہو مگر اتحاد دینی یہ رشتہ کیا کم ہے بلکہ قرابت نسبی سے بھی زیادہ

ہے صحابہ نے اپنے نسبی رشتہ داروں کو قتل کیا مگر دینی بھائیوں پر جان تصدق کی اور حدیث میں صاف حکم ہے کہ ا۔ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے قرآن میں صاف موجود ہے انما المؤمنون اخوۃ دوسری حدیث میں ہے انصر اخاک ظالما او مظلوما افسوس ہے استحسان کو تو حجت سمجھیں اور حدیث و قرآن سے چشم پوشی کریں ۔ ف۱ اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ غیر آدمی کو بھی جس سے قرابت نسبی نہ ہو بھائی یا بہن کہہ سکتے ہیں غرض یہ ہے کہ حنفی کو نسبی رشتہ داروں کو قتل کی دھمکی اور دوسرے بھائی مسلمانوں کے قتل کی دھمکی دونوں کا حکم ایک کھنا تھا۔ ف۱ مطلب یہ ہے کہ جو مظلوم ہو قسم اس کی نیت کے موافق رہے گی اور ظالم کتنا ہی بچاکر پیر پیار کرکے قسم کھائے مگر اس کے کلام کا مطلب مظلوم ہی کی نیت کے موافق رکھا جائے گا امام مالک اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا اور امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ اگر حاکم کے سامنے قسم کھائی جائے تو حاکم کی نیت معتبر ہوگی اور اگر دوسرے مقام میں کھائی جائے تو کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا مدعی کے پاس جب گواہ نہ ہوں لیکن دعویٰ سچا ہو تو وہ مظلوم قسم لینے والا ہوگا۔ ع امام ابوحنیفہ کے اسناذ الاستاد عطاء اس کو امام محمد نے کتاب الآثار میں وصل کیا۔

---

٩٢٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے ان کو سالم نے خبر دی ان کو عبداللہ بن عمرؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو ظالم کے ہاتھ میں چھوڑ دے ۔ اور جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کی حاجت پوری کرنے میں مصروف ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں اور مرادیں بر لائے گا ف۱

ف۱ اس حدیث کی رو سے اولیاء اللہ اور اہل اللہ نے دوسرے حاجت مندوں کے لیے جہاں تک ان سے ہو سکا کوشش کی ہے اور ایسا کرنے میں مطلق شرم نہیں کی ذلت بھی اٹھائی مگر سب گوارہ کیا البتہ اپنی حاجت اللہ کے سوا اور کسی کے سامنے نہیں لے گئے۔ س کہ وہ اس پر ظلم کرتا رہے اور دوسرے مسلمان منہ دیکھتے بیٹھے رہیں، نہیں اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنا چاہئے ۔

---

٩٢٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ:

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن سلیمان واسطی نے کہا ہم سے ہشیم نے کہا

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا، أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ؟ قَالَ تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذَلِكَ نَصْرُهُ

ہم کو ہشیم نے خبر دی، کہا ہم کو عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے خبر دی انہوں نے اپنے دادا انس بن مالک رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی مسلمان کی (ہر حال میں) مدد کر، ظالم ہو یا مظلوم۔ اس پر ایک شخص (نام نامعلوم) بولا اگر وہ مظلوم ہو تو بے شک میں اس کی مدد کروں گا مگر ظالم ہونے کی صورت میں یارسول اللہ، اس کی کیسے مدد کروں آپ نے فرمایا ظالم ہونے کی صورت میں اس طرح مدد کر کہ ظلم سے اس کو باز رکھ (سمجھا بجھا کر یا ڈرا دھمکا کر) یہی اس کی مدد ہے ف

ف یہ حدیث اوپر باب المظالم میں گزر چکی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كتاب الحيل

کتاب شرعی حیلوں کے بیان میں

بَابٌ فِي تَرْكِ الْحِيَلِ وَإِنَّ لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فِي الْأَيْمَانِ وَغَيْرِهَا

باب ۔ حیلہ ترک کرنے کا بیان

کیونکہ یہ حدیث ہر مرد کو وہی ملے گا جیسے اس کی نیت ہو قسم وغیرہ (سب عبادات اور معاملات) کو شامل ہے۔

ف حیلہ کہتے ہیں ایک پوشیدہ تدبیر سے اپنا مقصود حاصل کر لینے کو اگر حیلہ کر کے حق کا ابطال یا باطل کا اثبات کیا جائے تب تو یہ حیلہ حرام ہوگا اور اگر حق کا اثبات اور باطل کا ابطال کیا جائے تو وہ واجب یا مستحب ہوگا اور اگر کسی آفت سے بچنے کے لیے کیا جائے تو مباح ہوگا اور اگر ترک مستحب کے لیے کیا جائے تو مکروہ ہوگا۔ اب اختلاف

ہے علماء کا پہلی قسم کا حیلہ کرنا صحیح ہے یا غیر صحیح اور نافذ ہے یا غیر نافذ اور ایسا کرنے سے گنہگار ہوگا یا نہیں جو لوگ صحیح اور جائز کہتے ہیں وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے قصے سے حجت لیتے ہیں کہ انہوں نے سو لکڑیوں کے بدل سو جھاڑو کے تنکے لے کر مار دیے اور قسم پوری کر لی اور اس حدیث سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ناتواں شخص کے لیے جس نے زنا کی تھی یہ حکم دیا کہ کھجور کی ڈالی لے کر جس میں سو شاخیں ہوں ایک ہی بار اس کو مار دو اور اس حدیث سے کہ ردی کھجور کو روپیوں کے بدل بیچ کر پھر روپیہ کے بدل عمدہ کھجور لے کر۔ اور جو لوگ ناجائز کہتے ہیں وہ اصحاب سبت اور یہود کی حدیث سے کہ چربی اُن پر حرام ہوئی تو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور نجش کی حدیث اور لعن اللہ المحلل والمحلل لہ سے دلیل لیتے ہیں اور حنفیہ کے مذہب میں بہت سے حیلے منقول ہیں بلکہ ان کے امام ابو یوسف نے ان حیلوں میں خاص ایک کتاب لکھی ہے تاہم محققین حنفیہ کہتے ہیں کہ وہی حیلے جائز ہیں جو احقاق حق کے قصد سے کیے جائیں۔ مترجم کہتا ہے قول محقق اس باب میں یہ ہے کہ ضرورت شرعی سے یا کسی مسلمان کی جان اور عزت بچانے کے لیے حیلہ کرنا درست ہے لیکن جہاں یہ بات نہ ہو بلکہ صرف اپنا فائدہ کرنا مقصود ہو اور دوسرے بھائی مسلمان کا اس سے نقصان ہوتا ہو تو ایسا حیلہ کرنا حرام ہے اور ناجائز ہے جیسے ایک بخیل کی نقل ہے وہ کیا کرتے سال بھر کی زکوٰۃ بہت سے روپیہ اشرفیاں نکال کر ایک مٹی کے گھڑے میں بھرتے اوپر سے اناج وغیرہ ڈال کر ایک فقیر کو دیتے پھر وہ گھڑا قیمت دے کر اس فقیر سے خرید کر لیتے وہ یہ سمجھتا کہ اس میں غلہ ہی غلہ ہے اور غلہ کے نرخ سے تھوڑی سی زائد قیمت پر انہی کے ہاتھ بیچ ڈالتا۔ ایسا حیلہ کرنا بالاتفاق حرام اور ناجائز ہے۔

۹۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ هَاجَرَ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے محمد بن ابراہیم تیمی سے انہوں نے علقمہ بن وقاص لیثی سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے خطبے میں سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے لوگو ہر ایک عمل میں نیت کا اعتبار ہے اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جیسے اس کی نیت ہوگی پھر جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہوگی، اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف سمجھی جائے گی اور جس کی ہجرت دنیا کمانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہوگی اس کی ہجرت ان کاموں کے لیے سمجھی

اَمْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ۔ جائے گی ف۱۔

ف۱ اس حدیث سے امام بخاری نے حیلوں کے عدم جواز پر دلیل لی کیونکہ حیلہ کرنے والے کی نیت دوسری ہوتی ہے اس لیے حیلہ اس کے حق میں کچھ مفید نہیں ہوسکتا ف۲ نہ خدا اور اس کے رسول کے لیے اس کو کچھ ثواب نہیں ملنے کا۔

بَابٌ فِي الصَّلَاةِ

باب ۔ نماز میں حیلہ کرنے کا بیان۔

۹۲۹ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ۔

مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے انہوں نے معمر سے انہوں نے ہمام سے انہوں نے ابوہریرہ رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں کرتا جب وہ بے وضو ہو جب تک کہ وضو نہ کرے ف۱

ف۱ اس حدیث کو لاکر امام بخاری نے حنفیہ کا رد کیا جو کہتے ہیں اگر اخیر قعدہ کرکے آدمی گوز لگادے تو نماز پوری ہو جائے گی گویا یہ حیلہ ہے نماز پوری کرنے کے لیے، اہل حدیث کہتے ہیں کہ نماز صحیح نہ ہوگی کیونکہ سلام پھیرنا بھی نماز کا ایک رکن ہے بموجب صحیح حدیث وتحلیلها التسلیم کے تو گویا ایسا ہوا کہ نماز کے اندر حدث ہوا اور ایسی نماز باب کی حدیث کی رو سے صحیح نہیں ہے۔

بَابٌ فِي الزَّكَاةِ وَأَنْ لَا يُفَرَّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَلَا يُجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ۔

باب ۔ زکوٰۃ میں حیلہ کرنے کا بیان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکوٰۃ کے ڈر سے جو مال اکٹھا ہو اس کو جدا جدا، اسی طرح جو جدا جدا ہو اس کو اکٹھا نہ کریں۔

۹۳۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ

ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس رض نے ان سے انس بن مالک رض نے بیان کیا کہ ابوبکر صدیق رض نے زکوٰۃ کا حکمنامہ ان کے لیے لکھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھیرایا تھا اس میں یہ بھی تھا کہ جو مال جدا

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ۔

جدا (دو مالکوں کا) ہو وہ اکٹھا اور جو مال اکٹھا ہو (ایک ہی مالک کا) وہ جدا جدا نہ کیا جائے ف۲

ف۱ عبداللہ بن مثنیٰ بن عبداللہ بن انس بن مالک رضؓ۔ ف۲ اس حدیث کی پوری شرح اور مثال کتاب الزکوٰۃ میں گذر چکی ہے۔

۹۳۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَقَالَ: الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا، فَقَالَ: أَخْبِرْنِي بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ، قَالَ: شَهْرُ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا، قَالَ: أَخْبِرْنِي بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ، قَالَ: فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَالَ: وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي عِشْرِينَ وَمِائَةٍ بَعِيرٍ حِقَّتَانِ فَإِنْ أَهْلَكَهَا

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے ابوسہیل (نافع) سے انہوں نے اپنے والد (مالک بن ابی عامر) سے انہوں نے طلحہ بن عبیداللہ سے کہ ایک گنوار سر پریشان (ضمام بن ثعلبہ یا اور کوئی) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ! مجھ کو بتلایئے اللہ نے کون سی نمازیں مجھ پر فرض کیں ہیں آپ نے فرمایا ہر دن رات میں) پانچ نمازیں ان کے سوا جو تو پڑھے وہ نفل ہوگی، پھر اس نے پوچھا بتلایئے اللہ تعالیٰ نے کون سے روزے مجھ پر فرض کیے ہیں آپ نے فرمایا رمضان کے روزے، اس کے سوا جو تو روزے رکھے وہ نفل ہوں گے، کہنے لگا بتلایئے زکوٰۃ اللہ نے مجھ پر کون سی فرض کی ہے طلحہ کہتے ہیں آپ نے اس کو (زکوٰۃ کے مسائل بھی) اور دوسرے مسئلے بھی شریعت کے بتلائے پھر وہ کہنے لگا قسم اس پروردگار کی جس نے آپ کو عزت دی میں تو جو اللہ نے فرض کیا ہے اس میں کچھ بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ سچ کہتا ہے تو کامیاب ہوگا یا بہشت میں داخل ہوگا ف۱ اور بعضے لوگوں (یعنی حنفیہ) نے کہا ایک سو بیس اونٹوں میں دو حقے (تین تین برس کی دو اونٹنیاں جو چوتھے برس میں لگی ہوں) زکوٰۃ کے لازم آتے ہیں پھر اگر کسی نے ان

مُتَعَمِّدًا أَوْ وَهَبَهَا أَوِ احْتَالَ فِيهَا فِرَارًا مِنَ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

ان اونٹوں کو عمداً تلف کر ڈالا (مثلاً ذبح کر دیا) کسی کو ہبہ کر دیا یا اور کوئی حیلہ کیا ف۱ تو زکوٰۃ اس پر سے ساقط ہو گئی ف۳

ف۱ باب کی مناسبت یہ ہے کہ حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی حیلہ کر کے اللہ کے فرائض میں گھٹائے یا بڑھائے گا وہ کامیاب نہیں ہو سکتا اور نہ اللہ کے پاس اس کا عذر قبول ہوگا اور تعجب ہے فقہاء سے کہ انہوں نے زکوٰۃ ساقط کرنے کا یہ حیلہ اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب سال پورا ہونے لگے اس وقت مال زکوٰۃ کسی کے نام ہبہ کر دے پھر سال گزر جانے کے بعد اس سے واپس لے لے اسی طرح ہر سال کرتا رہے تو کبھی زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی اس حیلے کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں اور ایسے ہی فقیہوں کی نسبت شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ خدا کا قرب ان سے دور رہنے میں حاصل کرنا چاہیئے، معاذ اللہ۔ ف۲ سال پورے ہونے سے ایک دن پہلے بھی، ف۳ شافعیہ بھی اس کے قائل ہیں مگر ایسا حیلہ کرنے والے کو ملامت کے قابل سمجھتے ہیں لیکن مالکیہ اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ جو کوئی زکوٰۃ سے بچنے کے لیے حیلے کرے گا تو زکوٰۃ اس پر سے ساقط نہ ہوگی۔ حنفیہ نے ایک اور عجیب حیلہ لکھا ہے یعنی اگر کسی عورت کو اس کا خاوند نہ چھوڑتا ہو اور وہ اس کے ہاتھ سے تنگ ہو تو خاوند کے بیٹے سے اگر زنا کرائے تو خاوند پر حرام ہو جائے گی امام شافعی کا مناظرہ اس مسئلہ میں امام محمد کے ساتھ مشہور ہے اہل حدیث کے نزدیک یہ حیلہ چل نہیں سکتا کیوں کہ ان کے نزدیک مصاہرت کا رشتہ زنا سے قائم نہیں ہو سکتا۔

۹۳۲۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ فَيَطْلُبُهُ وَيَقُولُ: أَنَا كَنْزُكَ، قَالَ: وَاللَّهِ لَنْ يَزَالَ يَطْلُبُهُ حَتَّى يَبْسُطَ يَدَهُ فَيُلْقِمَهَا فَاهُ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَا رَبُّ النَّعَمِ لَمْ يُعْطِ حَقَّهَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَخْبِطُ وَجْهَهُ

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم سے معمر بن راشد نے انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہ رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن آدمی کا خزانہ (جس کی وہ زکوٰۃ نہ دیتا ہو) ایک گنجے سانپ کی شکل بن جائے گا خزانہ کا مالک اس کو دیکھ کر بھاگے گا (یہ بلا کہاں سے آئی) وہ پیچھے لگے گا اور کہے گا (ارے بھاگتے کیوں ہو) میں تیرا خزانہ ہوں ناآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ برابر اس کے پیچھے رہے گا یہاں تک کہ خزانہ کا مالک (مجبور ہو کر) اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے منہ میں دے دے گا اخیر ہاتھ جائے مگر جان تو بچے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا جب

بِأَخْفَافِهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي رَجُلٍ لَهُ إِبِلٌ فَخَافَ أَنْ تَجِبَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ فَبَاعَهَا بِإِبِلٍ مِثْلِهَا أَوْ بِغَنَمٍ أَوْ بِبَقَرٍ أَوْ بِدَرَاهِمَ فِرَارًا مِنَ الصَّدَقَةِ بِيَوْمٍ احْتِيَالًا فَلَا بَأْسَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ إِنْ زَكَّى إِبِلَهُ قَبْلَ أَنْ يَحُولَ الْحَوْلُ بِيَوْمٍ أَوْ بِسَنَةٍ جَازَتْ عَنْهُ۔

چوپائے جانوروں کا مالک اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے گا تو قیامت کے دن ان جانوروں کو اس پر قابو دی جائے گی وہ کیا کریں گے اپنے پاؤں سے کچل ڈالیں گے ف۱ اور بعضے لوگ (حنفیہ) کہتے ہیں اگر کسی شخص کے پاس اونٹ ہوں اس کو ڈر ہو کہ اب زکوٰۃ دینا پڑے گی، (سال قریب الختم ہو) پھر وہ کیا کرے اپنے اونٹوں کو ویسے ہی اونٹوں کے بدل یا گایوں یا بکریوں یا روپیہ کے بدل سال ختم ہونے سے ایک دن پہلے بھی بیچ ڈالے اس نیت سے کہ زکوٰۃ واجب نہ ہو تو کوئی قباحت نہیں اور خود یہی لوگ (یعنی حنفیہ) اس کے بھی قائل ہیں کہ اگر کسی نے اپنے اونٹوں کی ایک دن یا ایک سال پہلے زکوٰۃ پیشگی دے دی تو درست ہے ف۲

ف۱ اس حدیث کو، امام بخاری اس لیے لائے کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کی سزا اس میں مذکور ہے اور یہ عام ہے اس کو بھی شامل ہے جو کوئی حیلہ نکال کر زکوٰۃ اپنے اوپر سے ساقط کرے ف۲ امام بخاری کا مطلب حنفیہ کا تناقض اور تعارض ثابت کرنا ہے کہ آپ ہی تو زکوٰۃ کا دینا سال گزرنے سے پہلے درست جانتے ہیں اس سے یہ نکلتا ہے کہ زکوٰۃ کا وجوب سال گزرنے سے پہلے ہی ہو جاتا ہے گو وجوب ادا سال گزرنے پر ہوتا ہے جب سال سے پہلے ہی زکوٰۃ کا وجوب ہو گیا تو اب مال کا بدل ڈالنا اس کے لیے کیونکر مسقط زکوٰۃ ہوگا اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ ان سب صورتوں میں اس کے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی اور شافعی کا یہ قول ہے کہ جب اونٹ کے بدل اونٹ ہی لے تو زکوٰۃ بدستور پہلے اونٹوں کے ملنے کی تاریخ سے واجب رہے گی۔ اگر دوسرے جانور مثلاً گائے بکریاں لے یا نقد روپیہ کے بدل بیچے تب سال کا شمار از سر نو شروع ہوگا۔ امام احمد نے کہا اگر نقد روپیوں کے بدل بیچے تو بیع کے دن سے چھ ماہ بعد روپیہ کی زکوٰۃ ادا کرے۔

۹۳۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: اسْتَفْتَى

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے

سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْضِهِ عَنْهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِذَا بَلَغَتِ الْإِبِلُ عِشْرِينَ فَفِيهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ فَإِنْ وَهَبَهَا قَبْلَ الْحَوْلِ أَوْ بَاعَهَا فِرَارًا وَاحْتِيَالًا لِإِسْقَاطِ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ إِنْ أَتْلَفَهَا فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ فِي مَالِهِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا کہ انکی ماں پر ایک منت تھی لیکن وہ اس کے ادا کرنے سے پہلے مرگئیں (اب کیا کرنا چاہیئے) آپ نے فرمایا تو اپنی ماں کی طرف سے ادا کردے ف اور بعضے لوگ (امام ابوحنیفہ) یہ کہتے ہیں کہ جب بیس اونٹ ہو جائیں تو ان میں زکوٰۃ کی چار بکریاں لازم ہیں اگر اونٹ کا مالک سال گزرنے سے پہلے ان کو بیچ ڈالے یا ہبہ کردے اس نیت سے کہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا اس طرح اگر ان اونٹوں کو تلف کر ڈالے اس کے بعد مرجائے تو اس کے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنا ضرور نہیں ف

ف اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ جب منت مرجانے سے ساقط نہ ہوئی اور ولی کو اس کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو زکوٰۃ بہ طریق اولیٰ موت یا حیلے سے ساقط نہ ہوگی ف۲ یعنی وارثوں پر لازم نہیں کہ اس کے ذمہ جو زکوٰۃ واجب تھی وہ اس کے مال میں سے ادا کریں یہ مسئلہ حنفیہ کا صریح سعد کی حدیث کے خلاف ہے کیونکہ سعد کی ماں مرگئی تھیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ذمہ جو نذر رہ گئی تھی سعد کو اس کے ادا کرنے کا حکم دیا یہی حکم زکوٰۃ میں بھی ہونا چاہیئے۔

بَابٌ فِي النِّكَاحِ

باب۔ نکاح میں حیلہ کرنے کا بیان

۹۳۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ، قُلْتُ لِنَافِعٍ: مَا الشِّغَارُ؟ قَالَ: يَنْكِحُ ابْنَةَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَيَنْكِحُ أُخْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ أُخْتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ:

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا عبیداللہ کہتے ہیں میں نے نافع سے پوچھا شغار کیا چیز ہے انہوں نے کہا شغار یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کی بیٹی سے اس شرط پر نکاح کرے کہ اپنی بیٹی اس کو بیاہ دے گا بس یہی مہر ہو اور کچھ مہر نہ ہو یا ایک آدمی دوسرے کی بہن سے

إِنِ احْتَالَ حَتّٰى تَزَوَّجَ عَلَى الشِّغَارِ فَهُوَ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ، وَقَالَ فِي الْمُتْعَةِ: النِّكَاحُ فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْمُتْعَةُ وَ الشِّغَارُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ۔

اس شرط پر نکاح کرے کہ اپنی بہن اس کو بیاہ دے گا بس اس کے سوا کوئی مہر مقرر نہ ہو اور بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہ) نے کہا اگر کسی نے حیلہ کر کے نکاح شغار کر لیا تو نکاح درست ہو جائے گا اور شرط لغو ہو گی۔ (ہر ایک کو مہر مثل عورت کا ادا کرنا ہو گا) اور انہی (امام ابوحنیفہ) نے متعہ میں یہ کہا ہے کہ وہاں نکاح بھی فاسد اور شرط بھی باطل ہے ف اور بعضے حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ متعہ اور شغار دونوں جائز ہونگے ف۲ اور شرط باطل ہو گی۔

ف وہاں یوں نہیں کہا کہ نکاح صحیح ہے اور مہر مثل لازم ہو گا بظاہر یہ ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ متعہ اور شغار دونوں کی ممانعت حدیث سے یکساں ثابت ہے بلکہ متعہ تو کئی بار حلال ہوا ف۲ اور ہر ایک میں مہر مثل لازم ہو گا یہ قول امام زفر کا ہے جو امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے اور عینی نے جو حافظ صاحب پر اعتراض جمایا ہے کہ زفر کا یہ قول نہیں بلکہ زفر نے یوں کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک مدت معین کر کے ایک عورت سے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہو جائے گا اور مدت کی شرط باطل ہو گی اور امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے نزدیک نکاح ہی باطل ہو گا یہ عجیب اعتراض ہے کیونکہ نکاح موقت اور متعہ ایک ہی چیز ہے گو الفاظ مختلف ہوں ۔

۹۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا قِيلَ لَهُ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرَى بِمُتْعَةِ النِّسَاءِ بَأْسًا فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنِ احْتَالَ حَتّٰى تَمَتَّعَ فَالنِّكَاحُ فَاسِدٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: النِّكَاحُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن سعید قطان نے انہوں نے عبیداللہ بن عمر سے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے امام حسن اور امام عبداللہ سے جو دونوں امام محمد بن حنفیہ کے صاحبزادے تھے، انہوں نے اپنے والد سے کہ جناب علی مرتضیٰ رض سے کسی نے کہا کہ عبداللہ بن عباس رض متعہ میں کوئی قباحت نہیں کہتے ہیں تو فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن متعہ اور پاسو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ف اور بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہ) نے کہا اگر کسی نے حیلہ سے متعہ کا نکاح کر لیا تو نکاح فاسد ہو گا اور بعضے حنفیہ (امام زفر) یہ کہتے ہیں نکاح جائز ہو جائے گا اور (میعاد کی) شرط باطل ہو گی (جیسے اوپر

گذر چکا)

ف اس حدیث کو امام بخاری اس لیے لائے کہ متعہ کے باب میں جو ممانعت آئی ہے وہ اسی لفظ سے کہ نہی عن المتعہ اور شغار سے بھی ممانعت اسی لفظ سے ہے جیسے اوپر گذر چکی پھر ایک عقد کو صحیح کہنا اور دوسرے کو باطل کہنا جیسے حنفیہ نے اختیار کیا ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے حافظ نے کہا حنفیہ دونوں میں یہ فرق کرتے ہیں کہ شغار اپنے اصل سے مشروع ہے لیکن اپنی صفت سے فاسد ہے اور متعہ اپنی اصل ہی سے غیر مشروع ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس ہندی کی چندی سے کیا فائدہ ہے متعہ اپنے اصل سے مشروع ہے۔ ابن مسعود کی قرأت میں ہے فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمیٰ اور کئی بار ہماری شریعت میں مشروع ہو چکا ہے اور نسخ کا حکم اہل قبلہ میں مختلف فیہ ہے امامیہ اور ہمارے مذہب میں بھی شاذ و نادر بعض علماء اس کی اباحت کے قائل رہے ہیں برخلاف شغار کے کہ وہ ایک بار بھی مشروع نہیں ہوا اور اس کے نامشروع ہونے میں کسی اہل قبلہ کا اختلاف نہیں ہے اس لیے حنفیہ کو بالعکس رائے دینا تھی کہ شغار میں نکاح بالکل درست نہ ہوگا اور متعہ میں درست ہو جائے گا انہوں نے ترجیح بلا مرجح نہیں بلکہ ترجیح مرجوح کی۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الِاحْتِيَالِ فِي الْبُيُوعِ، وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلَإِ۔

باب ۔ خرید و فروخت میں حیلہ اور فریب کرنا منع ہے اور کسی کو نہیں چاہیے کہ ضرورت سے زیادہ جو پانی ہو اس کو روک رکھے تاکہ اس کی وجہ سے گھاس بھی رکی رہے۔ ف

ف اس حدیث کی تفسیر اوپر کتاب الشرب میں گذر چکی ہے امام بخاری نے بیع کے متعلق اس باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید وہ لکھنا چاہتے ہوں گے مگر اتفاق نہ ہوا۔

۹۳۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلَإِ۔

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچا ہوا بے ضرورت پانی اس لیے نہ روکا جائے کہ اس کی وجہ سے بچی ہوئی بے ضرورت گھاس بھی محفوظ رہے ف

ف اس حدیث کی مناسبت کتاب الحیل سے یہ ہے کہ جنگل کی گھاس نر کسی خاص شخص کی ملک نہیں بلکہ ہر ایک کو

حق ہے کہ اپنے جانور وہاں چرائے لیکن اپنے کنویں پر ہر شخص کو اختیار ہے اب کوئی شخص کیا کرے ایسے جنگل میں جہاں اور کوئی کنواں نہیں ہے اسی کا کنواں ہے اپنی ضرورت سے زیادہ پانی کو روکے کسی کو نہ لینے دے تو گویا اس نے ایک حیلہ کیا یعنی ایسا کرکے اس نے وہاں کی گھانس بھی محفوظ کر لی کیونکہ جس جنگل میں پانی نہ ملے گا وہاں کوئی شخص اپنے جانوروں کو چرانے کے لیے نہیں لائے گا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَاجُشِ

باب ۔ نجش کا منع ہونا (وہ بھی ایک حیلہ ہے یعنی لاٹر یا پن) ف

ف نجش کی تفسیر کتاب البیوع میں گذر چکی ہے یعنی کسی چیز کا خریدنا منظور نہ ہو مگر دوسرے خریداروں کو بہکانے کے لیے اس کی قیمت بڑھانا۔

---

٩٣٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّجْشِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش سے منع کیا۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبُيُوعِ - وَقَالَ أَيُّوبُ يُخَادِعُونَ اللَّهَ كَمَا يُخَادِعُونَ آدَمِيًّا لَوْ أَتَوُا الْأَمْرَ عِيَانًا كَانَ أَهْوَنَ عَلَيَّ۔

باب ۔ خرید و فروخت میں فریب کرنے کی ممانعت اور ایوب سختیانی نے کہا ف کمبخت خدا سے بھی فریب کرتے ہیں جیسے آدمیوں سے (بیع کھوچ) میں فریب کرتے ہیں اگر صاف صاف کھول کر کہہ دیں کہ ہم اتنا نفع لیں گے تو میرے نزدیک آسان ہے ف۲

ف اس کو وکیع نے اپنے مصنف میں وصل کیا ف۲ کیونکہ اس میں کوئی فریب نہیں خریدار کو اختیار ہے لے یا نہ لے۔

---

٩٣٨ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص (حبان بن منقلہ) خرید و فروخت میں دغا کھا جاتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ: إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ۔

نے اس سے فرمایا تو ایسا کر معاملہ کرتے وقت یوں کہہ دیا کر (بھائی) دغا فریب کا کام نہیں ہے ف

ف اب اگر کہہ دینے پر بھی کوئی فریق دغا اور فریب کرے تو معاملہ ناجائز ہوگا۔ اہل حدیث اور اہل ظاہر کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ اور شافعیہ اور جمہور علماء کہتے ہیں معاملہ تو صحیح ہو جائے گا پر دغا کرنے والا دغا کا گنہگار رہو گا۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الاحْتِيَالِ فِي الْيَتِيمَةِ الْمَرْغُوبَةِ وَأَنْ لَا يُكَمِّلَ صَدَاقَهَا۔

باب۔ یتیم لڑکی سے جو مرغوبہ ہو اس کا ولی فریب دے کر (یعنی مہر مثل سے) کم مہر مقرر کرلے تو یہ منع ہے ف۔

ف اس پر بھی اگر کرلے گا تو اہل ظاہر کے نزدیک وہ نکاح بھی صحیح نہ ہوگا، اور جمہور علماء کہتے ہیں نکاح تو صحیح ہو جائے گا مگر اس کو حکم دیں گے کہ پورا مہر ادا کرے۔

۹۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ، قَالَتْ: هِيَ الْيَتِيمَةُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا فَيُرِيدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنَى مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا فَنُهُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ۔ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا عروہ بن زبیر بیان کرتے تھے میں نے حضرت عائشہ رضی سے (سورۂ نساء کی) اس آیت کو پوچھا وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء، انہوں نے کہا اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہو پھر اس کے حسن و جمال پر ولی فریفتہ ہو کر اس سے نکاح کرنا چاہے مگر مہر مثل سے کم مہر مقرر کرے تو ایسے نکاح سے ممانعت ہوئی مگر جب انصاف سے پورا پورا مہر مقرر کرے۔ اس آیت کے اترنے کے بعد پھر لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا تب (اسی سورت کی) یہ آیت اتری ویستفتونک فی النساء اخیر تک۔

ف یہ حدیث اوپر کئی بار گذر چکی ہے کتاب النکاح اور کتاب التفسیر وغیرہ میں۔

بَابُ اِذَا غَصَبَ جَارِيَةً فَزَعَمَ أَنَّهَا مَاتَتْ فَقُضِيَ بِقِيمَةِ الْجَارِيَةِ الْمَيِّتَةِ ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبُهَا فَهِيَ لَهُ وَيَرُدُّ الْقِيمَةَ وَلَا تَكُونُ الْقِيمَةُ ثَمَنًا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْجَارِيَةُ لِلْغَاصِبِ لِأَخْذِهِ الْقِيمَةَ وَفِي هَذَا احْتِيَالٌ لِمَنِ اشْتَهَى جَارِيَةَ رَجُلٍ لَا يَبِيعُهَا فَغَصَبَهَا وَاعْتَلَّ بِأَنَّهَا مَاتَتْ حَتَّى يَأْخُذَ رَبُّهَا قِيمَتَهَا فَيَطِيبُ لِلْغَاصِبِ جَارِيَةُ غَيْرِهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

باب ۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کی لونڈی زبردستی چھین لی اب لونڈی کے مالک نے اس پر دعویٰ کیا، تو چھیننے والے نے یہ کہا کہ وہ لونڈی مرگئی حاکم نے قیمت اس سے دلادی اب اس کے بعد مالک کو وہ لونڈی، (زندہ) مل گئی تو وہ اپنی لونڈی لے لے گا اور چھیننے والے نے جو قیمت دی تھی وہ اس کو واپس کر دے یہ نہ ہوگا کہ جو قیمت چھیننے والے نے دی وہ لونڈی کا مول ہو جائے گی اور لونڈی چھیننے والے کی ملک ہو جائے بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہ رحمہ) نے کہا وہ لونڈی چھیننے والے کی ملک ہو جائے گی کیونکہ مالک اس لونڈی کا مول اس سے لے چکا، یہ فتویٰ کیا ہے گویا جس لونڈی کی آدمی کو خواہش ہو اس کے حاصل کر لینے کی ایک تدبیر ہے وہ کیا کرے گا جس کی چاہے گا جبراً چھین لے گا جب مالک دعویٰ کرے گا تو کہہ دے گا وہ مرگئی اور قیمت مالک کے پلوں میں ڈال دے گا اس کے بعد بے فکری سے پرائی لونڈی سے مزے اڑاتا پھرے گا ف کیونکہ وہ اس کے لیے حلال ہوگئی حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ف۲ ایک دوسرے کے مال تم پر حرام ہیں اور فرماتے ہیں ف۳ قیامت کے دن ہر دغاباز کے لیے ایک جھنڈا کیا جائے گا ف۴

ف حنفیہ کے مذہب پر لونڈی جب چاہو کسی کا گھوڑا یا جانور جو پسند ہو چھین لو اور جواب دعویٰ میں کہو وہ مرگیا، میں نے اس کو ذبح کر دیا اور قیمت مدعی کے حوالے کر دو پھر مزے سے وہ جانور اپنے کام میں لاؤ۔ ایک یہی کیا حنفیہ کے نزدیک اگر کسی عورت پر جھوٹے گواہ قائم کر دیئے کہ وہ میری منکوحہ ہے اور قاضی صاحب نے ثبوت نکاح کی ڈگری دے دی تو بس پھر کیا ہی خوب پرائی عورت سے مزے اڑاؤ وہ حلال ہوگئی کیونکہ قاضی کی قضا ان کے نزدیک ظاہراً اور باطناً دونوں میں نافذ ہو جاتی ہیں ف۲ یہ حدیث کتاب الحج میں موصولاً گذر چکی ہے ف۳ یہ حدیث آگے آتی ہے ف۴ تاکہ سب کو اس کی دغابازی معلوم ہو جائے اور فرماتے ہیں میں بشر ہوں اور تم میں کوئی بڑا زبان آور ہوتا ہے میں اگر اس کے بیان پر اس کے بھائی کا حق اس کو دلا دوں تو دوزخ کا ایک

ٹکڑا دلاتا ہوں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے دوسرے کا مال حلال نہ ہو تو قاضی جو بنور کا فیصلہ کیونکر موجب علت ہوگا تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان مسائل میں امام ابو حنیفہ کا قول خود ان کی وصیت کے موافق پھیر پر ماریں اور حدیث پر عمل کریں۔ وما علینا الا البلاغ۔

۹۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ۔

ہم سے ابو نعیم (فضل ابن دکین) نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ہر دغاباز کے لیے قیامت میں ایک جھنڈا ہوگا ف۱

ف۱ جس سے لوگ پہچان لیں گے کہ یہ دنیا میں دغابازی کرتا تھا۔

بَابٌ۔

باب۔ ف۱

ف۱ اس میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں یہ اگلے ہی باب سے متعلق ہے۔

۹۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ وَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد عروہ سے انہوں نے زینب بنت ابی سلمہ سے انہوں نے اپنی والدہ ام المومنین ام سلمہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی آدمی ہوں ف۱ تم میرے سامنے جھگڑتے ہوئے آتے ہو۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کوئی اپنی دلیل دوسرے فریق کی نسبت اچھی بیان کرتا ہے ف۲ اور میں ف۳ جو سنتا ہوں اس پر فیصلہ کرتا ہوں پھر اگر میں کسی کو اس کے مسلمان بھائی کا کوئی حق (غلطی سے) دلادوں تو وہ اس کو ہرگز نہ لے میں اس کو دوزخ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں ف۴

ف۱ لوازم بشریت سے پاک نہیں ہوں ف۲ فصاحت اور بلاغت اور خوش تقریری کے ساتھ ف۳ ظاہری

مقدمہ کی روئیداد پر فک اس حدیث سے امام ابوحنیفہ کے مذہب کا بالکل رد ہو جاتا ہے ۔ یہ حدیث اس قاعدے کے خلاف نہیں ہے کہ پیغمبر صاحب خطائی اجتہادی قائم نہیں رہ سکتے تھے اللہ تعالیٰ آپ کو مطلع کر دیتا، کیونکہ یہ خطا اجتہادی نہیں ہے بلکہ وجہ ثبوت پر فیصلہ کرنا ہے جس سے ہر حاکم مجبور ہے ۔

بَابٌ فِي النِّكَاحِ

باب ۔ نکاح پر جھوٹی گواہی گزر جائے تو کیا حکم ہے؟ ف

ف کیا وہ عورت، اس دعویٰ کرنے والے پر حالانکہ وہ جانتا ہے کہ میرا دعویٰ جھوٹ ہے حلال ہو جائے گی ۔

٩٤٢ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ وَلاَ الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ إِذْنُهَا، قَالَ إِذَا سَكَتَتْ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنْ لَمْ تُسْتَأْذَنِ الْبِكْرُ وَلَمْ تَزَوَّجْ فَاحْتَالَ رَجُلٌ فَأَقَامَ شَاهِدَيْ زُورٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا فَأَثْبَتَ الْقَاضِي نِكَاحَهَا وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلَةٌ فَلاَ بَأْسَ أَنْ يَطَأَهَا وَهُوَ تَزْوِيجٌ صَحِيحٌ ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن ابی عبداللہ نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے ابوہریرہ رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کنواری عورت کا بھی نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اسی طرح بیوہ عورت کا بھی نکاح جب تک (زبان سے) اس کا حکم نہ لیں نہ کیا جائے، لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ کنواری کیوں کر اجازت دے گی (وہ تو شرم کرتی ہے) آپ نے فرمایا اس کا (سن کر) چپ ہو جانا بھی اجازت ہے اور بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہ) نے کہا اگر کسی کنواری عورت سے نہ اذن لیا گیا نہ نکاح کیا گیا مگر ایک شخص نے دو جھوٹے گواہ اس امر پر قائم کر دیے کہ اس کنواری عورت نے اپنی رضامندی سے مجھ سے نکاح کیا تھا اور قاضی نے نکاح ثابت کر دیا حالاں کہ وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹی گواہی ہے لیکن ف اس عورت سے جماع کرنا اس کو درست اور نکاح بھی صحیح ہو گیا ۔

ف قاضی کا فیصلہ ہو جانے کے بعد ۔

۹۴۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ
وَلَدِ جَعْفَرٍ تَخَوَّفَتْ أَنْ يُزَوِّجَهَا
وَلِيُّهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَأَرْسَلَتْ إِلَى
شَيْخَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ جَارِيَةَ قَالَا فَلَا
تَخْشَيْنَ فَإِنَّ خَنْسَاءَ بِنْتَ خِذَامٍ
أَنْكَحَهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَرَدَّ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ
قَالَ سُفْيَانُ وَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ
فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ عَنْ أَبِيهِ إِنَّ خَنْسَاءَ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے قاسم بن محمد سے انہوں نے کہا جعفر بن ابی طالب کے خاندان کی ایک عورت تھی (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) اس کو یہ ڈر پیدا ہوا کہیں اس کا ولی جبراً اس کا نکاح نہ پڑھا دے وہ نکاح سے ناراض تھی آخر اس نے دو بڈھے انصاریوں عبدالرحمٰن بن جاریہ ف۱ اور مجمع بن جاریہ کے پاس (یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے) کسی کو بھجوایا انہوں نے کہلا بھیجا تو کاہے کو ڈرتی ہے خنساء بنت خذام کا نکاح اس کے باپ نے جبراً کر دیا تھا وہ ناراض تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نکاح لغو کر دیا، سفیان بن عیینہ نے (اسی سند سے) کہا عبدالرحمٰن بن قاسم بھی اس حدیث کو اپنے والد سے روایت کرتے تھے اسی طرح خنساء بنت خذامؓ کا نکاح اخیر تک ف۲

ف۱ جاریہ انکے دادا کا نام تھا، باپ کا نام یزید ہے عبدالرحمٰن اور مجمع دونوں بھائی تھے ف۲ اس میں عبدالرحمٰن بن جاریہ اور مجمع بن جاریہ کا ذکر نہیں ہے۔

۹۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا
شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْكَحُ
الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ
الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ، قَالُوا: كَيْفَ
إِذْنُهَا؟ قَالَ: أَنْ تَسْكُتَ، وَقَالَ
بَعْضُ النَّاسِ: إِنِ احْتَالَ إِنْسَانٌ
بِشَاهِدَيْ زُورٍ عَلَى تَزْوِيجِ امْرَأَةٍ
ثَيِّبٍ بِأَمْرِهَا فَأَثْبَتَ الْقَاضِي

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے ابوہریرہ رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت رانڈ ہو چکی ہو اس سے جب تک (زبان سے) حکم نہ لیا جائے اسکا نکاح نہ کیا جائے اور کنواری کا بھی بے اذن نکاح نہ کیا جائے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کنواری کیونکر اذن دیگی (وہ تو شرمیلی ہوتی ہے) آپ نے فرمایا اسکا خاموش رہنا یہی اذن ہے اور بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہؒ) نے کہا اگر کسی نے حیلہ کر کے ایک ثیبہ عورت پر دو جھوٹے گواہ قائم کر دیئے کہ اس کے حکم سے نکاح ہوا ہے اور

نِكَاحِهَا إِيَّاهُ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَتَزَوَّجْهَا قَطُّ فَإِنَّهُ يَسَعُهُ هٰذَا النِّكَاحُ وَلَا بَأْسَ بِالْمُقَامِ لَهُ مَعَهَا۔

قاضی نے گواہی کی بنا پر نکاح ثابت کر دیا حالاں کہ وہ مرد (جو نکاح کا دعویٰ کرتا ہے) یہ جانتا ہے کہ اس نے اس عورت سے نکاح نہیں کیا ہے۔ (اور گواہی محض جھوٹی ہے) جب بھی یہ نکاح اس کے حق میں صحیح ہو جائے گا اور اس کو اس عورت کے پاس رہنا درست ہو جائے گا ف

ف ان تمام مسائل کی جن کے امام ابوحنیفہ قائل ہوئے ہیں اور امام بخاری نے ان پر طعن کیا ہے وہی وجہ ہے کہ قاضی کی قضا ان کے نزدیک ظاہرًا اور باطنًا دونوں طرح نافذ ہو جاتی ہے یہ کلیہ غلط ہے اور احادیث صحیحہ کے ، برخلاف قائم کیا گیا ہے اس پر جتنے مسائل متفرع کئے ہیں وہ بھی غلط ہوں گے ، اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا جب صحت نکاح کے لیے ثیبہ عورت کا حکم دینا ضرور ہے اور ما نحن فیہ میں اس نے کوئی حکم نہیں دیا تھا ، تو نکاح کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اور خاوند کے لیے فیما بینہ وبین اللہ وہ عورت کیونکر حلال ہو سکتی ہے

٩٤٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ، قُلْتُ: إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي، قَالَ: إِذْنُهَا صُمَاتُهَا، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ هَوِيَ رَجُلٌ جَارِيَةً يَتِيمَةً أَوْ بِكْرًا فَأَبَتْ فَاحْتَالَ فَجَاءَ بِشَاهِدَيْ زُورٍ عَلَى أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا فَأَدْرَكَتْ فَرَضِيَتِ الْيَتِيمَةُ فَقَبِلَ الْقَاضِي شَهَادَةَ الزُّورِ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ بِبُطْلَانِ ذٰلِكَ حَلَّ لَهُ الْوَطْءُ۔

ہم سے ابو عاصم (ضحاک بن مخلد) نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے ذکوان سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کنواری عورت سے بھی نکاح میں اجازت لی جائے میں نے کہا وہ تو شرم کرتی ہے (اجازت کیونکر دے گی) آپ نے فرمایا اس کی اجازت یہی ہے چپ ہو جانا اور بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہ) نے کہا اگر کوئی شخص کسی شوہر دیدہ یا کنواری چھوکری پر فریفتہ ہو اور وہ نکاح پر راضی نہ ہو تو یہ شخص حیلہ کر کے دو جھوٹے گواہ اس بات کے لے آئے کہ اس نے اس چھوکری سے نکاح کیا تھا پھر اس کے بعد وہ چھوکری جوان ہوئی اور اس نکاح سے راضی ہو گئی اور قاضی اس گواہی کو منظور کر لے ، حالانکہ وہ شخص یہ جانتا ہے کہ یہ سارا معاملہ جھوٹ اور فریب ہے تب بھی اس چھوکری سے جماع کرنا اس

کو درست ہو جائے گا۔

⁂ ⁂ ⁂

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ احْتِيَالِ الْمَرْأَةِ مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَائِرِ وَمَا نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ۔

باب۔ عورت کو اپنے خاوند یا سوکنوں سے چرتر کرنے کی ممانعت اور اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ تعالیٰ کا کلام اترا ف

ف مراد سورۂ تحریم کی آیتیں ہیں لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ اخیر آیت تک۔ اس آیت کی تفسیر اوپر گذر چکی ہے کہ وہ شہد پینے کے یا ماریہ سے صحبت کرنے کے باب میں اتری۔

٩٤٦۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَيُحِبُّ الْعَسَلَ وَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ أَجَازَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْهُنَّ، فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: أَهْدَتْ امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةَ عَسَلٍ فَسَقَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً، فَقُلْتُ: أَمَا وَاللهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِسَوْدَةَ وَقُلْتُ: إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ فَإِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ فَقُولِي لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ: لَا، فَقُولِي لَهُ: مَا هَذِهِ الرِّيحُ وَكَانَ رَسُولُ

ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیرینی اور شہد کو (بہت) پسند کرتے تھے، آپ جب عصر کی نماز پڑھ چکتے تو اپنی بی بیوں کے پاس تشریف لے جاتے ان سے اختلاط کرتے ایک بار ایسا ہوا آپ ام المومنین حفصہ رض کے پاس گئے اور معمول سے زیادہ ان کے پاس ٹھہرے رہے میں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی آپ نے کہا حفصہؓ کی قوم والی ایک عورت نے اس کو شہد تحفہ بھیجا تھا تو حفصہ رض نے اس کا شربت مجھ کو پلایا (اس وجہ سے دیر ہوئی) میں نے کہا خدا کی قسم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چرتر کروں گی میں نے سودہ بنت زمعہ ام المومنین سے یہ قصہ بیان کیا اور ان کو یہ صلاح دی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آئیں اور تم سے نزدیک بیٹھیں تو کہنا یا رسول اللہ آپ نے مغافیر کا گوند کھایا ہے (اس کی بدبو آرہی ہے)، آپ فرمائیں گے نہیں تو تم کہنا

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ تُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُولِي لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُولُ ذَلِكَ وَقُولِيهِ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى سَوْدَةَ قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كِدْتُ أَنْ أُبَادِرَهُ بِالَّذِي قُلْتِ لِي وَإِنَّهُ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقًا مِنْكِ، فَلَمَّا دَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَمَا هَذِهِ الرِّيحُ قَالَ: سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ قُلْتُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ قَالَتْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا أَسْقِيكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي بِهِ، قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ: سُبْحَانَ اللهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ، قَالَتْ: قُلْتُ لَهَا اسْكُتِي

توپھر یہ بدبو کاہے کی آرہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا آپ کو سخت ناگوار گزرتا اگر کسی قسم کی بدبو آپ (کے کپڑے یا بدن) میں سے آتی (آپ حد درجہ نفاست پسند اور لطیف المزاج تھے) خیر آپ فرمائیں گے کہ حفصہ رض نے مجھ کو شہد کا شربت پلایا تھا، تم کہنا اس شہد کی مکھی نے عرفط کا درخت چوسا ہوگا اور میں بھی (جب آپ میرے پاس آئیں گے) ایسا ہی کہوں گی اور صفیہ رض تم بھی ایسا ہی کہنا ف۱ خیر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین سودہ رض کے پاس گئے، سودہ رض مجھ سے کہتی تھیں قسم خدا کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دروازے ہی پر تھے (میرے پاس تک نہیں آئے تھے) لیکن میں نے تمہارے ڈر سے یہ چاہا کہ جلدی سے وہ بات کہہ ڈالوں جو تم نے مجھ کو سکھلائی تھی ف۲ جب آپ میرے نزدیک آئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے مغافیر کا گوند کھایا ہے آپ نے فرمایا نہیں تو میں نے کہا یہ بدبو کہاں سے آرہی ہے آپ نے فرمایا حفصہ رض نے مجھ کو شہد کا شربت پلایا تھا میں نے کہا اس شہد کی مکھی نے عرفط کا درخت چوسا ہوگا (اسی کی بو شہد میں آگئی) حضرت عائشہ رض کہتی ہیں پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی یہی کہا اور ام المومنین صفیہ رض کے پاس گئے تو انہوں نے بھی ایسا ہی کہا اس کے بعد جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دوسرے روز) ام المومنین حفصہ رض کے پاس گئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں آپ کو شہد کا اور شربت پلاؤں آپ نے فرمایا نہیں کچھ ضرورت نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رض کہتی ہیں سودہ رض مجھ سے کہنے لگیں سبحان اللہ (یہ ہم نے کیا کیا) گویا شہد آپ پر حرام کر دیا میں نے کہا چپ

رہو (کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سن نہ لیں یا ہمارا بھرم فاش نہ ہو جائے)

ف۱ اکثر روایتوں میں حضرت زینب کے پاس شہد پینا منقول ہے اور احتمال ہے کہ یہ قصہ متعدد بار ہوا ہو ف۲ اسی میں سے مغافیر کا گوند نکلتا ہے ف۳ حضرت عائشہ رضؓ بہت کم اور نو عمر تھیں جوانی کے چونچلے عورتوں میں طبعی ہوتے ہیں اور شاذ و نادر ہی کوئی عورت ان سے محفوظ رہتی ہے۔ ف۴ حضرت عائشہ رضؓ کا رعب دوسری بی بیوں پر بہت تھا وہ اس وجہ سے ڈرتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضؓ سے بہت محبت رکھتے تھے دوسری عورتوں کو یہ ڈر رہتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے خفا نہ کر دیں اس لیے ان کی بات سننا ضرور پڑتی۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُونِ۔

۹۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ بِسَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمْ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ سَرْغَ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عُمَرَ إِنَّمَا انْصَرَفَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ۔

باب۔ طاعون سے بھاگنے کے لیے حیلہ کرنا منع ہے۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہ حضرت عمر رضؓ (۱۸ ہجری ماہ ربیع الثانی میں) شام کے ملک کی طرف روانہ ہوئے جب سرغ میں پہنچے (جو ایک بستی ہے شام کے قریب) تو ان کو خبر یہ پہنچی کہ شام کے ملک میں وبا شروع ہو گئی ہے (یعنی طاعون عمواس) عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے ان سے یہ حدیث بیان کی جب تم سنو کسی ملک میں طاعون پڑا ہے تو وہاں جاؤ بھی نہیں اور جب اس ملک میں طاعون آئے جہاں تم ہو تو وہاں سے بھاگ کر نکلو بھی نہیں۔ یہ حدیث سنتے ہی حضرت عمر رضؓ سرغ سے (مدینہ کو) لوٹ آئے اور اسی سند سے ابن شہاب سے مروی ہے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے کہ ان کے دادا حضرت عمر رضؓ عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ کی حدیث سن کر لوٹ آئے۔

٩٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ سَمِعَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْوَجَعَ فَقَالَ: رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ عُذِّبَ بِهِ بَعْضُ الْأُمَمِ ثُمَّ بَقِيَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ فَتَذْهَبُ الْمَرَّةَ وَتَأْتِي الْأُخْرَى فَمَنْ سَمِعَ بِأَرْضٍ فَلَا يَقْدَمَنَّ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ بِأَرْضٍ وَقَعَ بِهَا فَلَا يَخْرُجْ فِرَارًا مِنْهُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عامر بن سعد بن ابی وقاص رضؓ نے خبر دی انہوں نے اسامہ بن زید رضؓ سے سنا وہ سعد بن ابی وقاص رضؓ سے نقل کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون کا ذکر کیا فرمایا طاعون (اللہ کا) ایک عذاب ہے جو اس نے بعضے امتوں پر اتارا تھا اسی عذاب میں سے کچھ دنیا میں رہ گیا کبھی آتا ہے کبھی موقوف ہو جاتا ہے ف۱ پھر جو کوئی سنے کہ کسی ملک میں طاعون پڑا ہے تو اس ملک میں نہ جائے اور اگر اس سرزمین میں جہاں وہ رہتا ہو طاعون آ جائے تو بھاگے بھی نہیں ف۲

ف۱ اس کا اصلی سبب کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یونانی لوگ جدوار خطائی سے اس کا علاج کرتے ہیں اور ڈاکٹر لوگ برف کا ٹکڑا ورم کے مقام پر رکھ کر اور بدوی لوگ داغ دے کر اس کا علاج کرتے ہیں مگر اکثر لوگ اس بیماری سے مر جاتے ہیں شاذ و نادر ہی بچتے ہیں۔ ف۲ کیونکہ موت سے بھاگنا کچھ مفید نہیں ہوتا۔ وہ اپنے وقت پر ضرور آئے گی۔ طاعون سے بھاگنے کا حیلہ یہ ہے کہ مثلاً ظاہر میں سوداگری یا تبدیلی آب و ہوا کا بہانہ کر کے طاعونی ملک سے چلا جائے اگر اسی ملک میں رہ کر ایک گھر سے یا ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں چلا جائے تو یہ بھاگنے میں داخل نہ ہوگا بلکہ ہمارے زمانے میں تخفیف مرض کے لیے اس کا تجربہ ہوا ہے کہ جس بستی میں طاعون آئے تو اس بستی کو خالی کر دیں اور چند روز تک جنگل یا پہاڑ پر جا کر رہیں اور مکانات کو صاف پاک کرائیں۔

بَابٌ فِي الْهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنْ وَهَبَ هِبَةً أَلْفَ دِرْهَمٍ أَوْ أَكْثَرَ حَتَّى مَكَثَ عِنْدَهُ سِنِينَ وَاحْتَالَ فِي ذَلِكَ ثُمَّ رَجَعَ الْوَاهِبُ فِيهَا فَلَا زَكَاةَ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمَا فَخَالَفَ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهِبَةِ وَ

باب۔ ہبہ پھیر لینے یا شفعہ کا حق ساقط کرنے کے لیے حیلہ کرنا مکروہ ہے ف۱ اور بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہ) نے کہا اگر کسی شخص نے دوسرے کو ہزار درہم یا اس سے زیادہ ہبہ کیے اور یہ درہم موہوب لہ کے پاس برسوں رہ چکے پھر واہب نے حیلہ کر کے ان کو لے لیا ہبہ میں رجوع کر لیا تو ان میں سے کسی پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی اور ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

أَسْقَطَ الزَّكَاةَ۔

حدیث کا خلاف کیا جو ہبہ میں وارد ہے اور باوجود سال گزرنے کے اس میں زکوٰۃ ساقط کی ۔

ف مگر حنفیہ میں سے امام ابو یوسف نے اس قسم کے حیلے جائز رکھے ہیں اور وہ فقہ کی کتابوں میں بتفصیل مذکور ہیں حنفیہ کے نزدیک واہب اگر اجنبی شخص کو کوئی چیز ہبہ کرے تو قبضہ کے بعد بھی اس میں رجوع کر سکتا ہے ۔ امام بخاری نے اس کی قباحت اور حرمت پر صحیح حدیث سے استدلال کیا ہے ۔

۹۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہبہ کر کے پھر اس کو پھیرنے والا کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر اس کو چاٹنے جاتا ہے ہم مسلمانوں کے لیے ایسی مثال نہ ہونا چاہیئے ۔

ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ موہوب لہ کے قبضہ ہو جانے کے بعد پھر ہبہ میں رجوع کرنا حرام اور ناجائز ہے اور جب رجوع ناجائز ہو تو موہوب لہ پر ایک سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی اہل حدیث کا یہی قول ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک جب رجوع جائز ہوا گو مکروہ ان کے نزدیک بھی ہے تو نہ واہب پر زکوٰۃ ہوگی نہ موہوب لہ پر اور یہ حیلہ کر کے دونوں زکوٰۃ سے محفوظ رہ سکتے ہیں ۔

۹۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الشُّفْعَةُ لِلْجِوَارِ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى مَا

ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا حق ان جائیدادوں میں رکھا ہے جو تقسیم نہ ہوئی ہوں (اور ایک شریک اپنا حصہ بیچنا چاہے تو دوسرا شریک اور لوگوں سے زیادہ اس کا حقدار ہوگا) لیکن جب حدیں پڑ جائیں اور ہر شریک کے رستے الگ الگ پھیر دیے جائیں تو اب شفعہ

شَدَّدَهُ فَأَبْطَلَهُ وَقَالَ إِنِ اشْتَرَى دَارًا فَخَافَ أَنْ يَأْخُذَ الْجَارُ بِالشُّفْعَةِ فَاشْتَرَى سَهْمًا مِنْ مِائَةِ سَهْمٍ ثُمَّ اشْتَرَى الْبَاقِيَ وَكَانَ لِلْجَارِ الشُّفْعَةُ فِي السَّهْمِ الْأَوَّلِ وَلَا شُفْعَةَ لَهُ فِي بَاقِي الدَّارِ وَلَهُ أَنْ يَحْتَالَ فِي ذَلِكَ۔

نہیں رہا اور بعضے لوگ (یعنے ابوحنیفہ) کہتے ہیں، ہمسایہ کو بھی شفعہ کا حق ہے (پھر خود ہی کیا کیا جس حق کو مضبوط کیا تھا اس کو اڑا دیا) اور کہنے لگے اگر کسی شخص نے ایک گھر خریدا اور اس کو ڈر ہوا کہیں شفیع شفعہ کا دعوی نہ کرے تو اس کو چاہیئے پہلے اس گھر کے سو حصوں میں سے ایک حصہ (مشاع کے طور پر) خرید لے پھر باقی گھر خرید لے اب شفیع ہمسایہ کو صرف ایک حصے میں جو سوواں حصہ ہے حق شفعہ ہوگا لیکن باقی ننانوے حصوں میں اس کو حق شفعہ خریدار کے مقابل نہ رہے گا ف

ف کیونکہ خریدار اس گھر کا شریک ہے اور شریک کا حق ہمسایہ پر مقدم ہے اور ان لوگوں نے خریدار کے لیے اس قسم کا حیلہ کرنا جائز رکھا حالاں کہ اس میں ایک مسلمان کا حق تلف کرنا ہے اور امام ابوحنیفہ سے تعجب ہے کہ وہ اس قسم کے حیلوں کو جائز رکھتے ہیں۔ بعضے لوگوں نے کہا یہ حیلہ امام ابو یوسف نے نکالا اور امام محمد اس کو سخت مکروہ جانتے ہیں۔

۹۵۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيدِ قَالَ: جَاءَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَنْكِبِي فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ إِلَى سَعْدٍ فَقَالَ أَبُو رَافِعٍ لِلْمِسْوَرِ: أَلَا تَأْمُرُ هَذَا أَنْ يَشْتَرِيَ مِنِّي بَيْتِي الَّذِي فِي دَارِي، فَقَالَ لَا أَزِيدُهُ عَلَى أَرْبَعِمِائَةٍ إِمَّا مُقَطَّعَةً وَإِمَّا مُنَجَّمَةً، قَالَ أُعْطِيتُ خَمْسَمِائَةٍ نَقْدًا فَمَنَعْتُهُ وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ مَا بِعْتُكَهُ أَوْ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ابراہیم بن میسرہ سے کہا میں نے عمرو بن شرید سے سنا انہوں نے کہا مسور بن مخرمہ میرے پاس آئے اور میرے مونڈھے پر ہاتھ رکھا میں اور وہ دونوں مل کر سعد بن ابی وقاص رض کے پاس گئے ابورافع نے مسور سے کہا تم سعد بن ابی وقاص رض سے یہ نہیں کہتے وہ میرا گھر جو ان کی حویلی میں ہے خرید کر لیں۔ سعد رض نے کہا میں چار سو سے زیادہ اس گھر کے نہیں دوں گا وہ بھی اقساط کے ساتھ۔ ابورافع نے کہا واہ اس گھر کے مجھ کو پانسو نقد ملتے تھے تب تو میں نے دیا نہیں اور اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی۔ آپ فرماتے تھے، ہمسایہ اپنے پڑوس کی جائیداد کا زیادہ حقدار ہے تو میں

قَالَ مَا أَعْطَيْتُكَهُ، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّ مَعْمَرًا لَمْ يَقُلْ هَكَذَا، قَالَ لَكِنَّهُ قَالَ لِي هَكَذَا، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَبِيعَ الشُّفْعَةَ فَلَهُ أَنْ يَحْتَالَ حَتَّى يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ فَيَهَبُ الْبَائِعُ لِلْمُشْتَرِي الدَّارَ وَيَحُدُّهَا وَيَدْفَعُهَا إِلَيْهِ وَيُعَوِّضُهُ الْمُشْتَرِي أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا يَكُونُ لِلشَّفِيعِ فِيهَا شُفْعَةٌ.

تمہارے ہاتھ بیچتا بھی نہیں یا یوں کہا تم کو دیتا ہی نہیں علی بن مدینی نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا معمر نے تو اس روایت میں اسطرح نہیں نقل کیا ف۱ سفیان نے کہا مجھ سے تو ابراہیم بن میسرہ نے یہ حدیث اس طرح نقل کی ہے۔ بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہ) نے کہا اگر کوئی چاہے کہ شفعہ کا حق شفیع کو نہ رہے تو اس کے لیے حیلہ کر سکتا ہے اور حیلہ یہ ہے کہ جائداد کا مالک خریدار کو وہ جائداد ہبہ کر دے پھر خریدار (یعنی موہوب لہ) اس ہبہ کے معاوضہ میں مالک جائداد کو ہزار درہم مثلاً ہبہ کر دے اس صورت میں شفیع کو شفعہ کا استحقاق نہ رہے گا (کیونکہ شفعہ بیع میں ہوتا ہے نہ ہبہ میں ف۲)

ف۱ معمر کی روایت کو نسائی نے نکالا معمر کی روایت میں بھی یوں ہی ہے اَلْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ تو شاید علی بن مدینی کا مطلب یہ ہے کہ معمر نے اس کو عمرو بن شرید سے انہوں نے اپنے والد شرید سے روایت کیا اور اس روایت میں عمرو بن شرید راوی ہے ف۲ ہم کہتے ہیں کہ ہبہ بالعوض بھی بیع کے حکم میں ہے تو شفیع کا حق شفعہ قائم رہنا چاہیئے اور حیلہ کرنا بالکل ناجائز ہے اس میں ایک مسلمان کی حق تلفی کا ارادہ کرنا ہے۔

٩٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ سَعْدًا سَاوَمَهُ بَيْتًا بِأَرْبَعِمِائَةِ مِثْقَالٍ، فَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ مَا أَعْطَيْتُكَ، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ اشْتَرَى نَصِيبَ دَارٍ فَأَرَادَ أَنْ يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ وَهَبَ لِابْنِهِ الصَّغِيرِ وَلَا يَكُونُ عَلَيْهِ يَمِينٌ.

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابراہیم بن میسرہ سے، انہوں نے عمرو بن شرید سے انہوں نے ابو رافع سے کہ سعد بن ابی وقاص رضی نے ایک گھر ان سے چار سو مثقال (چاندی یا سونے کے بدل) چکایا ابو رافع نے کہا اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی کہ ہمسایہ اپنے پڑوس کے مکان کا زیادہ حقدار ہے تو تم کو یہ مکان نہ دیتا اور بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہ) نے کہا اگر کوئی گھر کا ایک حصہ خریدے اور شفیع کا حق شفعہ باطل کرنا چاہے تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ جو حصہ اس نے خریدا ہے وہ اپنے نابالغ بچہ کو ہبہ کر دے اب نابالغ

پر قسم بھی نہ آئے گی ف

ف کیونکہ بالغ بچہ کو اگر ہبہ کرے گا تو شفیع اس سے قسم لے سکتا ہے کہ یہ ہبہ حقیقی ہے اور سب شروط کے ساتھ نافذ ہے یا نہیں۔

بَابُ احْتِيَالِ الْعَامِلِ لِيُهْدَى لَهُ۔

٩٥٣۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا عَلَى بَنِي سُلَيْمٍ يُدْعَى ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ قَالَ: هَذَا مَالُكُمْ وَهَذَا هَدِيَّةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَهَلَّا جَلَسْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ حَتَّى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ خَطَبَنَا فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِي اللَّهُ فَيَأْتِي فَيَقُولُ هَذَا مَالُكُمْ وَهَذَا هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي، أَفَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ، وَاللَّهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَا أَعْرِفَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ لَقِيَ اللَّهَ يَحْمِلُ

باب۔ تحصیلدار (یا دوسرے کسی سرکاری ملازم) کا تحفہ لینے کے لیے حیلہ کرنا۔

مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد عروہ سے انہوں نے ابوحمید ساعدی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن لتبیہ نامی ایک شخص کو بنی سلیم کی زکوٰۃ کا تحصیلدار مقرر کیا جب وہ (زکوٰۃ وصول کرکے) آیا تو آپ نے اس سے حساب لیا اس نے سرکاری مال علیحدہ کیا اور کچھ مال کی نسبت کہنے لگا کہ یہ مجھ کو تحفہ کے طور پر ملا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے میا باوا کے گھر بیٹھا رہتا اور تحفہ تجھ کو ملتا جب جانتے تو سچا ہے اس کے بعد آپ نے ہم کو خطبہ سنایا اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا امابعد! میں ایک شخص کو ان کاموں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عنایت فرمائے ہیں ایک کام پر مامور کرتا ہوں جب وہ لوٹ کر آتا ہے تو کہتا ہے یہ تو تمہارا (سرکاری) مال ہے اور یہ مجھ کو تحفہ ملا ہے بھلا اپنے میا باوا کے گھر بیٹھا رہتا اور یہ تحفہ اس کے پاس آجاتا جب جانتے (کہ یہ تحفہ ہے) خدا کی قسم (زکوٰۃ کے مال میں سے) جو شخص ناحق کوئی چیز لے گا تو قیامت کے دن اللہ کے سامنے اس چیز کو (اپنی گردن پر) لادے ہوئے آئے گا دیکھو ایسا نہ ہو میں (قیامت کے دن) تم میں سے ایک شخص کو پہچانوں وہ اللہ کے

بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ حَتَّى رُؤِيَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ يَقُولُ: اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ بَصُرَ عَيْنِي وَسَمِعَ أُذُنِي۔

سامنے اونٹ لادے ہوئے آئے جو بڑ بڑ کر رہا ہو یا گائے لادے ہوئے آئے وہ بھائیں بھائیں کر رہی ہو یا بکری لادے ہوئے آئے وہ میں میں کر رہی ہو۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اتنے اونچے اٹھائے کہ آپ کی بغلوں کی سپیدی دکھلائی دی اور دعا کی یا اللہ کیا میں نے تیرا حکم پہونچا دیا (تو گواہ رہیو) ابو حمید کہتے ہیں میری آنکھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا دیکھا اور میرے کانوں نے سنا۔

٩٥٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنِ اشْتَرَى دَارًا بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَحْتَالَ حَتَّى يَشْتَرِيَ الدَّارَ بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَيَنْقُدَهُ تِسْعَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَمِائَةِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَيَنْقُدَهُ دِينَارًا بِمَا بَقِيَ مِنَ الْعِشْرِينَ الْأَلْفَ فَإِنْ طَلَبَ الشَّفِيعُ أَخَذَهَا بِعِشْرِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَإِلَّا فَلَا سَبِيلَ لَهُ عَلَى الدَّارِ فَإِنِ اسْتُحِقَّتِ الدَّارُ رَجَعَ الْمُشْتَرِي عَلَى الْبَائِعِ بِمَا دَفَعَ إِلَيْهِ وَهُوَ تِسْعَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعُمِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَ

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابراہیم بن میسرہ سے انہوں نے عمرو بن شرید سے انہوں نے ابو رافع رضی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ اپنے پڑوس کے مکان کا زیادہ حقدار ہے اور بعضے لوگوں (امام ابو حنیفہ) نے کہا اگر کسی نے ایک گھر بیس ہزار درہم کو خریدا تو (شفعہ کا حق ساقط کرنے کے لیے) یہ حیلہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں کہ مالک مکان کو نو ہزار نو سو ننانوے درم ادا کرے اب بیس ہزار کے تکملہ میں جو باقی رہے (یعنی دس ہزار اور ایک درم) اس کے بدل مالک مکان کو ایک دینار (اشرفی) دے دے اس صورت میں اگر شفیع اس مکان کو لینا چاہے گا تو اس کو بیس ہزار درم پر لینا ہوگا ورنہ وہ اس گھر کو نہیں لے سکتا ایسی صورت میں اگر بیع کے بعد یہ گھر (بائع کے سوا) اور کسی کا نکلا تو خریدار بائع سے وہی قیمت پھیرے گا جو اس نے دی ہے یعنی نو ہزار نو سو ننانوے درم اور ایک دینار (بیس ہزار درم نہیں پھیر سکتا) کیونکہ جب وہ گھر کسی اور کا نکلا تو اب وہ بیع صرف جو

تِسۡعُونَ دِرۡهَمًا وَدِينَارٌ لِأَنَّ الْبَيۡعَ حِينَ اسۡتُحِقَّ انۡتَقَضَ الصَّرۡفُ فِي الدِّينَارِ فَإِنۡ وَجَدَ بِهَذِهِ الدَّارِ عَيۡبًا وَلَمۡ تُسۡتَحَقَّ فَإِنَّهُ يَرُدُّهَا عَلَيۡهِ بِعِشۡرِينَ أَلۡفَ دِرۡهَمٍ قَالَ أَبُو عَبۡدِ اللَّهِ: فَأَجَازَ هَذَا الۡخِدَاعَ بَيۡنَ الۡمُسۡلِمِينَ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: بَيۡعُ الۡمُسۡلِمِ لَا دَاءَ وَلَا خِبۡثَةَ وَلَا غَائِلَةَ۔

بائع اور مشتری کے بیچ میں ہوتی تھی باطل ہو گئی (تو اصل دینار پھیرنا لازم ہوگا نہ کہ اس کے ثمن (یعنے دس اور ایک درم) اگر اس گھر میں کوئی عیب نکلا لیکن وہ بائع کے سوا کسی اور کی ملک نہیں نکلا تو خریدار اس گھر کو بائع کو واپس اور بیس ہزار درم اس سے لے سکتا ہے ف۱ امام بخاری نے کہا تو ان لوگوں نے مسلمانوں کے آپس میں مکر و فریب کو جائز رکھا (یہ عجب مسلمانی ہے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے مسلمان کی بیع میں جو مسلمان کے ساتھ ہو نہ عیب ہونا چاہیئے (بیماری) نہ خباثت نہ کوئی آفت ف۲

ف۱ اور یہ صاف تناقض ہے ف۲ یہ حدیث کتاب البیوع میں عداء بن خالد کی روایت سے گزر چکی ہے امام بخاری نے اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہ پر دو اعتراض کیے ایک تو مسلمانوں کے آپس میں فریب اور دغا بازی کو جائز رکھنا، دوسرے ترجیح بلا مرجح کہ استحقاق کی صورت میں تو مشتری صرف نو ہزار نو سو ننانوے درم اور ایک دینار پھیر سکتا ہے اور عیب کی صورت میں پورے بیس ہزار درم پھیر سکتا ہے حالاں کہ اس نے دیئے ہی نہیں۔ صحیح مذہب اس مسئلہ میں اہل حدیث کا ہے کہ مشتری عیب یا استحقاق دونوں صورتوں میں بائع سے وہی ثمن پھیر لے گا جو اس نے بائع کو دی ہے۔ یعنی نو ہزار نو سو ننانوے درم اور ایک دینار اور شفیع بھی اس قدر رقم دے کر اس جائیداد کو مشتری سے لے سکتا ہے گو حنفیہ نے ہندی کی چندی کے طور پر اپنے مذہب کے لیے عقلی ڈھکوسلے بیان کیے ہوں گے مگر ایسے ڈھکوسلے احادیث صحیحہ کے برخلاف کچھ فائدہ نہیں دے سکتے۔ امام بخاری نے تو اس باب میں چند ہی مسائل حنفی فقہ کے بیان کیے جو کتاب و سنت اور عقل سلیم کے خلاف ہیں لیکن اگر کوئی نظر غور کے ساتھ حنفی مذہب کے فقہ کی بڑی بڑی کتابیں۔ جیسے قاضی خاں عالمگیری، قنیہ خانیہ، بزازیہ القرادی ردالمختار وغیرہ مطالعہ کرے تو صدہا مسائل اس قسم کے ان کتابوں میں پائے گا۔

۹۵۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحۡيَى عَنۡ سُفۡيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي إِبۡرَاهِيمُ بۡنُ مَيۡسَرَةَ عَنۡ عَمۡرِو ابۡنِ الشَّرِيدِ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ سَاوَمَ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے کہا مجھ سے ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا انہوں نے عمرو بن شرید سے کہ ابو رافع نے سعد سے ایک مکان

سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ بَيْتًا بِأَرْبَعِمِائَةِ مِثْقَالٍ وَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا أَعْطَيْتُكَ

کی قیمت چار مثقال چکائی اور کہنے لگے اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا کہ ہمسایہ اپنے پڑوس کے مکان کا زیادہ حق دار ہے تو میں یہ مکان تم کو نہ دیتا (اور کسی کو دے دیتا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كتاب التعبير

کتاب خواب کی تعبیر کے بیان میں

بَابُ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ۔

باب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو وحی پہلے پہل شروع ہوئی تو یہی اچھا خواب تھی۔

٩٥٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے دوسری سند اور مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم سے معمر نے کہ زہری نے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا پہلے پہل جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی وہ یہی تھی کہ سوتے میں آپ جو خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صاف صاف نمود ہوتا، آپ کیا کرتے حرا کے

رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ بِهِ مِثْلَ فَلَقِ
الصُّبْحِ فَكَانَ يَأْتِي حِرَاءَ فَيَتَحَنَّثُ
فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتَ
الْعَدَدِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ
إِلَى خَدِيجَةَ فَتُزَوِّدُهُ بِمِثْلِهَا
حَتَّى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ
حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فِيهِ فَقَالَ:
اقْرَأْ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي
فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ
أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقُلْتُ: مَا
أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ
حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي
فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ
فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ
ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ بِاسْمِ
رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ حَتَّى بَلَغَ مَا
لَمْ يَعْلَمْ. فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ
بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ
فَقَالَ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي، فَزَمَّلُوهُ
حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ، فَقَالَ: يَا
خَدِيجَةُ مَا لِي وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ
وَقَالَ: قَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي،
فَقَالَتْ لَهُ: كَلَّا، أَبْشِرْ، فَوَاللَّهِ، لَا
يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ
الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ
الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى

غار میں چلے جاتے وہاں عبادت میں مصروف رہتے
کئی کئی راتیں آپ اسی غار میں بسر کرتے اور توشہ اپنے
ساتھ لے جاتے پھر حضرت خدیجہ رض کے پاس آتے
وہ اتنا ہی توشہ اور تیار کر کے دے دیتیں (ایک مدت
تک یہی حالت رہی اور اسی طرح گزری) یہاں تک کہ
ایک ہی ایکا آپ پر وحی آن پہنچی آپ غار ہی میں تھے
کہ حضرت جبرئیل ؑ آئے اور کہنے لگے پڑھو آپ نے
فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں آپ فرماتے ہیں جبرئیل
نے یہ سن کر مجھ کو دابا ایسا دابا کہ میں بے طاقت ہو
گیا (یا انہوں نے اپنا زور ختم کر دیا) پھر چھوڑ دیا، اور
کہنے لگے پڑھو، میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں
انہوں نے دوبارہ مجھ کو دابا اور خوب دابا کہ میں بے طاقت
ہو گیا پھر چھوڑ دیا اور کہنے لگے پڑھو میں نے کہا میں پڑھا
ہوا نہیں ہوں، تیسری بار پھر خوب سے دابا کہ میں
بے طاقت ہو گیا کہنے لگے اپنے مالک کے نام سے
پڑھو جس نے ہر ایک چیز پیدا کی (دیکھئے سورۂ اقراء
پڑھائی) مالم یعلم تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیتیں
سن کر اس غار سے لوٹے آپ کے مونڈھوں کے گوشت
(ڈر کے مارے) پھڑک رہے تھے۔ حضرت خدیجہ رض کے
پاس آئے ان سے کہنے لگے مجھ کو کپڑا اڑھا دو کپڑا اڑھا
دو۔ لوگوں نے آپ کو کپڑا اڑھا دیا جب آپ کا ڈر
جاتا رہا تو (حضرت خدیجہ رض سے) فرمانے لگے خدیجہ رض
مجھ کو کیا ہو گیا ہے اپنا سارا حال بیان کیا فرمانے
لگے مجھ کو اپنی جان جانے کا ڈر ہے یہ سن کر حضرت
خدیجہ رض نے کہا خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا آپ
خوش رہیے اللہ آپ کو کبھی خراب نہیں کرے گا، آپ تو
ناطے والوں سے سلوک کرتے ہیں (ہمیشہ) سچی بات

نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيٍّ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ فَيَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْإِنْجِيلِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ: أَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ، فَقَالَ وَرَقَةُ: ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَى، فَقَالَ وَرَقَةُ: هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا أَكُونُ حَيًّا حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ؟ فَقَالَ وَرَقَةُ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتَّى حَزِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَلَغَنَا حُزْنًا عَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدَّى مِنْ رُءُوسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ، فَكُلَّمَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ

کما کرتے ہیں، لوگوں کے بوجھ (قرضے وغیرہ) اپنے سر لے لیتے ہیں مہمان کی خاطر تواضع کرتے ہیں، ہر ایک معاملہ میں حق بجانب رہتے ہیں پھر ایسا ہوا کہ خدیجہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیّ کے پاس پہنچیں ان کے والد حضرت خدیجہ رض کے والد (خویلد) کے بھائی تھے یہ ورقہ جاہلیت کے زمانے میں (بت پرستی چھوڑ کر) نصرانی بن گئے تھے، اور عربی لکھا کرتے تھے، انجیل مقدس میں سے جو اللہ کو منظور ہوتا عربی میں ترجمہ کیا کرتے تھے ف۲ اور بڑے بوڑھے ہو کر اندھے ہو گئے تھے خیر خدیجہ رض نے ان سے کہا بھائی ذرا اپنے بھتیجے کی کیفیت تو سنو انہوں نے پوچھا کہو بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب حال بیان کیا اس وقت ورقہ کہنے لگے یہ تو وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا ہائے کاش میں تمہاری پیغمبری کے زمانے میں جوان ہوتا کاش میں اس وقت تک جیتا رہتا، جب تمہاری قوم کے لوگ تم کو نکال باہر کریں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہائیں (میں نے کیا قصور کیا) کیا میری قوم والے مجھ کو نکال دیں گے ورقہ نے کہا بیشک (ایک تم پر کیا موقوف ہے) جو تمہاری طرح پیغمبر ہو کر آیا وحی اور اللہ کا کلام لایا لوگ اس کے دشمن ہو گئے، خیر اگر میں اس وقت تک زندہ رہا میں نے یہ دن پایا تو تمہاری بہت زور کی مدد کروں گا اس کے چند ہی روز بعد ورقہ گزر گئے اور وحی کا آنا بھی بند رہا ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وحی کے بند ہو جانے کا سخت رنج رہا کئی بار تو آپ

جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ نَفْسَهُ مِنْهُ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُولُ اللهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذَلِكَ جَأْشُهُ وَتَقِرُّ نَفْسُهُ فَيَرْجِعُ فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا لِمِثْلِ ذَلِكَ فَإِذَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ تَبَدَّى لَهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَالِقُ الإِصْبَاحِ: ضَوْءُ الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ.

نے رنج کے مارے یہ چاہا کہ پہاڑ کی چوٹی سے اپنے تئیں گرا دیں آپ جب کسی پہاڑ کی چوٹی پر اس ارادے سے چڑھتے تو جبرئیل نمود ہوتے اور کہتے (یا ہائیں کوئی ایسا کرتا ہے) تم تو اللہ کے سچے پیغمبر ہو یہ حال دیکھ کر آپ کو ایک گونہ قرار آجاتا پھر تسلی ہو جاتی آپ (اس ارادے سے باز آکر) لوٹ آتے، جب ایک مدت گزر جاتی اور وحی بند ہی رہتی تو آپ اسی ارادے سے ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے (کہ گرا کرا پنے تئیں ہلاک کر ڈالیں گے) اتنے میں جبرئیل نمود ہوتے اور یہی کہنے لگتے (یا ہائیں تم اللہ کے سچے پیغمبر ہو آپ اس عزم سے باز آجاتے) ابن عباس رض نے کہا (سورۂ انعام میں) جو ہے فالق الاصباح تو اصباح سے مراد دن کو سورج کی روشنی اور رات کو چاند کی روشنی ہے ف۳

ف۱ خواب دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ معاملہ جو روح کو معلوم ہوتا ہے یہ سبب اتصال عالم ملکوت کے اس کو رویا کہتے ہیں، دوسرے شیطانی خیال اور وسواس جو اکثر بہ سبب فساد معدہ اور امتلا کے ہوا کرتے ہیں ان کو عربی میں حلم کہتے ہیں جیسے ایک حدیث میں آیا ہے رویا اللہ کی طرف سے ہے اور حلم شیطان کی طرف سے، ہمارے زمانے میں بعضے بیوقوفوں نے ہر طرح کے خوابوں کو بے اصل خیالات قرار دیا ہے معلوم ہوا ان کو تجربہ نہیں ہے کیونکہ رات دن دنیا کی عیش اور عشرت میں مشغول ہیں۔ خوب ڈٹ کر کھاتے ہیں ان کے خواب کہاں سے سچے ہونے لگے آدمی جیسے راستی اور پاکیزگی اور طہارت اور تقوی کا التزام کرتا جاتا ہے ویسے ہی اس کے خواب سچے اور قابل اعتبار ہوتے جاتے ہیں اور جھوٹے شخص کے خواب بھی اکثر جھوٹے ہی ہوتے ہیں ف۲ اس حدیث سے کتاب الٰہی کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کرنے کا جواز نکلتا ہے اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ امام ابو حنیفہ نے تو قرآن کا ترجمہ نماز میں بھی پڑھنا جائز رکھا ہے اور بڑے بڑے اکابر علماء کرام نے بھی قرآن شریف کے ترجمے دوسری زبانوں میں کیے ہیں جیسے شیخ سعدی اور شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین صاحب نے، اور بڑا بے وقوف ہے وہ شخص جو قرآن کا ترجمہ کرنا ناجائز کہتا ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ اپنے تئیں حنفی بھی کہتا ہے۔ ف۳ یہ حدیث اوپر بدء الوحی میں گزر چکی ہے یہاں امام بخاری اس کو اس لیے لائے کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ آپ کا خواب سچا ہوا کرتا۔

بَابُ رُؤْيَا الصَّالِحِينَ، وَقَوْلِهِ تَعَالَى ـ لَقَدْ صَدَقَ اللهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ، لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ـ

باب ۔ نیک لوگوں کا خواب اکثر سچا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے (سورۃ انا فتحنا میں فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو سچا خواب دکھلایا تھا کہ انشاء اللہ تم مسلمان لوگ بے خوف وخطر مسجد حرام میں داخل ہو گے کچھ لوگ تو تم سے سر منڈائیں گے کچھ بال کترائیں گے تم کو کسی کا ڈر نہ ہوگا اللہ تعالیٰ کو وہ بات معلوم تھی جو تم کو معلوم نہیں تھی ف پھر اللہ تعالیٰ نے ابھی سردست تم کو ایک فتح کرا دی (یعنے خیبر کی فتح ف ۲)۔

ف اسی خواب کی تعبیر تھی کہ ف ۲ ہوا یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں یہ خواب دیکھا کہ مسلمان لوگ مکہ میں داخل ہوئے ہیں کوئی حلق کر رہا ہے کوئی قصر، جب کافروں نے آپ کو مکہ میں جانے نہ دیا اور قربانی کے جانور وہیں حدیبیہ میں کاٹ دیئے گئے تو صحابہ نے کہا آپ کا خواب تو برابر نہیں نکلا اس وقت یہ آیت اتری مطلب یہ ہے کہ پیغمبر کا خواب ہمیشہ سچ ہوتا ہے جھوٹ نہیں ہو سکتا اگر اب نہیں تو آئندہ پورا ہوگا اور پروردگار کو اپنی مصلحت خوب معلوم ہے مکہ میں داخل ہونے سے پیشتر تم کو ایک فتح کرا دینا اس کو مناسب معلوم ہوا) اور وہ فتح یہی صلح حدیبیہ ہے یا فتح خیبر۔ غرض صحابہ یہ سمجھے کہ ہر خواب کی تعبیر فوراً ظاہر ہونا ضرور ہے۔ یہ ان کی غلطی تھی بعضے خوابوں کی تعبیر سالہا سال کے بعد ظاہر ہوتی ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے جو خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر ساٹھ برس کے بعد ظاہر ہوئی۔

---

۹۵۷ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ ـ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے اسحاق بن عبداللہ ابن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک بخت شخص کا اچھا خواب پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے ف

ف ان چھیالیس حصوں کا علم اللہ اور اس کے رسول ہی کو ہے بعضوں نے کہا آپ نبوت کے بعد ۲۳ برس زندہ رہے ہر حصہ چھ مہینے کا تو کل ۴۶ ہوئے یہ سب گمانی باتیں ہیں اب نبوت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی لیکن اس کے ایک حصے کا دنیا میں باقی رہنا ختم نبوت کے منافی نہیں ہے کیونکہ نبوت

ان چھیالیس اجزاء کا مجموعہ ہے اور ہر ہر جزو کو نبوت نہیں کہیں گے۔

بَابُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ

باب۔ اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے

۹۵۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے سنا کہا میں نے ابوقتادہ انصاری رض سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب (ہولناک) شیطان کی طرف سے ہے ف۱۔

ف۱ وہ آدمی کا دشمن ہے اور کچھ نہیں ہو سکتا تو بدخوابی کرا کر ڈراتا ہے۔

۹۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یزید بن عبداللہ بن ہاد نے انہوں نے عبداللہ بن خباب سے انہوں نے ابوسعید خدری سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے (اچھا) خواب دیکھے جس کو وہ پسند کرتا ہو تو سمجھ لے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور اس کو بیان کرے اور جب کوئی برا خواب دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہو تو سمجھ لے وہ شیطان کی طرف سے ہے اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور کسی سے بیان نہ کرے اس کو نقصان نہیں ہونے کا ف۱۔

ف۱ جب خواب اچھا دیکھے اللہ کی حمد کرے خوش ہو اپنے دوست سے بیان کرے نہ دشمن سے جب برا خواب دیکھے اللہ کی پناہ مانگے خواب کے شر سے بائیں طرف جاگتے ہی تین بار تھوکے کسی سے بیان نہ کرے ایک روایت میں ہے کہ کروٹ بھی بدل لے بعضوں نے کہا آیۃ الکرسی پڑھ لے ایک روایت میں یہ دعا

آئی ہے اعوذ بما عاذت بہٖ ملائکۃ اللہ ورسولہ من شر رؤیای ھذہ ان یصیبنی فیما اکرہ فی دینی ودنیای ایک روایت میں ہے اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر غضبہ و عذابہ وشر عبادہ ومن ھمزات الشیاطین وان یحضرون۔

بَابُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔

باب۔ اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

۹۶۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا لَقِيتُهُ بِالْيَمَامَةِ عَنْ أَبِيهِ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْهُ وَلْيَبْصُقْ عَنْ شِمَالِهِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَعَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر نے مسدد نے ان کی تعریف کی اور کہا میں ان سے یمامہ میں ملا تھا انہوں نے اپنے والد سے کہا ہم سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے انہوں نے ابو قتادہ رضؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے پھر جب تم میں سے کوئی برا خواب دیکھے تو اللہ کی پناہ مانگے شیطان سے (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے) اور بائیں طرف (تین بار) تھو تھو کرے، اس کو کچھ نقصان نہیں ہونے کا اور (اسی سند سے) یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہا ہم سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے انہوں نے اپنے والد ابو قتادہ رضؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر یہی حدیث نقل کی ف

ف اس حدیث کو اس باب میں لانے کی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ زرکشی نے امام بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ یہ اس باب سے غیر متعلق ہے میں کہتا ہوں زرکشی امام بخاری کی طرح دقت نظر کہاں سے لاتے اور اسی لیے اعتراض کر بیٹھے امام بخاری یہ حدیث شروع میں اسلئے لائے کہ آگے کی حدیث میں جس خواب کے نسبت یہ بیان ہوا کہ وہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے اس سے مراد اچھا خواب ہے،

جو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے کیونکہ جو خواب شیطان کی طرف سے ہو وہ نبوت کا جز نہیں ہو سکتا۔

۹۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالک رضؓ سے انہوں نے عبادہ بن صامت سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مسلمان کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے ف

ف تو جس مسلمان کا خواب اکثر سچا ہوتا ہو تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نبوت کا ایک حصہ عطا فرمایا ہے۔

۹۶۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ، رَوَاهُ ثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ وَإِسْحَاقُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ وَشُعَيْبٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سعید بن مسیب رضؓ سے انہوں نے ابو ہریرہ رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے ف اس حدیث کو ثابت بنانی اور حمید طویل اور اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ اور شعیب بن حبحاب نے بھی انس رضؓ سے روایت کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ف۲

ف مسلم کی روایت میں پینتالیس حصوں میں سے ایک حصہ اور ایک روایت میں ستر حصوں میں سے ایک حصہ اور طبرانی کی روایت میں چھہتر حصوں میں سے ایک حصہ، ابن عبدالبر کی روایت میں چھبیس حصوں میں سے ایک حصہ، ترمذی کی روایت میں چالیس حصوں میں سے ایک حصہ، طبری کی روایت میں چوالیس حصوں میں سے ایک حصہ مذکور ہے یہ اختلاف اس وجہ سے کہ روز بروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم نبوت میں ترقی ہوتی جاتی اور نبوت کے نئے نئے حصے معلوم ہوتے جاتے جتنا جتنا علم بڑھتا جاتا، اتنے ہی حصوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا۔ قسطلانی نے کہا مشہور یہی روایت ہے چھیالیس حصوں میں ف۲ ثابت اور اسحاق کی روایتوں کو خود امام بخاری نے اسی کتاب میں وصل کیا اور حمید کی روایت کو امام احمد نے اور شعیب

کی روایت کو ابن مندہ نے وصل کیا۔

٩٦٣ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ.

مجھ سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہا مجھ سے ابن ابی حازم اور عبدالعزیز دراوردی نے انہوں نے یزید سے انہوں نے عبداللہ بن خباب سے انہوں نے ابوسعید خدری رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں ایک حصہ ہے۔

بَابُ الْمُبَشِّرَاتِ

باب۔ اچھے خواب خوشخبریاں ہیں ف

ف اللہ کی طرف سے، جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ لهم البشرى في الحيوة الدنيا وفي الآخرة۔

٩٦٤ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ، قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ.

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رض نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے نبوت (کے حصوں) میں سے (میری وفات کے بعد) کچھ باقی نہ رہے گا مگر خوش خبریاں رہ جائیں گی۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ خوش خبریاں کیا ہیں آپ نے فرمایا اچھے خواب۔ ف

ف جو آدمی خود دیکھے یا دوسرا شخص اس کے نسبت دیکھے۔

بَابُ رُؤْيَا يُوسُفَ، وَقَوْلِهِ تَعَالَى - إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ، قَالَ

باب۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کا بیان۔ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ یوسف میں) فرمایا جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا ابا جان میں نے (خواب میں) دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج

يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ، وَكَذَلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَى آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَى أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ وَقَوْلِهِ تَعَالَى - يَا أَبَتِ هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ - قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فَاطِرٌ وَالْبَدِيعُ وَالْمُبْتَدِعُ وَالْبَارِئُ وَالْخَالِقُ وَاحِدٌ مِنَ الْبَدْوِ بَادِيَةٍ -

اور چاند مجھ کو سجدہ کر رہے ہیں انہوں نے کہا بیٹا کہیں اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ بیان کیجیو وہ (بیٹھے بیٹھے) تجھ کو نقصان پہنچانے کے لیے ایک منصوبہ کریں گے۔ کیونکہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے اور اللہ تعالیٰ تو تجھ کو اسی طرح (میری اولاد میں سے) چن لے گا اور تجھ کو خواب کی تعبیر سکھلائے گا اور جیسے اس نے اپنا احسان تیرے دادا پر پہلے پورا کیا اسی طرح تجھ پر اور یعقوبؑ کی اولاد پر اپنا احسان پورا کرے گا (پیغمبری عطا فرمائے گا) کیونکہ تیرا مالک (سب کچھ) جانتا ہے حکمت والا اور ف۱ فرمایا باوا جان میرے خواب کی جو میں نے پہلے دیکھا تھا اب تعبیر ظاہر ہوئی اللہ تعالیٰ نے اس خواب کو سچا کر دکھایا اور (اس کے سوا) اس نے مجھ پر احسان کیا ف۲ مجھ کو قید خانہ سے نجات دلوائی۔ حالانکہ مجھ میں اور میرے بھائیوں میں شیطان نے دشمنی ڈلوا دی تھی لیکن وہ سب کو گاؤں کنویں سے یہاں لے آیا بیشک میرا مالک جو کرنا چاہتا ہے، بڑی باریکی سے اس کو نمود کرتا ہے ف۳ وہ ہر ایک بات کا جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے پروردگار تو مجھ کو (دنیا کی) بادشاہت تو دے چکا اور خواب کی تعبیریں بھی مجھ کو سکھلائیں اب اپنی محبت عنایت فرما، تو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا اور دنیا اور آخرت میں میرا کام بنانے والا ہے، (ایسا کر کہ) دنیا سے مجھ کو ایمان پر اٹھا اور اپنے نیک بندوں سے ملا دے۔ امام بخاری نے کہا فاطر اور بدیع اور مبتدع اور باری اور خالق سب کے معنی ایک ہیں (یعنی پیدا کرنے والا) مِنَ الْبَدْوِ یعنی جنگل اور دیہات سے۔

ف۱ اسی سورت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان پر۔ ف۲ حکومت اور دولت عنایت فرمائی ف۳ لوگوں کو ایک بات کا گمان بھی نہیں ہوتا اور وہ ظاہر ہو جاتی ہے۔

بَابُ رُؤْيَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَوْلِهِ تَعَالَى. فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ: يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ، وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ قَالَ مُجَاهِدٌ: أَسْلَمَا سَلَّمَا مَا أُمِرَا بِهِ وَتَلَّهُ وَضَعَ وَجْهَهُ بِالْأَرْضِ.

باب۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب کا بیان۔ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ والصافات میں) فرمایا جب اسماعیل اتنے بڑے ہوئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پھرنے لگے تو حضرت ابراہیمؑ نے ان سے کہا بیٹا میں نے خواب میں دیکھا تجھ کو ذبح کر رہا ہوں تم سوچو تو اس باب میں تمہاری کیا رائے ہے ف۱ حضرت اسمٰعیل (علیہ السلام) نے کہا ابا جان جیسا اللہ نے آپ کو حکم دیا ویسا بجا لاؤ (کر گزرو) آپ دیکھ لوگے خدا نے چاہا تو میں صبر ہی کروں گا، جب باپ بیٹے دونوں خدا کا حکم بجالانے پر مستعد ہوگئے اور باپ نے بیٹے کو اوندھا گرا دیا۔ اور ہم نے (اسی وقت) ابراہیم علیہ السلام کو پکارا ابراہیمؑ (بس بس) تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ف۲ ہم نیک بختوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں مجاہد نے کہا (اس کو فریابی نے وصل کیا) فَلَمَّا أَسْلَمَا سے مراد ہے کہ دونوں تعمیل حکم پر راضی ہوگئے۔ بیٹے نے ذبح ہونا اور باپ نے ذبح کرنا تسلیم کر لیا وَتَلَّهُ یعنی ان کا منہ زمین سے لگا دیا (اوندھا لٹایا) ف۳

ف۱ میں اس خواب پر جو حکم الٰہی ہے عمل کروں ف۲ تاکہ ان کے منہ پر نظر نہ پڑے ایسا نہ ہو شفقت پدری جوش میں آجائے اور تعمیل حکم خداوندی میں دیر ہو ف۳ تو باپ بیٹے دونوں خوش ہوگئے شکرانہ الٰہی بجالائے ف۴ ان دونوں بابوں میں امام بخاریؒ نے آیاتِ قرآنی پر اکتفا کی اور کوئی حدیث نہ لائے۔ شاید ان کو اپنی شرط کے موافق اسباب میں کوئی حدیث نہ ملی ہوگی۔

بَابُ التَّوَاطُؤِ عَلَى الرُّؤْيَا.

باب۔ خوابوں کا توارد (یعنی ایک ہی خواب کئی آدمی دیکھیں)

۹۶۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعدؒ نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں

ابْنِ عُمَرَ أَنَّ أُنَاسًا أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ وَأَنَّ أُنَاسًا أُرُوا أَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ۔

نے کہا (صحابہ میں سے) چند لوگوں کو شب قدر رمضان کے پچھلی سات راتوں میں بتلائی گئی (یعنی خواب میں) اور کچھ لوگوں کو رمضان کی پچھلی دس راتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ایسا کرو شب قدر کو رمضان کی پچھلی سات راتوں میں تلاش کرو ف

ف کیونکہ ان پر دونوں گروہوں کے خواب متفق ہیں اگرچہ اس روایت میں توارد اور توافق کی صراحت نہیں ہے مگر امام بخاری نے اپنی عادت کے مطابق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جو کتاب قیام اللیل میں گزر چکا ہے اس میں صاف یوں ہے أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ۔

بَابُ رُؤْيَا أَهْلِ السُّجُونِ وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ۔ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ، يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ

باب۔ قیدیوں اور مفسدوں اور مشرکوں کے خواب کا بیان ف۱ اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ یوسف میں) فرمایا اور ایسا اتفاق ہوا کہ یوسف کے ساتھ اور دو (بادشاہی) غلام بھی قید خانے میں داخل ہوئے ان میں سے ایک کہنے لگا میں (خواب میں) یہ دیکھتا ہوں جیسے انگور کا شیرہ شراب بنانے کے لیے نچوڑ رہا ہوں دوسرا کہنے لگا میں یہ دیکھتا ہوں جیسے میرے سر پر روٹیاں لدی ہیں۔ پرندے ان کو کھا رہے ہیں ف۲ ہم دیکھتے ہیں تم نیک آدمی ہو، بھلا ان خوابوں کی تعبیر تو ہم کو بتلاؤ۔ یوسف علیہ السلام نے کہا تمہارا روز کا کھانا جو آیا کرتا ہے اس کے آنے سے پیشتر ہی میں تم کو ان خوابوں کی تعبیر بتلا دوں گا۔ یہ تعبیر کا علم ان علوم میں سے ہے جو پروردگار نے مجھ کو سکھلائے ہیں میں تو لوگوں کا طریق چھوڑے بیٹھا ہوں جن کو اللہ پر ایمان نہیں اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں اور میں اس طریق کا پیرو ہوں جو میرے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کا طریق تھا (یعنی توحید کا طریقہ) دیکھو ہم لوگوں کو یہ زیبا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو

وَقَالَ الْفُضَيْلُ لِبَعْضِ الْأَتْبَاعِ
يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ
خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا
تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً
سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا
أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنِ
الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا
إِلَّا إِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ
أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ، يَا صَاحِبَيِ
السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ
خَمْرًا وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ
الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي
فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ
أَنَّهُ نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ
رَبِّكَ فَأَنْسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ
فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ، وَ
قَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ
سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ
وَسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ
يَابِسَاتٍ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي
رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ
قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ
بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ وَقَالَ
الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ
أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ،
يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي
سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ

شریک بنائیں (اگر سچ پوچھتے ہو) تو یہ اللہ کا کرم ہے جو اس نے ہم پر اور دوسرے بندوں پر کیا (توحید کی توفیق دی مگر بات یہ ہے کہ) اکثر لوگ اللہ کا شکر کہاں کرتے ہیں (کم بخت ناشکرے مشرک ہیں) قید خانے کے ساتھیو بھلا تم ہی کہو الگ الگ (جھوٹے) کئی خدا بہتر ہیں یا ایک (سچا) خدا جو سب سے زبردست ہے فضیل بن عیاض (جو اولیاء اللہ میں سے تھے) اس آیت کو پڑھ کر اپنے مریدوں سے کہنے لگے دیکھو الگ کئی خدا اچھے ہیں یا ایک سچا خدا زبردست بات یہ ہے تم جن ٹھاکروں کو اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ نرے نام ہی نام ہیں (ان کی ہستی تک نہیں) جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (نادانی اور حماقت سے) رکھ لیے ہیں اللہ تعالی نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری دیکھو (تمام جہان میں) اللہ کے سوا اور کسی کی حکومت نہیں ہے۔ اسی نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کو نہ پوجو یہی سیدھا دین ہے مگر اکثر لوگ نادان ہیں ف۴ میرے قید خانے کے یارو (تمہارے خواب کی تعبیر سنو) تم میں سے ایک شخص تو (قید سے چھٹ کر) اپنے صاحب کو شراب پلایا کرے گا اور دوسرا سولی پر چڑھے گا۔ اس کے سر کا گوشت پرندے نوچ نوچ کر کھائیں گے تم نے جو دریافت کیا اس کا فیصلہ پروردگار کی طرف سے ہو چکا ف۵ خیر اب یوسف علیہ السلام نے کیا کیا، ان دونوں میں سے جس کو رہائی ہونے والی تھی (یعنی ساقی) اس سے کہا مجھ کو بھولیو نہیں) میرا حال اپنے صاحب سے ضرور کہیو ف۵ لیکن شیطان نے اپنے صاحب کے پاس یوسفؑ کا تذکرہ کرنا اس کو بھلا دیا اور یوسف (علیہ السلام) کئی برس تک قید خانہ میں پڑا رہا ف۶ اسی

عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ، قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تُحْصِنُونَ، ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ وَادَّكَرَ افْتَعَلَ مِنْ ذَكَرَ أُمَّةٍ قَرْنٌ وَيُقْرَأُ أَمَهٍ نِسْيَانٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَعْصِرُونَ الْأَعْنَابَ وَالدُّهْنَ تُحْصِنُونَ تَحْرُسُونَ۔

اثنا میں کیا ہوا (ایک روز) بادشاہ (اپنے مصاحبوں سے) کہنے لگا میں نے خواب دیکھا سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھاتے چلی جا رہی ہیں اور سات بالیاں ہری ہیں (سات) دوسری سوکھی مصاحبو بتلاؤ تو اگر تم کو خواب کی تعبیر دینا آتی ہے۔ میرے اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ خواب کیا ہے ادھر ادھر کے پریشان خیالات کا مجموعہ ہے اور ایسے (واہیات) خیالوں کی تعبیر ہم کو نہیں آتی (یہ سنتے ہی) اس قیدی کو جس نے رہائی پائی تھی ایک مدت کے بعد یوسف علیہ السلام کا خیال آیا اور کہنے لگا مجھ کو ذرا قید خانے تک جانے دو تو میں اس خواب کی تعبیر تم کو بتلا دوں (پھر وہ قید خانے میں) یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچا اور کہنے لگا۔ یوسف (علیہ السلام) سچی تعبیر دینے والے اس خواب کی تعبیر تو بتلاؤ سات موٹی گائیں ہیں ان کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیاں ہری ہیں اور (سات) دوسری سوکھی اس کی تعبیر بتلاؤ تو میں لوٹ کر لوگوں کے پاس جاؤں (تمہارا حال کہہ سناؤں) ان کو معلوم ہو (کہ تم کیسے باکمال شخص ہو) یوسف (علیہ السلام) نے خواب سنتے ہی یہ تعبیر بیان کر دی کہا ایسا ہوگا تم لوگ (مصر والے) سات برس تک تو بدستور کھیتی باڑی کرو گے مگر ایسا کرنا فصل کاٹنے پر غلہ بالیوں ہی میں رہنے دینا تھوڑا سا اپنے کھانے کے موافق نکال لینا پھر اس کے بعد سات برس بالکل سوکھے سخت قحط کے آئیں گے تم نے جتنا چارہ وغیرہ ان سالوں کے لیے اٹھا رکھا ہوگا وہ سب کا سب تمام کر دیں گے اور تھوڑا سا تخم کے لیے رہ جائے گا اب آٹھواں سال جو آئے گا اس میں خوب سماں ہنگام

ہوگا بارش بھی ہوگی (انگور بھی پیدا ہوں گے) لوگ ان کے شیرے نکالیں گے ف۸ بادشاہ نے حکم دیا یوسف (علیہ السلام) کو میرے پاس لے آؤ۔ جب بادشاہی بلانے والا ہرکارہ یوسف (علیہ السلام) کے پاس آیا تو وہ (قید خانے سے نہیں اٹھے) کہنے لگے بادشاہ کے پاس لوٹ جا اخیر تک ادکر۔ دکر سے نکلا ہے اس کو باب افتعال میں لے گئے ف۹ امۃ ایک زمانہ ایک قرن کے بعد بعضوں نے اُمۃ کے بدل اَمِہ پڑھا ہے یعنی بھول جانے کے بعد ف۱۰ ابن عباس رض نے کہا یعصرون ف۱۱ کا معنی تیل اور شیرہ نکالنے کے ہیں تحصنون کا معنی حفاظت کرو گے۔

ف۱ مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ کبھی اس قسم کے لوگوں کے بھی خواب سچے ہوتے ہیں ف۲ کوئی اچک لے رہے ہیں ف۳ سیدھے دین توحید کو چھوڑ کر شرک میں پڑ جاتے ہیں ف۴ کیونکہ خواب کی جب تعبیر دی گئی تو ویسا ہی واقع ہوتا ہے۔ خصوصاً پیغمبروں کی تعبیر وہ ہمیشہ سچی ہوتی ہے۔ ابو یعلیٰ نے انس رض سے مرفوعاً روایت کیا خواب کی تعبیر وہی ہو گی جو تعبیر دینے والا دے۔ ایک حدیث ہے گویا خواب پرندے کے پیر پر رکھا ہے تعبیر دی کہ واقع ہو گیا ف۵ کہ میں بے قصور قید ہوں اور ایسا علم اور فضل رکھتا ہوں ف۶ سات یا بارہ یا چودہ برس تک۔ ف۷ بادشاہ اور درباریوں سے ف۸ ساقی یہ سن کر آیا اور بادشاہ اور درباریوں سے بیان کی سب کو سخت تعجب ہوا کہ ایسا عالم و فاضل شخص اور قید میں پڑا رہے ف۹ پھرتے کو ذال میں ادغام کر کے ذال کو دال سے بدل دیا ف۱۰ یہ قرأت ابن عباس رض سے منقول ہے مگر شاذ ہے ف۱۱ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ہے۔

۹۶۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ ثُمَّ أَتَانِي الدَّاعِي لَأَجَبْتُهُ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے انہوں نے امام مالک سے، انہوں نے زہری سے کہ سعید بن مسیب اور ابو عبید (سعد بن عبید) نے ان کو خبر دی، ان دونوں نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اتنے دنوں قید میں پڑا رہتا جتنے دن یوسف علیہ السلام پڑے رہے پھر (بادشاہی) بلانے والا میرے

پاس آتا تو فوراً چلا جاتا ف

ف مجھ سے حضرت یوسف علیہ السلام کا سا صبر نہ ہوسکتا آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر اور استقلال کی تعریف کی۔

بَابُ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ۔

باب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا۔

۹۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ إِذَا رَآهُ فِي صُورَتِهِ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی انہوں نے یونس سے انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی خواب میں مجھ کو دیکھے وہ عنقریب (یعنے مرنے کے بعد) مجھ کو بیداری میں بھی دیکھے گا ف اور شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔ امام بخاری نے کہا محمد بن سیرین نے کہا ف۲ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو خواب میں مجھ کو میری صورت یعنی میرے حلیہ میں دیکھے ف۳۔

ف بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ وہ ہجرت کر کے میرے پاس آجائے گا اور بیداری میں مجھ سے ملے گا ف۲ اس کو اسمٰعیل قاضی نے وصل کیا ف۳ اس کا خواب سچا ہے بعضوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس صورت میں دیکھے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دیکھنا گویا آپ ہی کو دیکھنا ہے اور شیطان کو یہ قدرت نہیں ہے کہ آپ کی صورت بن کر آئے مگر خواب میں جو حکم آپ دیں اگر وہ شریعت کے احکام کے برخلاف ہو تو اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے اس پر سب علماء کا اتفاق ہے

۹۶۸۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے کہا ہم سے ثابت بنانی نے انہوں نے انس رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔

وسلم نے فرمایا جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے بیشک مجھ کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری شکل نہیں بن سکتا اور مسلمان کا (نیک) خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصّہ ہے ۔

۹۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَاءَى بِي۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عبید اللہ بن ابی جعفر سے کہا مجھ کو ابوسلمہ نے خبر دی، انہوں نے ابوقتادہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے پھر جو کوئی برا خواب دیکھے اس کو چاہیے کہ بائیں طرف (کروٹ) لے کر تین بار تھوتھو کرے اور شیطان سے پناہ مانگے (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) کہے یہ برا خواب اس کو کچھ نقصان نہیں دینے کا، اور شیطان میری صورت میں اپنے تئیں نہیں دکھا سکتا ف ۔

ف یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب حدیث میں لایترای بی ہو، بعضے نسخوں میں لایتزایا بی ہے یعنی وہ میری شکل نہیں بن سکتا۔

۹۷۰۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ، تَابَعَهُ يُونُسُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ۔

ہم سے خالد بن خلی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن حرب نے کہا مجھ سے محمد بن ولید زبیدی نے انہوں نے زہری سے کہا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا، ابوقتادہ رض نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے (خواب میں) مجھ کو دیکھا اس نے سچ (مجھی کو) دیکھا زبیدی کے ساتھ اس حدیث کو یونس اور زہری کے بھتیجے نے بھی روایت کیا ف ۔

ف ان کی روایتوں کو امام مسلم نے وصل کیا۔

٩٧١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِي۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یزید بن عبداللہ بن ہاد نے انہوں نے عبداللہ بن خباب سے انہوں نے ابوسعید خدری رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے مجھ کو دیکھا اس نے سچ (مجھی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت پر نہیں ہو سکتا۔

بَابُ رُؤْيَا اللَّيْلِ رَوَاهُ سَمُرَةُ۔

باب۔ رات کو جو خواب دیکھے اس کا بیان

ف امام بخاری کا مقصود اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ رات اور دن دونوں کا خواب معتبر اور برابر ہے۔ بعضوں نے کہا امام بخاری نے ابوسعید خدری رض کی حدیث کی طرف اشارہ کیا کہ رات کا خواب زیادہ سچا ہوتا ہے، بعضوں نے کہا جو خواب شروع رات میں دیکھے اس کی تعبیر دیر میں ظاہر ہوتی ہے، اور اخیر شب میں خصوصی سحر کے وقت جو دیکھے اس کی تعبیر جلدی ظاہر ہوتی ہے۔

٩٧٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ إِذْ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ حَتّٰى وُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَقِلُونَهَا۔

ہم سے احمد بن مقدام نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہ رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھ کو باتوں کی کنجیاں عنایت فرمائیں ف۱ اور میرا رعب دشمنوں کے دلوں میں ڈال کر میری مدد کی گئی اور ایسا ہوا گذشتہ رات کو میں سو رہا تھا اتنے میں زمین کی کنجیاں لا کر میرے ہاتھ میں دے دی گئیں ف۲ ابوہریرہ رض نے یہ حدیث بیان کر کے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو (دنیا سے) تشریف لے گئے اور تم ان کنجیوں کو الٹ پلٹ رہے ہو (یا نکال رہے ہو

یا لوٹ رہے ہو) وسے

ف لیعنی میری باتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں الفاظ تھوڑے اور معانی اور مطالب بے انتہا ہوتے ہیں، ایک روایت میں مفاتیح الکلم کے بدل جوامع الکلم ہے ف۲ زمین سے مراد وہ ملک ہیں جہاں تک اسلامی حکومت پہنچی اور مسلمانوں نے ان کو فتح کیا وہاں کے خزانے لوٹے، یہ حدیث آپ کی نبوت کی کھلی دلیل ہے۔ ایسی صاف پیشین گوئی پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا ف۳ بعضے نسخوں میں تنتقلونہا بعضوں میں تنتشلونہا بعضوں میں تنتفونہا ہے اس لیے تین ترجمے ہم نے ترتیب سے لکھے ہیں۔

---

۹۷۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ: الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کو میں نے دیکھا کہ میں کعبے کے پاس ہوں اتنے میں ایک گندمی رنگ کا ایک شخص بہت اچھا گندمی رنگ جو تم نے دیکھا ہو، آیا سر پر کاندھوں تک بال بہت اچھے بال جو تم نے دیکھے ہوں ان میں کنگی کی ہوئی پانی ٹپک رہا ہے دو مردوں پر ٹیکا دیئے ہوئے یا یوں فرمایا دو مردوں کے کاندھوں پر ٹیکا دیئے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے انہوں نے کہا مسیح مریم کے بیٹے ف۱ اتنے میں ایک اور شخص دکھلائی دیا جو بہت گھونگریال بال والا داہنی آنکھ کا کانا تھا اس کی آنکھ ایسی تھی جیسے کہ پھولا ہوا انگور، میں نے پوچھا یہ کون ہے، انہوں نے کہا کہ یہ مسیح الدجال ہے ف۲ (لعنہ اللہ)

ف۱ اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام پھر دنیا میں تشریف لائیں گے اور اسلام کے طریقہ پر کعبے کا طواف کریں گے اور قادیانی کا یہ دعوٰی کہ میں مثل مسیح ہوں اور اب مسیح دنیا میں آنے والے نہیں ہیں، محض غلط اور فریب ہے۔ لعنہ اللہ تعالٰی۔ ف۲ یہ حدیث اوپر کتاب احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے، اور دجال جو مکہ اور مدینہ میں نہیں جائے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی حکومت اور شوکت ظاہر ہونے کے بعد، اور یہ واقعہ اس سے پیشتر کا ہو گا لیعنی ابھی دجالی دعوٰی اس نے نہ کیا ہو گا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا ہے

کہ دجالی کا دعویٰ کرنے سے پیشتر مسلمانوں کے طریق پر ہو گا پھر پروردگار اس کو گمراہ کر دے گا اور خدائی دعویٰ کرنے لگے گا، قادیانی دجال کا بھی یہی حال ہے پہلے تو مہدی ہونے کا دعویٰ کیا پھر مثیل مسیح ہونے کا۔ اب سُنا ہے کہ اپنے تئیں محمد رسول اللہ کہنے لگا ہے، آئندہ شاید خدائی کا دعویٰ بھی کرے گا سہ پارہا امسال دعویٰ نبوت کردہ است + سال آئندہ خدا خواہد خدا خواہد شدن۔

۹۷٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي أُرِيتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَتَابَعَهُ سُلَيْمَانُ ابْنُ كَثِيرٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَ سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعْمَرٌ لَا يُسْنِدُهُ حَتَّى كَانَ بَعْدُ۔

ہم سے یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس سے انہوں نے عبداللہ بن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے کہ ابن عباس رض بیان کرتے تھے ایک شخص (نام نامعلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے خواب میں رات کو دیکھا اخیر حدیث تک ف۱ زہری کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان بن کثیر نے بھی روایت کیا (اس کو امام مسلم نے وصل کیا) اور زہری کے بھتیجے ف۲ نے اور سفیان ف۳ بن حسین نے ف۴ سے اس کو زہری سے روایت کیا انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابن عباس رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن محمد بن ولید زبیدی نے اس کو یوں روایت کیا زہری سے انہوں نے عبیداللہ سے کہ ابن عباس رض یا ابوہریرہ رض نے اُن سے بیان کیا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کو امام مسلم نے وصل کیا) اور شعیب بن ابی حمزہ اور اسحاق بن یحییٰ نے اس کو زہری سے روایت کیا کہ ابوہریرہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے ف۵ اور معمر بن راشد اس حدیث کو پہلے متصلاً نہیں بیان کرتے تھے ف۶ پھر متصلاً بیان کرنے لگے ف۷۔

ف۱ یہ حدیث آگے مذکور ہوگی باب من لم یر الرؤیا لاول عابر اذا لم یصب میں ۔ ف۲ محمد بن عبداللہ بن مسلم زہری ۔ ف۳ اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۔ ف۴ اس کو احمد نے وصل کیا ۔ ف۵ اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۔ ف۶ عبیداللہ بن عبداللہ کا واسطہ چھوڑ کر زہری سے یوں نقل کرتے تھے کہ ابن عباسؓ کہتے تھے کہ ابوہریرہؓ بیان کرتے تھے ۔ ف۷ عبیداللہ کا نام لینے لگے اس کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں وصل کیا ۔

بَابُ الرُّؤْيَا بِالنَّهَارِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ رُؤْيَا النَّهَارِ مِثْلُ رُؤْيَا اللَّيْلِ ۔

باب ۔ دن کو جو خواب دیکھے اس کا بیان ۔
اور عبداللہ بن عون نے کہا محمد بن سیرین سے نقل کر کے کہ دن کا خواب بھی رات کے خواب کی طرح ہے ۔ ف۱

ف۱ اس کو قیروانی نے کتاب التعبیر میں وصل کیا ۔

۹۷۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ: فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ، شَكَّ إِسْحَاقُ، قَالَتْ:

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا کو امام مالک نے خبر دی، انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک سے سنا، وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان کے پاس (جو آپ کی رضاعی خالہ تھیں) جایا کرتے، وہ عبادہ بن صامت (صحابی) کے نکاح میں تھیں، ایک دن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا اور آپ کے سر کے بال دیکھنے لگیں (جوئیں نکالنے لگیں) آپ سو گئے، پھر جاگے تو (خوشی سے) ہنس رہے تھے، ام حرام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیوں ہنسے؟ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے لائے گئے جو جہاد کے لیے اس سمندر کے بیچا بیچ اس شان و شوکت سے سوار ہو رہے ہیں جیسے بادشاہ تختوں پر سوار ہوتے ہیں ۔ اسحق راوی کو شک ہے کہ ملوکا علی الاسرۃ فرمایا یا مثل الملوک علی الاسرۃ ام حرام نے عرض کیا

فَقُلْتُ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الأُولَى، قَالَتْ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ۔

یارسول اللہ! دعا فرمائیے، اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی ان لوگوں میں شریک کرے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، اس کے بعد پھر سر تکیہ پر رکھ کر سو گئے پھر جاگے تو ہنستے ہوئے، ام حرام نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے لائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کو جا رہے ہیں وہی کلمہ فرمایا جو پہلے فرمایا تھا ف ام حرام رض نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمائیے اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے، آپ نے فرمایا تو تو پہلے لوگوں میں شریک ہو چکی، پھر ایسا ہوا کہ ام حرام رض معاویہ رض کے زمانے میں سمندر میں سوار ہوئیں اور وہاں سے نکلیں تو جانور پر سے گر کر مر گئیں ف۲۔

ف یعنی اس شان و شوکت سے جیسے بادشاہ سوار ہوتے ہیں ف۲ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ آپ کی نبوت کی دلیلوں میں سے یہ حدیث بھی ایک بڑی دلیل ہے کہ کسی شخص کے حالات کی ایسی صحیح پیشگوئی کرنا بجز پیغمبر کے اور کسی سے نہیں ہو سکتا، ابن تین نے کہا بعضوں نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ معاویہ رض کی خلافت صحیح تھی حالانکہ حدیث سے یہ نہیں نکلتا کیونکہ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب معاویہ رض حضرت عثمان رض کی طرف سے شام کے حاکم تھے اور حدیث میں نہ خلافت کا اثبات ہے نہ اس کی نفی ہے، اگر یہ مان بھی لیں کہ یہ واقعہ معاویہ رض کی خلافت میں ہوا تو اس حدیث کے خلاف نہ ہوگا جس میں یہ مذکور ہے کہ خلافت میرے بعد تیس برس تک رہے گی کیونکہ اس حدیث میں خلافت سے خلافت نبوت مراد ہے اور معاویہ رض بادشاہوں کی طرح تھے گو (مجازاً) ان کو خلیفہ بھی کہیں گے کذا فی الفتح۔ میں کہتا ہوں معاویہ رض اور ان کے بعد والے سلاطین بنو امیہ کو تمام علماء اہل سنت نے بادشاہ گنا ہے نہ خلیفہ، اور جس نے خلافت کا لفظ ان کی حکومت پر اطلاق کیا ہے تو اس سے مراد بادشاہت ہے کیونکہ خلافت راشدہ جناب امام حسین علیہ السلام پر ختم ہو گئی، اور ہمارے پیر و مرشد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے جو غنیۃ الطالبین میں فرمایا واما خلافۃ معاویۃ فثابتۃ تو خلافت سے ان کی مراد یہی دنیا کی بادشاہت ہے۔

بَابُ رُؤْيَا النِّسَاءِ

باب۔ عورتوں کے خواب کا بیان ف

ف کہتے ہیں کہ عورتیں ایسا خواب دیکھیں جوان کے مناسب حال معلوم نہ ہو تو وہ ان کے خاوندوں کے لیے ہوگا، جیسے غلام کا خواب مالک کے لیے ہوتا ہے اور لڑکے کا ماں باپ کے لیے ابن بطال نے کہا عورت کا خواب بھی نبوت کے ۴۶ حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

۹۷۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمُ اقْتَسَمُوا الْمُهَاجِرِينَ قُرْعَةً قَالَتْ فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ وَأَنْزَلْنَاهُ فِي أَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ غُسِّلَ وَكُفِّنَ فِي أَثْوَابِهِ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ، فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ؟ فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللَّهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هُوَ فَوَاللَّهِ لَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ وَوَاللَّهِ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَاذَا يُفْعَلُ بِي فَقَالَتْ: وَاللَّهِ لَا أُزَكِّي

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے، انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی، کہ ان کی ماں ام علاء نے جو ایک انصاری عورت تھی اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ان سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرعہ ڈال کر مہاجرین کو بانٹ دیا ف ام علاء کہتی ہیں ہمارے حصے میں عثمان بن مظعون (مہاجر) آئے ہم نے ان کو اپنے گھروں میں اتارا، وہ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں انہوں نے وفات پائی، جب ان کی وفات ہوگئی اور غسل اور کفن سے فراغت ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میری زبان سے یہ نکل گیا ابوالسائب (یہ عثمان بن مظعون رض کی کنیت تھی) اللہ تعالی تم پر رحم کرے، میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو عزت دی۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت دی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان پھر اور کن لوگوں کو اللہ عزت دے گا (اگر عثمان رض کو عزت نہ دے گا جو ایسے ایماندار اور مخلص آدمی تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم عثمان رض کی موت تو آن پہنچی، اور میں تو ان کی بہتری کی امید رکھتا ہوں (لیکن یقیناً کچھ نہیں کہہ سکتا) خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں لیکن مجھ کو معلوم

يَعْدَ كَاُحَدًا اَبَدًا۔

نہیں کہ میرا کیا ہونا ہے ؏۲ اس وقت ام العلاء نے کہا اب (آج سے) خدا کی قسم میں کسی کو پاک صاف نہیں کہنے کی ؏۳

؏۱ جس مہاجر کا نام جس انصاری کے نام پر نکلا وہ اُسی کے گھر میں اترا۔ ؏۲ شاید یہ حدیث آپ نے اس وقت فرمائی جب سورۂ فتح کی یہ آیت لیغفر اللہ لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر نہیں اُتری تھی اور ممکن ہے کہ آپ نے تفصیلی حالات معلوم ہونے کی نفی کی ہو، اور اجمالاً آپ کو اپنی نجات کا یقین ہو جیسے قرآن میں ہے وَ اِنْ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ اور پادری جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں کہ جب خود آپ کو اپنی نجات کا یقین نہ تھا تو اپنی اُمّت کو کیا بخشوائیں گے یہ اعتراض لغو ہے کس لئے کہ بندہ کیسا ہی مقبول اور بڑے درجہ کا ہو لیکن آخر بندہ ہے حق تعالیٰ کے استغناء اور بے پرواہی کو دیکھ کر ہر حال میں کانپتا رہتا ہے خصوصاً مقرب بندوں کو اور زیادہ خوف رہتا ہے کیا انہوں نے یہ نہیں سُنا ع نزدیکاں رابیش بود حیرانی۔ ؏۳ الذّی کو معلوم ہے کہ حقیقت میں اس کا کیا حال ہے گو اس روایت میں باب کا مطلب مذکور نہیں ہے مگر اس کے بعد کے طریق میں باب کا مطلب مذکور ہے اسکی مناسبت سے اس حدیث کو بھی لائے۔

---

۹۷۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا وَقَالَ مَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِهِ قَالَتْ: وَأَحْزَنَنِي فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِي فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ذٰلِكَ عَمَلُهُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی، انہوں نے زہری سے یہی حدیث اس میں یوں ہے کہ میں نہیں جانتا عثمان کا کیا حال ہونا ہے امّ علاء کہتی ہیں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا فرمانے سے رنج ہوا میں سوگئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ عثمان کے لیے ایک چشمہ بہ رہا ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا یہ اُن کا عمل ہے ؏۱۔

؏۱ کہتے ہیں وہ ایک صالح بیٹا سائب نامی چھوڑ گئے تھے جو جنگ بدر میں شریک ہوا تھا۔ یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں چوکی پہرہ دیتے تھے، دوسری روایت میں ہے کہ ہر میت کا عمل موت سے تمام ہو جاتا ہے۔ مگر اللہ کی راہ میں جس نے چوکی پہرہ دیا ہو اُس کا عمل بڑھتا ہی چلے جاتا ہے قیامت تک بڑھتا رہے گا۔

بَابٌ الْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

باب۔ بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہے جب کوئی ایسا خواب دیکھے تو بائیں طرف تھوکے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے۔

۹۷۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفُرْسَانِهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمُ الْحُلْمَ يَكْرَهُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ فَلَنْ يَضُرَّهُ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوقتادہ انصاری رضؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور آپ کے (ہمراہی کے) خاص سواروں میں سے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ فرماتے تھے اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے، جب کوئی تم میں سے بُرا خواب دیکھے جو اس کو ناگوار گذرے تو اپنے بائیں طرف تھوکے اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے، اُسکو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

بَابُ اللَّبَنِ۔

باب - خواب میں دودھ دیکھنا۔

۹۷۹ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَظْفَارِي ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الْعِلْمَ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو حمزہ بن عبداللہ نے انہوں نے (اپنے والد) عبداللہ بن عمر رضؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ایک بار میں سو رہا تھا (اتنے میں) دودھ کا ایک پیالہ میرے سامنے لایا گیا، میں نے دودھ پیا اتنا پیا، میں (خواب ہی میں) کیا دیکھتا ہوں جیسے دودھ کی تراوٹ میرے ناخنوں سے پھوٹ نکلی، میں نے پی کر پھر (بچا ہوا دودھ) عمر رضؓ کو دے دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا اس کی تعبیر کیا ہے؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا علم، اور کیا۔ ف۔

ف اس حدیث سے حضرت عمر رضؓ کی بڑی فضیلت نکلی۔ حقیقت میں حضرت عمر رضؓ تمام علوم میں خصوصاً علم سیاست میں اور تدبیر مُدن میں تو اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے، یا اللہ اب بھی مسلمانوں میں ایک اور شخص حضرت

عمرؓ کی طرح پیدا کر دے جو دشمنان اسلام کو مغلوب اور مقہور کر دے، حکیم سنائی حدیقہ میں لکھتے ہیں کہ آگ کا خواب میں دیکھنا غصہ کی دلیل ہے، پانی کا دیکھنا آنکھ کا نور ہے، خواب میں رونا خوشی کی دلیل ہے، غلام ہونا آزادی کی نشانی ہے۔ شطرنج اور چوسر کھیلنا جنگ و فساد کا سبب ہے۔ شیریں اور صاف پانی حلال روزی ہے، گدلا پانی ناخوشی کی دلیل ہے۔ خاک دیکھنا خصوصاً کاشتکار کے لیے روزی کا باعث ہے۔ ہوا سرد ہو یا گرم رنج اور غم کی نشانی ہے، اگر معتدل طور پر بدن کو لگتی ہوئی دیکھے تو خوشی کا موجب ہے۔ مردے کو کوئی چیز دینا مال و اسباب تباہ ہونے کی نشانی ہے۔ ہنسنا رنج و غم کی نشانی ہے، پانی پینا اور پیاس نہ بجھنا شوق علم کی دلیل ہے، طبلہ بجانا راز کا فاش ہونا، بوق جنگ کی دلیل ہے۔ بیڑی میں گرفتاری شریعت کی پابندی، باغ غذائے روحانی ہے، میوہ بادشاہ سے فائدہ ہونا، ہاتھ کا لمبا ہونا سخاوت ہے ہاتھ کا چھوٹا ہونا بخل ہے۔ سیدھا ہاتھ فرزند ہے، بایاں ہاتھ دختر ہے، انگلیاں اولاد، دانت ماں باپ، سینہ، اور پستان خزانہ، اسی طرح پیٹ جگر اور دل بھی خزانہ، ساق اور زانو رنج اور تکلیف، مغز پوشیدہ مال۔ پہلو، عورت، عضو تناسل، فرزند، ہاتھ دھونا ناامید ہونا۔ ناچنا بے شرمی، ننگی کرچھ۔ جامہ، خادم، بربط بجانا جور و کرنا، کشتی کرنا، کسی کو ستانا۔ دوا کھانا بیماری سے نجات۔ خوشبو لگانا خوشی ہونا۔ خوشبو اس کے بدن یا کپڑے سے چھڑانا رنج اور غم۔ دھواں نقصان بیماری، خوشبوئی کپڑے نئے، موت ہے۔ کشتی میں ناچنا غرق ہونا۔ قید میں ناچنا رہائی۔ بدن سے خون بہنا، حلال مال پانا، اگر زخم نہ ہو، زخم دیکھے تو تکلیف مفلسی عورت کا شرمگاہ سے خون بہتے دیکھنا حمل ساقط ہونا۔ کھجور کا شراب پی کر نشہ کرنا خرابی کی دلیل ہے۔ انگور کے شراب سے نشہ کرنا مال اور دولت ملنے کی دلیل ہے۔ دودھ مال کا نفع حلال روزی، پرانے کپڑے رنج و غم۔ نئے کپڑے دولت۔ گدھا سستی اور نادانی۔ گھوڑا، عورت، اونٹ، سفر دور دراز۔ گائے ارزانی شیر۔ دشمن غالب۔ ہاتھی بادشاہ مہیب بکری مال و دولت، ریچھ مکار دشمن۔ آفتاب بادشاہت۔ چاند، عورت۔ مریخ یا زحل رنج اور غم۔ مشتری، وزیر۔ زہرہ، عیش و راحت۔ واللہ اعلم۔

بَابٌ إِذَا جَرَى اللَّبَنُ فِي أَطْرَافِهِ أَوْ أَظَافِيرِهِ

باب۔ اگر دودھ اعضاء اور ناخونوں سے پھوٹ نکلے تو کیا تعبیر ہے۔

۹۸۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ يَقُولُ:

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے والد ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَطْرَافِي فَأَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَنْ حَوْلَهُ فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الْعِلْمَ۔

بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا، وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایکبار میں سو رہا تھا اتنے میں دودھ کا پیالہ میرے پاس لایا گیا، میں نے اس کو پیا یہانتک کہ دودھ کی تازگی میرے اعضاء کے کناروں سے نکلتی ہوئی معلوم ہوئی، پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمرؓ کو دے دیا جو لوگ آپ کے گرد بیٹھے تھے انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ اس کی تعبیر کیا دیتے ہیں، فرمایا علم اور کیا۔

بَابُ الْقَمِيصِ فِي الْمَنَامِ۔

باب۔ خواب میں قمیص (کرتا) دیکھنا۔

۹۸۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذٰلِكَ وَمَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ قَالُوا: مَا أَوَّلْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الدِّينَ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے والد نے انہوں نے صالح سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے ابوامامہ بن سہل نے بیان کیا انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ میرے سامنے لائے جا رہے ہیں اور وہ کرتا پہنے ہیں، کسی کا کرتہ چھاتیوں تک کسی کا اس سے بھی چھوٹا (یا اس سے بڑا) پھر عمرؓ میرے سامنے آئے، ان کا کرتا اتنا لمبا تھا کہ وہ اس کو گھسیٹ رہے تھے (زمین پر رُلتا جاتا ہے)۔ صحابہ نے پوچھا اس کی تعبیر آپ کیا دیتے ہیں آپ نے فرمایا دینداری اور کیا۔

بَابُ جَرِّ الْقَمِيصِ فِي الْمَنَامِ۔

باب۔ خواب میں کرتہ گھسیٹنا۔

٩٨٢- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الدِّينَ-

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے، انہوں نے ابن شہاب سے کہا ہم کو ابوامامہ بن سہل نے خبر دی، انہوں نے ابوسعید خدری رض سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ میں سو رہا تھا، اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ میرے سامنے لائے جا رہے ہیں، وہ کرتے پہنے ہوئے ہیں بعضوں کے کرتے چھاتیوں تک، بعضوں کے اس سے کم (یا زیادہ) اور عمر رض جو سامنے لائے گئے ان کا کرتا اتنا لمبا تھا کہ اس کو (زمین پر) گھسیٹ رہے تھے۔ صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی تعبیر آپ کیا دیتے ہیں فرمایا کہ دین اور کیا۔ ف۔

ف کرتہ بدن کو چھپاتا ہے، گرمی سردی سے بچاتا ہے، اسی طرح دین بھی روح کو بچاتا ہے۔

بَابُ الْخُضَرِ فِي الْمَنَامِ وَالرَّوْضَةِ الْخَضْرَاءِ-

باب- خواب میں سبزی یا سبز باغ دیکھنا-

٩٨٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ قَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ عُمَرَ فَمَرَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوا: هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ قَالُوا كَذَا وَكَذَا، قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَقُولُوا مَا

ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے حرمی بن عمارہ نے کہا ہم سے قرۃ بن خالد نے انہوں نے محمد بن سیرین سے کہ قیس بن عباد نے کہا، میں لوگوں کے حلقے میں بیٹھا تھا، ان لوگوں میں سعد بن ابی وقاص رض اور عبداللہ بن عمر رض بھی تھے اتنے میں عبداللہ بن سلام رض سامنے سے نکلے، لوگوں نے کہا یہ شخص بہشت والوں میں سے ہے، میں نے لوگوں کی یہ بات (جاکر) عبداللہ بن سلام رض سے بیان کی، انہوں نے کہا سبحان اللہ ان لوگوں کو جو بات معلوم نہیں اس کو زبان سے نکالنا

لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ، إِنَّمَا رَأَيْتُ كَأَنَّمَا عَمُودٌ وُضِعَ فِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فَنُصِبَ فِيهَا وَفِي رَأْسِهَا عُرْوَةٌ وَفِي أَسْفَلِهَا مِنْصَفٌ وَالْمِنْصَفُ الْوَصِيفُ: فَقِيلَ: ارْقَهْ، فَرَقِيتُهُ حَتَّى أَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقَصَصْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوتُ عَبْدُ اللَّهِ وَهُوَ آخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى۔

کیا ضرور تھا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک خواب دیکھا جیسے ایک ہرے بھرے باغ میں ایک ستون کھڑا کیا گیا ہے، اس کی چوٹی پر ایک کنڈا لگا ہے اور نیچے ایک غلام کھڑا ہے۔ مجھ سے کہا گیا اس ستون پر چڑھ جا، میں چڑھ گیا اور اوپر جا کر یہ کنڈا تھام لیا، پھر میں نے یہ خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپؐ نے فرمایا عبداللہ بن سلام اس کنڈے کو مضبوط تھامے ہوئے مرے گا ف۔

ف یعنی ایمان پر ان کا خاتمہ ہوگا، دوسری روایت میں یوں ہے کہ باغ سے مراد اسلام ہے، اور یہ کنڈا اسلام کا کنڈا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ عبداللہ بن سلام نے کہا مجھ کو امید ہے کہ میں بہشت والوں میں سے ہوں گا۔

بَابُ كَشْفِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَنَامِ۔

باب۔ عورت کو کھول کر خواب میں دیکھنا

۹۸۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةِ حَرِيرٍ فَيَقُولُ هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَاكْشِفْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ۔

ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں نے تجھ کو دوبار خواب میں دیکھا کہ ایک شخص تجھ کو اٹھائے ہوئے ہے (وہ حضرت جبریل تھے) ایک ریشمی کپڑے میں اور کہہ رہا ہے یہ تمہاری بی بی ہے، میں نے کپڑا کھول کر جو دیکھا تو تو نظر آئی، اس وقت میں نے (اپنے دل میں) کہا اگر اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی ہے

تو ضرور پوری ہو گی ف۔

ف تو میرے نکاح میں آئے گی۔

باب ثِيَابِ الْحَرِيرِ فِي الْمَنَامِ

باب۔ خواب میں ریشمی کپڑا دیکھنا۔

۹۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ قَبْلَ أَنْ أَتَزَوَّجَكِ مَرَّتَيْنِ رَأَيْتُ الْمَلَكَ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقُلْتُ لَهُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ: إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ ثُمَّ أُرِيتُكِ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقُلْتُ: اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ۔

ہم سے محمد (بن علاء یا بن سلام یا بن مثنے) نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا تیرا نکاح ہونے سے پیشتر میں نے دو بار تجھ کو خواب میں دیکھا تھا، میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ تجھ کو ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹے اٹھائے ہوئے ہے۔ میں نے اس سے کہا کپڑا تو کھول، اس نے جو کھولا تو اندر تو تھی میں نے کہا یہ تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو ضرور پورا ہو گا ف پھر (دوبارہ) تو مجھے خواب میں دکھائی گئی، میں کیا دیکھتا ہوں (کہ ایک فرشتہ) تجھ کو ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹے اٹھائے ہوئے ہے میں نے اس سے کہا کپڑا کھول، اس نے جو کھولا تو اندر تو تھی، میں نے کہا یہ اللہ کا حکم ہے ضرور پورا ہو گا۔

ف لفظی ترجمہ یوں ہے کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا مگر مطلب وہی ہے جو ہم نے ترجمہ کیا ہے۔ کیونکہ آپ کو اس خواب کے اللہ کی طرف سے ہونے میں کچھ شک نہ تھی، پیغمبروں کا خواب وحی ہوتا ہے۔

باب الْمَفَاتِيحِ فِي الْيَدِ۔

باب۔ خواب میں کنجیوں کا ہاتھ میں دیکھنا۔

۹۸۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے انہوں نے

ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ مُحَمَّدٌ وَبَلَغَنِي أَنَّ جَوَامِعَ الْكَلِمِ أَنَّ اللَّهَ يَجْمَعُ الْأُمُورَ الْكَثِيرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُكْتَبُ فِي الْكُتُبِ قَبْلَهُ فِي الْأَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْأَمْرَيْنِ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ۔

ابن شہاب سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابوہریرہ رض نے کہا، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ مجھ کو ایسی باتیں دی گئیں جن کے الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہیں اور میرا رعب دشمنوں کے دلوں میں ڈال کر میری مدد کی گئی اور ایک بار میں سو رہا تھا، اتنے میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں لا کر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ محمد بن مسلم زہری (یا امام بخاری) نے کہا مجھ کو یہ بات پہنچی کہ جوامع الکلم سے یہ مراد ہے کہ اگلے زمانے میں بہت سی باتیں جو (پوٹ) کتابوں میں لکھی جاتی تھیں وہ اللہ تعالیٰ نے ایک یا دو باتوں میں آپ کے لیے جمع کر دیں ف۔

ف جوامع الکلم سے مراد قرآن و حدیث دونوں ہو سکتے ہیں۔ کنجیاں ہاتھ میں رکھی جانا اگر خواب میں دیکھے تو اس کی یہی تعبیر ہے کہ بادشاہت اور حکومت ملے گی، اگر یہ دیکھے کہ کنجی سے ایک دروازہ کھولا تب اس کی حاجت کسی صاحب قوت کی امداد سے پوری ہو گی۔

بَابُ التَّعْلِيقِ بِالْعُرْوَةِ وَالْحَلْقَةِ

باب۔ کنڈے یا حلقے کو خواب میں پکڑ کر اس سے لٹک جانا۔

۹۸۷۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ح وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ وَسَطَ الرَّوْضَةِ عَمُودٌ فِي أَعْلَى الْعَمُودِ عُرْوَةٌ، فَقِيلَ لِي: ارْقَهْ قُلْتُ: لَا أَسْتَطِيعُ فَأَتَانِي وَصِيفٌ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ازہر بن سعد نے انہوں نے عبداللہ بن عون سے دوسری سند اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا کہا ہم سے معاذ بن معاویہ عنبری نے کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے انہوں نے محمد بن سیرین سے کہا ہم سے قیس بن عباد نے انہوں نے عبداللہ بن سلام سے انہوں نے کہا میں نے خواب میں ایسا دیکھا جیسے ایک باغیچہ میں ہوں اور اس کا بیچا بیچ ایک ستون گڑا ہوا ہے، ستون کی چوٹی پر ایک کنڈا لگا ہے،

فَرَفَعَ ثِيَابِي فَرَقِيتُ فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ فَانْتَبَهْتُ وَأَنَا مُسْتَمْسِكٌ بِهَا فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الْإِسْلَامِ وَذٰلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقَى لَا تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا بِالْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ۔

مجھ سے کہا گیا اس پر چڑھ جا میں نے کہا میں نہیں چڑھ سکتا پھر ایک خادم آیا اس نے میرا کپڑا اٹھایا میں چڑھ گیا اور اوپر جا کر کنڈا مضبوط تھام لیا میں اس کو تھامے ہی تھا اسی اثنا میں آنکھ کھل گئی، یہ خواب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا، باغ تو اسلام کا باغ ہے اور ستون بھی اسلام کا ستون ہے اور کنڈے سے مراد وہ مضبوط کنڈا ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ فقد استمسك بالعروة الوثقى اور مرے تک تو اسلام کو تھامے رہے گا۔

بَابُ عَمُودِ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وِسَادَتِهِ۔

باب۔ ڈیرے کا ستون تکیہ کے تلے دیکھنا ف

ف اس باب میں امام بخاری نے کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ شاید ان کی شرط پر نہ ملی ہوگی اور انہوں نے اشارہ کیا اس حدیث کی طرف جس کو یعقوب بن سفیان اور طبرانی اور حاکم نے نکالا اور کہا صحیح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ دین کا ستون میرے سر کے تلے سے اٹھایا گیا میں اس کو برابر دیکھتا رہا، آخر وہ ملک شام میں رکھا گیا، دیکھو جب فتنے اور فساد پیدا ہوں گے تو ایمان شام کے ملک میں رہ جائے گا۔ دوسری روایت میں ہے میں نے معراج کی رات کو ایک سفید ستون جھنڈے کی طرح دیکھا جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے تھے، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا عمود الکتاب یعنی دین کا ستون، اور ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ اس کو ملک شام میں رکھیں۔ تیسری روایت میں ہے میں سو رہا تھا اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ عمود الکتاب میرے تکیے کے تلے سے اچک لیا گیا، میں سمجھا شاید اللہ تعالیٰ نے زمین والوں پر تجلی کی اور میں اس کو برابر دیکھتا رہا وہ ایک چمکتا نور تھا آخر شام کے ملک میں رکھا گیا۔

بَابُ الْإِسْتَبْرَقِ وَدُخُولِ الْجَنَّةِ فِي الْمَنَامِ۔

باب۔ خواب میں سنگین ریشمی کپڑا دیکھنا یا بہشت میں جانا۔

۹۸۸۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے

حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِي سَرَقَةً مِنْ حَرِيرٍ لَا أَهْوِي بِهَا إِلَى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِي إِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ أَوْ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ

وہیب بن خالد نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا ہے ف۱ میں بہشت میں جس جگہ پر جانے کا قصد کرتا ہوں یہ ریشمی کپڑے کا ٹکڑا مجھ کو وہاں لے اڑا جاتا ہے۔ میں نے یہ خواب (اپنی بہن) ام المؤمنین حفصہؓ سے بیان کیا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تیرا بھائی یا یوں فرمایا عبداللہ ایک نیک بخت آدمی ہے ف۲

ف۱ اس حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ وہ ٹکڑا استبرق ریشمی کپڑے کا ٹکڑا تھا۔ مگر امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو ترمذی نے نکالا اس میں صاف یوں ہے کانما فی یدی قطعة استبرق - ف۲ دوسری روایت میں یوں ہے کہ عبداللہ اچھا آدمی ہے اگر رات کو تہجد پڑھتا ہوتا، آپ کے یہ فرمانے کے بعد پھر عبداللہ رضؓ نے تہجد پڑھنا شروع کیا اور عمر بھر پڑھتے رہے۔

بَابُ الْقَيْدِ فِي الْمَنَامِ۔

باب۔ خواب میں پاؤں میں بیڑیاں دیکھنا۔

۹۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ عَوْفًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَقُولُ هَذِهِ قَالَ وَكَانَ يُقَالُ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ، حَدِيثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرَى

ہم سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے عوف بن ابی جمیل سے سنا، کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب (قیامت کا) زمانہ نزدیک آلگے گا (یا جب دن رات برابر معتدل زمانہ ہوگا) تو مسلمان کا خواب بالکل جھوٹ نہ ہوگا - (ہمیشہ سچ ہوگا) اور مسلمان کا خواب کیا ہے نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے، محمد بن سیرین نے کہا (جو علم تعبیر کے بڑے عالم تھے)، نبوت کا حصہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ ابو ہریرہؓ کہتے

مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقُصَّهُ عَلَى أَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ الْغُلَّ فِي النَّوْمِ وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيُقَالُ: الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ وَرَوَاهُ قَتَادَةُ وَيُونُسُ وَهِشَامٌ وَأَبُو هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَدْرَجَهُ بَعْضُهُمْ كُلَّهُ فِي الْحَدِيثِ وَحَدِيثُ عَوْنٍ أَبْيَنُ وَقَالَ يُونُسُ لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ لَا تَكُونُ الْأَغْلَالُ إِلَّا فِي الْأَعْنَاقِ۔

ہیں ف خواب تین طرح کے ہیں، ایک تو نفسیاتی خیالات ف۲ دوسرے شیطان کا ڈراوا ف۳ تیسرے اللہ کی طرف سے خوش خبری، اب جو شخص ایسا خواب دیکھے جو اس کو ناگوار ہو تو کسی سے بیان نہ کرے اور نیند سے اٹھ کر نماز پڑھے۔ محمد بن سیرین نے کہا ابو ہریرہؓ خواب میں طوق کا گلے میں دیکھنا برا سمجھتے تھے ف۴ اور پاؤں میں بیڑی دیکھنا اچھا سمجھتے تھے۔ لوگ کہتے تھے بیڑی کی تعبیر یہ ہے کہ دینداری میں مضبوط رہے گا اور اس حدیث کو قتادہ اور یونس اور ہشام اور ابو ہلال (محمد بن سلیم) نے بھی ابن سیرین سے انہوں نے ابو ہریرہ رضہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بعضوں نے ساری حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ بیان کیا ہے ف۵ لیکن عوف اعرابی کی روایت زیادہ صاف ہے ف۶ اور یونس نے اپنی روایت میں یوں کہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ بیڑی کی یہ تعبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ف۷ امام بخاری نے کہا اغلال یعنی طوق ہمیشہ گردنوں ہی میں ہوتے ہیں ف۸۔

ف۱ ترمذی اور نسائی کی روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ف۲ جیسے کہتے ہیں بلی کے خواب میں پچھڑے ف۳ اسی میں احتلام بھی داخل ہے۔ ف۴ کیونکہ گلے میں طوق دوزخیوں کی نشانی ہے ف۵ قتادہ کی روایت کو امام مسلم اور نسائی کی روایت کو بزاز نے مسند میں اور ہشام کی روایت کو امام احمد نے اور ابو ہلال کی روایت کو معلوم نہیں کس نے وصل کیا ہے۔ ف۶ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ الگ اور ابن سیرین اور ابو ہریرہ رضہ کا قول جداگانہ بیان کیا ہے جیسے اوپر گزر چکا۔ ف۷ انہوں نے اس کے رفع اور وقف میں شک کیا ف۸ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اذ الاغلال فی اعناقھم۔ امام بخاری نے یہ کہہ کر ان لوگوں کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں اغلال ہاتھوں میں بھی ہوتے ہیں اور قرآن میں ہے۔ وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ۔ مغلولۃ، غل سے نکلا ہے۔ میں کہتا ہوں امام بخاری کا کلام قابل قبول نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ اور شاید اَغْلَالٌ کا لفظ گردنوں سے خاص

ہو واللہ اعلم۔

بَابُ الْعَيْنِ الْجَارِيَةِ فِي الْمَنَامِ

باب۔ خواب میں پانی کا بہتا چشمہ دیکھنا

۹۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ وَهِيَ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ طَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ فِي السُّكْنَى حِينَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلَى سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ فَاشْتَكَى فَمَرَّضْنَاهُ حَتَّى تُوُفِّيَ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِي أَثْوَابِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللهُ قَالَ وَمَا يُدْرِيكِ؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي وَاللهِ قَالَ: أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللهِ وَاللهِ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللهِ مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ، قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَوَاللهِ لَا أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ وَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِي فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ذَاكِ عَمَلُهُ يَجْرِي لَهُ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر بن راشد نے، انہوں نے زہری سے انہوں نے خارجہ بن زید بن ثابت سے انہوں نے ام علاءؓ سے جو انہی کے خاندان کی ایک عورت تھی (یعنی انصاری عورت) انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی وہ کہتی تھیں کہ جب انصار نے مہاجرین پر قرعہ ڈالا اف تو ہمارے حصہ میں عثمان بن مظعون رضؓ آئے وہ بیمار ہو گئے، ہم ان کی تیمارداری کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے انتقال کیا ہم نے ان کو (غسل دے کر) کفن پہنایا، اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میری زبان سے یہ نکلا ابوالسائب (یہ عثمان کی کنیت تھی) تم پر اللہ کی رحمت ہے میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے تم کو عزت اور آبرو دی، یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تجھ کو کہاں سے معلوم ہوا میں نے کہا بیشک مجھ کو معلوم نہیں ہے، خدا کی قسم آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ عثمان تو مر گئے اور مجھ کو اللہ سے ان کی بھلائی کی امید ہے (رہا الیقین وہ تو نہیں ہے) خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں، لیکن یہ نہیں جانتا کہ مجھ کو کیا پیش آئے گا اور تم کو کیا پیش آنے والا ہے ام علاء نے کہا میں تو اب عثمان کے بعد اور کسی کی پاکی نہیں بیان کرنے کی (کیونکہ اللہ ہی جانتا ہے اس کا کیا حال ہے) ام علاء رضؓ کہتی ہیں، میں نے (خواب)

میں) دیکھا عثمان کے لیے ایک چشمہ بہ رہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپ نے فرمایا یہ عثمان کا نیک عمل ہے جس کا ثواب ان کو مرنے کے بعد بھی مل رہا ہے۔ ف۲۔

ف یعنی کون انصاری کس مہاجر کو اپنے گھر رکھے۔ ف۲ اس حدیث کی شرح اوپر گزر چکی ہے، کہتے ہیں یہ عثمان بہت مالدار آدمی تھے شاید کوئی صدقہ جاریہ چھوڑ گئے ہوں، امام بخاری اس حدیث کو یہاں اس لیے لائے ہیں کہ چشمے سے نیک عمل کی تعبیر ہوتی ہے۔

بَابُ نَزْعِ الْمَاءِ مِنَ الْبِئْرِ حَتّٰى يَرْوَى النَّاسُ، رَوَاهُ أَبُوهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب۔ خواب میں کنویں سے پانی کھینچنا، لوگوں کو سیراب کرنا، اس کو ابوہریرہ رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ یہ حدیث آگے موصولاً مذکور ہوگی۔

۹۹۱۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا عَلٰى بِئْرٍ أَنْزِعُ مِنْهَا إِذْ جَاءَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَخَذَ أَبُوبَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ أَبِي بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِي يَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ۔

ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے کہا ہم سے نافع نے ان سے ابن عمر رضہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (خواب میں) ایک کنویں پر تھا، پانی نکال رہا تھا، اتنے میں ابوبکر رضہ اور عمر رضہ آن پہنچے، اور ابوبکر رضہ نے ڈول لیا، ایک دو ڈول کھینچے، وہ بھی کمزوری کیساتھ اللہ ان کو بخشے، اس کے بعد خطاب کے بیٹے (یعنی عمر رضہ) نے ابوبکر رضہ کے ہاتھ سے ڈول لے لیا، وہ ڈول ان کے ہاتھ میں بڑا ہو کر چرسہ بن گیا (یعنی موٹھ کا ڈول) پھر میں نے تو ایسا شہ زور آدمی لوگوں میں نہیں دیکھا جوان کا سا کام کرے (اتنا پانی کھینچا اور پلایا) کہ لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو خوب پلا کر بٹھلانے کی جگہ میں لے گئے ف

ف یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بڑی دلیل ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ ابوبکر صدیق

کی خلافت ایک یا دو سال رہے گی، اس میں بھی وہ جوش اور زور نہ ہو گا جو عمرؓ کی خلافت میں ہو گا پھر ابوبکرؓ کے ہی ہاتھ سے عمرؓ کو خلافت پہنچے گی، وہ ایسے زور سے چلائیں گے کہ ماشاء اللہ سینکڑوں ملک فتح کر کے مسلمانوں کو مالا مال کر دیں گے۔ آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا، حدیث سے یہ مقصود نہیں ہے کہ ابوبکرؓ کی خلافت میں کوئی نقص ہو گا یا ان خود میں کوئی عیب ہو گا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کی خلافت تھوڑی مدت تک رہے گی اور اس میں بڑے بڑے فتوحات بھی نہ ہونگے۔ سبحان اللہ حضرت عمرؓ کا احسان سارے مسلمانوں کی گردنوں پر قیامت تک باقی ہے، مگر جو ناشکرا محسن کش ہو وہی حضرت عمرؓ کو برا کہے گا۔ باقی جس میں رتی برابر بھی عقل ہو گی ان کا شکریہ عمر بھر کرتا رہے گا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

بَابُ نَزْعِ الذَّنُوبِ وَالذَّنُوبَيْنِ مِنَ الْبِئْرِ بِضَعْفٍ۔

باب۔ کمزوری کے ساتھ کنویں سے ایک یا دو ڈول کھینچنا۔

۹۹۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّاسَ اجْتَمَعُوا فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ قَامَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَمَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خواب بیان کیا جو آپ نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی خلافت کے متعلق دیکھا تھا آپ نے فرمایا میں نے (خواب میں) دیکھا لوگ ایک کنویں پر جمع ہیں، پہلے ابوبکرؓ کھڑے ہوئے انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے وہ بھی کمزوری کے ساتھ، اللہ ان کو بخشے، پھر خطاب کا بیٹا عمرؓ کھڑا ہوا اس نے ابوبکرؓ کے ہاتھ سے ڈول لے لیا) وہ ڈول (بڑا ہو کر) چرسہ ہو گیا میں نے تو لوگوں میں کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو ان کا سا کام کرتا ہو (اتنا پانی کھینچا) کہ لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر تھانوں میں لے گئے۔

۹۹۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ وَعَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل بن خالد نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی ان کو ابوہریرہ رض نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار ایسا ہوا کہ میں سو رہا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر گیا ہوں۔ وہاں ایک ڈول پڑا ہے جتنا اللہ کو منظور تھا میں نے اس میں سے پانی نکالا، پھر ابوقحافہ رض کے بیٹے (ابوبکر) نے وہ ڈول لے لیا اور ایک یا دو ڈول نکالے وہ بھی ناتوانی کے ساتھ اللہ ان کی مغفرت کرے پھر کیا ہوا وہ ڈول بڑا ہو کر چرسہ ہو گیا اور عمر رض نے اس کو سنبھالا۔ میں نے ان کا سا شہ زور آدمی نہیں دیکھا جو ان کی طرح پانی کھینچے، اتنا پانی کھینچا کہ لوگوں نے اونٹوں کو سیراب کر کے اپنے تھانوں میں لے جا کر بٹھلا دیا ف

ف سبحان اللہ اس شہ زوری اور پہلوانی کا کیا کہنا اسلام کو وہ رونق دی کہ سارا زمانہ بے اختیار کہہ اٹھا ع ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند۔ اور پھر فقط فتوحات نہیں بلکہ موافق اور مخالف سب پر وہ دھاک کہ چوں کرنے کی مجال کسی میں نہیں ہوئی، کہتے ہیں حضرت عمر رض نے دس برس خلافت کی۔ ان دس برس کے عرصے میں شام اور مصر اور ایران اور عراق اور روم کے اکثر شہر فتح ہو گئے، چار ہزار بڑے بڑے شہر مع پرگنات ممالک محروسہ اسلام میں شریک ہوئے اور بے شمار خزانے اور اموال مسلمانوں کے ہاتھ آئے، سارے مسلمان مالا مال ہو گئے، سبحان اللہ! خلافت ہو تو ایسی ہو، اگر حضرت عمر رض دس برس اور زندہ رہ جاتے تو یورپ اور افریقہ اور ایشیا سب کے سب صاف ہو جاتے اور ہر طرف اسلام ہی اسلام نظر آتا مگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر ایسی ہی تھی جو واقع ہوئی۔ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ٥۔

بَابُ الْإِسْتِرَاحَةِ فِي الْمَنَامِ۔

باب۔ خواب میں راحت لینا، آرام کرنا۔

۹۹۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنِّي عَلَى حَوْضٍ أَسْقِي النَّاسَ فَأَتَانِي أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِي لِيُرِيحَنِي فَنَزَعَ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ فَأَتَى ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يَنْزِعُ حَتَّى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ يَتَفَجَّرُ۔

عبدالرزاق نے خبر دی انہوں نے معمر سے انہوں نے ہمام سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایسا ہوا میں ایک دفعہ سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا میں ایک حوض پر ہوں، لوگوں کو پانی پلا رہا ہوں، اتنے میں ابوبکر آئے اور مجھ کو آرام دینے کے لیے میرے ہاتھ سے ڈول لے لیا ۱؎ اور دو ڈول کمزوری کے ساتھ، (کنویں میں سے) نکالے (حوض میں ڈالے) (اللہ ان کو بخشے) اس کے بعد خطاب کے بیٹے آئے اور (ابوبکرؓ) کے ہاتھ سے ڈول لے لیا وہ برابر پانی نکالتے رہے یہاں تک کہ لوگ (سیراب ہو کر) چل دیے اور حوض سے لبالب پانی ابل رہا تھا۔

۱؎ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے۔

بَابُ الْقَصْرِ فِي الْمَنَامِ۔

باب۔ خواب میں محل دیکھنا۔

۹۹۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، قُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضؓ نے کہا ایسا ہوا ایک بار ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں آپ نے فرمایا میں نے سوتے میں دیکھا میں بہشت میں ہوں اور ایک محل ہے اس کے ایک کونے میں ایک عورت وضو کر رہی ہے ۱؎ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے فرشتوں نے کہا حضرت عمرؓ کا۔ یہ سنتے ہی میں پیٹھ موڑ کر وہاں سے چلتا ہوا، مجھ کو عمرؓ کی غیرت کا خیال آیا۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے جو

فَبَكَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ قَالَ أَعَلَيْكَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغَارُ؟

یہ سنا تو رو دیے کہنے لگے میرے ماں باپ یا رسول اللہ آپ پر صدقے ہوں بھلا میں آپ پر غیرت کروں گا۔ ف۲

ف۱ اس کا نام ام سلیم تھا وہ اس وقت تک زندہ تھی ف۲ آپ تو تمام مومنین کے ولی اور مثل والد بزرگوار کے ہیں، دوسرے حضرت عمرؓ کی عزیز بیٹی حضرت حفصہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں داماد اپنے بیٹے کی طرح عزیز ہوتا ہے اس پر کون غیرت کرتا ہے۔

۹۹۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوا: لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَمَا مَنَعَنِي أَنْ أَدْخُلَهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِلَّا مَا أَعْلَمُ مِنْ غَيْرَتِكَ قَالَ: وَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا ہم سے عبید اللہ بن عمر نے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بہشت میں گیا (یعنے خواب میں) وہاں سونے کا ایک محل دکھائی دیا میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے۔ فرشتوں نے کہا ایک شخص خطاب کے بیٹے (یعنے حضرت عمرؓ) کا میں جو اس محل کے اندر نہیں گیا تو تمہاری غیرت کا خیال کر کے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میں غیرت کروں گا ف

ف آپ پر سے تو جان و مال، بی بیاں، اولاد سب تصدق ہیں۔

بَابُ الْوُضُوءِ فِي الْمَنَامِ۔

باب۔ سوتے میں کسی کو وضو کرتے دیکھنا۔

۹۹۷- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابوہریرہ نے کہا ایک بار ایسا ہوا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں آپ نے فرمایا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوا: لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ: عَلَيْكَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ أَغَارُ؟

سوتے میں میں نے دیکھا میں بہشت میں ہوں اور ایک عورت ایک محل کے کونے میں وضو کر رہی ہے ف میں نے (فرشتوں سے) پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا عمرؓ کا مجھ کو ان کی غیرت کا خیال آیا اور پیٹھ موڑ کر وہاں سے چلا آیا یہ سن کر حضرت عمرؓ رو دیے کہنے لگے یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ صدقے بھلا آپ پر میں غیرت کروں گا۔

ف وضو سے مراد ہاتھ پاؤں صاف کرنے کے لیے دھونا ہے شرعی وضو مراد نہیں ہے کیونکہ بہشت عیش کا گھر ہے نہ عمل کا۔

بَابُ الطَّوَافِ بِالْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ

باب۔ سوتے میں کعبے کا طواف کرتے دیکھنا۔

۹۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: ابْنُ مَرْيَمَ، فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ وَابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی ان کے والد عبداللہ بن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا اتنے میں یا دیکھتا ہوں میں کعبے کا طواف کر رہا ہوں اور ایک شخص ہے گندمی رنگ سیدھے بالوں والا دو مردوں پر ٹیکا دیے ہوئے اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں مریم کے بیٹے۔ اُن کے بعد میں چلا ادھر ادھر دیکھا ایک اور شخص دکھائی دیا سرخ رنگ موٹا گھونگھر بال والا داہنی آنکھ کانی اس کی آنکھ ایسی جیسے پھولا انگور میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ دجال ہے اس کی صورت عبدالعزیٰ بن قطن سے بہت ملتی جلتی تھی یہ عبدالعزیٰ بنی مصطلق میں تھا جو خزاعہ قبیلے

کی ایک شاخ ہے ف

ف بعضوں نے کہا ہے دجال مکہ میں جائے گا صرف مدینہ میں نہ جا سکے گا لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے مکہ اور مدینہ دونوں کو اللہ اس کے شر سے محفوظ رکھے گا، اور حدیث کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان ہوا یعنی دجال اپنی شوکت اور حکومت حاصل کرنے سے پیشتر مکہ میں جائے گا اور طواف کرے گا شاید وہ پہلے مسلمان ہوگا پھر مرتد ہو کر خدائی کا دعویٰ کرنے لگے گا۔

بَابُ إِذَا أَعْطَى فَضْلَهُ غَيْرَهُ فِي النَّوْمِ۔

باب۔ سوتے میں اپنا بچا ہوا (دودھ) دوسرے شخص کو دینا۔

٩٩٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَجْرِي ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلَهُ عُمَرَ، قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: الْعِلْمَ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے خبر دی ان کے والد عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا ایک بار ایسا ہوا میں سو رہا تھا اتنے میں میرے سامنے دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اتنا پیا کہ دودھ کی تازگی (ہر رگ و پے میں) جاری ہو گئی اس کے بعد میں نے بچا ہوا دودھ عمرؓ کو دے دیا۔ صحابہ نے پوچھا آپ اس کی کیا تعبیر دیتے ہیں فرمایا علم اور کیا ف

ف معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ جہاں اور فضائل رکھتے ہیں وہاں علم نبوی کے حامل بھی تھے۔ دوسری حدیث میں ہے اگر میرے بعد کوئی پیغمبر ہوتا تو عمرؓ پیغمبر ہوتے۔

بَابُ الْأَمْنِ وَذَهَابُ الرَّوْعِ فِي الْمَنَامِ۔

باب۔ سوتے میں آدمی اپنے تئیں بیڈر دیکھے۔ ف

١٠٠٠۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا

مجھ سے عبیداللہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عفان بن مسلم نے کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے کہا

صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُصُّونَهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَأَنَا غُلَامٌ حَدِيثُ السِّنِّ وَبَيْتِي الْمَسْجِدُ قَبْلَ أَنْ أَنْكِحَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: لَوْ كَانَ فِيكَ خَيْرٌ لَرَأَيْتَ مِثْلَ مَا يَرَى هٰؤُلَاءِ فَلَمَّا اضْطَجَعْتُ لَيْلَةً قُلْتُ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِيَّ خَيْرًا فَأَرِنِي رُؤْيَا، فَبَيْنَمَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَنِي مَلَكَانِ فِي يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ يُقْبِلَانِ بِي إِلَى جَهَنَّمَ وَأَنَا بَيْنَهُمَا أَدْعُو اللّٰهَ: اللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ أُرَانِي لَقِيَنِي مَلَكٌ فِي يَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ لِي: لَنْ تُرَاعَ نِعْمَ الرَّجُلُ أَنْتَ لَوْ تُكْثِرُ الصَّلَاةَ فَانْطَلَقُوا بِي حَتَّى وَقَفُوا بِي عَلَى شَفِيرِ جَهَنَّمَ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ لَهُ قُرُونٌ كَقَرْنِ الْبِئْرِ بَيْنَ كُلِّ قَرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ وَأَرَى فِيهَا رِجَالًا مُعَلَّقِينَ بِالسَّلَاسِلِ رُؤُوسُهُمْ أَسْفَلَهُمْ عَرَفْتُ

ہم سے نافع نے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کے اصحاب میں سے کئی شخص خواب دیکھتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے آپ جو اللہ کو منظور ہوتا ویسی تعبیر دیتے۔ ان دنوں میں ایک کمسن لڑکا تھا اور میرا نکاح بھی نہیں ہوا تھا، خانہ خدا ہی میرا گھر ہوتا (رات دن وہیں پڑا رہتا) میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا تو بھی کچھ اچھا آدمی ہوتا تو ان لوگوں کی طرح تو بھی خواب دیکھتا خیر ایک رات ایسا ہوا میں لیٹ رہا اور میں نے دعا کی، یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ مجھ میں کچھ بھلائی ہے تو مجھ کو بھی کوئی اچھا خواب دکھلا یہ دعا کر کے میں سو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ دو فرشتے میرے پاس آئے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ایک گرز تھا وہ مجھ کو دوزخ کی طرف لے جا رہے تھے اور میں دونوں کے بیچ میں یہ دعا کر رہا ہوں، الٰہی دوزخ سے تیری پناہ، پھر میں نے دیکھا ایک اور فرشتہ آیا اس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا گرز تھا، وہ کہنے لگا ڈر نہیں (رکاہے کو ڈرتا ہے) تو تو اچھا آدمی ہے اگر نماز بہت پڑھا کرے، آخر یہ تینوں فرشتے مجھ کو دوزخ کے کنارے لے کر پہنچے، کیا دیکھتا ہوں کہ دوزخ ایک گول کنوئیں کی طرح ہے اس کے دونوں طرف مٹکے بنے ہیں وہ ہر دو مٹکوں کے بیچ میں ایک فرشتہ لوہے کا گرز ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑا ہے، میں نے کچھ لوگ اس کنوئیں میں ایسے بھی دیکھے جو الٹے (سر تلے پاؤں اوپر) زنجیروں میں لٹک رہے ہیں، ان میں بعضے آدمیوں کو میں نے پہچانا بھی جو قریش قبیلے کے تھے، پھر وہ تینوں فرشتے مجھ کو (دوزخ دکھلا کر) داہنی طرف لے گئے، میں نے یہ خواب (اپنی بہن) ام المومنین حفصہؓ سے بیان کیا، انہوں نے آنحضرت

فِيهَا رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ فَانْصَرَفُوا بِي عَنْ ذَاتِ الْيَمِينِ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقَالَ نَافِعٌ لَمْ يَزَلْ بَعْدَ ذَلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپ نے فرمایا عبداللہ ایک نیک آدمی ہے (اگر رات کو تہجد پڑھتا ہوتا) نافع کہتے ہیں عبداللہ ابن عمر نے جب سے یہ خواب دیکھا تو وہ (نفل) نماز بہت پڑھا کرتے۔ ف۳

ف۱ علمائے تعبیر نے کہا ہے کہ اگر سوتے میں آدمی اپنے تئیں بے ڈر دیکھے تو ڈر پیدا ہوگا، اگر ڈرتا دیکھے تو امن سے رہے گا۔ غرض اس کی تعبیر بالعکس ہے۔ ف۲ جیسے کنوئیں پر ہوتے ہیں جن پر موٹھ کی لکڑی لگائی جاتی ہے، ف۳ دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ شب کو بہت کم سوتے اکثر رات عبادت اور تہجد گزاری میں صرف کرتے سبحان اللہ! نماز ایسی ہی عبادت ہے جس کی وجہ سے دوزخ سے بچاؤ ہوتا ہے خصوصاً شب کی نماز یہ وقت نہایت متبرک ہوتا ہے اکثر لوگ سوتے رہتے ہیں اور سکوت اور خاموشی کی وجہ سے نماز میں خوب مزہ آتا ہے الحدیث بھائیو! میں تم کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ قیام شب کو ہرگز نہ چھوڑنا، تھوڑی یا بہت جو ہوسکے شب کو عبادت کرتے رہنا۔

بَابُ الْأَخْذِ عَلَى الْيَمِينِ فِي النَّوْمِ

باب۔ خواب میں داہنی طرف لے جاتے دیکھنا

١٠٠١۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ مَنْ رَأَى مَنَامًا قَصَّهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ لِي عِنْدَكَ خَيْرٌ فَأَرِنِي مَنَامًا يُعَبِّرُهُ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک نوجوان مجرد تھا مسجد ہی میں رات بسر کرتا اور صحابہ میں سے جو کوئی کچھ خواب دیکھتا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کرتا۔ میں نے بھی یہ دعا کی کہ یا اللہ اگر میں تیرے نزدیک کچھ بھی اچھا شخص ہوں تو مجھ کو بھی ایک خواب دکھلا جس کی تعبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائیں، خیر میں یہ

وَسَلَّمَ فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ مَلَكَيْنِ أَتَيَانِي فَانْطَلَقَا بِي فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِي: لَنْ تُرَاعَ إِنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَانْطَلَقَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ فَأَخَذَا بِي ذَاتَ الْيَمِينِ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِحَفْصَةَ فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ أَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بَعْدَ ذَلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ۔

(دعا کر کے) سو رہا میں نے (خواب میں) دیکھا دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھ کو لے چلے، پھر ایک اور فرشتہ ملا وہ کہنے لگا کہ ڈر نہیں تو اچھا آدمی ہے یہ دونوں فرشتے مجھ کو دوزخ کی طرف لے گئے، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ گول اندارے کی طرح تہ بر تہ بنی ہوئی ہے اس میں کچھ لوگ ایسے بھی میں نے دیکھے جن کو میں پہچانتا تھا صبح کو یہ خواب میں نے ام المومنین حفصہ رضؓ سے کہا، حفصہ کہتی ہیں، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر دیا آپ نے فرمایا عبداللہ نیک بخت آدمی ہے، اگر رات کو بہت نماز پڑھتا ہوتا، زہری نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد عبداللہ رضؓ رات کو بہت نماز پڑھا کرتے۔

بَابُ الْقَدَحِ فِي النَّوْمِ۔

باب۔ خواب میں پیالہ دیکھنا۔

۱۰۰۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الْعِلْمَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے حمزہ بن عبداللہ سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے میں سو رہا تھا کیا دیکھتا ہوں دودھ کا ایک پیالہ میرے سامنے لایا گیا، میں نے اس کو پیا پھر بچا ہوا دودھ عمر رضؓ کو دے دیا۔ صحابہ نے عرض کیا اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا علم اور کیا۔

بَابُ إِذَا طَارَ الشَّيْءُ فِي الْمَنَامِ۔

باب۔ خواب میں اڑتے ہوئے دیکھنا

ف یعنی اس چیز کو جو اڑنے والی نہ ہو، اہل تعبیر کہتے ہیں اور اگر کوئی شخص خواب میں اتنا اونچا اڑتے دیکھے کہ آسمان میں جا کر غائب ہو جائے پھر نہ لوٹے تو اس کی تعبیر موت ہے، اگر لوٹ آئے تو بیماری سے چنگا ہو جائے گا۔ اگر چوڑا اڑے تو سفر درپیش ہو گا اور مرتبہ بلند ہو گا، اسی طرح اگر کوئی سیڑھی پر چڑھتا دیکھے اور چڑھ کر اترے نہیں تو اس کی تعبیر موت ہے، اور اگر اتر آئے تو بیماری کے بعد بچ جائے گا۔

١٠٠٣ ـ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيطٍ قَالَ: قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي ذَكَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَطَعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَأُذِنَ لِي فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِي قَتَلَهُ فَيْرُوزُ بِالْيَمَنِ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ.

ہم سے سعید بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم نے کہا ہم سے والد (ابراہیم بن سعد) نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے عبداللہ بن عبیدہ بن نشیط سے انہوں نے کہا عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس رض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی خواب پوچھا جو آپ نے بیان کیا ہو انہوں نے کہا مجھ سے یوں بیان کیا گیا (یہ بیان کرنے والے ابوہریرہ رض تھے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار میں سو رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ سونے کے دو کنگن میرے ہاتھ میں ڈالے گئے میں نے ان کو برا جان کر کاٹ ڈالا پھر مجھ کو حکم ہوا، میں نے ان پر پھونک ماری وہ دونوں اڑ گئے، اس کی تعبیر میں نے یہ کی ہے کہ ان کنگنوں سے دو جھوٹے شخص مراد ہیں جو (پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کر کے) زور دیں گے (اخیر میں مارے جائیں گے اور تباہ ہوں گے) عبیداللہ نے کہا۔ یہ دونوں جھوٹے ایک تو (اسود) عنسی تھا اس کو فیروز دیلمی نے یمن میں قتل کیا دوسرے مسیلمہ ف

ف کذاب بن حبیب حنفی یمامہ کا رہنے والا بڑا شعبدہ باز اس کو وحشی رض نے مارا۔

بَابٌ إِذَا رَأَى بَقَرًا تُنْحَرُ

باب۔ خواب میں گائے کو ذبح ہوتے دیکھے

١٠٠٤ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللّٰهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللّٰهُ بِهِ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ۔

نے انہوں نے برید بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے دادا ابوبردہ سے، انہوں نے اپنے والد ابوموسیٰ اشعری سے، راوی نے کہا، میں سمجھتا ہوں ابوموسیٰ رضؓ نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا جیسے میں مکہ سے ہجرت کر کے ایسے ملک میں گیا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں، میرا خیال یمامہ یا ہجر کی طرف گیا ف پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا) وہ مدینہ نکلا، اور میں نے خواب میں گائے دیکھی ف۲ اور یہ آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے اَللّٰہُ خَیْرٌ (یعنی اللہ بہتر ہے) تو گائے سے مراد وہ مسلمان ہیں جو احد کے دن شہید ہوئے اور خیر سے مراد وہ لوٹ کا مال ہے اور سچائی کا بدلہ (ثواب) جو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے بعد ہم کو عنایت فرمایا۔

ف یمامہ مکہ اور یمن کے بیچ میں ایک ملک ہے، وہاں ایک چھوکری تھی جو تین دن کے رستے سے سوار کو دیکھ لیتی، اس کا نام یمامہ تھا بستی اس کے نام سے موسوم ہوگئی، ہجر بحرین کا پائے تخت ہے یا یمن میں ایک شہر ہے۔
ف۲ اس روایت میں اس کے ذبح ہونے کا ذکر نہیں ہے مگر امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو امام احمد نے نکالا، اس میں صاف یوں ہے بقراً تنحر تو باب کی مطابقت حاصل ہوگئی۔

بَابُ النَّفْخِ فِي الْمَنَامِ۔

باب۔ خواب میں پھونک مارتے دیکھنا۔

١٠٠٥- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ

مجھ سے اسحٰق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے ہمام بن منبہ سے وہ کہتے تھے یہ وہ حدیث ہے جو ابوہریرہ رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے ہم کو سنائی، آپ نے فرمایا ہم مسلمان دنیا میں تو اخیر میں آئے لیکن آخرت میں (دوسری امتوں سے) آگے ہوں گے، اور آنحضرت صلی اللہ

وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُوتِيتُ خَزَائِنَ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِي فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ الَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ۔

علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا میں سورہا تھا اتنے میں زمین کے خزانے میرے سامنے لائے گئے اور میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ڈالے گئے ، مجھے ناگوار گزرا اور رنج ہوا ف پھر مجھ کو حکم دیا گیا ان پر پھونک مار، میں نے پھونکا وہ دونوں اڑ گئے (غائب غلہ) ان کی تعبیر میں نے یہ کی کہ ان کنگنوں سے وہ دو جھوٹے شخص مراد ہیں جو میری دونوں طرف ہیں ، میں اُن کے بیچ میں ہوں، ایک تو (اسود بن کعب عنسی) صنعا والا دوسرا (مسیلمہ کذاب) یمامہ والا۔

ف کیونکہ آپ کی شریعت میں مرد کو سونے کا زیور پہننا حرام ہے۔

بَابُ إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْءَ مِنْ كُورَةٍ فَأَسْكَنَهُ مَوْضِعًا آخَرَ۔

باب۔ اگر خواب میں یہ دیکھے کہ ایک چیز کو ایک مقام سے دوسری جگہ رکھا۔

۱۰۰۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَيْتُ كَأَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَيْهَا۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد (عبداللہ بن عمرؓ) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک کالی عورت پریشان سر مدینہ سے نکل گئی اور مہیعہ (جحفہ) میں جاکر کھڑی ہوئی ف میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ مدینہ کی وبا جحفہ میں چلی گئی۔

ف یہ مقام مدینہ سے چھ کوس پر ہے، وہاں اس وقت یہودی لوگ رہا کرتے تھے، ہوا یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو وہاں وبا کا زور رہا کرتا تھا، آپ نے دعا فرمائی تو وبا مدینہ سے جاتی رہی اور جحفہ میں جاکر جم گئی۔

بَابُ الْمَرْأَةِ السَّوْدَاءِ۔

باب۔ کالی عورت کا خواب میں دیکھنا۔

۱۰۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَدِينَةِ رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى نَزَلَتْ بِمَهْيَعَةَ فَتَأَوَّلْتُهَا أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ۔

ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خواب بیان کیا جو آپ نے مدینہ کے باب میں دیکھا تھا، آپ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ ایک کالی عورت سر پریشان مدینہ سے نکل کر مہیعہ میں جاکر اتری میں نے اس کی یہ تعبیر دی کہ مدینہ کی وبا مہیعہ یعنی جحفہ میں پہنچی۔

بَابُ الْمَرْأَةِ الثَّائِرَةِ الرَّأْسِ۔

باب۔ سر پریشان عورت خواب میں دیکھنا

۱۰۰۸۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا مجھ سے ابوبکر بن ابی اویس نے کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے والد (عبداللہ بن عمرؓ) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ میں نے ایک کالی عورت پریشان سر والی (خواب میں) دیکھی جو مدینہ سے نکل کر مہیعہ میں (یعنی جحفہ میں) جاکر اتری میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ کی وبا جحفہ میں پہنچی۔

بَابُ إِذَا هَزَّ سَيْفًا فِي الْمَنَامِ۔

باب۔ خواب میں تلوار ہلانا۔

۱۰۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي رُؤْيَا أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَ اجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ سے انہوں نے اپنے دادا ابوبردہ سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعری سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ تلوار ہلا رہا ہوں ایک ہی ایکا وہ اوپر سے ٹوٹ گئی، پھر دوبارہ جو ہلایا تو اچھی خاصی درست ہو گئی، اب ٹوٹنے کی تعبیر وہ ہوئی جو احد کے دن مسلمانوں پر آفت آئی (ستر مسلمان شہید ہوئے) اور درست ہو جانے کی تعبیر وہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد مکہ فتح کرا دیا، مسلمانوں کا جتھا بڑھ گیا۔

بَابُ مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهِ۔

باب۔ جھوٹا خواب بیان کرنے کی سزا

۱۰۱۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ أَوْ يَفِرُّونَ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنَيْهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ، قَالَ سُفْيَانُ: وَصَلَهُ لَنَا أَيُّوبُ وَقَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا: جو شخص بن دیکھے (جھوٹ) خواب بیان کرے تو قیامت کے دن) اسکو حکم دیا جائیگا کہ دو جَو کے دانوں میں گرہ دے کر جوڑے اور وہ جوڑ نہ سکے گا (اس پر مار کھاتا رہے گا) اور جو شخص دوسرے لوگوں کی بات سننے کے لیے کان لگائے اور وہ اس کا سننا پسند نہ کرتے ہوں یا اس سے بھاگتے پھرتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں رانگا (سیسہ) پگھلا کر ڈالا جائے گا، اور جو شخص کسی جاندار کی صورت بنائے اس پر عذاب ہوگا اس سے کہا جائیگا اب اس میں جان بھی ڈال، وہ ڈال نہ سکے گا سفیان

أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ مَنْ كَذَبَ فِي رُؤْيَاهُ، وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الرُّمَّانِيِّ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ مَنْ صَوَّرَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنِ اسْتَمَعَ۔

نے کہا ایوب نے ہم سے یہ حدیث موصولاً بیان کی اور قتیبہ بن سعید نے کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا انہوں نے قتادہ سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ ابوہریرہ رضؓ نے کہا جو شخص بن دیکھے جھوٹا خواب بیان کرے، اخیر حدیث تک (تو حدیث کو موقوفاً نقل کیا) اور شعبہ نے ابوہاشم رمّانی (یحییٰ بن دینار سے) روایت کی (اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا) کہا میں نے عکرمہ سے سنا کہ ابوہریرہ رضؓ کہتے تھے (یعنی انہی کا قول موقوفاً) جو شخص مورت بنائے جو شخص جھوٹ خواب بیان کرے جو شخص کان لگا کر دوسرے لوگوں کی بات سنے (یعنی یہی حدیث نقل کی)

ف۱ کہیں وہ ہماری بات نہ سن لے۔

۱۰۱۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنِ اسْتَمَعَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنْ صَوَّرَ نَحْوَهُ، تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ۔

ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد طحان نے انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا جو شخص کان لگا کر دوسرے کی بات سنے اور جو شخص جھوٹا خواب بیان کرے، اور جو شخص مورت بنائے ایسی ہی حدیث نقل کی (موقوفاً) ابن عباسؓ سے ف۱ خالد حذاء سے اس حدیث کو ہشام بن حسان فردوسی نے بھی عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضؓ سے موقوفاً روایت کیا ف۲۔

ف۱ مگر اسمٰعیلی نے اس کو رفع کیا ف۲ حافظ نے کہا یہ روایت مجھ کو موصولاً نہیں ملی۔

۱۰۱۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى

ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالصمد بن عبدالوارث نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے جو ابن عمر رضؓ کے غلام تھے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب بہتانوں میں بڑا بہتان

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مِنْ أَفْرَی الْفِرَی أَنْ تُرِیَ عَیْنَیْہِ مَا لَمْ تَرَیَا۔

یہ ہے کہ جو خواب آنکھوں نے ، نہ دیکھا ہو کہے کہ میری آنکھوں نے دیکھا ہے ۔

باب إِذَا رَأَی مَا یَکْرَہُ فَلَا یُخْبِرْ بِہَا وَلَا یَذْکُرْہَا۔

باب ۔ جب کوئی برا خواب دیکھے تو کسی سے بیان نہ کرے ۔

١٠١٣۔ حَدَّثَنَا سَعِیدُ بْنُ الرَّبِیعِ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَبْدِ رَبِّہِ بْنِ سَعِیدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَۃَ یَقُولُ: لَقَدْ کُنْتُ أَرَی الرُّؤْیَا فَتُمْرِضُنِی حَتَّی سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَۃَ یَقُولُ وَأَنَا کُنْتُ لَأَرَی الرُّؤْیَا تُمْرِضُنِی حَتَّی سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: الرُّؤْیَا الْحَسَنَۃُ مِنَ اللّٰہِ فَإِذَا رَأَی أَحَدُکُمْ مَا یُحِبُّ فَلَا یُحَدِّثْ بِہِ إِلَّا مَنْ یُحِبُّ وَإِذَا رَأَی مَا یَکْرَہُ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّہَا وَشَرِّ الشَّیْطَانِ وَلْیَتْفِلْ ثَلَاثًا وَلَا یُحَدِّثْ بِہَا أَحَدًا فَإِنَّہَا لَنْ تَضُرَّہُ۔

ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبد ربہ بن سعید سے کہا میں نے ابو سلمہؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں ایک خواب دیکھتا تھا اس کے ڈر سے بیمار ہو جاتا ہوں، میں نے ابو قتادہ رض سے سنا وہ کہنے لگے میرا بھی یہی حال تھا کہ ایک خواب دیکھتا اس کے ڈر سے بیمار ہو جاتا یہاں تک کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے، اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے جب کوئی تم میں سے اچھا خواب دیکھے تو اس شخص سے بیان کرے جو اپنا دوست ہو، اور جب بُرا خواب دیکھے تو اُس کی برائی سے اور شیطان کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے، اور تین بار (بائیں طرف) تھوتھو کرے اور کسی سے بیان نہ کرے، اس کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

١٠١٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاہِیمُ بْنُ حَمْزَۃَ: حَدَّثَنِی ابْنُ أَبِی حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِیُّ عَنْ یَزِیدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ أَنَّہُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مجھ سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن ابی حازم اور دراوردی نے انہوں نے یزید بن عبد اللہ سے انہوں نے عبد اللہ بن خباب سے انہوں نے ابو سعید خدری رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے جب کوئی تم میں

يَقُولُ: إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّهَا مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ

سے ایسا خواب دیکھے جس کو پسند کرتا ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہے، اللہ کا شکر کرے اور (اپنے دوست سے) بیان کرے اور اگر برا خواب دیکھے تو اس کی بدی سے اللہ کی پناہ مانگے اور کسی سے بیان نہ کرے اس کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ۔

باب ۔ اگر پہلا تعبیر دینے والا غلط تعبیر دے تو اس کی تعبیر سے کچھ نہ ہوگا۔ ف

ف امام بخاری کا مطلب اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ انس رض نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ خواب کی تعبیر وہی ہوتی ہے جو پہلا تعبیر کرنے والا دے اس طرح ابوداؤد اور ترمذی کی یہ حدیث کہ خواب پرندے کے سر پر ہے، جہاں تعبیر دی کہ واقع ہو گیا ان حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ اگر پہلا تعبیر دینے والا علم تعبیر کا عالم ہو اور صحیح اور درست تعبیر دی، تب تعبیر اسی کے بیان کے موافق ہوگی، ورنہ جو شخص ٹھیک تعبیر دے اس کے موافق تعبیر ہوگی۔

۱۰۱۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ ثُمَّ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے، ابن عباس رض بیان کرتے تھے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ایک ابر کا ٹکڑا ہے اس میں سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ لوگ اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں۔ کسی نے بہت لیا کسی نے کم، اتنے میں ایک رسی نمودار ہوئی جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے، پہلے آپ آئے یا رسول اللہ اور اس رسی کو تھام کر اوپر چڑھ گئے، پھر ایک دوسرے شخص نے وہ رسی تھامی وہ

أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَاللهِ لَتَدَعَنِّي فَأَعْبُرَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُعْبُرْ قَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ وَأَمَّا الَّذِي يَنْطِفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهُ تَنْطِفُ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ فَوَاللهِ لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ، قَالَ لَا تُقْسِمْ۔

بھی اوپر چڑھ گیا، پھر ایک تیسرے شخص نے تھامی وہ بھی اوپر چل دیا، پھر ایک چوتھے شخص نے وہ رسی تھامی تو وہ ٹوٹ کر گر پڑی، لیکن پھر جڑ گئی (وہ بھی چڑھ گیا) یہ سن کر ابوبکر صدیق رضؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر صدقے، خدا کی قسم اس کی تعبیر مجھے کہنے دیجئے، آپ نے فرمایا اچھا کہہ، انہوں نے کہا، ابر کا ٹکڑا تو اسلام کا دین ہے اور شہد اور گھی جو اس میں سے ٹپکتا ہے اس سے مراد قرآن اور اس کی شیرینی ہے اب کوئی شخص بہت قرآن سیکھتا ہے کوئی کم، رہی رسی جو آسمان سے زمین تک لٹکتی ہے، اس سے مراد وہ سچا طریق ہے جس پر آپ ہیں آپ اسی پر قائم رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اٹھا لے گا پھر آپ کے بعد ایک شخص اس طریق کو لے گا (جو آپ کا خلیفہ ہوگا) وہ بھی مرے تک اس پر قائم رہے گا، پھر ایک اور شخص لے گا اس کا بھی یہی حال ہوگا، پھر ایک اور شخص لے گا تو اس کا معاملہ (خلافت کا) کٹ جائے گا پھر جڑ جائے گا ف۱ تو وہ بھی اوپر چڑھ جائے گا۔ یا رسول اللہ! بتلایئے میں نے یہ صحیح تعبیر دی یا اس میں غلطی کی؟ آپ نے فرمایا تو نے کچھ صحیح تعبیر دی کچھ غلط دی۔ وہ کہنے لگے خدا کی قسم بتلایئے میں نے کیا غلطی کی، آپ نے فرمایا قسم مت کھا۔ ف۲۔

ف۱ یعنی کٹنے کے قریب ہو جائے گا جب باغیوں نے حضرت عثمان رضؓ کو بہت تنگ کیا تو ان کے دل میں آیا تھا کہ خلافت سے دست بردار ہو جائیں، لیکن انہوں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے فرمایا عثمان رضؓ جو کرتا اللہ نے تجھ کو پہنایا ہے اس کو نہ اتاریو۔ انہوں نے بیدار ہو کر عزم مصمم کر لیا کہ مرتے تک خلافت سے دستبردار نہ ہوں گے اور صبر کیا آخر شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ ف۲ آپ نے ابوبکر صدیق رضؓ کے قسم کھانے پر بھی ان کی قسم سچی نہ کی، حالانکہ دوسری حدیث میں قسم کو سچا کر لینے کا حکم ہے

اس لیے کہ وہ حدیث اس موقع پر ہے جہاں قسم پوری کرنے میں کسی دینی قباحت کا اندیشہ نہ ہو، اور اس خواب کی تفصیل بیان کرنے میں بڑے بڑے اندیشے تھے، اس لیے آپ نے سکوت فرمانا مناسب سمجھا۔ دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ صحابہ کرام نے آپ کے چہرے پر ناراضی کے اثرات پاتے، کیونکہ اس خواب سے آپ کو رنج ہوا کہ میرا ایک خلیفہ آفتوں میں گرفتار ہوگا۔

بَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ۔

باب۔ صبح کی نماز کے بعد (طلوع آفتاب سے پہلے) تعبیر دینا جائز ہے۔

١٠١٦۔ حَدَّثَنِي مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ أَبُو هِشَامٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ لِأَصْحَابِهِ هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا قَالَ فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُصَّ وَإِنَّهُ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِي وَإِنَّهُمَا قَالَا لِي انْطَلِقْ وَإِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ فَيَثْلَغُ رَأْسَهُ فَيَتَهَدْهَدُ الْحَجَرُ هٰهُنَا فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى، قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ

ہم سے ابوہشام مؤمل بن ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابراہیم نے کہا ہم سے عوف اعرابی نے کہا ہم سے ابو رجاء نے کہا ہم سے سمرہ بن جندب رضہ نے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے پوچھا کرتے کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے، سمرہ رض کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا وہ اپنا خواب بیان کرتا ایک دن صبح کے وقت ف ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گزشتہ رات کو میرے پاس دو فرشتے آئے (جبریل اور میکائیل) دونوں نے مجھ کو اٹھایا اور کہنے لگے چلو، میں ان کے ساتھ چلا، ایک آدمی کے پاس پہنچے وہ کروٹ پر لیٹا ہے ف ۲ اور ایک دوسرا شخص (فرشتہ) پتھر لیے ہوئے اس کے سر پر کھڑا ہے وہ کیا کرتا ہے جھک کر پتھر سے اس کا سر کچل ڈالتا ہے اور پتھر ڈھلک کر ادھر آجاتا ہے، وہ شخص (فرشتہ) پتھر کو سنبھالنے کے لیے جاتا ہے، اور جب پتھر لے کر آئے۔ اس لیٹے ہوئے کا سر جڑ کر جیسے پہلے تھا ویسا ہی درست ہو جاتا ہے، وہ پھر پتھر مار کر اس کا سر کچل دیتا ہے (ایسا ہی برابر ہو رہا ہے)

مَا هَذَانِ؟ قَالَ: قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ
قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ
مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ
بِكَلُّوبٍ مِنْ حَدِيدٍ وَإِذَا هُوَ يَأْتِي
أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ
إِلَى قَفَاهُ وَمَنْخِرَهُ إِلَى قَفَاهُ وَعَيْنَهُ
إِلَى قَفَاهُ قَالَ وَرُبَّمَا قَالَ أَبُو رَجَاءٍ
فَيَشُقُّ، قَالَ: ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ
الْآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ
بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذَلِكَ
الْجَانِبِ حَتَّى يَصِحَّ ذَلِكَ الْجَانِبُ كَمَا
كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا
فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى قَالَ: قُلْتُ:
سُبْحَانَ اللَّهِ، مَا هَذَانِ؟ قَالَ: قَالَا لِي:
انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا
عَلَى مِثْلِ التَّنُّورِ، قَالَ: فَأَحْسِبُ أَنَّهُ
كَانَ يَقُولُ: فَإِذَا فِيهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ
قَالَ فَاطَّلَعْنَا فِيهِ فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ
وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ
مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ فَإِذَا أَتَاهُمْ ذَلِكَ
اللَّهَبُ ضَوْضَوْا قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا:
مَا هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ
قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ
حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَحْمَرَ
مِثْلِ الدَّمِ وَإِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ
سَابِحٌ يَسْبَحُ وَإِذَا عَلَى شَطِّ النَّهَرِ
رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً

میں نے ان فرشتوں سے پوچھا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا چلو چلو (ابھی نہ پوچھو) خیر ہم (تینوں) پھر چلے، اور ایک شخص پر پہنچے جو چت لیٹا ہوا ہے اور اس کے پاس ایک اور شخص (فرشتہ) لوہے کی سنسی لیے کھڑا ہے وہ کیا کرتا ہے اس کے منہ کے ایک طرف جا کر اس کا کلہ پھڑ گدی تک پھاڑ دیتا ہے اور نتھنے ، اور آنکھ کو بھی اسی طرح گدی تک چیر دیتا ہے۔ عوف اعرابی نے کہا کبھی ابو رجا راوی نے اس حدیث میں بجائے فیشرشر کے فیشق کہا ہے (معنے ایک ہی ہے) پھر منہ کی دوسری طرف جا کر بھی ایسا ہی کرتا ہے ف۳ اور جب ایک طرف کا چیرتا ہے تو دوسری طرف کا بالکل درست ہو کر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے پھر اس کو چیرتا ہے تو یہ درست ہو جاتا ہے (ایسا ہی برابر ہو رہا ہے) میں نے (اپنے ساتھ والے) فرشتوں سے پوچھا۔ سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا چلو چلو (ابھی کچھ مت پوچھو) خیر پھر ہم تینوں چلے ایک گڑھے پر پہنچے جو تنور کی طرح تھا۔ سمرہ بن جندبؓ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا اس تنور میں غل اور شور ہو رہا تھا، ہم نے جو جھانک کر دیکھا تو اس میں مرد اور عورتیں ہیں، لیکن سب ننگے (برہنہ) اور جب ان کے نیچے سے آگ کی ڈیک (لپیٹ) ان پر آتی ہے تو وہ چلاتے ہیں میں نے اپنے ساتھ والے فرشتوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا چلو چلو (ابھی کچھ نہ پوچھو) خیر ہم پھر تینوں چلے اور ایک ندی پر پہنچے، سمرہؓ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

كَثِيرَةً وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ
مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الَّذِي قَدْ
جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهُ
فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا فَيَنْطَلِقُ
يَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ
إِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا
قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَذَانِ؟ قَالَ
قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، قَالَ:
فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهِ
الْمَرْآةِ كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا
مَرْآةً وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَ
يَسْعَى حَوْلَهُ، قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: مَا
هَذَا؟ قَالَ: قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ
فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ
مُعْتَمَّةٍ فِيهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيعِ
وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ
طَوِيلٌ لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُولًا فِي
السَّمَاءِ وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ
أَكْثَرِ وِلْدَانٍ مَا رَأَيْتُهُمْ قَطُّ، قَالَ:
قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَذَا، مَا هَؤُلَاءِ؟
قَالَ: قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ قَالَ
فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ
عَظِيمَةٍ لَمْ أَرَ رَوْضَةً قَطُّ أَعْظَمَ
مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ، قَالَ: قَالَا لِي:
ارْقَ فِيهَا، قَالَ: فَارْتَقَيْنَا فِيهَا
فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ

نے فرمایا اس کا پانی خون کی طرح لال تھا اور ایک شخص اس ندی میں تیر رہا تھا، ندی کے کنارے ایک اور شخص کھڑا تھا جس نے اپنے سامنے بہت سے پتھر اکٹھا کر رکھے تھے، یہ شخص جو ندی میں تیر رہا تھا تیرتے تیرتے اس کنارے والے شخص کے پاس آتا اور اپنا منہ کھول دیتا - وہ اس کے منہ میں ایک پتھر دے دیتا تو پھر ندی میں چل دیتا، پھر لوٹ کر آتا تو کنارے والا شخص ایک اور پتھر اس کے منہ میں دے دیتا، غرض جب لوٹ کر آتا یہی ہوتا۔ میں نے (اپنے ساتھ والے فرشتوں سے) پوچھا یہ دونوں کون ہیں؟) انہوں نے کہا چلو چلو (ابھی کچھ نہ پوچھو) خیر پھر ہم تینوں چلے، چلتے چلتے ایک نہایت بدصورت بدشکل مرد کے پاس پہنچے بہت ہی بدصورت جو تم نے کبھی نہ دیکھا ہو وہ کیا کر رہا تھا آگ سلگا رہا تھا اور اس کے گرد دوڑ رہا تھا میں نے اپنے ساتھ والے فرشتوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا چلو چلو (ابھی کچھ نہ پوچھو) خیر پھر ہم تینوں چلے، چلتے چلتے ایک بہت گھنے سبز باغیچے پر پہنچے اس میں ہر قسم کے پھول تھے، اس کے بیچا بیچ ایک لمبے قد کا آدمی تھا، اتنا لمبا کہ مجھ کو اس کا سر دیکھنا مشکل ہو گیا اور اس کے گرداگرد بہت سے لڑکے جمع ہیں اتنے بہت سے لڑکے میں نے کبھی نہیں دیکھے میں نے اپنے ساتھ والے فرشتوں سے پوچھا یہ لمبا شخص کون ہے اور یہ لڑکے کون ہیں؟ انہوں نے کہا چلو چلو (ابھی کچھ نہ پوچھو) خیر پھر ہم تینوں چلے اور ایک بڑے باغ پر پہنچے ایسا بڑا اور عمدہ باغ میں نے کبھی نہیں دیکھا میرے ساتھ والے فرشتوں نے کہا،

ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَأَتَيْنَا بَابَ الْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَّانَا فِيهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ قَالَ: قَالَا لَهُمْ: اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهَرِ قَالَ: وَإِذَا نَهَرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ: قَالَا لِي: هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ، قَالَ: فَسَمَا بَصَرِي صُعُدًا فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ، قَالَ: قَالَا لِي: هَذَاكَ مَنْزِلُكَ، قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمَا ذَرَانِي فَأَدْخُلَهُ قَالَا: أَمَّا الْآنَ فَلَا وَأَنْتَ دَاخِلُهُ قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا فَمَا هَذَا الَّذِي رَأَيْتُ؟ قَالَ: قَالَا لِي: أَمَا إِنَّا سَنُخْبِرُكَ أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إِلَى قَفَاهُ وَمَنْخِرُهُ إِلَى قَفَاهُ وَعَيْنُهُ

(اس باغ میں ایک درخت تھا) اس پر چڑھ جا، ہم تینوں اس پر چڑھ گئے، اور جاتے جاتے ایک شہر پر پہنچے جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا ہم نے اس شہر کے دروازے پر آکر دروازے کو کھلوایا، دروازہ کھولا گیا، ہم اس کے اندر گئے وہاں ہم کو ایسے آدمی ملے کہ ان کا آدھا دھڑ تو نہایت خوبصورت بہت ہی خوبصورت جو تم نے کبھی دیکھا ہو۔ اور آدھ دھڑ بدصورت بہت بدصورت جو تم نے کبھی دیکھا ہو۔ میرے ساتھ والے فرشتوں نے ان سے کہا جاؤ اس ندی میں گر پڑو (غوطہ لگاؤ) وہاں ایک اور ندی دکھائی دی جو عرض میں بہ رہی تھی اس کا پانی دودھ کی طرح سفید تھا غرض یہ آدمی اس ندی میں کود پڑے پھر جو لوٹ کر ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی بالکل جاتی رہی اور ان کا سارا دھڑ نہایت خوبصورت ہوگیا، اب میرے ساتھ والے فرشتے کہنے لگے یہ شہر جنۃ العدن ہے (ہمیشہ رہنے کا باغ) اور یہی تمہارا مقام ہے اور میری آنکھ جو اوپر اٹھی تو دیکھتا ہوں، ایک محل ہے سفید ابر کی طرح ان فرشتوں نے کہا یہ تمہارا گھر ہے میں نے کہا اللہ تم کو برکت دے مجھ کو چھوڑو میں اپنے گھر میں جاؤں، انہوں نے کہا نہیں ابھی تم اس گھر میں نہیں جا سکتے (تمہاری دنیا میں رہنے کی عمر ابھی باقی ہے لیکن (عنقریب مرنے کے بعد) تم اس میں داخل ہوگے۔ میں نے کہا اچھا خیر اس رات کو میں نے جو عجیب عجیب باتیں دیکھی ہیں ان کی حقیقت بیان کرو، انہوں نے کہا ہاں اب ہم تم سے اس کی حقیقت بیان کرتے ہیں، پہلا شخص جو تم نے دیکھا جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا یہ وہ شخص ہے جس نے دنیا

إلى قفاه فإنه الرجل يغدو من
بيته فيكذب الكذبة تبلغ
الآفاق وأما الرجال والنساء
العراة الذين هم في مثل بناء
التنور فإنهم الزناة والزواني و
أما الرجل الذي أتيت عليه يسبح
في النهر ويلقم الحجر فإنه آكل
الربا وأما الرجل الكريه المرآة
الذي عند النار يحشها ويسعى حولها
فإنه مالك خازن جهنم وأما
الرجل الطويل الذي في الروضة
فإنه إبراهيم صلى الله عليه و
سلم وأما الولدان الذين حوله
فكل مولود مات على الفطرة قال:
فقال بعض المسلمين: يا رسول
الله وأولاد المشركين؟ فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم: و
أولاد المشركين، وأما القوم الذين
كانوا شطر منهم حسنا وشطر
منهم قبيحا فإنهم قوم خلطوا
عملا صالحا وآخر سيئا تجاوز
الله عنهم

میں قرآن سیکھ کر اس کو چھوڑ دیا تھا، فرض نماز کا وقت قضا ہو جاتا وہ سوتا پڑا رہتا۔ اور جس شخص کے کلپھڑے اور نتھنے اور آنکھیں گدی تک چیر رہے تھے وہ دنیا میں کیا کرتا تھا، صبح کو گھر سے نکلتے ہی ایک جھوٹی خبر تراشتا (لوگوں سے کہتا) وہ خبر سارے جہان میں پھیل جاتی۔ اور ننگے مرد اور عورت جو تم نے تندور میں دیکھے وہ زنا کرنے والے اور زنا کرنے والیاں ہیں۔ اور وہ شخص جو ندی میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر دیے جاتے تھے وہ سود خور ہے۔ اور وہ بدصورت شخص جو آگ سلگا رہا تھا اور اس کے گرد دوڑ رہا تھا وہ دوزخ کا داروغہ ہے مالک نامی اور وہ لمبا شخص جو باغیچہ میں ملا تھا وہ ابراہیم علیہ السلام پیغمبر ہیں، ان کے گرد وہ لوگ ہیں جو اسلام کی فطرت پر مرے (یعنی توحید پر) سمرہ کہتے ہیں بعضے مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ اور مشرکوں کے بچے جو نابالغ مرتے ہیں وہ بھی ان میں داخل ہیں؛ آپ نے فرمایا ہاں مشرکوں کے بچے بھی ف۴ اب رہے وہ لوگ جن کا آدھا دھڑ خوبصورت تھا اور آدھا دھڑ بدصورت، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے (دنیا میں) اچھے اور برے سب طرح کے کام کئے، اللہ تعالیٰ نے ان کے قصور معاف کر دیے ف۵

☆

ف۱ یہیں سے ترجمہ باب کا مطلب نکلا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب سورج نکلنے سے پہلے صحابہ سے بیان کیا ف۲ جریر کی روایت میں یوں ہے کہ چت لیٹا ہوا تھا۔ ف۳ کلپھڑ اور نتھنا اور آنکھ کی گدی تک چیر ڈالتا ہے۔ ف۴ کیونکہ ہر ایک بچہ اسلام ہی کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر ماں باپ کے گمراہ کرنے سے گمراہ ہو جاتا ہے اور اس لیے جو بچہ کمسنی میں مر جائے اس کا حکم وہی ہوگا جو مسلمانوں کی اولاد کا ہے۔

مشرکوں کی اولاد میں بہت اختلاف ہے کہ وہ کہاں رہیں گے، اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وہ بھی بہشتی ہیں اور قرین قیاس بھی یہی ہے کس لیے کہ وہ بے قصور ہیں اور اسلامی فطرت پر پیدا ہوئے ہیں۔ بعضوں نے کہا ان کا امتحان لیا جائے گا، بعضوں نے کہا اپنے ماں باپ کے ساتھ وہ بھی دوزخ میں رہیں گے۔ واللہ اعلم
ف سبحان اللہ کیا کرم اور رحم ہے، صدقے اس کے کرم اور رحم کے، یا اللہ ہم کو اپنے ان غلاموں میں کر دے اور ہماری خطائیں معاف فرما، ہم تو اس لائق بھی نہیں کہ ان لوگوں میں گنے جائیں، سر سے پاؤں تک ہم گناہوں میں مبتلا ہیں، ہمارے پاس تو نیک عمل ایک بھی نہیں ہے اس لائق کہ تیری درگاہ میں پیش کیا جائے مگر تو اپنی عنایت اور نوازش سے اگر قبول کر لے تو یہ تیرا فضل اور احسان ہے، ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنا خواب کسی سے بیان کرے تو وہ یوں کہے خیرلنا وشرلاعدائنا یہ عبدالرزاق نے نکالا، اس کے راوی ثقہ ہیں، لیکن سند منقطع ہے، طبرانی اور بیہقی کی روایت میں یوں ہے کہ آپ صبح کی نماز پڑھ کر صحابہ سے پوچھتے تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ایک بار ابن زمل نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے دیکھا ہے آپ نے فرمایا خیرًا تلقاہ وشرًا تتوقاہ وخیرلنا وشرلاعدائنا والحمد للہ رب العلمین۔ مگر اس کی سند ضعیف ہے قسطلانی نے کہا، تعبیر دینے والے کو چاہیئے کہ طلوع اور غروب آفتاب اور زوال کے وقت تعبیر نہ دے، اسی طرح رات کو، اور خواب اس وقت اعتبار کے لائق ہوتا ہے جب آدمی راست گو ہو اور داہنے کروٹ پر باوضو سوئے اور سوتے وقت والشمس، واللیل، والتین اور اخلاص اور معوذتین پڑھ لے۔ اور یہ دعا پڑھ کر سوئے۔ اللھم انی اعوذبک من سیّئ الاحلام واستجیربک من تلاعب الشیطان فی الیقظۃ والمنام، اللھم انی اسئلک رویا صالحۃ صادقۃ نافعۃ حافظۃ غیر منسیۃ، اللھم ارنی فی منامی ما احب۔ اور عورت اور دشمن اور جاہل سے اپنا خواب بیان نہ کرے بلکہ ایسے شخص سے تعبیر پوچھے جو دیندار عالم پرہیزگار اور رازدار ہو۔

اللھم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ ولوالدیھم اجمعین

انتیسواں پارہ ۲۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

کتاب الفتن

کتاب فتنوں کے بیان میں

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً، وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَذِّرُ مِنَ الْفِتَنِ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ انفال میں یہ فرمانا) کہ اس فتنے ف۱ سے بچو، جو ظالموں پر خاص نہیں رہتا (بلکہ ظالم غیر ظالم عام و خاص سب اس میں پس جاتے ہیں) ف۲، اس کا بیان، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو (اپنی امت کو) فتنوں سے ڈراتے تھے اس کا ذکر۔

ف۱ فتنے سے مراد یہاں ہر ایک آفت ہے، دینی ہو یا دنیاوی، لغت میں فتنہ کے معنی سونے کو آگ میں تپانے کے ہیں تاکہ اس کا کھرا یا کھوٹا پن معلوم ہو، کبھی فتنہ عذاب کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے اس آیت میں ذوقوا فتنتکم کبھی آزمانے کے معنی میں۔ ف۲ یہاں فتنے سے مراد وہ گناہ ہے جس کی سزا عام ہوتی ہے۔ مثلاً بُری باتوں کو دیکھ کر خاموش رہنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سستی اور مداہنت کرنا، پھوٹ نااتفاقی بدعت کا شیوع جہاد میں سستی، امام احمد اور بزار نے مطرف بن عبداللہ بن شخیر سے نکالا، میں نے جنگ جمل کے دن زبیرؓ سے کہا تم ہی لوگوں نے تو حضرت عثمانؓ کو نہ بچایا وہ مارے گئے۔ اب اُن کے خون کا دعوے کرنے کے لئے آئے ہو، زبیرؓ نے کہا ہم نے آنحضرت صلعم کے زمانہ میں یہ آیت پڑھی۔ واتقوا فتنۃ لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ اور ہم کو یہ گمان نہ تھا کہ ہم لوگ اس فتنے میں مبتلا ہوں گے، یہاں تک کہ جو ہونا تھا وہ ہوا۔ یعنی اس بلا میں ہم لوگ خود گرفتار ہوئے۔

۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن سری نے کہا ہم سے نافع بن عمر نے انہوں نے عبداللہ

نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ أَسْمَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنَا عَلَى حَوْضِي أَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِنْ دُونِي فَأَقُولُ أُمَّتِي فَيَقُولُ: لَا تَدْرِي مَشَوْا عَلَى الْقَهْقَرَى، قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ

بن ابی ملیکہ سے، انہوں نے کہا کہ اسماء بنت ابی بکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت کی آپؐ فرماتے تھے کہ (قیامت کے دن) میں اپنے حوض پر ہوں گا اتنے میں کچھ لوگ میرے پاس آنے پائیں گے، اُن کو فرشتے گرفتار کرلیں گے، میں کہوں گا یہ تو میری اُمت کے لوگ ہیں ف۱ جواب ملے گا تم نہیں جانتے کہ یہ لوگ الٹے پاؤں پھر گئے ف۲ ابن ابی ملیکہ (اس حدیث کو روایت کرکے) یوں دُعا کرتے یا اللہ ہم ایڑیوں کے بل لوٹ جانے اور فتنوں میں پڑنے سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

ف۱ اُن کو آنے کیوں نہیں دیتے۔ ف۲ یعنی اسلام سے مرتد ہوگئے۔ حافظ نے کہا اس صورت میں تو کوئی اشکال نہ ہوگا اگر بدعتی یا دوسرے گنہگار مراد ہوں تو بھی ممکن ہے کہ اس وقت حوض پر آنے سے روک دیئے جائیں پھر آگے چل کر آپؐ کی شفاعت سے دوزخ سے نکالے جائیں۔

۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ لَيُرْفَعَنَّ إِلَيَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ حَتَّى إِذَا أَهْوَيْتُ لِأُنَاوِلَهُمْ اخْتُلِجُوا دُونِي فَأَقُولُ: أَيْ رَبِّ أَصْحَابِي يَقُولُ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے، انہوں نے مغیرہ بن مقسم سے، انہوں نے ابو وائل سے، انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں حوض کوثر پر تم لوگوں کا پیش خیمہ ہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ مجھ تک اٹھائے جائیں گے، (میرے پاس لائے جائیں گے) جب میں ان کو (پانی) دینے کے لئے جھکونگا تو وہ ہٹا دیئے جائیں گے میں عرض کروں گا پروردگار یہ تو میری (اُمت کے) لوگ ہیں ارشاد ہوگا۔ تم نہیں جانتے کہ انہوں نے جو جو (دین میں) نئی باتیں تمہارے بعد نکالیں ف۱

ف۱ معاذاللہ دین میں نئی بات یعنی بدعت نکالنا کتنا بڑا گناہ ہے ان بدعتیوں کو پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لاکر پھر ہٹالئے جائیں گے اس سے یہ مقصود ہوگا کہ ان کو اور زیادہ رنج ہو جیسے کہتے ہیں ؎ قسمت تو دیکھئے کہ کہاں ٹوٹی جاکمند ـ دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا ، یا اس لئے کہ دوسرے مسلمان ان کا حال پُراختلال اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں مسلمانو! ہوشیار ہوجاؤ بدعت سے بھاگتے رہو، حضرت مجددؒ فرماتے تھے میں کسی بدعت میں ظلمت اور تاریکی کے سوا مطلق نور نہیں پاتا۔

آنحضرت صلعم کی سنت پر چلنا لازم کر لو، اس میں دین اور دُنیا دونوں کے فائدے ہیں وما علینا الا البلاغ۔

۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهُ أَبَدًا لَيَرِدُ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ ابْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هَذَا فَقَالَ هَكَذَا سَمِعْتَ سَهْلًا؟ فَقُلْتُ نَعَمْ، قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيدُ فِيهِ قَالَ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے، انہوں نے ابو حازم (سلمہ بن دینار) سے کہا میں نے سہل بن سعد سے سُنا وہ کہتے تھے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپؐ فرماتے تھے۔ میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا۔ جو شخص وہاں آئے گا وہ اس میں سے پئے گا اور جو اُس میں پئے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا، اور کچھ لوگ حوض پر ایسے آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں۔ وہ مجھ کو پہچانتے ہیں۔ پھر (وہ روک دیئے جائیں گے) مجھ میں اور اُن میں آڑ کر دی جائے گی۔ ابو حازم نے کہا نعمان بن ابی عیاش نے سُنا میں یہ حدیث لوگوں سے بیان کر رہا تھا پوچھا کیا تم نے سہل سے یہ حدیث اسی طرح سے سُنی، میں نے کہا ہاں، نعمان نے کہا میں گواہی دیتا ہوں۔ میں نے ابو سعید خدریؓ سے یہی حدیث سنی۔ ابو سعید اس میں اتنا بڑھاتے تھے آنحضرتؐ کہیں گے یہ لوگ تو میری اُمت کے ہیں ارشاد ہوگا۔ تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں (دین میں) نکالیں ؏ اس وقت میں کہوں گا۔ جس شخص نے میرے بعد دین بدل ڈالا وہ دُور ہو دُور ہو ؏۔

ف معاذ اللہ آنحضرت صلعم کو بدعت کے نام سے نفرت ہے یہ سنتے ہی کہ ان لوگوں نے دین میں نئی باتیں نکالی تھیں، یا دین کی اصلی باتوں کو بدل کر دوسری باتیں اختیار کر لی تھیں آپؐ کو غصہ آجائے گا یا تو پہلے شفقت تھی یا یوں ارشاد ہوگا۔ دُور ہو دُور ہو۔ مسلمانو! اس حدیث سے تم سمجھ سکتے ہو کہ ہمارے پیغمبر صاحبؐ کا دست شفقت کن مسلمانوں پر ہے اپنی مسلمانوں پر جو ہر بات میں سنت کی پیروی کرتے ہیں اور بدعت پر چلنے والے کتنی ہی نیکی اور عبادت کریں سب بیکار ہے کس لئے کہ جب آنحضرتؐ ہی ناراض ہوتے تو ہم اپنی عبادت کو لے کر کیا کریں گے، چاٹیں گے یا خاک میں جھونکیں گے، ہم لوگوں کو تو یہ کوشش کرنا چاہئے کہ اعتقاد اور عمل دونوں میں سلف صالحین یعنی صحابہ اور تابعین کے طریق پر رہیں اور پچھلے متکلمین نے جو نئی باتیں اعتقادات میں اور پچھلے فقہا نے جو نئی باتیں اعمال میں نکالی ہیں ان سب کو ڈھتا بتائیں ہم کو اپنے پیغمبرؐ کی عنایت اور شفقت درکار ہے، ہمارے پیغمبرؐ ہم سے

راضی ہوں تو ہمارا بیڑہ پار ہے، انشاءاللہ تعالیٰ۔ ع یا جن کو میں پہچان لوں گا وہ مجھ کو پہچان لیں گے۔
ع یا دین میں کیسا کیا بدل ڈالا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا (انصار سے) یوں فرمانا تم میرے بعد ایسے ایسے کام دیکھو گے جو تم کو برے لگیں گے۔ اور عبداللہ بن زید بن عاصم نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے) یہ بھی فرمایا تم ان کاموں پہ حوض کوثر پر مجھ سے ملنے تک صبر کئے رہنا ف ا

ف ا یہ حدیث اوپر کتاب المغازی میں موصولاً گذر چکی ہے۔

٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً وَأُمُورًا تُنْكِرُونَهَا قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللَّهَ حَقَّكُمْ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا، ہم سے اعمش نے کہا، ہم سے زید بن وہب نے کہا، میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تم میرے بعد اپنی حق تلفی دیکھو گے (جو لوگ مستحق نہیں ہیں ان کو حکومت ملے گی تم محروم رہو گے) اور ایسی باتیں جن کو تم بُرا (خلاف شرع) سمجھو گے، یہ سُن کر صحابہؓ نے عرض کیا پھر (ایسے وقت میں) آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں، فرمایا اُس وقت کے حاکموں کو اُن کا حق ادا کرو (زکوٰۃ وغیرہ) اور تم اپنا حق ف ا اللہ سے مانگو۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

ف ا یعنی اللہ تعالےٰ سے دعا کرو کہ اللہ ان کو انصاف اور حق کی توفیق دے، جیسے ثوری کی روایت میں ہے یا اللہ ان کے بدل تم پر دوسرے حاکم جو عادل اور منصف ہوں مقرر کرے، مسلم اور طبرانی کی روایت میں یوں ہے کہ یا رسول اللہ ہم ان سے لڑیں نہیں، آپ نے فرمایا نہیں جبتک وہ نماز پڑھتے رہیں معلوم ہوا جب مسلمان حاکم نماز پڑھنا بھی چھوڑ دے تو پھر اس سے لڑنا اور اس کا خلاف کرنا درست ہوگا۔ بے نمازی حاکم کی اطاعت ضرور نہیں ہے اس پر تمام اہل حدیث کا اتفاق ہے۔

٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ

ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے عبدالوارث بن سعید سے، انہوں نے جعد صیرفی سے، انہوں نے ابو رجاء عطاردی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔

سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپؐ نے فرمایا جو شخص دین کے مقدمہ میں حاکم کی کوئی بات ناپسند کرے تو اس کو صبر کرنا چاہیئے اس لئے کہ بادشاہ اسلام کی اطاعت سے اگر کوئی بالشت برابر باہر ہو جائے تو اس کی موت جاہلیت کی سی موت ہوگی ۱ے۔

ف ۱ے حافظ نے کہا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا، اور کفر پر مرے گا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جاہلیت والوں کا کوئی امام نہیں ہوتا، اسی طرح اُس کا بھی نہ ہوگا۔ دوسری روایت میں یوں ہے جو شخص جماعت سے بالشت برابر جُدا ہو گیا۔ اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال ڈالی، ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ مسلمان حاکم گو ظالم یا فاسق ہو اُس سے بغاوت کرنا درست نہیں اور فقہاء نے اس پر اجماع کیا ہے کہ ظالم حاکم کے ساتھ رہ کر کافروں سے جہاد کرنا درست ہے اور اس کی اطاعت واجب ہے البتہ اگر صریح کفر اختیار کرے تب اس کی اطاعت جائز نہیں بلکہ جس کو قدرت ہو اُس کو اُس پر جہاد کرنا واجب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ امام حسین علیہ السلام نے جو یزید پر خروج کیا تو اوّل تو آپؐ نے اُس سے بیعت نہیں کی تھی اور اس کی خلافت قبول نہیں کی تھی۔ دوسرے یزید نے وہ باتیں کرنی شروع کیں جو صریح کفر تھیں جیسے شراب اور زنا اور جمع بین الاختین کی حلت وغیرہ اور ایسی حالت خروج میں اُس سے لڑنا اور اُس پر جہاد کرنا واجب تھا اور امام نے جو کیا وہ بجا کیا، آپ نے دین اور شریعت کی حفاظت کے لئے اُس پر خروج کیا، اور اللہ کی راہ میں شہید ہوتے درجات عالیہ حاصل کئے۔ ۵ لڑائی اور بغاوت نہ کرے۔

٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے ابو عثمان جعد صیرفی سے کہا مجھ سے ابو رجاء بن ملحان نے بیان کیا، کہا میں نے ابن عباسؓ سے سُنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپؐ نے فرمایا۔ جو شخص اپنے بادشاہ سے ایسی بات دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہو تو صبر کرے۔ اس لئے کہ جو کوئی بالشت برابر بھی جماعت سے جدا ہو گیا اور اسی حال مرا تو اسکی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ نے انہوں نے عمرو بن حارث سے، انہوں نے

عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ، دَخَلْنَا عَلَى عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيضٌ، قُلْنَا: أَصْلَحَكَ اللهُ، حَدِّثْ بِحَدِيثٍ يَنْفَعُكَ اللهُ بِهِ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ دَعَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ فَقَالَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللهِ فِيهِ بُرْهَانٌ

بکیر بن عبداللہ اشج سے، انہوں نے بسر بن سعید سے، انہوں نے جنادہ بن ابی امیہ سے، انہوں نے کہا ہم عبادہ بن صامت کے پاس گئے۔ وہ بیمار تھے۔ ہم نے کہا اللہ تمہارا بھلا کرے، ہم سے ایسی حدیث بیان کرو جو تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اللہ تم کو اس کی وجہ سے فائدہ دے۔ انہوں نے کہا ایسا ہوا (لیلۃ العقبہ میں) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو بلا بھیجا۔ ہم نے آپؐ سے بیعت کی آپؐ نے بیعت میں ہم سے یہ اقرار لیا کہ خوشی ناخوشی تکلیف اور آسانی ہر حال میں آپؐ کا حکم سنیں گے اور بجا لائیں گے گو ہماری حق تلفی ہو (ہم محروم کئے جائیں اور دوسروں کو عہدے اور خدمات ملیں) آپؐ نے یہ بھی اقرار لیا کہ جو شخص حاکم بن جاتے ہم اس سے جھگڑا نہ کریں ف ۱۔ البتہ جب تم علانیہ اس کو کفر کرتے دیکھو تو اللہ کے پاس تم کو دلیل مل جاتے گی ف ۲۔

ف ۱ امام احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے گو تم اپنے تئیں حکومت کا حق دار سمجھو جب بھی اس رستے پر نہ چلو۔ بلکہ حاکم وقت کی اطاعت کرو اس کا حکم سنو یہاں تک کہ اگر اللہ کو منظور ہے تو بن لڑے بھڑے تم کو حکومت مل جائے گی۔ ابن حبان اور امام احمد کی روایت میں ہے۔ یہ حاکم تمہارا مال کھالے تمہاری پیٹھ پر مار لگاتے (یعنی جب بھی صبر کرو۔ ف ۲ اور اس سے لڑنے پر تم کو مواخذہ نہ ہوگا۔ دوسری روایت میں یوں ہے جب تک وہ تم کو صاف اور صریح کفر کی بات کا حکم نہ دے۔ تیسری روایت میں ہے جو حاکم اللہ کی نافرمانی کرے اس کی اطاعت نہیں کرنا چاہیئے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں یوں ہے جب تم پر ایسے لوگ حاکم ہوں گے جو تم کو ایسی باتوں کا حکم کریں گے جو تم نہیں پہچانتے اور ایسے کام کریں گے جن کو تم برا جانتے ہو تو ایسے حاکموں کی اطاعت کرنا تم کو ضروری نہیں۔ یہ جو فرمایا اللہ کے پاس تم کو دلیل مل جاتے گی۔ یعنی اس سے لڑنے اور اس کی مخالفت کرنے کی سند تم کو مل جائے گی۔ اس سے یہ نکلا۔ کہ جب تک حاکم کے قول یا فعل کی کوئی تاویل شرعی ہوسکے اس وقت تک اس سے لڑنا یا اس پر خروج کرنا جائز نہیں البتہ اگر صاف وصریح وہ شرع کے مخالف حکم دے اور قواعد اسلام کے برخلاف چلے جب تو اس پر اعتراض کرنا اور اگر نہ مانے تو اس سے لڑنا درست ہے۔ داؤدی نے کہا اگر ظالم حاکم کا معزول کرنا بغیر فتنہ اور فساد کے ممکن ہو تب واجب ہے کہ وہ معزول کر دیا جاتے ورنہ صبر کرنا چاہیئے بعضوں نے کہا ابتداء فاسق کو حاکم بنانا درست نہیں اگر حکومت ملتے وقت عادل ہو پھر فاسق ہو جاتے تو اس پر خروج کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ خروج اس وقت تک جائز نہیں۔ جب تک علانیہ کفر نہ کرے اگر علانیہ کفر کی باتیں کرنے لگے اس وقت اس

کو معزول کرنا اور اس سے لڑنا واجب ہے۔

٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِي، قَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي۔

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے، انھوں نے قتادہ سے، انھوں نے انس بن مالکؓ سے، انہوں نے اسید بن حضیر سے کہ ایک شخص (خود اسید) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ آپ نے فلاں شخص (عمرو بن عاص) کو حاکم بنا دیا۔ اور مجھ کو حکومت نہیں دی۔ آپؐ نے فرمایا تم (انصاری لوگ) میرے بعد اپنی حق تلفیاں دیکھو گے۔ تو قیامت (کے دن) مجھ سے ملنے تک صبر کیے رہنا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا۔ چند بے وقوف چھوکروں ف ١ کی حکومت سے میری امت کی تباہی آئے گی۔

ف ١ چھوکروں کی حکومت خرابی اور بربادی کی جڑ ہے یہ خرابی اسلام میں یزید پلید کے زمانہ سے شروع ہوئی وہ کم بخت ایک کمسن چھوکرا تھا۔ بوڑھے بوڑھے صحابہ اس وقت تک موجود تھے اس کو کسی قاعدے سے خلافت کا حق نہ تھا۔ لیکن زور زبردستی حاکم بن بیٹھا۔ آخر مسلمانوں پر وہ تباہی آئی کہ پناہ بخدا۔ مسلمانوں کے سردار امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے جن سے اسلام کی زینت تھی۔ اور مدینہ منورہ کی بے حرمتی ہوئی۔ بہت سے صحابہؓ اور تابعین کو یزید کے لشکر نے مدینہ میں آن کر شہید کیا۔ لعنۃ اللہ علی یزید و علی اتباعہ۔

٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَدِينَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید نے کہا، مجھ سے میرے دادا (سعید) نے بیان کیا۔ میں مسجد نبوی میں مدینہ میں ابوھریرہؓ کے پاس بیٹھا تھا۔ اور مروان بھی وہیں تھا اتنے میں ابوہریرہؓ نے کہا میں نے پیغمبر صاحبؐ سے سنا جو سچے تھے۔ اور اللہ نے ان کو سچا کیا تھا۔ آپؐ فرماتے تھے قریش

الْمَصْدُوقَ يَقُولُ: هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ: لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةً فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ لَفَعَلْتُ فَكُنْتُ أَخْرُجُ مَعَ جَدِّي إِلَى بَنِي مَرْوَانَ حِينَ مَلَكُوا بِالشَّامِ فَإِذَا رَآهُمْ غِلْمَانًا أَحْدَاثًا قَالَ لَنَا: عَسَى هَؤُلَاءِ أَنْ يَكُونُوا مِنْهُمْ، قُلْنَا: أَنْتَ أَعْلَمُ

کے چند چھوکروں کے ہاتھ میری اُمت تباہ ہو گی مروان نے کہا اللہ اُن پر لعنت کرے۔ چھوکروں کے ہاتھ سے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں چاہوں تو ان کے نام بیان کر دوں ،فلانے کے بیٹے ،فلانے کے بیٹے ف ۱ ۔ عمرو بن یحییٰ کہتے ہیں میں اپنے دادا کے ساتھ مروان کی اولاد کے پاس جایا کرتا جب وہ شام کے ملک میں حاکم بن گئے تھے میرے دادا جب ان کم عمروں کو دیکھتے تو کہتے شاید یہ چھوکرے بھی اس حدیث میں داخل ہوں ہم لوگ کہتے تم جانو ف ۲ ۔

ف ۱ انہوں نے نام بنام ظالم حاکموں کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنے تھے مگر ڈر کی وجہ سے بیان نہیں کر سکتے تھے مروان خود ان چھوکروں میں داخل تھا گویا اس نے اپنے اوپر لعنت کی ۔ حدیثوں میں جن کو طبرانی وغیرہ نے نکالا یہ موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ حاکم پر لعنت کی اور اس کی اولاد پر بھی لعنت کی ۔

ف ۲ شک کی وجہ یہ تھی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان چھوکروں کے نام بیان نہیں کئے تھے ۔حافظ نے کہا ان چھوکروں میں پہلا چھوکرہ یزید پلید تھا اور ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نکالا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں چھوکروں کی حکومت سے اگر تم ان کا کہنا مانو تو دین کی تباہی ہے اگر نہ سنو تو وہ تم کو تباہ کریں گے ۔دُوسری روایت میں ابن ابی شیبہ سے یوں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چلتے چلتے یہ دعا کرتے یا اللہ ۶۰ہجری مجھ کو مت دکھلانا چھوکروں کی حکومت ۶۰ہجری میں یزید خلیفہ ہوا ۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی ۔وہ ایک سال پہلے دنیا سے گذر گئے ۔تفتازانی نے کہا جس نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا یا آپ کے قتل کا حکم دیا ۔یا آپ کے قتل کو جائز رکھا ۔یا اس سے خوش ہوا وہ بالاتفاق ملعون ہے اور یزید سے یہ باتیں بتواتر ثابت ہیں ۔اس پر اور اس کے مددگاروں سب پر لعنت ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا ، ایک بلا سے جو نزدیک آن پہنچی عرب کی خرابی ہونے والی ہے ۔

۱۰۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ

ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا ، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے ، انہوں نے زہری سے سُنا ، انہوں

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُنَّ أَنَّهَا قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّوْمِ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ وَعَقَدَ سُفْيَانُ تِسْعِينَ أَوْ مِائَةً قِيلَ: أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ۔

نے، عروہ بن زبیر سے، انہوں نے زینب بنت اُم سلمہ سے انہوں نے ام المومنین ام حبیبہؓ سے، انہوں نے ام المومنین زینبؓ بنت جحش رضی اللہ عنہن سے، انہوں نے کہا ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے سے جاگے آپ کا منہ (گھبراہٹ کی وجہ سے) سُرخ تھا۔ فرمانے لگے لا الٰہ الا اللہ ایک بلا سے جو نزدیک آن پہنچی عرب کی خرابی ہونے والی ہے ول۔ آج یا جوج اور ماجوج کے روک کی دیوار میں اتنا روزن ہوگیا۔ سفیان بن عیینہ نے نوّے یا سَو کا اشارہ کرکے بتلایا ول۔ ام المومنین زینبؓ نے عرض کیا یارسُول اللہ کیا اچھے نیک لوگوں کے رہنے پر بھی ہم ہلاک ہو جائیں گے (خُدا کا عذاب اتریگا) آپؐ نے فرمایا ہاں جب برائی بہت پھیل جائیگی ول۔

ول قسطلانی نے کہا اس بلا سے مراد وہ اختلاف ہے جو حضرت عثمانؓ کی اخیر خلافت میں ہوا یا وہ جنگ جو حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ میں ہوئی۔ ول نوّے کا اشارہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے کلمے کی انگلی کو انگوٹھے سے ملائے اور سو کا اشارہ بھی اسی کے قریب قریب ہے اسی وجہ سے شک ہوئی۔ ول برائی سے مراد زنا ہے یا اولادِ زنا یا دُوسرے فسق و فجور جب یاجوج ماجوج کی سد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اتنی کھل گئی تھی تو اب تک معلوم نہیں کتنی کھل گئی ہوگی اور ممکن ہے کہ گر کر برابر ہو یا پہاڑوں میں چھپ گئی ہو۔ اور اسی وجہ سے جغرافیہ والوں کی نظر اس پر نہیں پڑی۔

١١- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَإِنِّي لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَوَقْعِ

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے زہری سے (انہوں نے عروہ بن زبیر سے) دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی کہا ہم کو معمر بن راشد نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے اسامہ بن زید سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے محلوں میں سے ایک محل پر چڑھے اور صحابہؓ سے پوچھا جو میں دیکھتا ہوں وہ تم دیکھتے ہو انہوں نے کہا۔ نہیں یارسُول اللہ، آپؐ نے فرمایا میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں وہ بارش

الْقَطْرِ۔ کے قطروں کی طرح تمہارے گھروں میں ٹپک رہے ہیں۔

بَابُ ظُهُورِ الْفِتَنِ۔ باب فتنوں کا ظاہر ہونا

ف۱ے مراد وہی فتنے ہیں جیسے قتل عثمانؓ جنگ صفین جنگ جمل واقعہ حرہ جو یزید کی حکومت میں ہوا۔ قتل امام حسین علیہا السلام واقعہ کربلا قتل عبداللہ بن الزبیرؓ مکہ کی بے حرمتی وغیرہ وغیرہ اب تک صدہا فتنے مسلمانوں میں ہوئے۔

۱۲- حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّمَ هُوَ؟ قَالَ: الْقَتْلُ الْقَتْلُ، وَقَالَ شُعَيْبٌ وَيُونُسُ وَاللَّيْثُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے کہا، ہم سے معمر نے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے سعید بن مسیب سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا زمانہ جلد ہی گذرنے لگے گا ف۱۔ اور نیک اعمال گھٹ جائیں گے (یا علم اٹھ جائے گا) اور بخیلی دلوں میں سما جائیگی اور فتنے فساد پھوٹ پڑیں گے۔ اور ہرج بہت ہو گی۔ صحابہ نے پوچھا ہرج کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا قتل خونریزی اس حدیث کو شعیب بن ابی حمزہ اور یونس اور لیث بن سعد اور زہری کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ بن مسلم) نے زہری سے روایت کیا انہوں نے حمید سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ف۲۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ف۱ یعنے لوگ عیش اور عشرت اور غفلت میں پڑ جائیں گے ان کو ایک سال ایسا گذرے گا جیسے ایک ماہ ایک ماہ ایسے جیسے ایک ہفتہ ایک ہفتہ ایسے جیسے ایک دن یا یہ مراد ہے کہ دن رات برابر ہو جائیں گے یا دن رات چھوٹے ہو جائیں گے گویا یہ بھی قیامت کی ایک نشانی ہے یا شر اور فساد نزدیک آ جاتے گا کہ کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا یا دولتیں اور حکومتیں جلد جلد بدلنے اور مٹنے لگیں گی۔ یا عمریں چھوٹی ہو جائیں گی یا زمانہ میں سے برکت جاتی رہے گی جو کام اگلے لوگ ایک ماہ میں کرتے تھے وہ ایک سال میں بھی پورا نہ ہو گا۔ ف۲ شعیب کی روایت کو امام بخاریؒ نے کتاب الادب میں اور یونس کی روایت کو امام مسلم نے صحیح میں اور لیث کی روایت کو طبرانی نے معجم اوسط میں اور زہری کے بھتیجے کی روایت کو بھی طبرانی نے معجم اوسط میں وصل کیا مطلب یہ ہے کہ ان چاروں نے معمر کا خلاف کیا۔ انہوں نے زہری کا شیخ اس حدیث میں حمید کو بیان کیا۔ اور امام بخاریؒ نے دونوں طریقوں کو صحیح سمجھا جب تو ایک طریق کو یہاں بیان کیا اور ایک کتاب الادب میں کیونکہ احتمال ہے کہ زہری

نے اس حدیث کو سعید بن مسیب اور حمید دونوں سے سنا ہو۔

۱۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَا: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَأَيَّامًا يَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ وَيُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ۔

ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے اعمش سے، انہوں نے شقیق سے، انہوں نے کہا میں عبداللہ بن مسعودؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ کے ساتھ تھا دونوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب کچھ پہلے ہی ایسے دن آئیں گے جن میں جہالت اُتر آئے گی اور (دین کا) علم اٹھ جائے گا اور ہرج یعنے خون ریزی بہت ہوگی۔

۱۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ جَلَسَ عَبْدُ اللّٰهِ وَأَبُو مُوسَى فَتَحَدَّثَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے والد نے کہا، ہم سے اعمش نے کہا، ہم سے ابو وائل شقیق بن سلمہ نے، انہوں نے کہا میں عبداللہ بن مسعودؓ اور ابو موسےٰ اشعریؓ کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ابو موسےٰؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے پھر وہی حدیث بیان کی جو اوپر گذری ہرج (حبشی زبان کا لفظ ہے اس کا معنی خون ریزی ہے۔

۱۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: إِنِّي لَجَالِسٌ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَالْهَرْجُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الْقَتْلُ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابو وائل سے، انہوں نے کہا میں عبداللہ اور ابو موسیٰ کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ابو موسےٰؓ نے کہا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پھر اس حدیث کی طرح بیان کیا۔ ہرج حبشہ کی زبان میں قتل کو کہتے ہیں۔

۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَأَحْسِبُهُ رَفَعَهُ قَالَ: بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامُ الْهَرْجِ يَزُولُ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ فِيهَا الْجَهْلُ قَالَ أَبُو مُوسَى: وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ تَعْلَمُ الْأَيَّامَ الَّتِي ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْهَرْجِ نَحْوَهُ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ۔

(محمد بن جعفر) نے کہا، ہم سے شعبہ بن حجاج نے، انہوں نے واصل بن حیان سے، انہوں نے ابو وائل (شقیق بن سلمہ) سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے، ابو وائل نے کہا میں سمجھتا ہوں عبداللہ بن مسعودؓ نے اس حدیث کو مرفوعاً بیان کیا کہ قیامت کے سامنے ہرج (خونریزی) کے دن آئیں گے (دین کا) علم مٹ جاتے گا ف۱۔ ابو موسیٰؓ نے کہا ہرج حبشی زبان میں خون ریزی کو کہتے ہیں اور ابو عوانہ (وضاع بن عبداللہ یشکری) نے عاصم سے روایت کی انہوں نے ابو وائل سے، انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا تم وہ دن جانتے ہو جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خون ریزی کے دن ہوں گے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ بدترین لوگ وہ ہوں گے جو قیامت قائم ہوتے وقت زندہ ہوں گے ف۲۔

ف۱ اس طرح کہ دین کے عالم گذر جائیں گے اور جو لوگ باقی رہیں گے وہ ہمہ تن دنیا کمانے میں غرق ہوں گے ان کو دینی علوم کا بالکل شوق ہی نہیں رہے گا۔ ہمارے زمانہ میں یہ آثار شروع ہو گئے ہیں ہزار ہا لکھ ہا مسلمان اپنے بچوں کو صرف انگریزی تعلیم دلاتے ہیں قرآن حدیث سے بالکل بے بہرہ رکھتے ہیں الا ماشاء اللہ کچھ کچھ جو دین کے عالم رہ گئے ہیں قیامت کے قریب یہ بھی نہ رہیں گے علم دین کو محض بیکار سمجھ کر لوگ اس کی تحصیل چھوڑ دیں گے۔ ف۲ کیونکہ اچھے لوگ قیامت سے پہلے اٹھ جائیں گے جیسے امام مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ قیامت کے قریب اللہ تعالیٰ یمن کی طرف سے ایک ہوا بھیجے گا جو حریر سے زیادہ ملائم ہوگی۔ اس کے لگتے ہی جس شخص کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہوگا وہ اٹھ جاتے گا دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت جب تک قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جائیگا اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ ایک حدیث میں یوں ہے قیامت تک میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا تو اس سے یہ نکلتا ہے کہ قیامت اچھے لوگوں پر بھی ہوگی۔ کیونکہ اس حدیث میں قیامت تک یہ مراد ہے کہ اس ہوا کے چلنے تک جس کے لگتے ہی ہر ایک مومن مر جاتے گا اور کفار ہی دنیا میں رہ جائیں گے انہی پر قیامت آئے گی۔

بَابُ لَا يَأْتِي زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ۔

باب ہر زمانہ کے بعد دوسرے زمانہ کا اس سے بدتر آنا،

۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ: أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ: اصْبِرُوا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے زبیر بن عدی سے انہوں نے کہا ہم انس بن مالکؓ کے پاس آئے ہم نے اُن سے حجاج بن یوسف (ظالم) کا شکوہ کیا جو جو مصیبتیں اس کی طرف سے ہم کو پہنچ رہی تھیں۔ انسؓ نے کہا اجی صبر کرو اس کے بعد جو زمانہ آئے گا وہ اس سے بھی بدتر ہو گا اسی طرح ہمیشہ ہوتا ہے گا یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے مل جاؤ گے میں نے یہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔

ف۱ اب یہ کبھی اعتراض نہ ہو گا کہ بعد کا زمانہ اگلے زمانہ سے بہتر ہو گا۔ مثلاً کوئی بادشاہ عادل اور متبع شرع پیدا ہو گیا ہے جیسے عمر بن عبدالعزیز جن کا زمانہ حجاج کے بعد تھا وہ نہایت عادل اور متبع سنت تھے کیونکہ ایک آدھ شخص کے عمدہ پیدا ہونے سے اس کے زمانہ کی فضیلت اگلے زمانہ پر لازم نہیں آتی حجاج گو ظالم تھا۔ مگر اس کے زمانہ میں جتنے صحابہ اور تابعین زندہ تھے وہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں زندہ نہ تھے تو حجاج کا زمانہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ سے اچھا ہُوا۔

۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ هِنْدَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَزِعًا يَقُولُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يُرِيدُ أَزْوَاجَهُ لِكَيْ يُصَلِّينَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے، دُوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے محمد بن ابی عتیق سے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے ہند بنت حارث فراسیہ سے، انہوں نے ام المومنین ام سلمہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت ایک رات جاگے گھبراتے ہوئے آپؐ فرماتے تھے سبحان اللہ اس رات کو اللہ تعالیٰ نے کیا کیا خزانے اتارے (جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے جیسے روم اور ایران کے خزانے) اور کیا کیا فتنے اور فسادات ف۱ اور حجرے والیوں (ازواج مطہرات) کو کون جگاتا ہے تاکہ (اٹھیں اور) تہجد پڑھیں، دیکھو بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں پہنے اوڑھے ہیں، لیکن آخرت میں ننگی (نیکیوں سے خالی) ہونگی۔

ف۱ جو دنیا میں آپ کی وفات کے بعد ہوتے۔

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا، جو شخص ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھاتے وہ ہم میں سے (اپنے مسلمانوں میں سے) نہیں ہے۔

۱۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے نافع سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھاتے وہ ہم میں سے نہیں ہے ف۱۔

ف۱ بلکہ کافر ہے اگر مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانا درست جانتا ہے اگر درست نہیں جانتا تو ہمارے طریق یعنی سُنت پر نہیں ہے اس لئے کہ ایک امر حرام کا ارتکاب کرتا ہے۔

۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے، انہوں نے برید سے، انہوں نے ابوبردہ سے، انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھاتے وہ ہم میں سے (مسلمانوں میں سے) نہیں ہے۔

۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ۔

ہم سے محمد ابن یحییٰ ذہلی (یا محمد بن رافع) نے بیان کیا ف۱۔ کہا ہم سے عبدالرزاق نے، انہوں نے معمر سے انہوں نے ہمام سے کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سُنا انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنے بھائی مسلمان پر ہتھیار نہ اٹھاتے (گو کھیل ہی کے طور پر ہو) کیونکہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار چلوا دے اور مسلمان کو مار کر وہ دوزخ کے گڈھے میں جا گرے۔

ف حافظ نے کہا احتمال ہے کہ یہ محمد بن رافع ہوں کیونکہ امام مسلم نے اس حدیث کو محمد بن رافع سے انہوں نے عبدالرزاق سے روایت کی عینی کی عقل جاتی رہی انہوں نے حافظ صاحب پر اعتراض جمایا کہ مسلم نے جو محمد بن رافع سے روایت کی یہ اس کو مستلزم نہیں ہے کہ بخاری بھی انہی سے روایت کی ہو ایسے مرد آدمی حافظ نے یحتمل کا لفظ کہا اور اس کا قرینہ یہ بیان کیا کہ امام مسلم نے اس حدیث کو انہی کے واسطہ سے عبدالرزاق سے روایت کیا اور اکثر حدیثوں میں امام بخاری اور مسلم کے شیوخ متفق ہیں پھر اس میں استلزام کی بحث لانا کمال فہم کی دلیل ہے۔

۲۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو يَا أَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: مَرَّ رَجُلٌ بِسِهَامٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا قَالَ: نَعَمْ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ میں نے عمرو بن دینار سے کہا ابو محمد (یہ عمرو بن دینار کی کنیت ہے) تم نے جابرؓ سے یہ حدیث سنی ہے وہ کہتے تھے مسجد میں ایک شخص (نام نامعلوم) تیر لے کر گذرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی نوکیں تھام لے۔ عمرو نے کہا ہاں میں نے سنی ہے ف۔

ف آپؐ نے نوکیں تھامنے کا اسی لئے حکم دیا ایسا نہ ہو کسی مسلمان کے لگ جائے اسکو زخم پہنچے۔

۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ بِأَسْهُمٍ قَدْ أَبْدَى نُصُولَهَا فَأُمِرَ أَنْ يَأْخُذَ بِنُصُولِهَا لَا يَخْدِشُ مُسْلِمًا

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے جابرؓ سے کہ ایک شخص مسجد (نبوی) میں تیر لئے ہوئے گذرا اُن کی نوکیں کھلی ہوئی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا انکے پھلوں کو تھام لے ایسا نہ ہو کہ کسی مسلمان کے چبھ جائیں۔

۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوقِنَا

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے، انہوں نے برید سے، انہوں نے ابوبردہ سے، انہوں نے ابوموسیٰ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے ہماری مسجد میں یا ہمارے بازار میں

وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا أَوْقَالَ فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا شَيْءٌ۔

تیر لے کر گذرے تو اس کی پیکان تھام لے یا یوں فرمایا اپنی ہتھیلی میں رکھ لے ایسا نہ ہو کہ کسی مسلمان کو اس سے تکلیف پہنچے ول۔

ول ہر ہتھیار کا یہی حکم ہے جس سے ایذا پہنچنے کا احتمال ہو حیدر آباد میں اکثر لوگ بندوقیں بھری ہوئی مسجد میں لے کر آتے ہیں اُن کو اس بات سے باز رہنا چاہیئے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا۔ میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ بن جانا۔

۲۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے شقیق ابو وائل بن سلمہ نے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو بُرا کہنا گالی دینا گناہ ہے ول۔ اور اُس سے (بلا وجہ شرعی) لڑنا کفر ہے ول۔

ول ایسا کرنے میں آدمی فاسق ہو جاتا ہے۔ ول یعنی کافر کا سا فعل ہے جیسے کافر مسلمانوں سے ناحق لڑتے ہیں ایسے ہی اس شخص نے بھی کیا گویا کافروں کی طرح عمل کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان سے لڑا وہ کافر ہو گیا۔ جیسے خارجیوں کا مذہب ہے اس لئے کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا وان طائفتان من المومنین اقتتلوا اور دونوں گروہوں کو مومن قرار دیا اور صحابہ نے آپس میں لڑائیاں کیں۔ گو ایک طرف والے خطائے اجتہادی میں تھے مگر کسی نے ان کو کافر نہیں کہا۔ خود حضرت علیؓ نے معاویہ والوں کے حق میں فرمایا اخواننا بغوا علینا۔ خارجی مردود مسلمانوں کی جماعت میں سے علیحدہ ہو کر سارے مسلمانوں کو کافر قرار دینے لگے بس اپنے ہی تئیں مسلمان سمجھے اور پھر لطف یہ کہ ان خارجیوں ہی مردودوں نے مسلمانوں کے سردار جناب علی مرتضیٰؓ کو قتل کیا امام حسین علیہ السلام کو بھی انہوں ہی نے شہید کیا حضرت عائشہؓ اور حضرت عثمانؓ اور اجلّہ صحابہ کو کافر قرار دیا۔ کہو جب یہ لوگ کافر ہوتے تو تم کو اسلام کہاں سے نصیب ہوا۔

۲۶۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے کہا، مجھ کو واقد بن محمد نے خبر دی۔ انہوں نے اپنے والد (محمد بن زید بن عبداللہ بن عمرؓ)

أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ حجۃ الوداع میں فرماتے تھے دیکھو میرے بعد کہیں ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا۔

۲۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَعَنْ رَجُلٍ آخَرَ هُوَ أَفْضَلُ فِي نَفْسِي مِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: أَلَا تَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، فَقَالَ: أَلَيْسَ بِيَوْمِ النَّحْرِ؟ قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟ أَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ؟ قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ وَأَبْشَارَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: اللَّهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلِّغٍ يُبَلِّغُهُ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ فَكَانَ كَذَلِكَ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا، ہم سے قرہ بن خالد نے کہا، ہم سے محمد بن سیرین نے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے، انہوں نے اپنے والد ابو بکرہؓ سے اور محمد بن سیرین نے اس حدیث کو اور ایک شخص (حمید بن عبدالرحمٰن) سے بھی سُنا اور کہا وہ میرے نزدیک عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے افضل تھے وہ۔ انہوں نے بھی ابو بکرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے (یوم النحر کو منا میں) خطبہ سُنایا اور فرمانے لگے تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتا ہے ابو بکرہ کہتے ہیں (آپؐ اتنی دیر خاموش رہے) کہ ہم سمجھے شاید آپؐ اس دن کا کچھ اور نام رکھیں گے پھر فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے ہم لوگوں نے کہا بیشک یوم النحر ہے یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا اچھا یہ شہر کون سا شہر ہے کیا حرمت والا شہر (مکہ) نہیں ہے ہم نے کہا بیشک یا رسول اللہ حرمت والا شہر مکہ ہے آپؐ نے فرمایا۔ پھر دیکھو تمہاری جان، مال، عزت، آبرو، بدن کے چمڑے۔ ایک دوسرے پر اس طرح سے حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس مہینے اس شہر میں سُن لو میں نے اللہ کا حکم تم کو پہنچا دیا یا نہیں ہم نے کہا بیشک آپؐ نے پہنچا دیا اُس وقت آپؐ نے دعا کی یا اللہ گواہ رہیو اور فرمایا جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ میرا یہ کہنا ان لوگوں کو پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں وہ اس لئے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جس کو کوئی بات پہنچائی جاتی ہے وہ اس بات کے سننے والے سے زیادہ اس کو یاد رکھتا ہے۔ محمد بن سیرین نے کہا آپؐ نے جیسا فرمایا

بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ حُرِّقَ ابْنُ الْحَضْرَمِيِّ حِينَ حَرَّقَهُ جَارِيَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: أَشْرِفُوا عَلَى أَبِي بَكْرَةَ فَقَالُوا: هَذَا أَبُو بَكْرَةَ يَرَاكَ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَحَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: لَوْ دَخَلُوا عَلَيَّ مَا بَهَشْتُ بِقَصَبَةٍ۔

تھا ویسا ہی ہوا۔ ف۳ اور آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا دیکھو میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کہتے ہیں جب وہ دن آیا جس دن عبداللہ بن عمرو حضرمی کو جاریہ بن قدامہ نے (ایک مکان میں گھیر کر) جلا دیا تو جاریہ نے اپنے لشکر والوں سے کہا ذرا ابوبکرہ کو تو جھانکو (وہ کس خیال میں ہیں)، انہوں نے کہا یہ ابوبکرہ موجود ہیں تم کو دیکھ رہے ہیں عبدالرحمٰن ابن ابی بکرہ کہتے ہیں مجھ سے میری والدہ (ہالہ بنت غلیظ) نے کہا ابوبکرہ ف۴ نے کہا اگر یہ لوگ (یعنی جاریہ کے لشکر والے) میرے گھر میں بھی گھس آئیں (اور مجھ کو مارنے لگیں) تو بھی ایک بانس کی چھڑی ان پر نہیں چلانے کا ف۵۔

ف۱ کیونکہ یہ عمید بڑے زاہد اور عابد اور اولیاء اللہ میں سے تھے۔ ف۲ یعنی دوسرے مسلمانوں کو جو اس وقت وہاں حاضر نہ تھے اسی طرح اُن مسلمانوں کو جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ ف۳ یعنی بعد کے لوگ جن کو حاضرین نے یہ حدیث پہنچائی اُن سے زیادہ حافظ نکلے اور انہوں نے اس کو خوب یاد رکھا۔ ف۴ جب جاریہ کے لشکر والوں کی یہ گفتگو سُنی کہ شاید ابوبکرہ ہتھیار سے مقابلہ کریں یا زبان سے بُرا بھلا کہیں تو۔ ف۵ چہ جائیکہ ہتھیار سے لڑوں کیونکہ ابوبکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سن چکے تھے کہ مسلمان کو مارنا اُس سے لڑنا کفر ہے عبداللہ بن عمرو حضرمی کا قصّہ یہ ہے کہ وہ معاویہ کا بھیجا ہوا بصرے میں آیا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ بصرے والوں کو اغوا کر کے حضرت علیؓ کا مخالف کروائے گویا امیر معاویہ کی یہ پولٹیکل چال تھی جب حضرت علیؓ نے یہ سُنا تو جاریہ بن قدامہ کو اس کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا حضرمی ایک مکان میں چھپ گیا جاریہ نے اس کو گھیر کر مکان میں آگ لگا دی اور حضرمی مکان سمیت جل کر خاک ہو گیا یہ واقعہ ۳۸ھ ہجری کا ہے اور ابن ابی شیبہ اور طبری نے نکالا کہ عبداللہ بن عباسؓ جو حضرت علیؓ کی طرف سے بصرے کے حاکم تھے۔ وہاں سے نکلے اور زیاد بن سمیہ کو اپنا خلیفہ کر گئے اس وقت معاویہ نے موقع پا کر عبداللہ بن عمرو حضرمی کو بھیجا کہ جا کر بصرے پر قبضہ کر لے وہ بنی تمیم کے محلہ میں اترا اور حضرت عثمانؓ کے طرفدار جو لوگ تھے وہ اُس کے شریک ہو گئے زیاد نے حضرت علیؓ کو اس واقعہ کی خبر کی اور مدد چاہی۔ حضرت علیؓ نے پہلے عین بن صبیعہ ایک شخص کو روانہ کیا لیکن وہ دغا سے مار ڈالا گیا پھر جاریہ بن قدامہ کو بھیجا انہوں نے حضرمی کو اس کے چالیس یا ستر رفقاء سمیت ایک مکان میں گھیر لیا اور اس کو آگ لگا دی۔ اور اس کے ساتھی سب جل کر خاک ہو گئے۔ چلو خس کم پاک۔

۲۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ

ہم سے احمد بن اشکاب نے بیان کیا، کہا ہم سے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَرْتَدُّوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

محمد بن فضیل نے، انہوں نے اپنے والد فضیل بن غزوان سے انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر مرتد نہ بن جانا۔

۲۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَدِّهِ جَرِيرٍ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ: لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

ہم سے سلیمان بن حرب زادی نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے، انہوں نے علی بن مدرک سے کہا میں نے ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے سنا، انہوں نے اپنے دادا جریر بن عبداللہ بجلی سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں مجھ سے فرمایا ذرا لوگوں کو تو خاموش کر۔ پھر فرمایا دیکھو میرے بعد ایسا نہ کرنا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر بن جاؤ۔

بَابٌ تَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ۔

باب آنحضرت کا یہ فرمانا ایک ایسا فتنہ نمود ہوگا جس میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا۔

۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَحَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُونُ

ہم سے محمد بن عبیداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے، انہوں نے اپنے والد سعد بن ابراہیم سے، انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، ابراہیم بن سعد نے کہا اور مجھ سے صالح بن کیسان نے بیان کیا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے سعید بن مسیب سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کئی فتنے ایسے ہوں گے۔ جن میں

فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ فِيهَا مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ۔

بیٹھے رہنے والا شخص کھڑے رہنے والے سے اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جو شخص دور سے اُن کو جھانکے گا وہ اُس کو بھی سمیٹ لیں گے ف۱۔ اس وقت جس کسی کو کوئی پناہ کی جگہ یا بچاؤ کا مقام مل سکے وہ اس میں پناہ پکڑے ف۲۔

ف۱ آفت میں مبتلا کر دیں گے۔ ف۲ تاکہ ان فتنوں سے محفوظ رہے مراد وہ فتنہ ہے جو مسلمانوں میں آپس میں پیدا ہو اور یہ نہ معلوم ہو سکے کہ حق کس کی طرف ہے ایسے وقت میں گوشہ گیری بہتر ہے بعضوں نے کہا اُس شہر سے ہجرت کر جائے جہاں ایسا فتنہ واقع ہو اگر وہ آفت میں مبتلا ہو جائے اور کوئی اس کو مارنے آئے تو صبر کرے مارا جائے پر مسلمان پر ہاتھ نہ اٹھائے۔ بعضوں نے کہا اپنی جان یا مال کو بچا سکتا ہے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ جب کوئی گروہ امام سے باغی ہو جائے تو امام کے ساتھ ہو کر اس سے لڑنا جائز ہے۔ جیسے حضرت علیؓ کی خلافت میں ہوا۔ اور اکثر اکابر صحابہ نے اُن کے ساتھ ہو کر امیر معاویہ کے باغی گروہ سے مقابلہ کیا۔ اور یہی حق ہے مگر بعضے صحابہ جیسے سعدؓ اور ابن عمرؓ اور ابوبکرہؓ دونوں فریق سے الگ ہو کر گھر میں بیٹھ رہے۔

۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُونُ فِتَنٌ، الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے زہری سے، انہوں نے کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ابوہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کئی ایسے فتنے ہوں گے جن میں بیٹھ رہنے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے، جو شخص ان (فتنوں) کو جھانکے گا وہ ان میں مبتلا ہو جائے گا (ایسے وقت میں) جو شخص پناہ کی جگہ پاوے۔ وہاں پناہ پکڑے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

بَابٌ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

باب جب دو مسلمان تلواریں لیکر ایک دوسرے سے بھڑ جائیں

۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ رَجُلٍ لَمْ يُسَمِّهِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: خَرَجْتُ بِسِلَاحِي لَيَالِيَ الْفِتْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنِي أَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قُلْتُ: أُرِيدُ نُصْرَةَ ابْنِ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكِلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ قِيلَ فَهٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ لِأَيُّوبَ وَيُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ يُحَدِّثَانِي بِهِ فَقَالَا: إِنَّمَا رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ الْحَسَنُ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ۔

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے ایک شخص (جس کا نام نہیں لیا) (ف۱) سے، انہوں نے امام حسن بصری سے، انہوں نے کہا میں فتنے کے زمانہ (یعنے جنگ صفین وجنگ جمل) میں اپنے ہتھیار لگا کر نکلا (ف۲) رستے میں ابوبکرہ (صحابی) ملے انہوں نے پوچھا، کہاں جاتے ہو میں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی (یعنی حضرت علیؓ) کی مدد کو جاتا ہوں ابوبکرہ نے کہا (لوٹ جا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لے کر بھڑ جائیں تو دوزخی ہوں گے لوگوں نے پوچھا خیر جو کوئی قاتل ہوگا وہ تو دوزخی ہوگا۔ مگر جو مارا گیا (یعنے مقتول) وہ کیوں دوزخی ہونے لگا آپ نے فرمایا نہیں وہ بھی دوزخی ہے وہ اپنے ساتھی کو مار ڈالنے کی نیت کر چکا تھا حماد بن زید کہتے ہیں میں نے یہ حدیث ایوب اور یونس بن عبید سے بیان کی۔ میرا مطلب یہ تھا وہ دونوں یہ حدیث مجھ سے بیان کریں انہوں نے کہا اس حدیث کو حسن بصریؒ نے احنف بن قیس سے روایت کیا، انہوں نے ابوبکرہؓ سے (ف۳)۔

ف۱ یہ شخص عمرو بن عبید تھا۔ معتزلہ سردار اہلحدیث نے حدیث کی روایت میں اس کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔ بعضوں نے کہا ہشام بن حسان فردوسی تھا۔ ف۲ تاکہ حضرت علیؓ کا شریک ہوں۔ ف۳ تو ہتھیار لے کر احنف بن قیس نکلے تھے نہ حسن بصری کا مطلب یہ ہے کہ عمرو بن عبید نے اپنی روایت میں غلطی کی جو احنف کا نام چھوڑ دیا۔

۳۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهٰذَا وَقَالَ مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَيُونُسُ وَهِشَامٌ وَمُعَلَّى بْنُ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد نے، پھر یہی حدیث نقل کی اور مؤمل بن ہشام نے کہا (ف۱) ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب اور یونس اور ہشام اور معلی بن زیاد نے، انہوں نے حسن بصری سے، انہوں نے

زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ وَ رَوَاهُ بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ

احنف بن قیس سے، انہوں نے ابوبکرہؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور معمر نے بھی اس حدیث کو ایوب سے روایت کیا ف۲ اور بکار بن عبدالعزیز نے اس کو اپنے باپ سے، انہوں نے ابوبکرہؓ سے روایت کیا (اس کو طبرانی نے وصل کیا) اور غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے منصور سے، انہوں نے ربعی بن حراش سے، انہوں نے ابوبکرہؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (پھر ایسی ہی حدیث نقل کی ف۳) اور سفیان ثوری نے بھی اس حدیث کو منصور بن معتمر سے ف۴ روایت کیا پر یہ روایت مرفوع نہیں ہے ف۵۔

ف۱ اس کو اسمٰعیل نے وصل کیا اور امام احمد نے۔ ف۲ انہوں نے احنف بن قیس سے اس کو مسلم اور نسائی نے وصل کیا۔

ف۳ اس کو امام احمد نے وصل کیا ان کے الفاظ یہ ہیں اذا التقی المسلمان حمل احدہما علی الآخر السلاح فہما علی جرف جہنم فاذا قتلہ وقعا فیہا جمیعا ترجمہ جب دو مسلمان بھڑ جائیں ایک دوسرے پر ہتھیار اٹھاتے تو دونوں دوزخ کے کنارے لگ گئے۔ اگر خون ہو جائے یعنی دونوں میں سے کوئی مارا جائے تو دونوں دوزخ میں گریں گے۔ ف۴ انہوں نے ربعی سے، انہوں نے ابوبکرہؓ سے۔ ف۵ بلکہ ابوبکرہؓ کا قول ہے اس کو نسائی نے نکالا اس لفظ سے اذا حمل الرجلان المسلمان السلاح احدہما علی الآخر فہما علی جرف جہنم فاذا قتل احدہما الآخر فہما فی النار۔ ترجمہ وہی ہے جو امام احمد کی روایت کا اُوپر گذرا۔

بَابٌ كَيْفَ الْأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ

باب جب کسی شخص کی امامت پر اتفاق نہ ہو تو لوگ کیا کریں۔

۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ

ہم سے محمد بن مثنّٰی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا، ہم سے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے کہا، مجھ سے بسر بن عبیداللہ حضرمی نے بیان کیا، انہوں نے ابو ادریس خولانی سے سُنا، انہوں نے حذیفہ بن یمان سے، انہوں نے کہا لوگ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

الْيَمَانِ يَقُوْلُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ، يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ، قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ، قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ: فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ۔

بھلی باتوں سے پُوچھا کرتے اور میں برائی (فتنے اور فساد) کو پوچھا کرتا اس ڈر سے کہیں اس میں گرفتار نہ ہو جاؤں (ایک دن) میں نے کہا یا رسول اللہ ہم لوگ جاہلیت اور خرابی میں گرفتار تھے پھر اللہ تعالٰے یہ بھلائی ہم پر لے کر آیا (اسلام کی توفیق دی) اب اس بھلائی کے بعد کیا پھر برائی پیدا ہو گی۔ آپؐ نے فرمایا ہاں، میں نے پوچھا۔ پھر اس برائی کے بعد بھلائی ہو گی آپؐ نے فرمایا ہاں۔ مگر اس میں دھواں گا ف۱۔ میں نے عرض کیا دھواں کیا بات۔ آپؐ نے فرمایا ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو (پورا پورا) میری سنت پر نہیں چلنے کے ف۲۔ ان کی کوئی کوئی بات اچھی ہو گی۔ کوئی کوئی بری خلاف شرع ف۳۔ میں نے پوچھا پھر اس بھلائی کے بعد برائی ہو گی۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اس وقت دوزخ کی طرف بلانے والے دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہونگے جو کوئی ان کی بات مانے گا بس اس کو دوزخ میں جھونک دیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان لوگوں کی صفت تو بیان فرمائیے (تاکہ ہم اُن کو پہچان لیں) آپؐ نے فرمایا یہ لوگ (بظاہر) تو ہماری جماعت (یعنی مسلمانوں) میں سے ہونگے ہماری ہی زبان بولیں گے (عربی، فارسی، اردو ف۴)۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اگر میں یہ زمانہ پاؤں تو کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا ایسا کر کہ مسلمانوں کی جماعت اور امام کے ساتھ رہ میں نے کہا اگر اس وقت جماعت نہ ہو نہ امام ہو ف۵ فرمایا تو پھر ایسا کر اُن کل فرقوں سے الگ رہ (جنگل میں دور دراز چلا جا) اگرچہ وہاں (کچھ کھانے کو نہ ملے) ایک درخت کی جڑ مرتے تک چباتا رہے (تو یہ تیرے حق میں بہتر ہے)

ف۱ یعنی خالص بھلائی نہ ہو گی ظلمت اور کدورت برائی کی بھی ملی ہو گی۔ ف۲ گو بہ ظاہر اسلام کا دعوٰی کریں گے۔ ف۳ محدثین نے کہا پہلی برائی سے وہ فتنے مراد ہیں جو حضرت عثمانؓ کے بعد ہوتے اور دوسری بھلائی سے عمر بن عبدالعزیزؒ کا زمانہ مراد ہے اور اُن کے بعد کا اس زمانہ میں کوئی خلیفہ عادل ہوتا متبع سنت کوئی ظالم ہوتا بدعتی جیسے خلفاء عباسیہ میں ماموں

رشید بڑا ظالم اور اہل حدیث کا مخالف گذرا پھر متوکل علی اللہ اچھا گذرا اُس نے امام احمد کو قید سے خلاصی دی اور معتزلہ کی خوب سرکوبی کی۔ بعضوں نے کہا پہلی برائی سے حضرت عثمانؓ کا قتل دوسری بھلائی سے حضرت علی کا زمانہ مراد ہے اور دھوئیں سے خارجیوں اور رافضیوں کے پیدا ہونے کی طرف اشارہ ہے اور دُوسری برائی سے بنی امیہ کا زمانہ مراد ہے جب حضرت علیؓ کو بر سر منبر بُرا کہا جاتا میں کہتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس حدیث سے واللہ اعلم یہ ہے کہ ایک زمانہ تک تو جو نقشہ میرے وقت میں ہے یہی چلتا رہے گا۔ اور بھلائی قائم رہے گی۔ یعنی لوگ کتاب و سُنت کی پیروی کرتے رہیں گے جیسے ۴۰۰ ہجری تک رہا۔ اس کے بعد برائی پیدا ہو گی۔ یعنی لوگ تقلید شخصی میں گرفتار ہو کر کتاب وسنت سے بالکل مُنہ نہ موڑیں گے بلکہ قرآن و حدیث کی تحصیل ہی چھوڑ دیں گے قرآن و حدیث کے بدل دوسری کتابیں پڑھنے لگیں گے دین کے مسائل بعوض قرآن و حدیث کے ان کتابوں سے نکالے جائیں گے جیسے شرح منہاج شرح لمعہ درمختار ہدایہ شامی طحطاوی قہستانی کیدانی وغیرہ سے پھر اس کے بعد ایک مدت دراز گذرنے پر لوگ ذرا قرآن و حدیث کی طرف مائل ہوں گے اور تقلید شخصی کا بھنڈارہ پھوڑ لے گا۔ یہ لوگ اہل حدیث کہلائیں گے ان میں بھلائی ہو گی مگر خالص بھلائی نہ ہو گی کچھ کچھ تقلید یا تعصب کی ظلمت اُن میں باقی رہے گی۔ مثلاً دیکھو اس وقت میں جو ایک جماعت اہلحدیث کی کہلاتی ہے وہ باوجود دعوائے اتباع سُنت کے کبھی کبھی اپنے علماء کے جیسے ابن تیمیہ شاہ ولی اللہ اور شوکانی اور مولانا اسمٰعیل شہید ہیں۔ ایسے مقلد بن جاتے ہیں کہ اُن کی رائے کے خلاف دلیل بیان کرنیوالے کی دلیل نہیں سنتے یہی ظلمت اور تاریکی ہے یا اگلے ائمہ دین جیسے امام ابوحنیفہ امام شافعی وغیرہ ہیں یا دوسرے اولیاء اللہ یا صوفیہ کرام ان کی توہین کرتے ہیں خیر ایک مدت گزرنے کے بعد پھر کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو صریح کفار ہوں گے لوگوں کو دوزخ کی طرف بلانے ان میں بھلائی کا نام نہ ہو گا اس سے مراد نیچری اور چکڑالوی اور ندوانی اور قادیانی فرقے ہیں۔ ف ۴ اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی اور اصلاح کا دم بھریں گے مگر درحقیقت منافق اور بدباطن اور بدخواہ اسلام ہوں گے وہ کفار کا تقرب حاصل کرنے کے لئے درپردہ جائیں گے کہ دین اسلام کی بیخ کنی ہو جائے اور مسلمانوں میں جو کچھ رہی سہی اسلام کی رمق باقی ہے وہ بھی نہ رہے ظاہراً اور باطناً ہر طرح نصاریٰ کے خیر خواہ بن جائیں اور معاشرت اور رسم و رواج اور ہر امر میں ان کی تقلید اختیار کر لیں گویا اپنی قوم کو محض فنا کر کے ایک دوسری قوم میں غرق ہو جائیں اتنا غرق ہوں کہ اپنی قوم کا کوئی نام و نشان بجز صفحہ تواریخ کے اور کہیں باقی نہ رہے سبحان اللہ اگر کوئی عاقل شخص ذرا بھی غور کرے تو یہ سمجھ لے گا کہ یہ لوگ مسلمانوں اور اسلام کے بہی خواہ نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کے رہے سہے نام و نشان کو بھی دبانا چاہتے ہیں مسلمانوں کا خیر خواہ وہی شخص ہو سکتا ہے جو اسلام کے اصول اور اعتقادات کی مضبوطی میں کوشش کرے مسلمانوں کو عموماً قرآن و حدیث اور مذہبی کتابیں پڑھنے پر مجبور کرے بالفرض اگر مسلمانوں نے اسلام کے اصول اور اعتقادات کو چھوڑ کر دنیا بھی کمائی اور مالدار بن گئے تو کیا فائدہ ہوا وہ مسلمان ہی نہ رہے مسلمان رہ کر دُنیاوی ترقیات کریں تو اس کو اسلامی ترقی کہہ سکتے ہیں۔ ف ۵ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے یعنے لوگوں میں اتفاق نہ ہو اور انہوں نے کسی کو بالاتفاق امام نہ بنایا ہو تو ایسی حالت میں کیا کروں حذیفہ نے جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے دریافت کی تھی۔ ہمارے زمانہ میں وہی بات ہو رہی ہے مسلمانوں کا کوئی امام نہیں ہے جس کی بالاتفاق وہ اطاعت کریں اس کی بات مانیں ہر فرقہ نے مولویوں مرشدوں کو امام بنا رکھا ہے۔ کوئی کسی کی نہیں سُنتا۔

بابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُكَثِّرَ سَوَادَ الْفِتَنِ وَالظُّلْمِ۔

باب مفسدوں اور ظالموں کی جماعت بڑھانا منع ہے، [1]

[1] یعنی ان کی جماعت میں جا کر شریک ہونا۔ اُن کی تعداد بڑھانا منع ہے۔ ابو یعلیٰ نے ابن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت کی۔ جو شخص کسی قوم کی جماعت کو بڑھاتے وہ انہی میں سے ہے اور جو شخص کسی قوم کے کاموں سے راضی ہو وہ گویا خود وہ کام کر رہا ہے اس حدیث سے اہل بدعات اور فسق کی مجلسوں میں شریک ہونے کی اور ان کا شمار بڑھانے کی ممانعت نکلتی ہے گویا آدمی ان کے اعتقاد اور عمل میں شریک نہ ہو۔ متاخرین علماء نے تو یہ لکھا ہے کہ جو کوئی کافروں یا مشرکوں یا میلے ٹھیلے جیسے ہولی دسہرہ دیوالی وغیرہ میں شریک ہوا گو تماشہ کے طور پر جاتے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور اُس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے یعنی جورو نکاح سے باہر ہو جاتی ہے میں کہتا ہوں جو کوئی حال قال چراغاں عرس گانے بجانے کی محفل میں شریک ہو وہ بدعتیوں میں گنا جائے گا گو ان کاموں کو اچھا نہ جانتا ہو۔

۳۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ ح وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرِمَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِي أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أُنَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يُكَثِّرُونَ سَوَادَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمَى فَيُصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يَضْرِبُهُ فَيَقْتُلُهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى - إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ

ہم سے عبداللہ بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے حیوہ بن شریح وغیرہ [1] نے کہا ہم سے ابوالاسود (محمد بن عبدالرحمٰن اسدی) نے، دوسری سند اور لیث بن سعد نے کہا، ابوالاسود نے کہا مدینہ والوں کو بھی ایک فوج بھیجنے کا حکم دیا گیا [2] میرا بھی نام اس فوج میں لکھا گیا۔ پھر میں عکرمہ سے ملا اُن سے بیان کیا تو انہوں نے مجھ کو اس فوج میں شریک ہونے سے سخت منع کیا۔ اور کہنے لگے مجھ سے ابن عباسؓ نے بیان کیا مشرکوں کے ساتھ کچھ مسلمان بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اُن کی جماعت بڑھانے کے لئے نکلتے پھر (مسلمانوں کی طرف سے) تیر آ کر اُن کو لگتا یا تلوار کی ضرب پڑتی وہ مارے جاتے اُن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے (سورۃ نساء کی) یہ آیت اتاری جن لوگوں کی فرشتے جان نکالتے ہیں اور وہ

الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ۔ گنہگار ہیں اخیر آیت تک ف۳۔

ف۱ وغیرہ سے ابن لہیعہ مراد ہے وہ ضعیف ہے۔ ف۲ یعنے عبداللہ بن زبیر کی خلافت میں شام والوں سے مقابلہ کرنے کے لئے۔ ف۳ مطلب عکرمہ کا یہ ہے کہ یہ مسلمان مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نہیں نکلتے تھے۔ بلکہ کافروں کی جماعت بڑھانے کے لئے تب بھی اللہ تعالیٰ نے اُن کو ظالم اور گنہگار فرمایا بس اسی قیاس پر جو لشکر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نکلے گا وہ گنہگار ہوگا گو اس کی نیت مسلمانوں سے جنگ کرنے کی نہ ہو۔

بَابٌ إِذَا بَقِيَ فِي حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ۔

باب اگر خراب لوگوں میں (کوڑا کرکٹ میں) کوئی مسلمان رہ جائے تو کیا کرے،

۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ، حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا، قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى فِيهَا أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ فَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے زید بن وہب سے، کہا ہم سے حذیفہؓ نے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حدیثیں بیان فرمائیں ایک کا تو ظہور میں دیکھ چکا ہوں دوسری کے ظہور کا انتظار کر رہا ہوں، آپؐ نے فرمایا ایمانداری آدمیوں کے دلوں کی جڑ پر اتاری (یعنی پیدائش سے دلوں میں ایمان ہوتا ہے) پھر انہوں نے قرآن سیکھا حدیث سیکھی (تو اس ایمانداری کو اور زور ہوگیا) اور آنحضرتؐ نے ہم سے اس ایمانداری کے اُٹھ جانے کا حال بیان کیا آپؐ نے فرمایا ایسا ہوگا ایک آدمی سو جائے گا پھر ایمانداری اُس کے دل سے اٹھائی جائے گی اُس کا نشان ایک کالے داغ کی طرح رہ جائے گا پھر جو سوئے گا تو (رہی سہی) ایمانداری اٹھائی جائے گی اب اس کا ایک ہلکا نشان آبلہ کے نشان کی طرح رہ جائے گا جیسے تو ایک انگارہ اپنے پاؤں پر پھرا لے اور ایک آبلہ پھول آئے وہ پھولا دکھائی دیتا ہے مگر اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا اور (قیامت کے قریب) ایسا ہوگا لوگ خرید و فروخت کریں گے اُن میں ایماندار نہیں ہونے کا۔ یہاں تک کہ لوگ کہیں گے فلاں قوم یا

الأَمَانَةَ فَيُقَالُ: إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَلَا أُبَالِي أَيَّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامُ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا۔

خاندان میں ایک شخص ایماندار ہے (اتنی ایمانداروں کی قلت ہوگی) اور کسی شخص کی نسبت یوں کہا جائے گا کیا عقل مند عمدہ بہادر آدمی ہے لیکن اُس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ حذیفہ کہتے ہیں مجھ پر ایک زمانہ ایسا گذر چکا ہے جب مجھ کو کچھ پرواہ نہ ہوتی تھی میں جس سے چاہوں خرید و فروخت (معاملہ) کروں وا۔ اگر میں جس سے معاملہ کرتا وہ مسلمان ہوتا تب تو اس کا اسلام اُس کو مجبور کرتا وہ بے ایمانی نہ کرسکتا اگر نصرانی ہوتا تو اس کے حاکم لوگ اُس کو دباتے ایمانداری پر مجبور کرتے مگر آج کے دن (اس زمانہ میں) تو میں کسی سے معاملہ خرید و فروخت نہیں کرتا مگر فلاں فلاں آدمیوں سے و۲۔

وا کیونکہ اکثر اس وقت لوگ ایماندار تھے۔ و۲ حذیفہ نے چند آدمیوں کا نام لیا جو اس زمانہ میں ایمان داری میں مشہور ہوں گے یہ حدیث مع شرح اوپر گذر چکی ہے۔ اگرچہ اس حدیث میں ترجمہ باب کی صراحت نہیں ہے مگر اشارۃً اس سے مطلب نکلتا ہے اور ترجمہ باب صراحۃً ایک حدیث میں مذکور ہے جس کو ابن حبان نے ابوہریرہؓ سے نکالا۔ اس میں صاف یوں ہے تو کیا کرے گا جب ناقص کوڑا کرکٹ لوگوں میں رہ جائے گا پھر فرمایا ایسے وقت تو خاص اپنے نفس کی فکر کر اور عامہ خلائق کو ان کے حال پر چھوڑ دے۔ مگر یہ حدیث امام بخاریؒ کی شرط پر نہ تھی۔ اس وجہ سے اس کو نہ لا سکے۔

بَابُ التَّعَرُّبِ فِي الْفِتْنَةِ۔

باب فتنے فساد کے وقت جنگل میں جا رہنا۔

وا یعنی جس شہر میں ہجرت کی ہو اس کو چھوڑ کر جنگل میں جا کر رہ جانا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ امر حرام تھا۔ مگر جس کو آپ نے اجازت دی اس کے لئے جائز تھا۔ بعضے نسخوں میں تغرب ہے غین معجمہ سے بعضوں میں تعزب زائے معجمہ سے صاحب مطالعہ نے کہا یہ غلط ہے اگر صحیح ہو تو تعزب معنے یہاں یہ ہونگے کہ دور رہنا لوگوں سے الگ رہنا۔

۳۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے، انہوں نے یزید بن ابی عبید سے، انہوں نے سلمہ بن اکوع سے وہ حجاج بن یوسف (ظالم)

دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ: يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ ارْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ تَعَرَّبْتَ قَالَ: لَا وَلٰكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِي فِي الْبَدْوِ وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ خَرَجَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ إِلَى الرَّبَذَةِ وَتَزَوَّجَ هُنَاكَ امْرَأَةً وَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتَّى قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِلَيَالٍ فَنَزَلَ الْمَدِينَةَ۔

کے پاس گئے ف۱ تو حجاج کہنے لگا اکوع کے بیٹے تو (اسلام سے) ایڑیوں کے بل پھر گیا پھر جنگلی بن گیا ف۲ سلمہ بن اکوع نے کہا میں سلام سے نہیں پھرا بات یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خاص اجازت دی جنگل میں رہنے کی اور یزید بن ابی عبید سے مروی ہے جب حضرت عثمانؓ شہید ہوتے تو سلمہ بن اکوع مدینہ سے نکل کر جا کر ربذہ میں رہے اور وہاں ایک عورت سے نکاح کیا اُس سے اولاد بھی پیدا ہوئی سلمہ بن اکوع عمر بھر وہیں رہے مرنے سے چند راتیں پہلے مدینہ میں آگئے (اور وہیں ان کا انتقال ہُوا) ف۴۔

ف۱ جب حجاج حجاز کا حاکم بنا عبداللہ بن زبیر کو شہید کر کے۔ ف۲ حجاج مردود نہایت بے ادب اور گستاخ تھا۔ اس نے سلمہ کی صحابیت کا کچھ ادب نہیں کیا اور لگا اُن کو مرتد بنانے۔ کہتے ہیں اس مردود نے سلمہ بن اکوع کو قتل کرنا چاہا اور قتل کے لئے یہ بہانہ ڈھونڈا کہ تو نے پھر جنگل میں جا کر اپنی ہجرت توڑ دی اور مرتد ہو گیا طبرانی نے جابر بن سمرہؓ سے مرفوعاً نکالا جو شخص ہجرت کے بعد پھر جنگل میں جا کر رہ جائے (مدینہ چھوڑ دے) اُس پر اللہ تعالےٰ نے لعنت کی۔ ہاں اگر فتنہ ہو تو اور بات ہے کیونکہ جنگل میں رہنا فتنہ میں رہنے سے بہتر ہے۔ ف۳ جو مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ہے۔ وہیں ابوذر غفاری بھی جا کر رہ گئے تھے۔

ف۴ حضرت عثمانؓ ۳۵ھ ہجری میں شہید ہوتے اور سلمہ اسی سنہ میں مدینہ سے نکل کر جا کر ربذہ میں رہ گئے۔ ۷۴ھ ہجری میں انہوں نے مدینہ میں انتقال کیا تو چالیس برس کے قریب ربذہ ہی میں گذارے اور اخیر وقت مدینہ میں آگئے۔ جہاں ہجرت کی تھی وہیں آن کر مرے یہ اللہ تعالےٰ کا فضل دیکھئے سلمہ پر کہ رات کو اسی مقام پر مارا۔ جہاں انہوں نے ہجرت کی تھی اور اپنے پیغمبر کے جوار میں دفن ہوتے۔ سلمہؓ نے جو جو جانثاریاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی ہیں وہ حجاج کے باپ کو بھی نصیب نہیں ہوئیں۔ بقول شخصے موچی کو عطر کی کیا قدر اور المغازی میں اوپر گذر چکا کہ سلمہ نے اکیلے اتنے بہت ڈاکوؤں سے سب اونٹ چھڑا لئے اُن کے بھائی عامرؓ بن اکوع جنگ خیبر میں شہید ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے پیادوں میں آج سلمہؓ سب سے بہتر ہے حجاج مردود کاہے کا مسلمان تھا اُس نے نہ صحابی ہونے کا خیال کیا۔ نہ تابعی ہونے کا، نہ بندگی۔ نہ فضلیت۔ نہ تقوےٰ۔ نہ پرہیزگاری کا، ستر ہزار صحابہ اور تابعین کو ناحق قتل کیا۔ عبداللہ بن زبیر کو عین مکہ جا کر شہید کیا پھر اُن کی لاش سولی پر لٹکتی ہوئی چھوڑ دی۔ اسماء بنت ابی بکرؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی سالی تھیں اُن سے بے ادبی کی۔ معاذاللہ سلمہؓ کو بھی

قتل کرنا چاہتا تھا۔ یہ عجب سلام ہے ایسے سلام کو دُور ہی سے سلام۔

۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی صعصعہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے جب مسلمان کے لئے بہتر مال یہ ہوگا کہ چند بکریاں لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات پر چلا جائے اپنا دین فتنوں سے بچا لے کو بھاگتا پھرے ولے۔

ولے معلوم ہوا فتنے کے وقت عزلت اور گوشہ گیری بہتر ہے اگر فتنہ کا ڈر نہ ہو۔ اکثر علماء نے اختلاط کو افضل کہا ہے کیونکہ اس میں جمعہ اور جماعت اور تعلیم اور تعلم کا موقع ملتا ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ۔

باب فتنوں سے پناہ مانگنا۔

۳۹۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْفَوْهُ بِالْمَسْأَلَةِ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ رَأْسُهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي فَأَنْشَأَ رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحَى يُدْعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے انسؓ سے، لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات شروع کئے یہاں تک کہ آپؐ کو تنگ کر ڈالا۔ اُس وقت آپؐ منبر پر چڑھے اور فرمایا لوگو تم مجھ سے جو بات (غیب کی) پوچھو وہ میں بیان کر دوں گا انسؓ کہتے ہیں۔ میں نے داہنے اور بائیں طرف جو دیکھا ہر شخص کو کپڑا لپیٹے روتا ہوا پایا (وہ ڈر گئے کہیں آپؐ کے غصے کی وجہ سے عذاب نہ اترے) اتنے میں ایک شخص ولے جس کو لوگ اُس کے باپ کے سوا ایک

12

أَبِي؟ فَقَالَ: أَبُوكَ حُذَافَةُ، ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ: رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ سُوءِ الفِتَنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا رَأَيْتُ فِي الخَيْرِ وَالشَّرِّ كَاليَوْمِ قَطُّ، إِنَّهُ صُوِّرَتْ لِي الجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتَّى رَأَيْتُهُمَا دُونَ الحَائِطِ قَالَ قَتَادَةُ: يُذْكَرُ هَذَا الحَدِيثُ عِنْدَ هَذِهِ الآيَةِ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ، وَقَالَ عَبَّاسٌ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا وَقَالَ كُلُّ رَجُلٍ لَافًّا رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي وَقَالَ عَائِذًا بِاللهِ مِنْ سُوءِ الفِتَنِ أَوْ قَالَ أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ سُوءِ الفِتَنِ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَمُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا وَقَالَ عَائِذًا بِاللهِ مِنْ شَرِّ الفِتَنِ۔

اور کا بیٹا کہا کرتے تھے۔ اُس نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے آپؐ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے اُس کے بعد حضرت عمرؓ اٹھے اور کہنے لگے وٹ۲ ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمدؐ کے پیغمبر ہونے پر (دل سے) راضی اور خوش ہیں اور فتنوں کی خرابی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے آج کے دن کی طرح کوئی اچھی اور بُری چیز نہیں دیکھی (اچھی تو بہشت اور بری دوزخ) بہشت اور دوزخ دونوں کی تصویر مجھ کو دکھائی گئی میں نے دونوں کو اس دیوار یعنی محراب کی دیوار کے ادھر ہی دیکھ لیا وٹ۳ قتادہ نے کہا یہ حدیث اس آیت کے ساتھ بیان کی جاتی ہے (جو سورۂ مائدہ میں ہے (یاایہا الذین آمنوا لاتسالوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم) اور عباس بن ولید نرسی نے کہا (اس کو ابونعیم نے مستخرج میں وصل کیا) ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے کہا ہم سے قتادہ نے اُن سے انسؓ نے یہی حدیث بیان کی (جو اوپر گذری) انسؓ نے کہا ہر شخص کپڑے میں اپنا سر لپیٹے ہوئے رو رہا تھا اور فتنے سے اللہ کی پناہ مانگ رہا تھا یا یوں کہہ رہا تھا اعوذ باللہ من سوء الفتن وٹ۴۔ امام بخاری نے کہا مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ اور معتمر بن سلیمان نے انہوں نے معتمر کے والد (سلیمان بن طرخان) سے انہوں نے قتادہ سے اُن سے انسؓ نے بیان کیا پھر یہی حدیث آنحضرتؐ سے نقل کی اس میں یوں ہے عائذا باللہ من شر الفتن (یعنے بجائے سوء کے شر کا لفظ ہے)

وٹ۱ قیس یا خارجہ یا عبداللہ۔ وٹ۲ ہم کو آپؐ کے سچے پیغمبر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

وٹ۳ تصویر تو آسمان یا زمین یا پہاڑ کی ایک ذرا سی جگہ میں آ سکتی ہے

اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ بہشت اور دوزخ اتنی بڑی ہو کر مسجد میں کیونکر سمائیں۔ وٹ۴ اس روایت کے لانے

سے امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ سعید کی روایت میں سوء شک کے ساتھ مذکور ہے جتنے صحابہ وہاں موجود تھے سب رونے لگے۔ کیونکہ ان کو معلوم ہوگیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ کثرت سوالات بالکل رنجیدہ ہوگئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رنجیدہ ہونا خدا کے غضب کی نشانی ہے جب کثرت سوالات سے آپؐ کو غصہ آیا تو خیال کرنا چاہیئے کہ جو شخص آپؐ کے ارشاد سن کر اس پر عمل نہ کرے اور دوسرے چیلے چاپڑوں کی بات سنے اس پر آپؐ کا غصہ کس قدر ہوگا اور اس کو خدا کے غضب سے کتنا ڈرنا چاہیئے میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ اہل ہند کی غفلت اور بے اعتنائی اور حدیث اور قرآن کو چھوڑ دینے کی سزائیں کئی سال سے اُن پر طاعون کی بلا نازل ہوئی ہے معلوم نہیں آئندہ اور کیا عذاب اترنا ہے ابھی یہ پارہ ختم نہیں ہوا تھا۔ یعنی ماہ صفر ۱۳۲۳ھ ہجری میں پنجاب سے خبر آئی کہ وہاں سخت زلزلہ ہوا اور ہزاروں لاکھوں مکانات تہ خاک ہوگئے صدہا ہزارہا آدمی مرگئے اور جو بچ رہے ہیں اُن کی بھی حالت تباہ ہے نہ رہنے کو گھر نہ بیٹھنے کا ٹھکانا غرض اہل ہند کسی طرح خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے اور تعصب اور ناحق شناسی نہیں چھوڑ دیتے معلوم نہیں آئندہ اور کیا کیا عذاب آنے والے ہیں یا اللہ بچے مسلمانوں پر رحم کر اور اُن کو ان عذابوں سے بچا دے آمین یا رب العالمین۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْفِتْنَةُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ فتنہ پورب کی طرف سے آئے گا

ف: مدینہ کے پورب کی طرف نجد، عراق، عرب اور ایران اور ہند یہ سب ممالک واقع ہیں قیامت کے قریب انہی ملکوں میں سے فتنہ شروع ہوگا اور اب تک بھی اکثر فتنے اسی سمت سے آچکے ہیں بڑا فتنہ تاتاریوں کا تھا۔ جنہوں نے خلافت اسلامی کو درہم برہم کر دیا اور ہزارہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ بغداد کو جو اسلام کا دارالسلطنت تھا خراب اور برباد کیا۔

٤٠ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَامَ إِلَى جَنْبِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ: الْفِتْنَةُ هٰهُنَا الْفِتْنَةُ هٰهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ أَوْ قَالَ قَرْنُ الشَّمْسِ

مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف صنعانی نے، انہوں نے معمر بن راشد سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے سالم سے، انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ منبر کے پاس (یا منبر پر۔ ترمذی) کھڑے ہوئے اور فرمایا دیکھو فتنہ ادھر سے آئے گا۔ ادھر سے (پورب کی طرف اشارہ کیا۔ مسلم) جہاں سے شیطان کی چوٹی نکلتی ہے یا سورج کا سرا نمود ہوتا ہے۔

۴۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ يَقُولُ أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ پورب کی طرف منہ کئے ہوئے تھے فرماتے تھے فتنہ ادھر سے نمودار ہو گا۔ ادھر سے جہاں سے شیطان کی چوٹی نکلتی ہے۔

۴۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا، قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا، قَالُوا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَفِي نَجْدِنَا فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر بن سعد نے، انہوں نے عبداللہ بن عون سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے، انہوں نے ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی یا اللہ ہمارے شام کے ملک میں برکت دے یا اللہ ہمارے یمن کے ملک میں برکت دے۔ صحابہ نے عرض کیا یہ بھی فرمایئے ہمارے نجد کے ملک میں آپؐ نے پھر یہی دُعا کی یا اللہ ہمارے شام کے ملک میں برکت دے یا اللہ ہمارے یمن کے ملک میں برکت دے صحابہ نے عرض کیا یہ بھی فرمایئے ہمارے نجد کے ملک میں۔ میں سمجھتا ہوں تیسری بار جب صحابہؓ نے یہ عرض کیا (کہ نجد کے لئے بھی دعا فرمایئے) تو آپؐ نے فرمایا وہیں تو زلزلے آئیں گے فتنے پیدا ہوں گے۔ وہیں سے شیطان کی چوٹی نمود ہوگی ف۱۔

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

ف۱ یعنے دجال جو مشرق کے ملک سے آئے گا۔ اسی طرف سے یاجوج ماجوج آئیں گے نجد سے مراد وہ ملک ہے عراق کا جو بلندی پر واقع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے لئے دُعا نہیں فرمائی کیونکہ اُدھر سے بڑی بڑی آفتوں کا ظہور ہونے والا تھا۔ امام حسینؑ علیہ السلام بھی اُسی سرزمین میں شہید ہوئے۔ کوفہ، بابل وغیرہ یہ سب نجد میں داخل ہیں۔ بعضے بیوقوفوں نے نجد کے فتنے سے محمد بن عبدالوہاب کا نکلنا مراد رکھا ہے ان کو یہ معلوم نہیں کہ محمد بن عبدالوہاب تو مسلمان اور موحّد تھے وہ تو لوگوں کو توحید اور اتباع سُنت کی طرف بلاتے تھے اور شرک و بدعت سے منع کرتے تھے اُن کا نکلنا تو رحمت تھا نہ فتنہ اور اہل مکہ کو جو رسالہ انہوں نے لکھا ہے اس میں سراسر یہی مضامین ہیں کہ توحید اور

اتباع سُنت اختیار کرو اور شرک کی اور بدعتی اموں سے پرہیز کرو۔ اونچی اونچی قبریں مت بناؤ قبروں پر جا کر نذریں مت چڑھاؤ۔ منتیں مت مانو۔ یہ سب امور تو نہایت عمدہ اور سُنت نبوی کے موافق ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ نے بھی اونچی قبروں کو گرا دینے کا حکم دیا تھا پھر محمد بن عبدالوہاب نے اگر پیغمبر کی پیروی کی تو کیا قصور کیا۔

٤٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ فَرَجَوْنَا أَنْ يُحَدِّثَنَا حَدِيثًا حَسَنًا قَالَ: فَبَادَرَنَا إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدِّثْنَا عَنِ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ وَاللهُ يَقُولُ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ۔ فَقَالَ: هَلْ تَدْرِي مَا الْفِتْنَةُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ إِنَّمَا كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَ الدُّخُولُ فِي دِينِهِمْ فِتْنَةٌ وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ۔

ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے، انہوں نے بیان بن بشر سے، انہوں نے وبرہ بن عبدالرحمان سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے کہا ایسا ہوا ایک دن عبداللہ بن عمرؓ ہم لوگوں پر برآمد ہوئے ہم کو امید ہوئی کہ وہ کوئی اچھی حدیث بیان کریں گے ف۱ اتنے میں ایک شخص (حکیم) نے اُن سے جلدی کر کے پوچھا۔ ابوعبدالرحمٰن فتنے میں لڑنا کیسا ہے اللہ تعالٰے تو فرماتا ہے اُن سے لڑو تاکہ فتنہ نہ رہے (تو فتنے میں لڑنا بہتر ٹھہرا ف۲) انہوں نے کہا اسے تو جانتا ہے فتنہ کس کو کہتے ہیں (خدا کرے تو مرے) تیری ماں تجھ کو روئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ رفع کرنے کے لئے مشرکوں سے لڑتے تھے شرک میں پڑنا یہ فتنہ ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائی تم لوگوں کی بادشاہت حاصل کرنے کے لئے تھی ف۳۔

ف۱ جس میں رحمت اور بشارت کا ذکر ہوگا۔ ف۲ عبداللہ بن عمرؓ کا یہ مذہب تھا کہ جب مسلمانوں میں آپس میں فتنہ ہو تو لڑنا درست نہیں۔ دونوں طرف والوں سے الگ رہ کر خاموش گھر میں بیٹھنا چاہیئے اور اسی لئے عبداللہ بن عمرؓ نہ معاویہؓ کے شریک ہوئے نہ حضرت علیؓ کے۔ اس شخص نے گویا عبداللہ بن عمرؓ کا رد کیا کہ اللہ تو فتنہ رفع کرنے کے لئے لڑنے کا حکم دیتا ہے اور تم لڑنے کے لئے منع کرتے ہو۔ ف۳ تو اس آیت وقاتلوہم حتی لاتکون فتنۃ میں فتنہ سے مراد شرک ہے یعنے مشرکوں سے لڑو۔ اس لئے کہ دنیا میں شرک باقی نہ رہے۔ اللہ کی توحید پھیل جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل لڑائیاں اسی غرض سے ہیں بادشاہت حاصل کرنے کی غرض سے ہرگز نہ تھیں یہی وجہ تھی کہ جب معاویہ اور علیؓ میں لڑائی ہوئی تو عبداللہ بن عمرؓ اُن میں سے کسی کی طرف شریک نہیں ہوئے۔

اور حضرت علیؓ کو خلیفہ برحق تھے اور معاویہ والے باغی تھے مگر عبداللہ بن عمرؓ حضرت علیؓ کے لشکر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے لوگوں کے اختلاف کی وجہ سے ابھی تک حضرت علیؓ سے بیعت نہیں کی تھی وہ اس انتظار میں تھے دیکھیں آئندہ معاملات کی کیا صورت پیدا ہوتی ہے اگر حضرت علیؓ پر سب کا اتفاق ہو گیا انہی سے بیعت کرلیں گے۔ عبداللہ بن عمرؓ کا یہ خاص خیال تھا کہ جب تک لوگوں کا اتفاق کسی پر نہ ہو جائے اس کی خلافت صحیح نہیں ہے مگر تعجب یہ ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے اختلاف کی وجہ سے حضرت علیؓ کی بیعت کرنے میں تو تامل کیا لیکن یزید سے کیونکر بیعت کرلی۔ حالانکہ اہل مدینہ اور اہل مکہ سے بہت سے اصحاب اور اہل بیت اس کی بیعت کے خلاف میں تھے۔ بعضے کہتے ہیں عبداللہ بن عمرؓ نے یزید سے اُس وقت بیعت کرلی تھی پھر اُس کے بُرے اطوار دیکھ کر اہل مدینہ نے اُن کی بیعت توڑ دی اس پر یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر دے کر مدینہ والوں کے قتل کے لئے بھیجا۔ عبداللہ بن عمرؓ بچ رہے کیونکہ انہوں نے یزید کی بیعت نہیں توڑی تھی اور عبدالملک بن مروان سے عبداللہ بن عمرؓ نے اس وقت بیعت کی جب وہ عبداللہ بن زبیر پر غالب آگیا۔ اور عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہوئے اور سب جگہ مسلمانوں نے عبدالملک کی حکومت تسلیم کرلی ورنہ عبداللہ بن عمرؓ کی نیت تھی کہ اگر عبداللہ بن زبیر غالب ہو جائیں اور عبدالملک مغلوب تو عبداللہ بن زبیر ہی سے بیعت کرلیں۔

بَابُ الْفِتْنَةِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ خَلَفِ ابْنِ حَوْشَبٍ كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَتَمَثَّلُوا بِهٰذِهِ الْأَبْيَاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ قَالَ امْرُؤُ الْقَيْسِ ؎

الْحَرْبُ أَوَّلُ مَا تَكُونُ فَتِيَّةً
تَسْعَى بِزِيْنَتِهَا لِكُلِّ جَهُولِ
حَتَّى إِذَا اشْتَعَلَتْ وَشَبَّ ضِرَامُهَا
وَلَّتْ عَجُوزًا غَيْرَ ذَاتِ حَلِيلِ
شَمْطَاءَ يُنْكَرُ لَوْنُهَا وَتَغَيَّرَتْ
مَكْرُوهَةً لِلشَّمِّ وَالتَّقْبِيلِ

باب اُس فتنے کا بیان جو سمندر کی طرح موجیں مار کر اُمنڈ آئے گا ف۱۔

سفیان بن عیینہ نے خلف بن حوشب سے روایت کیا ف۲۔ اگلے لوگ فتنے کے وقت امرالقیس شاعر کی یہ بیتیں پڑھنا پسند کرتے تھے (بعضوں نے کہا یہ بیتیں عمرو بن معدیکرب کی ہیں) ؎

ابتدا میں ایک جوان عورت کی صورت ہے یہ جنگ
دیکھ کر نادان اُسے ہوتے ہیں عاشق اور دنگ!
جب کہ بھڑکے شعلے اُس کے پھیل جائیں ہر طرف
تب وہ ہو جاتی ہے بوڑھی اور بدل جاتا ہے رنگ!
ایسی بدصورت کو رکھے کون چونڈا ہے سپید
سُونگھنے اور چومنے سے اُسکے سب ہوتے ہیں تنگ!

ف۱ تمام جہان پر اُس کا اثر پھیل جائے گا۔ لوگوں کی عقلیں جاتی رہیں گی۔ ف۲ اس کو امام بخاریؒ نے تاریخ صغیر میں وصل کیا۔

٤٤- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا شَقِيقٌ، سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ عُمَرَ إِذْ قَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ؟ قَالَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ: لَيْسَ عَنْ هَذَا أَسْأَلُكَ وَلَكِنِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ عُمَرُ أَيُكْسَرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ؟ قَالَ: بَلْ يُكْسَرُ قَالَ عُمَرُ: إِذًا لَا يُغْلَقُ أَبَدًا، قُلْتُ: أَجَلْ، قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ: أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ؟ قَالَ: نَعَمْ كَمَا أَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدٍ لَيْلَةً وَذَلِكَ أَنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالأَغَالِيطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ مَنِ الْبَابُ؟ فَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ: مَنِ الْبَابُ؟ قَالَ عُمَرُ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا، ہم سے اعمش نے کہا، ہم سے شقیق نے کہا میں نے حذیفہؓ سے سنا وہ کہتے تھے ایک بار ایسا ہوا ہم حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں انہوں نے پوچھا فتنے کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تم میں سے کس کو یاد ہے حذیفہ نے کہا اُس فتنے کے باب میں جو آدمی کو اُس کے گھر بار مال اولاد اور پڑوس میں پیدا ہوا کرتا ہے (اُن کی محبت میں خُدا کو بھول جاتا ہے) ایسے فتنے کا کفارہ نماز ہے اور صدقہ اور امر بالمعروف (اچھی بات کا حکم کرنا) نہی عن المنکر (بری بات سے منع کرنا) حضرت عمرؓ نے کہا میں یہ (چھوٹے چھوٹے) فتنے نہیں پوچھتا اس فتنے کو پوچھتا ہوں جو سمندر کی طرح امنڈ آئے گا۔ حذیفہ نے کہا اس فتنے سے آپ کو کچھ ڈر نہیں امیرالمومنین آپ اور اس فتنے کے درمیان تو ایک بند دروازہ ہے حضرت عمرؓ نے کہا بھلا یہ دروازہ توڑ ڈالا جائے گا یا کھولا جائے گا حذیفہ نے کہا توڑ ڈالا جائیگا ف۱ حضرت عمرؓ نے کہا پھر تو وہ دروازہ کبھی بند نہ ہوگا ف۲ حذیفہ نے کہا جی ہاں شقیق کہتے ہیں ہم نے حذیفہ سے پوچھا کیا حضرت عمرؓ اس دروازے کو جانتے تھے انہوں نے کہا ایسا یقین کے ساتھ جانتے تھے جیسے یہ بات کہ آج کی رات کل کے دن سے پہلے ہے اسکی وجہ یہ تھی کہ میں نے انکو ایک حدیث بیان کی تھی جو کچھ اٹکل پچو بات نہ تھی۔ ف۳ شقیق کہتے ہیں کہ ہم حذیفہ سے یہ پوچھنے میں ڈر گئے کہ وہ کون تھا۔ ہم نے مسروق سے کہا تم پوچھو انہوں نے پوچھا۔ حذیفہ نے کہا وہ دروازہ خود حضرت عمرؓ تھے ف۴۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

ف۱ وہ دروازہ حضرت عمرؓ تھے توڑنا یہ کہ شہید کئے جائیں گے۔ ف۲ بند کیسے ہوگا جب ٹوٹ پھوٹ گیا۔ ف۳ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی ہوئی یقینی بات تھی۔ ف۴ یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے۔ سبحان اللہ حضرت عمرؓ کی ذات مسلمانوں کی پشت پناہ تمام آفتوں اور بلاؤں کی روک تھی جب سے یہ ذات مقدس اٹھ گئی مسلمان مصیبت میں مبتلا ہو

ہوگئے آئے دِن ایک ایک آفت ایک ایک مصیبت۔ اگر عمر فاروق رضؓ زندہ ہوتے تو ان (جاہل) درویشوں اور صوفیوں کی جو معاذ اللہ ہر چیز کو خدا اور عابد اور معبود کو ایک سمجھتے ہیں پیغمبروں اور آسمانی کتابوں کو جھٹلاتے ہیں اور ان بدعتی گور پرستوں اور پیر پرستوں اور ان رافضیوں اور خارجیوں دشمنان صحابہ اور اہل بیت کی کچھ دال گلنے پاتی کبھی نہیں ہرگز نہیں۔ یا اللہ حضرت عمرؓ کی طرح اور ایک شخص کو مسلمانوں میں بھیج دے جو اسلام کا جھنڈا از سر نو بلند کرے اور دشمنان اسلام کو سرنگوں کردے آمین یارب العالمین۔

٤٥- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِينَةِ لِحَاجَتِهِ وَخَرَجْتُ فِي أَثَرِهِ فَلَمَّا دَخَلَ الْحَائِطَ جَلَسْتُ عَلَى بَابِهِ وَقُلْتُ لَأَكُونَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْمُرْنِي فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَى حَاجَتَهُ وَجَلَسَ عَلَى قُفِّ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَوَقَفَ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ، قَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجَاءَ عَنْ يَمِينِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہوں نے شریک بن عبداللہ سے انہوں نے سعید بن مسیب سے، انہوں نے ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاجت ضروری کے لئے مدینہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے میں بھی آپؐ کے پیچھے پیچھے گیا آپؐ باغ کے اندر گھس گئے تو میں دروازے پر بیٹھ رہا میں نے کہا آج میں آپؐ کا دربان ہونگا۔ گو آپؐ نے مجھ کو دربان بننے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اے خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ کے اندر جا کر حاجت سے فراغت کی اور وہاں سے آکر کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے اپنی پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکادیں اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق آئے انہوں نے اندر جانیکی اجازت مانگی میں نے کہا ٹھہر جاؤ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لوں وہ ٹھہر گئے میں اندر گیا اور عرض کیا یارسول اللہ ابو بکرؓ آئے ہیں اور آپؐ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں آپؐ نے کہا جا اُن کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری بھی۔ خیر ابو بکرؓ اندر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھے انہوں نے بھی پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکادیں۔ اتنے میں حضرت عمرؓ آئے میں نے کہا ٹھہرو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لوں (اور میں نے اندر جا کر آپؐ سے عرض کیا) آپؐ نے فرمایا ان کو بھی

سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَاءَ عُمَرُ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجَاءَ عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَامْتَلَأَ الْقُفُّ فَلَمْ يَكُنْ فِيهِ مَجْلِسٌ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَهَا بَلَاءٌ يُصِيبُهُ فَدَخَلَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا فَتَحَوَّلَ حَتَّى جَاءَ مُقَابِلَهُمْ عَلَى شَفَةِ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ دَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَعَلْتُ أَتَمَنَّى أَخًا لِي وَأَدْعُو اللهَ أَنْ يَأْتِيَ. قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَتَأَوَّلْتُ ذٰلِكَ قُبُورَهُمْ اجْتَمَعَتْ هٰهُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ۔

اجازت لے اور بہشت کی خوشخبری۔ خیر وہ بھی آئے اور اسی کنویں کی مینڈ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بائیں طرف بیٹھ گئے اپنی پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکا دیں اب مینڈ بھر گئی اُس پر بیٹھنے کی جگہ نہیں رہی اتنے میں حضرت عثمانؓ آئے میں نے کہا ٹھہرو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لوں (اور اندر جا کر میں نے عرض کیا) آپؐ نے فرمایا اُن کو بھی اجازت دے اور خوشخبری بھی سُنا۔ مگر ایک بلا کے ساتھ جو (دنیا میں) اُن پر آئے گی ف۲ عے پھر وہ بھی اندر گئے مینڈ پر تو بیٹھنے کی جگہ نہیں رہی تھی وہ دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر بیٹھے اور اپنی پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکا دیں۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں۔ اس وقت مجھ کو آرزو ہوئی کاش میرا بھائی (ابو بردہ یا ابو رہم) بھی اس وقت آ جاتا اور میں دُعا کرنے لگا یا اللہ اس کو بھی بھیج دے ف۳۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں میں نے اس واقعے کی یہ تعبیر نکالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کی قبریں ایک ہی جگہ بنیں (کیونکہ تینوں ایک ہی مینڈ پر بیٹھے تھے) اور حضرت عثمانؓ اکیلے ایک علیحدہ جگہ میں دفن ہوئے۔

ف۱ مگر اوپر ایک روایت میں گذر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دروازے کی نگہبانی کا حکم دیا شاید جب ابو موسیٰ کے دل میں ایسا خیال آیا ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روشن ضمیری سے ان کی خواہش معلوم کر کے اُن کو دربانی پر مقرر کر دیا۔ ف۲ بلا سے باغیوں کا بلوہ اُن کو گھیر لینا اُن کے ظلم اور تعدی کی شکائتیں کرنا خلافت سے اتار دینے کی سازشیں کرنا مراد ہے گو حضرت عمرؓ بھی شہید ہوئے مگر اُن پر یہ آفتیں نہیں آئیں بلکہ ایک کافر نے دھوکے سے اُن کو مار ڈالا وہ بھی عین نماز میں۔ باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کی نسبت یہ فرمایا کہ ایک بلا یعنے فتنے میں مبتلا ہوں گے اور یہ فتنہ بہت بڑا تھا اُسی کی وجہ سے جنگ جمل اور جنگ صفین واقع ہوئی۔ جس میں ہزارہا مسلمان شہید ہوئے۔ عے میں نے اُن سے جا کر کہا۔ تو انہوں نے کہا الحمد للہ واللہ المستعان۔

ف۳ تاکہ بہشت کی بشارت وہ بھی پالے۔

۴۶۔ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ قِيلَ لِأُسَامَةَ أَلَا تُكَلِّمُ هَذَا قَالَ: قَدْ كَلَّمْتُهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَفْتَحُهُ وَمَا أَنَا بِالَّذِي أَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ أَمِيرًا عَلَى رَجُلَيْنِ أَنْتَ خَيْرٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُجَاءُ بِرَجُلٍ فَيُطْرَحُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيُطِيفُ بِهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ: أَيْ فُلَانُ أَلَسْتَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ فَيَقُولُ إِنِّي كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا أَفْعَلُهُ وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَفْعَلُهُ۔

مجھ سے بشر بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے انہوں نے شعبہ سے، انہوں نے سلیمان اعمش سے کہا میں نے ابووائل سے سنا وہ کہتے تھے لوگوں نے اسامہ بن زید سے، (جو آنحضرتؐ کے محبوب تھے) یہ کہا کہ تم حضرت عثمانؓ سے گفتگو کرو ف۱۔ اسامہ نے کہا میں پوشیدہ اُن سے گفتگو کر چکا ہوں۔ اور میں یہ نہیں چاہتا کہ اعلانیہ ان کو برا بھلا کہہ کے فتنے اور فساد کا دروازہ ف۲ پہلے کھولنے والا میں بنوں اور میں (خوشامدی) ایسا شخص بھی نہیں ہوں کہ کوئی دو آدمیوں پر حاکم بن جائے تو میں اُس کو (خوش کرنے کیلئے خواہ مخواہ) یوں کہوں تم اچھے آدمی ہو ف۳۔ جب سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سُنی ہے میں نے آپؐ سے سُنا آپؐ فرماتے تھے (قیامت کے دن) ایک آدمی کو لے کر آئیں گے اس کو دوزخ میں ڈال دیں گے ف۴ وہ (اُن کو لئے ہوئے) اس طرح چکر مارتا ہے گا جیسے چکی کا گدھا گھومتا رہتا ہے دوزخ کے لوگ اُس کے گرد جمع ہو جائیں گے پوچھیں گے بھلے آدمی تو تو (دنیا میں اچھا آدمی تھا) لوگوں کو نیک بات کا حکم دیتا تھا بُری بات سے منع کرتا تھا (تو اس آفت میں کیوں گرفتار ہوا) وہ کہے گا بیشک میں لوگوں کو تو اچھی بات کا حکم کرتا لیکن خود نہ کرتا اور بُری بات سے منع کرتا لیکن خود باز نہ آتا (بُرے کام کرتا ف۵)

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

ف۱ اُن کو سمجھاؤ کہ تم نے ولید بن عقبہ وغیرہ اپنے عزیزوں کو حاکم بنا دیا ہے وہ شراب کشراب اڑاتے ہیں۔ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ ف۲ ترجمہ باب یہیں سے نکلا۔ ف۳ یعنی میری نسبت تم لوگ یہ خیال نہ کرنا کہ میں عثمانؓ کو نیک بات سمجھانے میں مداہنت اور سستی کرتا ہوں اور عثمانؓ کی اس وجہ سے کہ وہ حاکم ہیں خواہ مخواہ خوشامد کے طور پر تعریف کرتا ہوں۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جو شخص دو آدمیوں پر بھی حاکم بنے میں اس کی تعریف کرنے والا نہیں اس لئے کہ حکومت بڑے

مواخذہ کی چیز ہے حاکم کو عدل اور انصاف اور رعایا کی پوری خبر گیری کا انتظام کرنا چاہیئے تو حاکم شخص کے لئے یہی غنیمت ہے کہ حکومت کی وجہ سے اور مواخذہ میں گرفتار نہ ہو چہ جائیکہ بھلائی اور ثواب حاصل کرے۔ ف۴ اُس کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں گی۔ ف۵ اسامہ نے یہ حدیث بیان کر کے لوگوں کو یہ سمجھایا کہ تم میری نسبت یہ گمان نہ کرنا کہ میں عثمانؓ کو نیک صلاح میں کوتاہی کرتا ہوں کیا میں قیامت کے دن اپنا حال اسی شخص کا سا کر لوں گا۔ جو انتڑیاں اٹھائے ہوئے گدھے کی طرح گھومے گا۔ یعنی اگر میں تم لوگوں کو یہ کہوں کہ بُری بات دیکھنے پر منع کیا کرو اور جو کوئی بُرا کام کرے اس کو سمجھا کر ایسے کام سے باز رکھا کرو اور خود میں ایسا نہ کروں بلکہ بُرے کاموں کو دیکھ کر خاموش رہ جاؤں تو میرا حال اسی شخص کا سا ہونا ہے۔

باب۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: لَقَدْ نَفَعَنِي اللَّهُ بِكَلِمَةٍ أَيَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَارِسًا مَلَّكُوا ابْنَةَ كِسْرَى قَالَ: لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً۔

باب ف۱۔ ہم سے عثمان بن ہیثم نے بیان کیا کہا ہم سے عوف اعرابی نے، انہوں نے امام حسن بصریؒ سے، انہوں نے ابوبکرہؓ سے، انہوں نے کہا جنگ جمل کے واقعہ میں اللہ نے مجھ کو ایک کلمہ سے فائدہ دیا جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا ہوا یہ کہ جب آنحضرتؐ کو یہ خبر پہنچی کہ ایران والوں نے (ایران) کسریٰ (شیرویہ بن پرویز بن ہرمز) کی بیٹی کو بادشاہ بنایا تو آپؐ نے فرمایا وہ قوم کبھی پنپنے والی نہیں جو ایک عورت کو اپنا حاکم بنائیں ف۲۔

ف۱ اس میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں گویا پہلے ہی باب سے متعلق ہے۔ ف۲ اور جنگ جمل میں ایسا ہی ہوا تھا۔ کہ حضرت عائشہؓ اُس فریق کی سردار تھیں جس نے حضرت علیؓ سے مقابلہ کیا تھا تو ابوبکرہؓ نے اس حدیث سے یہ نکالا۔ کہ حضرت عائشہؓ کا فریق کامیاب نہیں ہو سکتا اور ایسا ہی ہوا کہ حضرت عائشہؓ کو جن لوگوں نے بھڑکا کر لڑایا تھا وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے اور کچھ مارے گئے حضرت عائشہؓ اونٹ پر تن تنہا رہ گئیں۔ حضرت علیؓ نے اُن کو مدینے روانہ کر دیا اور جنگ ختم ہوئی اسی لڑائی میں طلحہؓ حضرت عائشہؓ کی طرف سے شہید ہوئے اور زبیرؓ میدان جنگ سے لوٹ کر ایک جگہ جا کر سو رہے تھے۔ وہاں ایک شخص نے اُن کا سر کاٹ لیا۔

۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْيَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ الْأَسَدِيُّ قَالَ: لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے کہا، ہم سے ابوبکر بن عیاش نے کہا، ہم سے ابوحصین نے کہا، ہم سے ابومریم عبداللہ بن زیاد اسدی نے، انہوں نے کہا جب طلحہ بن عبیداللہ اور زبیر حضرت عائشہؓ کے ساتھ بصرے کی

الزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ إِلَى الْبَصْرَةِ بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَدِمَا عَلَيْنَا الْكُوفَةَ فَصَعِدَا الْمِنْبَرَ فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِي أَعْلَاهُ وَقَامَ عَمَّارٌ أَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَسَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُولُ إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى الْبَصْرَةِ وَوَاللَّهِ إِنَّهَا لَزَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَكِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ابْتَلَاكُمْ لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ تُطِيعُونَ أَمْ هِيَ۔

طرف گئے ف۱۔ تو حضرت علیؓ نے (۳۶ھ ہجری میں) عمار بن یاسر اور امام حسن علیہ السلام کو روانہ کیا۔ یہ دونوں صاحب کوفہ میں ہمارے پاس آئے اور منبر پر چڑھے۔ امام حسن علیہ السلام تو منبر کے اوپر کے درجے پر کھڑے ہوئے اور عمار اُن سے نیچے ہم سب لوگ (خطبہ سننے کے لئے) ان کے پاس جمع ہوگئے۔ عمار نے کہا دیکھو حضرت عائشہؓ بصری کی طرف چلی گئی ہیں اور خدا کی قسم حضرت عائشہؓ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہیں دنیا اور آخرت دونوں مقاموں میں ف۲۔ مگر اللہ تعالےٰ نے تم لوگوں کو آزمایا ہے کہ تم اس (اپنے پروردگار کی) اطاعت کرتے ہو یا حضرت عائشہؓ کی ف۳۔

ف۱ ہوا یہ کہ جب حضرت عثمانؓ مدینہ میں شہید کئے گئے تو حضرت عائشہؓ اس وقت مکہ میں تھیں۔ انہوں نے لوگوں کو ترغیب دی کہ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ اُن کے قاتلوں سے لینا چاہیئے۔ طلحہؓ اور زبیرؓ دونوں مدینہ میں تھے اور حضرت علیؓ سے بیعت کر چکے تھے۔ اُنہوں نے عمرے کی اجازت حضرت علیؓ سے لی۔ مکہ میں آئے حضرت عائشہؓ سے ملے۔ اُن کے ساتھ شریک ہوگئے۔ حضرت عائشہؓ ایک اونٹ پر جس کا نام عسکر تھا اور یعلیٰ بن امیہ نے اُس کو دو سو اشرفیوں سے خریدا تھا سوار ہو کر بصرے کی طرف روانہ ہوئیں۔ تین ہزار آدمیوں کا لشکر اُن کے ہمراہ تھا۔ طلحہؓ اور زبیرؓ بھی اسی لشکر میں تھے رستے میں بنی عامر کے ایک چشمہ پر پہنچے جس کو حوأب کہتے تھے حضرت عائشہؓ نے پوچھا اس چشمے کا نام کیا ہے لوگوں نے کہا حوأب۔ وہاں کتے بھونکنے لگے حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے آنحضرتؐ سے سنا آپؐ فرماتے تھے تم بی بیوں میں سے ایک بی بی کا کیا حال ہوگا جب حوأب کے کتے اس پر بھونکیں گے۔ بزار کی روایت میں ابن عباسؓ سے یوں ہے آنحضرتؐ نے اپنی بی بیوں سے فرمایا تم میں وہ عورت کون ہے جو اونٹ پر سوار ہو کر نکلے گی حوأب کے کتے اس کو بھونکیں گے اس کے گرد و پیش بہت سے لوگ مارے جائیں گے اور مشکل سے ان کی جان بچے گی کہتے ہیں حضرت عائشہؓ اس حدیث کو یاد کر کے نادم ہوئیں۔ اور اُن کا ارادہ جنگ کا نہ تھا مگر دونوں طرف کے لونڈوں نے لڑائی شروع کرادی پہلے گالی گلوچ کی پھر تیر مارنے شروع کر دیئے یہ لڑائی بصرے میں ہوئی حضرت عائشہ کے لشکر والوں نے بصرے کے گرد خندق کھود لی تھی۔ آخر حضرت علیؓ کا لشکر غالب ہوا۔ حضرت علیؓ نے حکم دے دیا تھا کہ جو بھاگ گئے اسکا تعاقب نہ کرنا کسی کے گھر میں نہ گھسنا جو دروازہ بند کر لے یا ہتھیار ڈال دے

اس سے معترض نہ ہوتا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اگر میں جنگ جمل میں نہ جاتی اپنے گھر بیٹھی رہتی تو مجھ کو اس سے زیادہ اچھا لگتا کہ میں آنحضرتؐ کے نطفے سے دس بیٹے جنتی۔ ف۲ یعنی ان کی عزت اور حرمت میں کلام نہیں۔ ف۳ عمار کا مطلب یہ تھا کہ حضرت علیؓ خلیفہ برحق ہیں اور خلیفہ کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت ہے حضرت عائشہؓ گو پیغمبر کی بی بی اور بڑی عزت و حرمت والی ہیں مگر خلیفہ برحق کے خلاف لوگوں کو بھڑکا کر ان کو بغاوت پر مجبور کیا ہے۔ وہ عورت ذات بہکانے میں آگئیں تو تم لوگ کہیں حضرت عائشہؓ کے ساتھ شریک ہو کر اللہ کی نافرمانی میں مبتلا نہ ہو جانا۔ اسمٰعیل کی روایت میں یوں ہے کہ عمار نے لوگوں کو حضرت عائشہؓ سے لڑنے کے لئے برانگیختہ کیا اور امام حسنؓ نے حضرت علیؓ کی طرف سے پیغام سنایا کہ میں لوگوں کو خدا کی یاد دلا کر یہ کہتا ہوں۔ کہ وہ بھاگیں نہیں اگر میں مظلوم ہوں تو اللہ میری مدد کرے گا اور اگر میں ظالم ہوں تو اللہ مجھ کو تباہ کرے گا خدا کی قسم طلحہؓ اور زبیرؓ نے خود مجھ سے بیعت کی پھر بیعت توڑ کر حضرت عائشہؓ کے ساتھ لڑنے کے لئے نکلے عبداللہ بن بدیل کہتے ہیں جنگ شروع ہوتے وقت حضرت عائشہؓ کے کجاوے کے پاس آیا میں نے کہا ام المومنین جب عثمانؓ شہید ہوئے تو میں آپ کے پاس آیا آپ نے خود فرمایا کہ اب علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ رہنا اور پھر اب آپ خود اُن سے لڑنا چاہتے ہیں یہ کیا بات ہے حضرت عائشہؓ نے کچھ جواب نہ دیا آخر اُن کے اونٹ کی کونچیں کاٹی گئیں پھر میں اور ان کے بھائی محمد بن ابی بکرؓ دونوں اترے اور کجاوے کو اٹھا کر حضرت علیؓ کے پاس لائے حضرت علیؓ نے اُن کو گھر میں زنانہ میں بھیج دیا۔

باب۔

۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَامَ عَمَّارٌ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ فَذَكَرَ عَائِشَةَ وَذَكَرَ مَسِيرَهَا وَقَالَ إِنَّهَا زَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَكِنَّهَا مِمَّا ابْتُلِيتُمْ۔

باب ف۱۔

ہم سے ابونعیم بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالملک بن ابی غنیہؒ نے، انہوں نے حکم بن عتیبہ سے، انہوں نے ابووائل سے، انہوں نے کہا عمار بن یاسرؓ کوفہ کے منبر پر کھڑے ہوئے اور حضرت عائشہؓ کا اور اُن کے بصرے کیطرف (بارادۂ جنگ) چلے جانے کا ذکر کیا اور کہنے لگا وہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا اور آخرت میں بی بی ہیں ف۲ مگر (تقدیر کا لکھا ضرور پورا ہونا ہے) اللہ نے تمہاری آزمائش کی ہے ف۳۔

ف۱ اس باب میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں اور بعضے نسخوں میں باب کا لفظ ساقط ہے اور وہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس باب کی حدیث اگلی حدیث کا ایک جزو ہے۔ ف۲ حضرت عائشہؓ کی عزت اور حرمت میں کلام نہیں۔ ف۳ دیکھیں اس فساد میں تم حق کی پیروی کرتے ہو یا نہیں۔ عمار بن یاسرؓ بڑے اعلیٰ درجے کے صحابی اور آنحضرتؐ اور آپ کے اہل بیت

کے جانثار تھے۔ انہوں نے گو حضرت عائشہؓ سے بوجہ مجبوری لوگوں کو لڑنے کے لئے ترغیب دی مگر جیسے حق پرست لوگوں کا قاعدہ ہوتا ہے حضرت عائشہؓ کی فضیلت اور عزت اور حرمت میں کوئی کلام نہیں کیا۔ یہاں حافظ صاحب اور قسطلانی نے اُن کی پیروی سے ایک عجیب بات لکھ ماری۔ انہوں نے یہ کہا کہ عمار جو منبر پر نیچے کھڑے ہوئے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ امام حسن علیہ السلام ان لوگوں کے جن کو حضرت علیؓ نے بھیجا تھا سردار تھے اور خلیفہ وقت کے صاحبزادے تھے اس لئے اوپر کھڑے ہوئے گو عمار فضیلت میں امام حسنؑ پر راجح تھے یا عمار نے تواضع کی راہ سے ایسا کیا۔ میں کہتا ہوں عمارؓ اگرچہ بڑے درجہ کے صحابی تھے مگر امام حسنؑ پر وہ راجح نہیں ہوسکتے امام حسن علیہ السلام صحابی بھی تھے دوسرے آنحضرتؐ کے نواسے بیٹے کی جگہ تھے عمارؓ کسی طرح اُن سے افضل نہیں ہوسکتے۔ عمارؓ اور دوسرے سب صحابہؓ باستثناء جناب عباسؓ اور حمزہؓ اور علی مرتضٰیؓ کے اُن کے خادموں کی طرح تھے واللہ علی ما نقول شہید ولا نخاف فی سبیل اللہ لومۃ لائم۔

۴۹۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ: دَخَلَ أَبُو مُوسَى وَأَبُو مَسْعُودٍ عَلَى عَمَّارٍ حَيْثُ بَعَثَهُ عَلِيٌّ إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ يَسْتَنْفِرُهُمْ فَقَالَا: مَا رَأَيْنَاكَ أَتَيْتَ أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ إِسْرَاعِكَ فِي هَذَا الْأَمْرِ مُنْذُ أَسْلَمْتَ فَقَالَ عَمَّارٌ مَا رَأَيْتُ مِنْكُمَا مُنْذُ أَسْلَمْتُمَا أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا عَنْ هَذَا الْأَمْرِ وَكَسَاهُمَا حُلَّةً حُلَّةً ثُمَّ رَاحُوا إِلَى الْمَسْجِدِ۔

ہم سے بدل بن محبر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا، مجھ کو عمرو بن مرہ نے خبر دی کہا میں نے ابو وائل سے سُنا وہ کہتے تھے ابو موسیٰ اشعریؓ اور ابو مسعود انصاریؓ دونوں عمار بن یاسرؓ کے پاس اُس وقت گئے جب حضرت علیؓ نے اُن کو کوفہ بھیجا تھا اس لئے کہ لوگوں کو لڑنے کے لئے مستعد کریں ف۱ ابو موسیٰؓ اور ابو مسعودؓ دونوں عمارؓ سے کہنے لگے جب سے تم مسلمان ہوئے ہو ہم نے کوئی بات تمہاری اس سے زیادہ بری نہیں دیکھی جو تم اس کام میں ف۲ جلدی کر رہے ہو عمارؓ نے جواب دیا میں نے بھی جب سے تم دونوں مسلمان ہوئے ہو تمہاری کوئی بات اس سے زیادہ بری نہیں دیکھی جو تم اس کام میں دیر کر رہے ہو ف۳ ابو مسعود نے عمار اور ابو موسیٰ دونوں کو ایک ایک کپڑے کا نیا جوڑا پہنایا پھر تینوں مل کر مسجد کو سدھارے ف۴۔

ف۱ حضرت علیؓ نے اس لئے جلدی کی کہ کہیں فتنہ بڑھ نہ جائے اور بہت سے لوگ حضرت عائشہؓ کے شریک ہو کر باغی نہ بن جائیں۔ اس وقت اس فتنہ کا بجھانا مشکل ہو جاتا بقول شخصے ؎

سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ میل ۔۔۔ چو پر شد نہ شاید گذشتن بہ پیل۔

ف۲ یعنی لوگوں کو حضرت عائشہؓ سے لڑنے کے لئے برانگیختہ کرنے میں۔ ف۳ کیونکہ خلیفہ وقت کا حکم فوراً بجالانا چاہیئے جیسے پیغمبر صاحب کا حکم ہے۔ ف۴ تاکہ نماز جمعہ ادا کریں عمار دُور دراز سفر کرکے مدینہ سے کوفہ میں آئے تھے اُن کے کپڑے میلے

پھیلے ہو گئے تھے تو ابو مسعودؓ نے ان کو نئے کپڑے پہنائے اور چونکہ یہ مناسب نہ تھا کہ اُن کو پہناتے اور ابو موسےٰ اشعریؓ منہ دیکھتے رہے اس لئے ان کو بھی پہنائے۔

٥٠- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ ابْنِ سَلَمَةَ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي مُوسَى وَعَمَّارٍ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ مَا مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ فِيهِ غَيْرَكَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنِ اسْتِسْرَاعِكَ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَقَالَ عَمَّارٌ: يَا أَبَا مَسْعُودٍ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ وَلَا مِنْ صَاحِبِكَ هَذَا شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتُمَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا فِي هَذَا الْأَمْرِ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ وَكَانَ مُوسِرًا يَا غُلَامُ هَاتِ حُلَّتَيْنِ فَأَعْطَى إِحْدَاهُمَا أَبَا مُوسَى وَالْأُخْرَى عَمَّارًا وَقَالَ: رُوحَا فِيهِ إِلَى الْجُمُعَةِ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا، انہوں نے ابو حمزہ سے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے شقیق بن سلمہ سے، انہوں نے کہا میں (کوفہ میں) ابو مسعودؓ اور ابو موسےٰؓ اور عمار بن یاسرؓ کے ساتھ بیٹھا تھا اتنے میں ابو مسعودؓ نے عمارؓ سے کہا تمہارے ساتھ والے جتنے لوگ ہیں میں اگر چاہوں تو تمہارے سوا اُن میں سے ہر ایک کا کچھ نہ کچھ عیب بیان کر سکتا ہوں (لیکن تم ایک بے عیب ہو) اور جب سے تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہیں نے کوئی عیب کا کام تمہارا نہیں دیکھا ایک یہی عیب کا کام دیکھتا ہوں کہ تم اس امر میں (یعنی لوگوں کو جنگ کے لئے اٹھانے میں) جلدی کر رہے ہو عمارؓ نے کہا ابو مسعودؓ تم اور تمہارے ان ساتھی (ابو موسیٰ اشعریؓ) سے جب سے تم دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی میں نے کوئی عیب کا کام اس سے زیادہ نہیں دیکھا جو تم دونوں اس کام میں دیر کر رہے ہو ف۱ پھر ابو مسعودؓ نے جو ایک مالدار آدمی تھے اپنے غلام سے کہا اے چھوکرے کپڑے کے دو نئے جوڑے وہ لیکر آیا۔ ابو مسعودؓ نے ایک جوڑا ابو موسیٰؓ کو دیا اور ایک عمارؓ کو ف۲ اور کہنے لگے (بھائی) یہ کپڑے پہن کر جمعہ کی نماز کو چلو۔

ف۱ ہوا یہ تھا کہ ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت عثمانؓ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے حضرت علیؓ نے بھی انہی کو قائم رکھا جب حضرت عائشہ ایک فوج کثیر کے ساتھ بصرے تشریف لے گئیں اور طلحہؓ اور زبیرؓ دونوں نے حضرت علیؓ کی بیعت توڑ کر ان کے ساتھ گئے تو حضرت علیؓ نے ابو موسےٰ اشعریؓ کو کہلا بھیجا کہ مسلمانوں کو جنگ کے لئے تیار رکھو اور حق کی مدد کرو ابو موسیٰ نے سائب بن مالک اشعریؓ سے رائے لی انہوں نے یہی رائے دی کہ خلیفہ وقت کے حکم پر چلنا چاہیئے لیکن ابو موسیٰ نے نہ سنا اور

الٹا لوگوں سے یہ کہنے لگے کہ جنگ کا ارادہ نہ کرو آخر حضرت علیؓ نے قرظہ بن کعب کو کوفہ کا حاکم کیا اور ابو موسےؓ کو معزول کیا۔ ادہر طلحہؓ اور زبیرؓ نے بصرے جا کر کیا کیا کہ حضرت علیؓ کے نائب ابن حنیف کو گرفتار کر لیا۔ یہ تو علانیہ بغاوت اور عہد شکنی ٹھہری اور ایسے لوگوں سے لڑنا بموجب نص قرآنی فقاتلوا التی تبغی حتے تفئ الی امر اللہ ضرور تھا اور حضرت عمارؓ کی رائے بالکل صائب تھی کہ خلیفہ وقت کی تعمیل حکم میں دیر نہ کرنا چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت علیؓ سے فرمایا تھا یا علیؓ تم بیعت توڑنے والوں سے اور باغیوں سے لڑو گے۔ کہتے ہیں جب جنگ جمل شروع ہوئی ۳۶ھ ہجری ۱۵ جمادی الاول کو تو ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا کہنے لگا تم ان لوگوں سے کیسے لڑتے ہو انہوں نے کہا میں حق پر لڑتا ہوں وہ کہنے لگا وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم حق پر لڑتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا میں اُن سے بیعت شکنی اور جماعت کو چھوڑ دینے پر لڑتا ہوں۔ ف ۲ دونوں کو اُجلے کپڑے پہنائے۔

باب إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا

باب کسی قوم پر جب اللہ تعالیٰ عذاب اتارتا ہے (تو اس میں سب طرح کے لوگ شامل ہو جاتے ہیں)

۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ بُعِثُوا عَلَى أَعْمَالِهِمْ۔

ہم سے عبداللہ بن عثمان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید ایلی نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو حمزہ بن عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی، انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ سے سُنا، وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر اپنا عذاب اتارتا ہے تو اس قوم کے سب لوگ عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں (اچھے ہوں یا بُرے) پھر قیامت کے دن ہر ایک کا حشر اُس کے اعمال کے موافق ہوگا ف ۱۔

ف ۱ قیامت کے دن جو لوگ اس قوم میں اچھے ہوں گے اور نیک ہوں گے وہ عذاب میں شریک نہیں کئے جائیں گے کیونکہ قیامت انصاف کا دن ہے۔ وہاں ہر ایک کو اپنے اعمال کے موافق جزا اور سزا ملے گی۔ ابن حبان نے حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً نکالا اور کہا صحیح ہے اللہ تعالےٰ جب اپنا زور (دنیا میں) ان کو دکھلاتا ہے جن پر ان کا غصہ ہوتا ہے تو اچھے نیک لوگ بھی بُروں کے ساتھ بلا میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن اپنی اپنی نیت اور عمل کے موافق اٹھائے جائیں گے اصحاب سنن نے ابوبکرہؓ سے مرفوعاً نکالا۔ جب لوگ کسی بری بات کو دیکھیں گے اور اس کو نہ روکیں گے تو قریب

میں اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو عذاب میں مبتلا کر دیگا یعنی گنہگاروں کو انکے گناہ پر اور دوسروں کو گناہ سے نہ روکنے اور منع نہ کرنے پر۔

باب قول النبي صلى الله عليه وسلم للحسن بن علي إن ابني هذا لسيد ولعل الله أن يصلح به بين فئتين من المسلمين۔

٥٢- حدثنا علي بن عبد الله: حدثنا سفيان، حدثنا إسرائيل أبو موسى ولقيته بالكوفة جاء إلى ابن شبرمة فقال أدخلني على عيسى فأعظه فكأن ابن شبرمة خاف عليه فلم يفعل قال حدثنا الحسن قال لما سار الحسن بن علي إلى معاوية بالكتائب قال عمرو بن العاص لمعاوية أرى كتيبة لا تولي حتى تدبر أخراها قال معاوية من لذراري المسلمين فقال: أنا، فقال عبد الله بن عامر وعبد الرحمن بن سمرة نلقاه فنقول له الصلح، قال الحسن ولقد سمعت أبا بكرة قال بينا النبي صلى الله عليه وسلم يخطب جاء الحسن فقال النبي صلى الله عليه وسلم ابني هذا السيد ولعل الله أن يصلح به بين فئتين من المسلمين۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امام حسنؑ کیلئے یہ فرمانا میرا یہ بیٹا (مسلمانوں کا) سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں کو (جو ایک دوسرے سے لڑنا چاہتے ہوں گے) ملا دے۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے ابو موسیٰ (اسرائیل بن موسیٰ) نے سفیان نے کہا میں ابو موسیٰ سے کوفہ میں ملا تھا وہ عبداللہ بن شبرمہ (کوفہ کے قاضی) کے پاس آئے تھے اور ان سے کہتے تھے مجھ کو عیسیٰ (ابن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ) کے پاس لے چلو ف۱ میں اُن کو نصیحت کروں گا لیکن ابن شبرمہ ابو موسیٰ کی حق گوئی سے ڈرتے تھے وہ اُن کو (عیسیٰ کے پاس) نہیں لے گئے ف۲ خیر ان سے ابو موسیٰ نے کہا ہم سے امام حسن بصری نے بیان کیا جب امام حسن علیہ السلام فوجیں لے کر معاویہؓ کی طرف چلے تو عمرو بن عاصؓ معاویہؓ سے کہنے لگے یہ فوج تو میں ایسی دیکھتا ہوں جو پیٹھ موڑنے والی نہیں جب تک اس کے مقابل پیٹھ نہ پھیرے ف۳ اس وقت معاویہ نے کہا اگر لڑائی ہو اور یہ سلمان مارے جائیں) تو ان کی اولاد کی کون خبر گیری کریگا کوئی نہیں) ف۴۔ اس وقت عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمن بن سمرہ نے کہا (یہ دونوں قریشی تھے) ہم امام حسن علیہ السلام سے ملتے ہیں اور ان کو صلح کا پیغام دیتے ہیں ف۵ حسن بصری نے کہا میں نے ابو بکرہ سے سُنا ایک دن آنحضرتؐ خطبہ سُنا رہے تھے امام حسن علیہ السلام تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ میرا بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالےٰ اس کی وجہ سے دو گروہ مسلمانوں کے درمیان صلح کرا دے۔

ف۱ وہ منصور عباسی کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے۔ ف۲ اس ڈر سے کہ ابو موسیٰ صاف گو آدمی ہیں ایسا نہ ہو کہ

13

عیسے اُن کو ایذا دے۔ ف۳ یا جب تک اُس کا آخری حصہ پیٹھ نہ موڑے۔ دُوسری روایت میں یوں ہے یہ فوج اس وقت تک پیٹھ موڑنے والی نہیں جب تک اپنے مقابل والوں کو مار نہیں لے گی یہ عمرو بن عاصؓ معاویہ کے صاحب اور مشیر خاص مثل وزیر کے تھے۔ ف۴ اگرچہ حدیث میں انا کا لفظ ہے اور ظاہری ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ عمرو نے کہا میں خبرگیری کرونگا۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے عمرو کا ایسا کہنا کسی روایت میں منقول نہیں ہے حافظ نے کہا یہ اتی ہے یعنی پھر کون خبرگیری کرے گا کوئی نہیں۔ ف۵ پھر وہ دونوں امام حسن علیہ السلام کے پاس آئے اور صلح کی تجویز ٹھہر گئی امام حسن علیہ السلام کے ساتھ بے حد اور بے حساب ٹڈی دل لشکر تھا اور آپ نے سب لوگوں سے موت پر بیعت لی تھی بھلا ایسے لشکر سے معاویہؓ کیا مقابلہ کر سکتے تھے انہوں نے پولٹیکل چال کر کے صلح کر لی۔ امام حسنؓ کے مقدمہ لشکر کے سردار قیس بن سعد تھے یہ دونوں لشکر کوفہ کے قریب ایک دوسرے سے ملے امام حسنؓ نے ان لشکروں کی تعداد پر نظر ڈالی اور معاویہ کو پکارا فرمایا میں نے اپنے پروردگار کے پاس جو ملنے والا ہے اس کو اختیار کیا اگر خلافت اللہ نے تمہارے لئے لکھی ہے تو مجھ کو ملنے والی نہیں۔ اگر میرے لئے لکھی ہے تو میں نے تم کو دے ڈالی۔ اس وقت معاویہ کے لشکر والوں نے تکبیر کہی اور مغیرہ بن شعبہ نے یہ حدیث سُنائی۔ ان ابنی ہذا سید اخیر تک۔ پھر امام حسنؓ نے خطبہ سُنایا اور خلافت معاویہؓ کے سپرد کر دی اس شرط پر کہ وہ اللہ کی کتاب اور سُنت پر عمل کرتے رہیں گے لوگ امام حسنؓ کو کہنے لگے یا عار المسلمین یعنی مسلمانوں کے ننگ۔ آپ نے جواب دیا العار خیر من النار جو صلح نامہ قرار پایا تھا اس میں یہ بھی شرط تھی کہ مُعاویہ کے بعد پھر خلافت امام حسنؓ کو ملے گی۔ محمد بن قدامہ نے سند صحیح اور ابن ابی خیثمہ نے ایسا ہی روایت کیا ہے کہ امام حسنؓ نے معاویہؓ سے اسی شرط پر بیعت کی تھی کہ ان کے بعد امام حسنؓ خلیفہ ہوں گے لیکن معاویہؓ نے بدعہدی کی مرنے سے پہلے اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنا دیا۔ حالانکہ وہ کسی طریق سے خلافت کا مستحق نہ تھا۔

۵۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلَى أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ عَمْرٌو قَدْ رَأَيْتُ حَرْمَلَةَ قَدْ أَرْسَلَنِي أُسَامَةُ إِلَى عَلِيٍّ وَقَالَ إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الْآنَ فَيَقُولُ: مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ فَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ لَوْ كُنْتَ فِي شِدْقِ الْأَسَدِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ عمرو بن دینار نے کہا مجھ سے امام محمد باقر نے بیان کیا ان کو حرملہ نے خبر دی جو اسامہ بن زید کے غلام تھے۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے خود بھی حرملہ کو دیکھا تھا ف۱۔ حرملہ کہتے تھے اسامہ بن زیدؓ نے (مدینہ سے) مجھ کو حضرت علیؓ کے پاس (کوفہ میں) بھیجا (اسامہ کچھ روپیہ چاہتے تھے) اسامہ نے حرملہ سے کہہ دیا تھا حضرت علیؓ تم سے کچھ پوچھیں گے کہیں گے تمہارے صاحب (یعنی اسامہ) گھر میں کیوں بیٹھ رہے ف۲ تو تم کہنا۔ اگر (خدانخواستہ) تم شیر کے منہ میں بھی ہو تو میں تمہارے ساتھ

فِيهِ وَلَكِنْ هَذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ فَلَمْ يُعْطِنِي شَيْئًا فَذَهَبْتُ إِلَى حَسَنٍ وَ حُسَيْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ فَأَوْقَرُوا لِي رَاحِلَتِي۔

رہنا پسند کروں لیکن یہ معاملہ ایسا ہے (یعنی مسلمانوں کی آپس کی جنگ) کہ میں اس میں شریک نہیں ہو سکتا حرملہ کہتے ہیں میں حضرت علی کے پاس گیا اسامہ کا پیغام پہنچایا لیکن انہوں نے کچھ نہیں دیا ف۳ پھر میں امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر سے ملا ف۴ انہوں نے کیا کیا اتنا مال و اسباب مجھ کو دیا جتنا میرا اونٹ اٹھا سکتا تھا ف۵۔

ف۱ مگر یہ حدیث میں نے ان سے نہیں سنی۔ ف۲ کسی جنگ میں انہوں نے میری رفاقت نہ کی۔ ف۳ کیونکہ یہ بیت المال کا روپیہ لڑنے والوں کا حصہ ہے۔ ف۴ ان سے بیان کیا کہ اسامہ کو کچھ روپیہ کی احتیاج ہے۔ ف۵ امام حسین علیہ السلام کو اسامہ کا حال معلوم تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ران پر امام حسینؓ کو اور ایک ران پر اسامہؓ کو بٹھلاتے اور فرماتے یا اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے اس قدر مال و اسباب اسامہؓ کے لئے بھجوا دیا جتنا اونٹ پر لدا جا سکتا تھا۔

بَابٌ إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِهِ۔

باب کوئی شخص لوگوں کے سامنے ایک بات کہے پھر انکے پاس سے نکل کر دوسری بات کہنے لگے (تو یہ دغا بازی ہے)

٥٤- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: لَمَّا خَلَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهُ وَوَلَدَهُ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هَذَا الرَّجُلَ عَلَى بَيْعِ اللهِ وَرَسُولِهِ وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ غَدْرًا أَعْظَمَ مِنْ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے ایوب سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے کہا جب مدینہ والوں نے یزید کی بیعت توڑ ڈالی تو عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے ف۱ گھر والوں، لونڈی غلام اولاد وغیرہ کو جمع کیا ف۲۔ اور کہنے لگے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے ہر دغا باز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا کھڑا کیا جائیگا ف۳ دیکھو ہم تو اس شخص (یزید) سے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق بیعت کر چکے ہیں اب میں اس سے بڑھ کر کوئی دغا بازی نہیں سمجھتا کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق ایک شخص سے بیعت کی جائے

أَنْ تُبَايَعَ رَجُلٌ عَلَى بَيْعِ اللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُنْصَبُ لَهُ الْقِتَالُ وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنْكُمْ خَلَعَهُ وَلَا بَايَعَ فِي هَذَا الْأَمْرِ إِلَّا كَانَتِ الْفَيْصَلُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ۔

پھر بیعت توڑ کر اُس سے لڑنے کا سامان کیا جائے اور دیکھو (مدینہ والو) تم میں سے جو کوئی یزید کی بیعت توڑ کر دوسرے کسی سے بیعت کرے۔ تو اس میں اور مجھ میں کوئی تعلق نہیں رہا۔ د میں اُس سے الگ ہوں ف۵۔)

ف۱ جو یزید سے بیعت کر چکے تھے۔ انہوں نے اپنی بیعت نہیں توڑی تھی۔ ف۲ کہیں وہ بھی مدینہ والوں کے ساتھ ہو کر یزید کی بیعت نہ توڑ ڈالیں۔ ف۳ تاکہ لوگ اسے پہچان لیں کہ یہ دغا باز تھا۔ ف۴ ہوا یہ تھا کہ پہلے پہل مدینہ والوں نے یزید کو اچھا سمجھ کر اس سے بیعت کر لی تھی پھر لوگوں کو اس کے دریافت حال کے لئے بھجوایا تو معلوم ہوا وہ کم بخت فاسق فاجر شراب خور ہے تب انہوں نے یزید کے نائب عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا اور یزید کی بیعت توڑ دی یزید یہ حال سن کر غصے ہوا۔ اور مسلم بن عقبہ کو فوج کثیر دے کر اس نے مدینہ پر بھیجا اور یہ حکم دیا کہ جب مدینہ والوں پر غالب ہو تو تین دن تک قتل و قمع اور خونریزی کرتے رہنا اس نے ایسا ہی کیا۔ کہتے ہیں خود معاویہؓ نے مرتے وقت یزید کو وصیت کی تھی کہ اہل مدینہ سے تجھ کو تکلیف پہنچے گی۔ تو مسلم بن عقبہ کو فوج کا سردار کر کے وہاں بھیجنا مجھے اس کی خیر خواہی پر پورا اعتماد ہے اس کم بخت مسلم بن عقبہ نے مدینہ والوں کو بے دریغ قتل کیا۔ پھر اُن سے فارغ ہو کر مکہ کو چلا عبداللہ بن زبیرؓ سے لڑنے کے لئے لیکن رستے ہی میں فی النار والسقر ہوا لطف تو یہ ہے کہ یہ مسلم بن عقبہ مرتے وقت کہنے لگا یا اللہ میں نے کوئی نیکی اس سے زیادہ نہیں کی ہے کہ مدینہ والوں کو قتل کیا اُن کا مال اسباب لوٹا لعنۃ اللہ علیہ وعلی من ارسلہ۔ ف۵ عبداللہ بن عمرؓ کو معاویہؓ نے دو لاکھ روپے بھیجے کہ یہ خواہش کی تھی کہ وہ ان کی زندگی ہی میں یزید ان کے صاحبزادے سے بیعت کر لیں گے۔ مگر عبداللہؓ نے کہا کہ شاید معاویہؓ مجھ سے دو لاکھ روپے کا عوض یہ چاہتے ہیں تو کیسے ہو سکتا ہے میں اپنے دین کو ایسے سستے داموں میں بیچ ڈالوں۔ شریعت کی رو سے دو امیروں سے ایک دم بیعت نہیں ہو سکتی خیر جب معاویہ مرگئے تو عبداللہ بن عمرؓ نے اُن کے بیٹے کو لکھ بھیجا کہ میں نے تم سے بیعت کر لی۔ یزید بہت خوش ہوا اور اسی وجہ سے عبداللہؓ اس کی آفتوں سے ہمیشہ محفوظ رہے۔ عبداللہؓ کا یہ مذہب تھا کہ گو یزید فاسق ہو مگر فسق و فجور کی وجہ سے امام معزول نہیں ہو سکتا جیسے ہمارے زمانہ کے اکثر فقیہوں کا قول ہے ہم کہتے ہیں یزید کی امامت ہی صحیح نہ تھی کیونکہ اہل حل و عقد نے اس سے بیعت نہیں کی تھی سب کے سردار اُس وقت امام حسین علیہ السلام تھے انہوں نے اور دوسرے معتبر اہل بیت اور صحابہ نے اس سے بیعت نہیں کی تھی۔ دوسرے یزید کی خلافت دغا بازی اور زبردستی پہ مبنی تھی اسکے پدر بزرگوار یہ شرط قبول کر چکے تھے کہ امام حسنؑ نے تاحیات خلافت میرے سپرد کی ہے پھر معاویہ کے بعد خلافت اپنے اصلی حقدار کی طرف رجوع کرے گی۔

اصلی حقدار امام حسنؓ اور ان کے بعد امام حسینؓ تھے لیکن یزید نے امام حسنؓ کو زہر دلوادیا اور ان کی وفات پر بہت خوش ہوئے بلکہ یہ کہا کہ امام حسنؓ ایک انگارہ تھے جس کو اللہ نے بجھا دیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ بھی اس سازش میں شریک اور راز دار تھے۔ اس پر طرہ یہ کیا کہ آپ کو ایک حین حیاتی وہ بھی مستعار خلافت کا حق حاصل تھا آپ کو کیا اختیار تھا کہ عہد شکنی کرکے اپنے بیٹے کو خلافت دے جائیں اگر معاویہ صحابی نہ ہوتے تو ہم ان کی شان میں بہت کچھ کہہ سکتے صحابیت کا ہم ادب کرکے سکوت کرتے ہیں اور یہ معاملہ حق تعالٰے کے سپرد کرتے ہیں۔

۵۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ: لَمَّا كَانَ ابْنُ زِيَادٍ وَمَرْوَانُ بِالشَّامِ وَوَثَبَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَوَثَبَ الْقُرَّاءُ بِالْبَصْرَةِ، فَانْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَيْهِ فِي دَارِهِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ عُلِّيَّةٍ لَهُ مِنْ قَصَبٍ فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ فَأَنْشَأَ أَبِي يَسْتَطْعِمُهُ الْحَدِيثَ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَرْزَةَ، أَلَا تَرَى مَا وَقَعَ فِيهِ النَّاسُ فَأَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ إِنِّي احْتَسَبْتُ عِنْدَ اللهِ أَنِّي أَصْبَحْتُ سَاخِطًا عَلَى أَحْيَاءِ قُرَيْشٍ إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ كُنْتُمْ عَلَى الْحَالِ الَّذِي عَلِمْتُمْ مِنَ الذِّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ وَإِنَّ اللهَ أَنْقَذَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَلَغَ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابوشہاب (عبدربہ بن نافع) نے انہوں نے عوف اعرابی سے، انہوں نے ابوالمنہال سے، انہوں نے کہا جب ابن زیاد اور مروان شام میں حاکم ہوئے اور عبداللہ بن زبیر مکہ میں خلافت پر آ دھمکے اور بصرے میں خارجیوں نے (جن کا رئیس نافع بن ارزق تھا) بصرے میں زور جمایا تو میں اپنے والد (اسلمہ ریاحی) کے ساتھ ابو برزہ اسلمی صحابی کے پاس گیا ہم اُن کے گھر میں گئے وہ بانس کے ایک بالاخانے کے سایہ میں بیٹھے تھے۔ ہم بھی ان کے پاس جا کر بیٹھے۔ میرے والد نے چاہا وہ کچھ باتیں کریں انہوں نے کہا ابو برزہ نے پہلی جو بات کی وہ میں نے سنی انہوں نے کہا میں جو ان قریش کے لوگوں سے ناراض ہوں تو محض اللہ کی رضا مندی کے لئے اللہ میرا اجر دینے والا ہے عرب کے لوگو تم جانتے ہو پہلے تمہارا کیا حال تھا (یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے) جہان بھر کے ذلیل خلائق خوار تمہارا کیا شمار گمراہی میں گرفتار پھر اللہ تعالٰے نے اسلام کی طفیل سے اور اپنے پیغمبر برحق حضرت محمد

وَهٰذِهِ الدُّنْيَا الَّتِي أَفْسَدَتْ بَيْنَكُمْ إِنَّ ذَاكَ الَّذِي بِالشَّامِ وَاللَّهِ إِنْ يُقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا وَإِنَّ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ وَاللَّهِ إِنْ يُقَاتِلُونَ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا وَإِنَّ ذَاكَ الَّذِي بِمَكَّةَ وَاللَّهِ إِنْ يُقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے تم کو اس بری حالت سے نجات دی یہاں تک کہ تم اس مرتبہ کو پہنچے (دُنیا کے حاکم اور سردار بن گئے) پھر اس دنیا نے تم کو خراب کر دیا دیکھو یہ شخص جو شام میں حاکم بن بیٹھا ہے (یعنی مروان) دنیا کے لئے لڑتا ہے اور یہ خارجی لوگ جو تمہارے گرداگرد ہیں (جو اپنے تئیں بڑا قاری کہتے ہیں) خدا کی قسم یہ بھی دنیا کیلئے لڑتے ہیں اور یہ شخص جو مکہ میں خلیفہ بن بیٹھا ہے ف۲۔ خدا کی قسم یہ بھی دُنیا کے لئے لڑتا ہے۔

ف۱ یہ ابن زیاد مردود وہی ہے جو امام حسینؓ سے لڑنے آیا تھا اور جس کے لشکر والوں نے امام حسینؓ کو شہید کیا۔ یزید نے اس کو بصرے کا حاکم کیا تھا یہ زیاد بن ابی سفیان کا بیٹا تھا۔ یعنی یزید کا چچا زاد بھائی بقول شخصے سگ زرد برادر شغال جب یزید ملعون فی النار ہوا تو بصرے والوں نے پندرہ روز کے لئے اس سے کہا تم ہی حاکم رہو یہاں تک کہ کوئی خلیفہ مقرر ہو اس کے بعد خلافت کے کئی ٹکڑے ہو گئے عبداللہ بن زبیر مکہ میں خلیفہ ہوئے اور بصرے میں خوارج کا زور ہوا تو ابن زیاد بصرے سے بھاگ کر شام میں چلا گیا مروان سے جا کر مل گیا مروان عبداللہ بن زبیر سے بیعت کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس نے منع کیا اور مروان کو خلیفہ بنایا۔ ف۲ ابوبرزہ کا مطلب یہ تھا کہ اس وقت سب آپے دھاپے میں گرفتار ہیں ہر شخص چاہتا ہے میں سب کا سردار ہوں اور سب سے بڑا ہو کر رہوں کسی کی غرض یہ نہیں ہے کہ دین کی ترقی ہو اسلام پھیلے۔ جیسے اگلے خلیفوں اور پیغمبر صاحب کی نیت تھی باب کا مطلب اس سے یوں نکلا کہ مروان یا خوارج یا عبداللہ بن زبیر لوگوں سے تو یہ کہتے کہ ہم دین کے لئے لڑتے ہیں اور در پردہ طلب دُنیا کی نیت تھی تو جیسا لوگوں کے سامنے کہتے تھے اس کے خلاف نیت رکھتے تھے۔

۵۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: إِنَّ الْمُنَافِقِينَ الْيَوْمَ شَرٌّ مِنْهُمْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَوْمَئِذٍ يُسِرُّونَ وَالْيَوْمَ يَجْهَرُونَ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے، انہوں نے واصل احدب سے، انہوں نے ابووائل سے، انہوں نے حذیفہ بن یمان سے، انہوں نے کہا آج کل کے منافق کم بخت ان منافقوں سے بھی بدتر ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے وہ تو اپنا نفاق چھپاتے تھے۔ یہ تو علانیہ نفاق کرتے ہیں ف۱۔

ف۱ یعنی نفاق کی باتیں مثلاً حاکم وقت سے بغاوت لوگوں کو بہکانا۔ بیعت کے بعد پھر بیعت توڑ دینا۔

۵۷۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: إِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْإِيمَانِ۔

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر بن کدام نے، انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے، انہوں نے ابوالشعثاء سے، انہوں نے حذیفہ بن یمان سے، انہوں نے کہا نفاق تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک تھا (کیونکہ اللہ تعالےٰ آپؐ کو بتلا دیتا کہ فلاں شخص منافق ہے) لیکن اس زمانہ میں تو یا آدمی مومن ہے یا کافر ف۱۔

ف۱ حذیفہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس زمانہ میں نفاق کا وجود نہیں ہوسکتا نفاق کا وجود ہر زمانہ میں ہوسکتا ہے۔ حذیفہ کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چونکہ وحی بند ہوگئی اس لئے اب یہ حکم نہیں دیا جاسکتا کہ فلاں شخص منافق ہے اس لئے کہ دل کا حال معلوم نہیں ہوسکتا بظاہر حال یا آدمی مومن ہوگا یا کافر۔

بَابُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُغْبَطَ أَهْلُ الْقُبُورِ۔

باب قیامت اس وقت تک نہ ہوگی جب تک لوگ قبر والوں پر رشک نہ کریں ف۱

ف۱ آرزو نہ کریں کاش ہم بھی مر کر قبر میں گڑ گئے ہوتے کہ آفتیں اور بلائیں نہ دیکھتے بعضوں نے کہا یہ اس وقت ہوگا جب قیامت کے قریب فتنوں کی کثرت ہوگی دین ایمان جاتے رہنے کا ڈر ہوگا۔ کیونکہ گمراہ کرنے والوں کا ہر طرف سے نرغہ ہوگا۔ ایماندار مغلوب ہوں گے وہی یہ آرزو کریں گے لیکن مسلم کی روایت میں یوں ہے دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص قبر پر سے گذرے گا اس پر لوٹ جائے گا کہے گا کاش میں اس قبر والے کی جگہ پر ہوتا اور یہ کہنا اس کا کچھ دینداری کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ بلاؤں اور آفتوں کی وجہ سے ہوگا ابن مسعودؓ نے کہا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اگر موت بکتی ہو تو اس کے مول لینے پر مستعد ہوں گے۔

۵۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد سے، انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ۔

سے، آپؐ نے فرمایا قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایک آدمی دوسرے آدمی کی قبر پر گذر کر یوں نہ کہے گا کاش اُس کی جگہ (قبر میں) میں ہوتا / مر گیا ہوتا)۔

بَابُ تَغْيِيرِ الزَّمَانِ حَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ۔

باب قیامت کے قریب زمانہ کا رنگ بدلنا۔

(عرب میں) پھر بُت پرستی شروع ہونا۔

۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ أَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلَى ذِي الْخَلَصَةِ وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔

ہم سے ابوالیمان (حکم بن نافع) نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہا مجھ کو ابوہریرہؓ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دوس قبیلے کی عورتیں ذوالخلصہ کے بت خانہ میں چوتڑ مٹکاتی نہ پھریں ذوالخلصہ ایک مقام کا نام ہے جہاں پر دوس قبیلے کا بُت تھا جاہلیت کے زمانہ میں اس کو پوجا کرتے تھے ف ۱۔

ف ۱ چوتڑ مٹکانے سے مراد یہ ہے کہ اس کے گرد طواف کریں گی معلوم ہوا کہ کعبے کے سوا اور کسی قبر یا جھنڈے یا شدے یا بُت کا طواف کرنا شرک ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ پہلے شرک اور بت پرستی عورتوں سے پھیلے گی۔ کیونکہ عورتیں ضعیف الاعتقاد ہوتی ہیں جلدی سے کفر کی باتیں اختیار کر لیتی ہیں حدیث سے یہ بھی نکلا۔ کہ قیامت کے دن تک کچھ نہ کچھ اسلام باقی رہے گا مگر ضعیف ہو جائے گا۔ جیسے دوسری حدیث میں ہے بدأ الاسلام غریباً وسیعود کما بدأ، عرب ہی کے ملک سے سارے جہان میں توحید پھیلی ہے قیامت کے قریب وہاں بھی شرک ہونے لگے گا۔ دوسرے ملکوں کا پوچھنا کیا وہ تو اب بھی شرک اور مشرکوں سے پٹے پڑے ہیں دوسری روایت میں یوں ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک لات اور عزیٰ کی پرستش پھر نہ شروع ہوگی تیسری روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ میری اُمت کے کئی قبیلے بت پرستی شروع نہ کر دیں گے حاکم کی روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ بنی عامر کی عورتوں کے مونڈھے ذی الخلصہ کے پاس نہ لڑیں اور ٹکر نہ کھائیں۔ ایک روایت میں یوں ہے یہاں تک کہ میری اُمت کے کئی قبیلے مشرکوں سے نہ مل جائیں معاذ اللہ ہمارے پیغمبر صاحب دُنیا میں اسی لئے تشریف لائے تھے کہ اللہ کی توحید جاری

کریں شرک اور کفر اور بت پرستی کی کمر توڑیں۔ پس جو شخص شرک اور شرک کے مقامات کو بیٹے بتوں اور تھانوں اور جھنڈوں اور قبروں اور گنبدوں کو جہاں پر شرک کی جاتی ہے تباہ اور مسمار اور برباد کرے وہی درحقیقت پیغمبر صاحب کا پیرو ہے اور یوں تو ہر کوئی دعوے کرتا ہے کہ میں پیغمبر صاحب کا عاشق ہوں پر علانیہ شرک ہوتا دیکھتا ہے اور منہ سے ایک حرف نہیں نکالتا ایسا زبانی دعوے کچھ کام نہیں آئے گا۔

٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے، انہوں نے ثور بن زید دیلی سے، انہوں نے ابوالغیث (سالم) سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اسوقت تک قائم نہ ہو گی جب تک قحطان ف۱ قبیلے کا ایک شخص لوگوں کو اپنی چھڑی سے نہ ہانکے گا ف۲۔

ف۱ کہتے ہیں یہ قحطانی مہدی کے بعد نکلے گا اور انہی کے طریق پر چلے گا یہ نعیم بن حماد نے نکالا اور انہوں ہی نے عبدالرحمٰن بن قیس بن جابر صدفی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے مرفوعاً نکالا کہ امام مہدی کے بعد قحطانی آئے گا وہ اُن سے کم نہ ہو گا شاید وہ حضرت عیسیٰؑ کا نائب ہوگا۔ ف۲ یعنی ان کا بادشاہ فرمان روا بنے گا۔ اور بعضوں نے کہا حقیقۃً لکڑی سے ہانکے گا بندگان خدا کو جانوروں کی طرح سمجھے گا اس کا نام جہجاہ ہوگا جیسے صحیح مسلم کی روایت میں ہے حافظ نے کہا چونکہ جہجاہ قریش کے خاندان سے نہ ہوگا جن کو خلافت اور حکومت کا حق ہے یہ گویا زمانہ کا تغیر ہوا کہ خلافت غیر مستحق کو ملی تو باب کی مطابقت حاصل ہو گئی اسی طرح اگلی حدیث سے اس میں کفر اور شرک سے زمانہ کا تغیر ہے

بَابُ خُرُوجِ النَّارِ وَقَالَ أَنَسٌ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ۔

باب (حجاز کے ملک سے) ایک آگ نکلنا

اور انسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی نشانی قیامت کی (یعنی علامات کبریٰ میں سے) ایک آگ ہے یعنی حجاز کے ملک میں جو لوگوں کو پورب سے پچھم کی طرف لے جائے گی ف۱۔

ف۱ یہ حدیث باب الہجرۃ میں موصولاً گذر چکی ہے حجاز عرب کے اس قطعہ کو کہتے ہیں جس میں مکہ مدینہ طائف واقع

ہیں۔ کہتے ہیں یہ آگ آچکی ہے ساتویں صدی ہجری میں ماہ جمادی الثانی سنہ ۶۵۴ ہجری میں مدینہ میں زلزلہ ہوا۔ لوگوں نے جانا قیامت آئی پھر ایک طرف سے زمین پھٹ گئی اس میں سے ایک آگ نکلی اور چالیس دن تک اس کی روشنی رہی۔ لوہا پتھر اس آگ سے جلتا تھا مگر گھانس نہ جلتی تھی۔ سینکڑوں کوس تک اس کی روشنی جاتی تھی مترجم کہتا ہے اس قسم کے واقعات دنیا میں ہوتے رہتے ہیں ابھی ابھی پنجاب میں ایسے زور کا زلزلہ آیا کہ ہزارہا مکانات گر گئے لوگ مر گئے بعد اس کے خبر آئی کہ تبت کی طرف ایک پہاڑ میں سے آگ نظر آئی زلزلہ کا سبب اکثر حکیموں نے یہی کہا ہے کہ زمین میں ایک قسم کا سائل مادہ جمع ہوتا ہے وہ باہر نکلنا چاہتا ہے لیکن پہاڑ اس کو روکتے ہیں اس کے تصادم کی وجہ سے زمین کے اجزاء میں غیر معمولی حرکت پیدا ہوتی ہے مگر مدینہ میں اس قسم کے شدید زلزلے بہت کم آتے ہیں اس لئے ممکن ہے کہ آنحضرتؐ کی مراد اس آگ سے یہی واقعہ ہو جو سنہ ۶۵۴ ہجری میں ہوا۔ اور ممکن ہے کہ حجاز میں آگ نکلنے سے آپؐ کی مراد یہ ہو کہ حجاز میں ریل جاری ہوگی اور فرمانا آپؐ کا صحیح ہوا۔ آج کل بڑی مستعدی سے حجاز میں ریل بن رہی ہے اور مشرق سے مغرب تک لوگوں کو لے جائے گی۔ اس کا مطلب بھی ریلوے پر خوب چسپاں ہوتا ہے یعنے جب یہ ریل جاری ہو کر بغداد ریلوے سے جو ابھی بن رہی ہے مل جائے گی۔ اس وقت ایشیا والے جو مشرق والے ہیں۔ یورپ کا سفر جو مغرب میں ہے اسی ریل پر کریں گے۔

۶۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرَى۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے زہری سے کہ سعید بن مسیب نے کہا، مجھ کو ابوہریرہؓ نے خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ ایک آگ حجاز کی زمین سے نکلے گی جو بصرے تک (بصریٰ ایک شہر ہے شام میں دمشق کے قریب) کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دیگی ف ۱۔

ف ۱ یعنے اس کی روشنی ایسی تیز ہوگی کہ شام کے ملک تک پہنچے گی وہاں ایک اونٹ دکھلائی دیں گے یہ مبالغہ کے طور پر فرمایا اور عرب کی زبان میں ایسے مبالغے رائج ہیں جس صورت میں کہ اس آگ سے حجاز ریلوے مراد ہو تو مطلب حدیث کا صاف ہے یعنی حجاز سے شام تک یہ ریل جاری ہوگی بصرے دمشق کے پاس ہے یہ ریل دمشق ہی سے حجاز تک بن رہی ہے۔

۶۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ:

ہم سے عبداللہ بن سعید کندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عُقبہ بن خالد نے کہا، ہم سے عبیداللہ بن عمر نے انہوں

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا، قَالَ عُقْبَةُ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ۔

نے خُبیب بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے عبیداللہ کے دادا حفص بن عاصم بن عمر سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے کہ فرات کی ندی میں ایک خزانہ نمود ہوگا۔ جو کوئی وہاں (یہ خزانہ نکلتے وقت) موجود ہو۔ وہ اس میں سے کچھ نہ لے ف۱ (اسی سند سے) عقبہ بن خالد نے کہا، ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالزناد نے، انہوں نے اعرج سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث نقل کی۔ اس میں یوں ہے کہ فرات ندی میں ایک سونے کا پہاڑ نمود ہوگا (تو خزانہ کے بدل پہاڑ کا لفظ ہے ف۲)۔

ف۱ کیونکہ اس خزانہ پر بڑا کشت وخون ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے سو آدمی میں سے ننانوے مارے جائیں گے ایک زندہ بچے گا ایسا سونا کس کام کا جس کے بعد سونا پڑے مشہور ہے بھاڑ میں جائے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان۔ ف۲ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے معلوم نہیں ہوتی بعضوں نے کہا امام بخاریؒ نے اس حدیث کو اس باب میں لاکر یہ اشارہ کیا کہ یہ خزانہ اسی وقت نکلے گا جب یہ آگ نکلے گی۔ اور لوگ اس سے ڈر کر بھاگ رہے ہوں گے۔

بَابٌ۔

۶۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنَا مَعْبَدٌ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تَصَدَّقُوا فَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَمْشِي بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا،

باب

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، انہوں نے شعبہ بن حجاج سے، انہوں نے کہا ہم سے معبد بن خالد نے بیان کیا کہا میں نے حارثہ بن وہب سے سنا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپؐ نے فرمایا لوگو خیرات کرنا ہو کر لو عنقریب ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ آدمی اپنی خیرات لے کر پھرتا رہے گا اور کوئی شخص ایسا نہ ملے گا جو اس

قَالَ مُسَدَّدٌ: حَارِثَةُ أَخُو عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ لِأُمِّهِ.

خیرات کو قبول کرے ف۱ مسدد نے کہا حارثہ بن وہب عبیداللہ بن عمر کے اخیافی بھائی تھے ف۲۔

ف۱ یہ زمانہ اخیر وقت قیامت کے قریب ہوگا جب دنیا کی آبادی بہت کم رہ جائے گی اور مال و دولت کی بوجہ کثرت کوئی قدر نہ رہے ایسے وقت میں کون خیرات قبول کرے گا۔ بعضوں نے کہا کہ یہ زمانہ ہو چکا۔ عمر بن عبدالعزیز رح کی خلافت میں مال و دولت ایسی ہی کثرت سے ہو گئی تھی۔ ف۲ دونوں کی ماں ام کلثوم بنت جرول تھی۔

---

٦٤ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ يَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَحَتَّى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَ تَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتَّى يَعْرِضَهُ فَيَقُولُ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِي بِهِ وَحَتَّى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ وَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمان اعرج سے، انہوں نے ابوہریرہ رضہ سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک ایسے بڑے بڑے دو گروہوں میں لڑائی نہ ہو گی جن میں دونوں کا دین ایک ہی ہو گا۔ (مراد صفین کی لڑائی ہے دونوں طرف والے مسلمان تھے) اور قیامت اس وقت تک نہ ہو گی جب تک جھوٹے دجال پیدا نہ ہولیں یہ تیس۳۰ کے قریب ہونگے ان میں ہر ایک یہ دعویٰ کریگا میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور قیامت اس وقت تک نہ ہو گی یہاں تک کہ (دین کا) علم دنیا سے اٹھ جائے اور زلزلے بہت ہونگے (یعنے معمول کےخلاف زور سے یا جلد جلد) اور زمانہ میں برکت نہ رہے (عیش و غفلت کی وجہ سے) جلد جلد گذرے اور فتنے (دین کے فسادات) نمود ہوں اور ہرج بہت ہو (یعنی خونریزی) اور مال بہت ہو کر نکلے اتنا کہ مال والے کو اس کی فکر رہے گی دیکھئے اسکی خیرات کوئی لیتا ہے یا نہیں ایک شخص کو خیرات دینے جائے گا وہ کہے گا کچھ حاجت نہیں مجھ کو ضرورت نہیں اور لوگ خوب لمبی لمبی عمارتیں ٹھونکیں اور ایک شخص

حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا وَ لَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَ لَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يُلِيْطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا۔

دوسرے شخص کی قبر پر سے گذرے اور کہے کاش میں اسکی جگہ ہوتا (مر گیا ہوتا) اور سورج پچھم کی طرف سے نکلے جب اد ہر سے نکلے گا اور سب لوگ دیکھ لیں گے تو سب کے سب خدا پر ایمان لائیں گے مگر اس وقت کا ایمان لانا اس شخص کے لئے کچھ مفید نہ ہو گا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لا چکا تھا یا (ایمان لا کر) کچھ نیک کام نہیں کر چکا تھا ف اور قیامت ایسی اچانک آجائے گی کہ دو آدمی بیچ کھوج کر رہے ہوں گے ابھی بیچنے سے فراغت نہیں کریں گے اور کپڑا تہ تک نہ کریں گے کہ قیامت آجائے گی اور کوئی آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے جا رہا ہو گا۔ ابھی پینے کی نوبت نہیں آئی ہو گی کہ قیامت آجائے گی اور کوئی آدمی اپنا حوض لیپ پوت رہا ہو گا اپنے جانوروں کو اس میں پانی نہ پلایا ہو گا کہ قیامت آجائے گی اور کوئی آدمی نوالہ منہ تک اٹھا چکا ہو گا۔ ابھی کھایا نہ ہو گا کہ قیامت آجائے گی۔

ف مگر جو پچھم سے سورج نکلنے سے بیشتر ایمان لا چکے یا ایمان کے ساتھ نیک اعمال بھی کر چکے ایسے لوگوں کو اُن کا ایمان فائدہ دے گا۔ اس صورت میں معتزلہ کا یہ استدلال پورا نہ ہو گا کہ مومن گنہ گار جس نے اعمال خیر نہ کیے ہوں گے ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ۔ باب دجال کا بیان۔

ف دجال دجل سے نکلا ہے جس کا معنی حق کو چھپانا اور ملمع سازی کرنا جادو اور شعبدہ بازی کرنا ہر شخص کو جس میں یہ صفتیں ہوں دجال کہہ سکتے ہیں چنانچہ اوپر گذرا کہ اس امت میں تیس کے قریب دجال پیدا ہوں گے اُن میں سے ہر ایک نبوت کا دعوٰے کرے گا۔ ہمارے زمانہ میں جو ایک مرزا قادیان میں پیدا ہوا ہے وہ بھی ان تیس میں کا ایک ہے اور بڑا دجال وہ ہے جو قیامت کے قریب ظاہر ہو گا عجیب عجیب شعبدے دکھلائے گا خدائی کا دعوٰے کرے گا لیکن مردود کانا ہو گا۔ یہ باب اسی کے حالات میں ہے اللہ تعالٰے اس شر سے محفوظ رکھے ایک حدیث میں ہے جو کوئی تم میں

سے سُنے کہ دجال نکلا تو اس سے دُور رہے (یعنی جہاں تک ہو سکے اس کے پاس نہ جائے)۔

۶۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مَا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِي مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ، قُلْتُ لِأَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ قَالَ: هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا۔ ہم سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے کہا مجھ سے قیس بن ابی حازم نے کہا مجھ سے مغیرہ بن شعبہ نے کہا دجال کو جتنا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اتنا کسی نے نہیں پوچھا۔ میں اکثر دجال کا حال آپ سے پوچھا کرتا تھا آپ نے فرمایا تجھ کو دجال سے کچھ نہیں ڈر (کیونکہ میں ابھی زندہ ہوں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا ایک پہاڑ ہوگا اور پانی کی ندی ہوگی آپ نے فرمایا پھر اس سے کیا ہونا ہے اگر یہ بات بھی ہو جب بھی اللہ کے نزدیک وہ کچھ مال نہیں ف ا۔

ف ا۔ یعنی باوجود اس بات کے کہ اس کے پاس روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہریں ہوں جب بھی وہ اللہ کے نزدیک اس لائق نہ ہوگا کہ لوگ اس کو خدا سمجھیں گے کیونکہ وہ کانا اور عیب دار ہوگا اور اس کی پیشانی پر کفر کا لفظ مرقوم ہوگا جس کو دیکھ کر تمام مسلمان پہچان لیں گے کہ یہ علیہ مردود ہے دوسری روایت میں ہے کوئی تم میں سے مرنے تک اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا اور دجال کو لوگ دنیا میں دیکھ لیں گے تو معلوم ہوا وہ جھوٹا ہے اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں دنیا میں بیداری میں اللہ تعالےٰ کا دیدار ہوتا ہے صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اس کو اتر کر قتل کریں گے۔

۶۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا، ہم سے ایوب سختیانی نے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے، امام بخاریؒ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ ابن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا دجال داہنی آنکھ کا کانا ہوگا اس کی آنکھ کیا ہے گویا پھولا ہوا انگور ف ا۔

ف ا۔ اس باب میں مختلف روایتیں آئی ہیں کسی میں داہنی آنکھ کا کانا مذکور ہے کسی میں بائیں آنکھ کا۔ اور اختلاف اس پر محمول ہے کہ راویوں کو بتحقیق یاد نہ رہا کہ آپ نے داہنی آنکھ کا کانا فرمایا یا بائیں آنکھ کا فرمایا۔

بعضوں نے کہا ایک آنکھ کانی اور دوسری میں پھلی ہوگی۔ کس بوتے پر اتنا پانی مردود اتنا بڑا عیب رکھتا ہوگا اس پر خدائی دعوائے کیا زیب دے گا۔ دجال صاحب پہلے اپنی آنکھ تو درست کرو پھر دوسروں کی خبر لو۔

۶۷۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ الدَّجَّالُ حَتَّى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ۔

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے، انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے اپنے چچا انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال مشرق کی طرف سے خراسان سے آئے گا اور مدینہ کے قریب آکر اترے گا پھر مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا اور جتنے کافر اور منافق ہیں وہ (ڈر کے مارے) مدینہ سے نکل کر دجال کے پاس چل دیں گے ف ۱۔

ف ۱ جو پکے مومن ہیں وہیں مدینہ میں رہ جائیں گے دوسری روایت میں ہے وہ سب شہروں میں جائے گا سوا مکہ اور مدینہ کے ان شہروں کی فرشتے حفاظت کریں گے۔

۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے دادا ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے انہوں نے ابو بکرہ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے فرمایا مدینہ والوں پر دجال کا رعب نہیں پڑے گا اس دن مدینہ کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے پر دو فرشتے (پہرہ دیتے) ہونگے ف ۱۔

ف ۱ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی بالکل صحیح ہوئی مدینہ کے گرد شہر پناہ بن گئی ہے پہلے چھ دروازے تھے چند سال سے ساتواں دروازہ بھی بن گیا ہے دوسری روایت میں ہے دجال دور ہی سے آپ کا روضہ مبارک دیکھ کر کہے گا اخاہ محمد کا یہی سفید محل ہے۔

۶۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ قَالَ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ صَالِحِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَدِمْتُ الْبَصْرَةَ فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن بشر نے، کہا ہم سے مسعر نے، کہا ہم سے سعد بن ابراہیم نے، انہوں نے اپنے باپ ابراہیم (بن عبدالرحمٰن بن عوف) سے انہوں نے ابوبکرہ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا مدینہ والوں پر دجّال کا رعب نہیں پڑیگا اس روز مدینہ کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دُو فرشتے ہونگے علی بن عبداللہ نے کہا محمد بن اسحٰق نے صالح بن ابراہیم سے روایت کیا انہوں نے اپنے باپ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے، انہوں نے کہا میں بصرہ میں گیا وہاں ابوبکرہؓ نے مجھ سے بیان کیا میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا یہی حدیث (اوپر والی) بیان کی وا۔

ف اس سند کے لانے سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کا سماع ابوبکرہؓ سے ثابت ہو جائے کیونکہ بعض محدثین نے ابراہیم کی روایت ابوبکرہ سے منکر سمجھی ہے اس لئے کہ ابراہیم مدنی ہیں اور ابوبکرہ حضرت عمرؓ کے زمانہ سے اپنی وفات تک بصرہ میں رہے۔

۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: إِنِّي لَأُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ وَلَكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے، انہوں نے صالح بن کیسان سے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ سے اُن کے والد عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ سنانے کو) لوگوں میں کھڑے ہوئے پہلے جیسے چاہیے ویسی اللہ کی تعریف بیان کی پھر دجّال کا تذکرہ کیا فرمایا میں بھی تم کو دجّال سے ڈراتا ہوں اور ہر پیغمبر نے اپنی اُمت کو اس سے ڈرایا ہے مگر میں اس کی ایک نشانی تم سے کہے دیتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی امت

لِقَوْمِهٖ إِنَّهٗ أَعْوَرُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ۔ کو نہیں بتلائی وہ مردود کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے ف۱۔

ف۱ دوسری روایت میں ہے نوح کے بعد جتنے پیغمبر گذرے ہیں سب نے اپنی اپنی اُمت کو دجال سے ڈرایا ہے ایک روایت میں ہے نوح نے بھی ڈرایا۔ کانا ہونا ایک بڑا عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔

---

۷۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ يَنْطُفُ أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ جَسِيمٌ أَحْمَرُ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ، قَالُوا: هٰذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہوا ایک بار سوتے میں میں نے دیکھا میں کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔ اتنے میں ایک شخص گندم گوں سیدھے بال والا دکھلائی دیا اُس کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے لوگوں نے کہا یہ عیسیٰ ہیں مریم کے بیٹے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پھر میں نے دوسری طرف نگاہ کی تو ایک سرخ رنگ کا موٹا شخص نظر آیا اس کے بال گھونگرے تھے آنکھ کانی جیسے پھولا انگور (میں نے پوچھا یہ کون ہے) لوگوں نے کہا یہ دجال ہے اس کی صورت عبدالعزیٰ بن قطن سے بہت ملتی تھی (یہ ایک شخص تھا جو جاہلیت کے زمانہ میں مرگیا تھا یہ خزاعہ قبیلے کا ایک آدمی تھا ف۱

ف۱ یہ حدیث اوپر کتاب التعبیر میں گذر چکی ہے۔

---

۷۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے، انہوں نے صالح بن کیسان سے، انہوں نے ابن شہاب سے انہوں

عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيذُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔

نے عروہ بن زبیرؓ سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نماز میں دجّال کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے ف ا۔

ف ا یہ اُمّت کی تعلیم کے لئے تھا اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے پہلے آپؐ کو یہ خبر نہیں دی گئی تھی کہ دجّال کب نکلے گا آپؐ کو یہ خیال تھا کہ شاید میری زندگی ہی میں نکل آئے۔

۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الدَّجَّالِ إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ وَمَاؤُهُ نَارٌ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے انہوں نے شعبہ بن حجاج سے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے ربعی بن حراش سے انہوں نے حذیفہ (بن یمان) سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا دجال کے ساتھ پانی ہوگا آگ بھی ہوگی لیکن اس کی آگ حقیقت میں ٹھنڈا پانی اور اس کا پانی حقیقت میں آگ ہے حذیفہ کی یہ حدیث سن کر ابو مسعود انصاری نے کہا میں نے بھی یہ حدیث آنحضرت صلعم سے سُنی ہے ف ا۔

ف ا دوسری روایت میں یوں ہے تم میں سے جو کوئی اُس کا زمانہ پائے تو اس کی آگ میں چلا جائے وہ نہایت شیریں ٹھنڈا عمدہ پانی ہوگی مطلب یہ ہے کہ دجال ایک شعبدہ ہوگا اور ساحر ہوگا پانی کو آگ اور آگ کو پانی کرکے لوگوں کو بتلائے گا یا اللہ تعالےٰ اس کو ذلیل کرکے الٹا کردے گا جن لوگوں کو وہ پانی دے گا ان کے لئے وہ پانی آگ ہوجائے گا اور جن مسلمانوں کو وہ مخالف سمجھ کر آگ میں ڈال دے گا ان کے حق میں آگ پانی ہوجائے گا جن لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ آگ اور پانی دونوں مختلف حقیقتیں ہیں اُن میں انقلاب کیسے ہوگا۔ درحقیقت وہ پرلے سرے کے بےوقوف ہیں یہ انقلاب تو دنیا میں رات دن ہو رہا ہے عناصر کا کون و فساد برابر جاری ہے بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ کوئی دجّال کا کہنا مانے گا وہ اس کو ٹھنڈا پانی دے گا تو درحقیقت یہ ٹھنڈا پانی آگ ہے یعنی قیامت میں وہ دوزخی ہوگا اور جس کو مخالف سمجھے گا ۔ اس کو آگ میں ڈالے گا اس کے حق میں یہ آگ پانی ہوگی۔ یعنی قیامت کے دن وہ بہشتی ہوگا اس کو بہشت کا ٹھنڈا پانی ملے گا۔

۷۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ، فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے انس ؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس نے اپنی اُمّت کو جھوٹے کانے دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ سن لو وہ (مردود) کانا ہوگا اور تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا اس باب میں ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے ف۱۔

ف۱ یہ دونوں حدیثیں اوپر احادیث الانبیاء میں موصولاً گذر چکی ہیں دوسری روایت میں ہے کہ مومن پڑھ لے گا خواہ لکھا یا پڑھا ہو یا نہ ہو۔ کافر پڑھ سکے گا گو لکھا پڑھا بھی ہو یہ اللہ تعالےٰ کی قدرت ہو گی نووی نے کہا صحیح یہ ہے کہ حقیقتہً یہ لفظ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا بعضوں نے اس کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ مومن کے دل میں ایمان کا ایسا نور دے گا کہ وہ دجّال کو دیکھتے ہی پہچان لیں گے کہ یہ کافر جعلساز بدمعاش ہے اور کافر کی عقل پر پردہ ڈال دے گا وہ سمجھے گا کہ دجّال سچا ہے۔

بَابٌ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ۔

باب دجّال مدینہ طیبہ میں نہیں جائیگا

۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيمَا يُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا۔ کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ ابن مسعود نے بیان کیا کہ ابوسعید خدریؓ نے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دجال کا لمبا قصہ بیان فرمایا اس میں یہ بھی تھا کہ دجال پر مدینہ کے اندر جانا حرام کر دیا گیا ہے وہ کیا کرے گا (مدینہ کے باہر) ایک کھاری زمین میں اترے گا جو مدینہ کے قریب ہو

الْمَدِينَةَ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِينَةَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ فَيَقُولُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُونَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ فَيَقُولُ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ فِيكَ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ.

ہوگی اس وقت مدینہ والوں میں سے ایک آدمی جو سب میں اچھا آدمی ہوگا اس کے پاس جائے گا اور کہے گا میں گواہی دیتا ہوں تو وہی دجال ہے جس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے فرما گئے تھے دجال اپنے لوگوں سے کہے گا دیکھو اگر میں اس شخص کو مار ڈالوں پھر جلا دوں تب تو تم کو میرے باب میں (میرے سچے ہونے کی) کچھ شک نہیں رہنے کی۔ وہ کہیں گے نہیں (پھر کیا شک رہے گی۔ دجال کیا کرے گا اس شخص کو مار ڈالے گا پھر جلائے گا تب وہ شخص کہے گا اب تو مجھ کو اور یقین ہوگیا تو ہی (کم بخت) دجال ہے۔ پھر دجال اس کو مار ڈالنا چاہے گا تو مار نہ سکے گا ف۔

ف دوسری روایت میں ہے یہ شخص مسلمان ہوگا اور لوگوں سے پکار کر کہے گا مسلمانو! یہی دجال ہے جس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ دجال اس کو آرے سے چروا ڈالے گا ایک روایت میں ہے کہ تلوار سے دو نیم کردے گا اور یہ جلانا کچھ دجال کا معجزہ نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے کافر کو معجزہ نہیں دیتا بلکہ خدا کا ایک فعل ہوگا جس کو وہ اپنے بندوں کو آزمانے کے لئے دجال کے ہاتھ ظاہر کرے گا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ ولی کی بڑی نشانی یہ بھی ہے کہ شریعت پر قائم ہو اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف چلتا ہو اور مردے کو بھی زندہ کرکے دکھلائے جب بھی اس کو نائب دجال سمجھنا چاہیئے۔

۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے، انہوں نے نعیم بن عبداللہ مجمر سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کے رستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں اس میں نہ طاعون آئے گا اور نہ دجال۔

۷۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ قَالَ وَلَا الطَّاعُونُ إِنْ شَاءَ اللهُ۔

مجھ سے یحییٰ بن موسےٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے کہا۔ ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے قتادہ سے۔ انہوں نے انسؓ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپؐ نے فرمایا دجال مدینہ پر آئے گا دیکھے گا تو فرشتے وہاں پہرہ دے رہے ہیں تو مدینہ کے پاس نہ پھٹک سکے گا۔ اسی طرح طاعون بھی۔ خدا چاہے تو مدینہ میں نہ آسکے گا ف۱۔

ف۱ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے کہ مدینہ ان بلاؤں سے محفوظ ہے ہیضہ تو مدینہ میں آتا ہے میں نے خود دیکھا ہے اس لئے طاعون سے مراد ورم ہے جو بغل یا ران یا گردن میں ہوتا ہے بڑی جلن اور سوزش اور بخار کے ساتھ یعنی پلیگ جو آج کل ہندوستان میں شائع ہے۔ بعضوں نے کہا آپؐ نے انشاءاللہ کے ساتھ فرمایا تو یہ بیماری بھی مدینہ میں جا سکتی ہے۔

بَابُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ۔ باب یاجوج اور ماجوج کا بیان

ف۱ صحیح یہ ہے کہ یاجوج ماجوج آدمی ہیں یافث بن نوح کی اولاد سے بعضوں نے کہا وہ آدمؑ کی اولاد ہیں مگر حواؑ کی اولاد نہیں آدمؑ کا نطفہ مٹی میں مل گیا تھا اس سے پیدا ہوئے مگر یہ قول محض بے دلیل ہے ابن مردویہ اور حاکم نے حذیفہؓ سے مرفوعاً نکالا کہ یاجوج ماجوج دو قبیلے ہیں یافث بن نوح کی اولاد ہیں ان میں کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک ہزار اولاد اپنی نہیں دیکھ لیتا اور ابن ابی حاتم نے نکالا آدمیوں اور جنوں کے دس حصے ہیں ان میں نو حصے یاجوج ماجوج ہیں ایک حصے میں باقی لوگ کعب سے منقول ہیں یاجوج ماجوج کے لوگ کئی قسم کے ہیں بعضے تو شمشاد کی طرح لمبے بعضے طول عرض دونوں میں چار چار ہاتھ بعضے اتنے بڑے کان رکھتے ہیں کہ ایک کو بچھاتے ایک کو اوڑھ لیتے ہیں اور حاکم نے ابن عباسؓ سے نکالا یاجوج ماجوج کے لوگ ایک ایک بالشت کے ہیں بہت لمبے ان میں وہ ہیں جو تین بالشت کے ہیں ابن کثیر نے کہا ابن ابی حاتم نے اُن کے اشکال اور حالات اور قد و قامت اور کانوں کے باب میں عجیب عجیب حدیثیں نقل کی ہیں جنکی سندیں صحیح نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں جتنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے وہ اسی قدر ہے کہ یاجوج ماجوج دو قومیں ہیں آدمیوں کی قیامت کے قریب وہ نہایت ہجوم

کریں گے اور بستی میں گھس آئیں گے اسی کو تباہ و برباد کریں گے واللہ اعلم۔

۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا، قَالَتْ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے، دُوسری سند اور ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا۔ کہا مجھ کو میرے بھائی عبدالمجید نے۔ انہوں نے سلیمان بن بلال سے، انہوں نے محمد بن ابی عتیق سے، انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے عروہ بن زبیر سے۔ ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے بیان کیا۔ اُن سے حبیبہ بنت ابی سفیان نے۔ انہوں نے ام المومنین زینبؓ بنت جحش سے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے آپؐ فرما رہے تھے لا الہ الا اللہ عرب کی خرابی ایک آفت سے جو نزدیک ہی آن پہنچی۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی اور آپؐ نے انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کا حلقہ کر کے بتلایا یہ سُن کر ام المومنین زینبؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اچھے نیک بخت لوگ زندہ رہنے پر بھی ہم تباہ اور برباد ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں جب بدکاری بہت پھیل جائے گی۔

۷۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُفْتَحُ الرَّدْمُ رَدْمُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلَ هَذِهِ وَعَقَدَ وُهَيْبٌ تِسْعِينَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا۔ ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی وہیب نے نوے کا اشارہ کر کے بتلایا (اس اشارے کا ذکر اوپر گذر چکا ہے)

ف ہمارے زمانہ میں بہت سے لوگ اس میں شبہ کرتے ہیں کہ جب یاجوج ماجوج اتنی بڑی قوم ہے کہ اُس میں

کا کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک ہزار آدمی اپنی نسل کے نہیں دیکھ لیتا تو یہ قوم اس وقت دنیا کے کس حصے میں آباد ہے اہل جغرافیہ نے تو ساری زمین کو چھان ڈالا ہے یہ ممکن ہے کہ چھوٹا سا جزیرہ ان کی نظر سے رہ گیا ہو مگر اتنا بڑا ملک جس میں ایسی کثیر التعداد قوم بستی ہے نظر نہ آنا قیاس سے دور ہے دوسرے اس زمانہ میں لوگ بڑے بڑے اونچے پہاڑوں پر چڑھ جاتے ہیں ان میں ایسے ایسے سوراخ کرتے ہیں جس میں سے ریل چلی جاتی ہے تو یہ دیوار ان کو کیونکر روک سکتی ہے سخت سے سخت چیز دنیا میں فولاد ہے اس میں بھی بآسانی سوراخ ہو سکتا ہے کتنی ہی اونچی دیوار ہو آلات کے ذریعہ سے اس پر چڑھ سکتے ہیں ڈائنا مینٹ سے اس کو دم بھر میں گرا سکتے ہیں ان شبہوں کا جواب یہ ہے کہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ دیوار اب تک موجود ہے اور یاجوج ماجوج کو روکے ہوئے ہے البتہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ضرور موجود تھی اور اس وقت تک دنیا میں صنعت اور آلات کا ایسا رواج نہ تھا تو یاجوج ماجوج کی وحشی قومیں اس دیوار کی وجہ سے رکی رہنے میں کوئی تعجب کی بات نہیں رہی اور یہ بات کہ یاجوج ماجوج کے کسی شخص کا نہ مرنا جب تک وہ ہزار آدمی اپنی نسل سے نہ دیکھ لے یہ بھی ممکن ہے کہ اسی وقت تک کا بیان ہو جب آدمی کی عمر ہزار دو ہزار سال تک ہوا کرتی تھی نہ ہمارے زمانہ کا جب عمر انسانی کی مقدار سو برس یا ایک سو بیس برس رہ گئی ہے آخر یاجوج ماجوج بھی انسان ہیں ہماری عمروں کی طرح ان کی عمریں بھی گھٹ گئی ہوں گی اب یہ جو آثار صحابہ اور تابعین سے منقول ہے کہ ان کے قد و قامت اور کان ایسے ہیں انکی سندیں صحیح اور قابل اعتماد نہیں ہیں اور جغرافیہ والوں نے جن قوموں کو دیکھا ہے انہی میں دو بڑی قومیں یاجوج اور ماجوج ہیں اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کونسی قومیں ہیں بعضوں نے قیاس سے روس اور تاتاری یعنی چینی اور جاپانی قوموں کو یاجوج ماجوج کہا ہے بعضوں نے انگریز اور روس کو مگر انگریز کی قوم کوئی بڑی تعداد کی قوم نہیں روس تاتار چین جاپان یہ دونوں یاجوج ماجوج ہو سکتے ہیں۔ مسلم کی حدیث میں ہے کہ یاجوج ماجوج بحیرہ طبریہ پر سے گذریں گے اسکا پانی تمام کر دیں گے۔ امام احمد کی روایت ہے جس بستی پر سے گذریں گے اس کو تباہ کریں گے جس پانی پر سے گذریں گے اس کو پی جائیں گے مسلم کی ایک حدیث میں ہے وہ کہیں گے اب زمین والوں کو تو ہم مار چکے لاؤ آسمان والوں کو بھی ماریں پھر آسمان کی طرف تیر ماریں گے اللہ تعالٰی ان تیروں کو خون سے رنگ کر لوٹا دے گا۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے وہ کہیں گے اب ہم آسمان والوں پر بھی غالب ہوئے ایک حدیث میں ہے کہ وہ زمین کے سب جانور سانپ بچھو تک بھی کھا جائیں گے اور ہاتھی اور سور بھی ان کا مقدمۃ الجیش شام میں ہوگا تو ساقہ (لشکر کا اخیر حصہ) خراساں میں لیکن اللہ مکہ اور مدینہ اور بیت المقدس کو ان سے بچائے رکھے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

کتاب الاحکام

کتاب احکام کے بیان میں

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔

باب اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورۂ نساء میں) اللہ اور رسول کا اور اپنے حاکموں (سرداروں) کا کہا مانو ف۱

ف۱ امام بخاریؒ نے اس آیت کو لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ صحیح اور راجح قول یہی ہے کہ "اولی الامر منکم" سے بادشاہ اور سردار مراد ہیں بعضوں نے عالم مراد لئے ہیں قسطلانی نے کہا بادشاہوں اور حاکموں کی اطاعت اسی وقت تک واجب ہے جب تک وہ حق کے موافق حکم دیں جب حق کا خلاف کریں تو ان کی اطاعت واجب نہیں ہے۔

۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی انہوں نے یونس بن یزید سے، انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی (کیونکہ میں اللہ کا پیغام پہنچانے والا ہوں) اس طرح جس نے میرے مقرر کیے ہوئے حاکم کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی گویا میری نافرمانی کی۔

۸۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا۔ کہا مجھ کو امام مالک نے، انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْإِمَامُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔

سن لو تم میں سے ہر شخص حکومت رکھتا ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کی بازپرس ہوگی بادشاہ تو بڑا حاکم ہے اس سے تو اس کی رعایا کی پوچھ ہوگی لیکن دوسرے لوگ بھی اپنے اپنے گھر والوں کے حاکم ہیں (گھر کے لوگ اس کی رعیت ہیں) ان کی بازپرس اس سے ہوگی اور عورت اپنے خاوند کے گھر والوں کی نگہبان ہے اس سے ان کی پوچھ ہوگی اسی طرح آدمی کا غلام اس کے چیزبس کا نگہبان ہے اس سے اس کی پوچھ ہوگی (کچھ چرائی یا تلف تو نہیں کی) غرض ہر شخص حکومت رکھتا ہے اور اس سے اپنی رعیت کی پرسش ہونا ہے۔

بَابُ الْأُمَرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ۔ باب امیر اور سردار اور خلیفہ ہمیشہ قریش قبیلے سے ہونا چاہیے

ف یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث کا لفظ ہے جس کو طبرانی نے نکالا لیکن چونکہ وہ بخاری کی شرط پر نہ تھی اس لئے اس کو نہ لا سکے جمہور علماء سلف اور خلف کا یہی قول ہے کہ امامت اور خلافت کے لئے قریشی ہونا شرط ہے اور غیر قریشی کی امامت اور خلافت صحیح نہیں ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسی حدیث سے استدلال کر کے انصار کے دعوے کو رد کیا جب وہ کہتے تھے کہ ایک امیر انصار میں سے ہے ایک قریش میں سے اور تمام صحابہؓ نے اس پر اتفاق کیا گویا صحابہؓ کا اس پر اجماع ہو گیا کہ غیر قریشی کے لئے خلافت نہیں ہو سکتی البتہ خلیفہ وقت کا وہ نائب رہ سکتا ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین نے اور خلفاء بنی امیہ اور عباسیہ نے اپنے عہد میں غیر قریشی لوگوں کو اپنا نائب اور عامل مقرر کیا ہے حافظ نے کہا خارجی اور معتزلیوں نے اس مسئلہ میں خلاف کیا وہ غیر قریشی کی امامت اور خلافت جائز رکھتے ہیں جیسے ابن طیب نے کہا اُن کا قول التفات کے لائق نہیں ہے جب حدیث سے ثابت ہے کہ قریش کا حق ہے اور ہر قرن میں مسلمانوں نے اسی اصول پر عمل کیا ہے قاضی عیاض نے کہا سب علماء کا یہی مذہب ہے کہ امام کے لئے قریشی ہونا شرط ہے اور یہ اجماعی مسائل میں سے ہے اور خارجی اور معتزلی نے یہ شرط نہیں رکھی ان کا قول تمام مسلمانوں کے خلاف ہے مترجم کہتا ہے اب سلطان روم خلیفہ شرعی نہیں ہو سکتے البتہ بادشاہ اسلام یا نائب خلیفہ ہو سکتے ہیں۔

۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: كَانَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے، انہوں نے کہا محمدؐ بن

مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُونُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالًا مِنْكُمْ يُحَدِّثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُولَئِكَ جُهَّالُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِي تُضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللهُ عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّينَ، تَابَعَهُ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ

جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے وہ قریش کے چند لوگوں کیساتھ معاویہؓ کے پاس گئے تھے (ان کو مدینہ والوں نے بھیجا تھا معاویہؓ سے بیعت کرنے کے لئے جب امام حسنؓ نے خلافت اُن کے سپرد کر دی تھی) معاویہؓ کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عنقریب ایک شخص قحطان کا بادشاہ ہوگا (یعنی قحطان قبیلے کا جیسے ابوہریرہؓ کی روایت سے بھی اوپر گذر چکا) معاویہؓ یہ سُن کر غصے ہوئے اور خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے پہلے جیسے چاہیئے ویسی اللہ کی تعریف کی پھر کہنے لگا مابعد مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے تم میں سے چند لوگ ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جن کا ثبوت اللہ کی کتاب (قرآن) سے نہیں ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں ف۱ ایسے لوگ بڑے جاہل ہیں تم لوگ ایسے خیالات سے بچے رہو جو گمراہ کرنیوالے ہیں میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے یہ امر یعنی خلاف اور سرداری قریش میں رہے گی جب تک وہ دین اور شریعت کو قائم رکھیں گے ف۲ اور جو کوئی ان میں سے (یعنی قریشی خلیفوں سے) دشمنی کرے گا اللہ اس کو اوندھے منہ دوزخ میں گرائے گا شعیب کیساتھ اس حدیث کو نعیم بن حماد نے بھی ابن مبارک سے انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے محمد بن جبیر سے روایت کیا ف۳ ۔

ف۱ یہ معاویہؓ کا کہنا بے معنی نہ تھا کیونکہ عبداللہ بن عمرو اس حدیث کو آنحضرتؐ سے نقل کرتے تھے اور ابوہریرہؓ اور ابن عمرؓ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے شاید معاویہ کا یہ مطلب ہوگا کہ عبداللہ بن عمرو جو اس حدیث سے یہ سمجھے ہیں کہ اوائل زمانہ اسلام میں ایسا ہوگا یعنی قحطانی بادشاہ ہوگا یہ غلط ہے آنحضرتؐ نے ایسا نہیں فرمایا ہے بلکہ اُمت اور خلافت کو قریش سے خاص رکھا ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے قریب ایسا ہوگا یعنی ایک قحطانی شخص بادشاہ ہوگا۔ ف۲ جب دین اور شریعت کی پیروی چھوڑ دیں گے تو ان کی خلافت بھی مٹ جائے گی ایسا ہی ہوا جب خلفائے عباسیہ نے دین کی پیروی چھوڑ دی اور شراب خوری اور عیش میں پڑ گئے اللہ تعالےٰ نے خلافت ان کے خاندان سے نکال

لی۔ اس زمانہ سے اب تک پھر خلافت قریشی لوگوں کو نصیب نہیں ہوئی البتہ یمن یا مغرب یا مصر میں بعضے بعضے حاکم قریشی بلکہ سادات میں سے ہوئے مگر اب ان کی بھی حکومت باقی نہ رہی اب سارے عرب اور روم میں ایک مسلمان بادشاہ رہ گیا ہے جو خانوادہ ترک میں سے ہے اسی طرح مصر کا بادشاہ بھی ترکی ہے ایران کا قاجاری ہے افغانستان کا بارک زئی ہے پٹھان بخارا کا اوزبک ہے غرض قریشی کوئی خلیفہ نہ رہا اور یہی امر اہل اسلام کی تباہی کا باعث ہو رہا ہے اب بھی اگر سب مسلمان مل کر ایک قریشی بلکہ بنی فاطمہ میں سے متقی اور عالم شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں اور سارے جہان کے مسلمان اس کے تابع حکم رہیں تو ابھی پھر اسلام چمک جاتا ہے مولانا اسمٰعیل شہید نور اللہ مرقدہ نے تیرہویں صدی کے شروع میں ایسا کرنا چاہا تھا اور حضرت سید احمد صاحب بریلوی کو خلیفہ قرار دیا تھا لیکن اللہ کو منظور نہ تھا چند ہی روز میں مولانا صاحب اور سید صاحب سب ہی شہید ہوئے سفاقی نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ اگر قریشی خلیفہ بھی کفر یا بدعت کی طرف لوگوں کو بلائے تو اس سے لڑنا اور اس کا معزول کرنا درست ہے میں کہتا ہوں یہی قول صحیح ہے اور اسی لئے امام حسین علیہ السلام نے یزید پلید پر خروج کیا تھا باوجودیکہ قریشی تھا کیونکہ یزید لوگوں کو گناہ اور معصیت کی طرف لے جانا چاہتا تھا اور قسطلانی نے جو اس پر اعتراض کیا کہ مامون اور معتصم اور واثق خلق قرآن کے قائل تھے اور بدعت کی طرف دعوت کرتے تھے علماء اہلسنت کو ستاتے تھے مگر کسی نے ان پر خروج کرنے کو واجب نہیں کہا یہ اعتراض لغو ہے کیونکہ اس وقت لوگ مجبور ہوں گے اس لئے مجبوری سے ترک واجب پر گنہگار نہ ہوئے۔ فـ۳ اس کو طبرانی نے وصل کیا۔

۸۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے عاصم بن محمد نے کہا میں نے والد (محمد بن زید بن عبداللہ بن عمرؓ) سے وہ کہتے تھے (دادا صاحب یعنی) عبداللہ بن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خلافت اور سرداری ہمیشہ قریش ہی میں رہے گی جب تک قریش کے دو آدمی بھی باقی رہیں گے۔

بَابُ أَجْرِ مَنْ قَضَى بِالْحِكْمَةِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

باب جو شخص اللہ کے حکم کے موافق فیصلہ کرے اس کا ثواب کیونکہ اللہ تعالٰے نے (سورۂ مائدہ میں) فرمایا جو لوگ اللہ کے اتارے موافق فیصلہ نہ کریں وہی گنہگار ہیں (معلوم ہوا جو اللہ کے اتارے موافق فیصلہ کریں ان کو ثواب ملے گا)

۸۴- حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ:

ہم سے شہاب بن عباد نے بیان کیا کہا ہم سے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا۔

ابراہیم بن حمید نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی پر رشک نہ ہونا چاہیئے مگر دو آدمیوں پر ایک تو اس شخص پر جس کو اللہ تعالیٰ نے (حلال) مال دیا ہے اور وہ اس کو نیک کاموں میں خرچ کر رہا ہے دوسرے اس شخص پر جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے (یعنی دین کا علم قرآن حدیث کا) وہ اسکے موافق فیصلہ کرتا ہے لوگوں کو تعلیم دیتا ہے ف۱۔

ف۱ یعنی اور لوگ رشک کے قابل ہی نہیں ہیں یہ دو شخص البتہ رشک کے قابل ہیں کیونکہ ان دونوں شخصوں نے دین اور دنیا دونوں حاصل کر لئے دنیا میں نیک نام ہوئے اور آخرت میں شاد کام بعضے بندے اللہ تعالےٰ کے ایسے بھی گذرے ہیں جن کو یہ دونوں نعمتیں سرفراز ہوئی ہیں ان پر بے حد رشک ہوتا ہے نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دین کا علم بھی دیا تھا اور دولت بھی عنایت فرمائی تھی انہوں نے اپنی دولت بہت سے نیک کاموں میں جیسے اشاعت کتب حدیث وغیرہ میں صرف کی۔ اللہ تعالےٰ اُن کے درجے بلند کرے اور ان کی نیکیاں قبول فرمائے رحمۃ اللہ تعالےٰ۔

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً۔

باب امام (اور بادشاہ اسلام) کی بات سننا اور ماننا واجب ہے بشرطیکہ خلاف شرع اور گناہ کی بات کا حکم نہ دے ف۱

ف۱ ورنہ واجب نہیں کیونکہ دوسری حدیث میں ہے۔ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔

۸۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے ابوالتیاح (یزید بن حمید ضبعی) سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سردار کی) بات سنو اور مانو گو تم پر ایک حبشی غلام سردار کیا جائے جس کا سر منقے کی طرح چھوٹا ہو (یعنی بے وقوف ہو) ف۱۔

ف۱ اس کا مطلب یہ نہیں کہ حبشی غلام خلیفہ ہو کیونکہ خلافت تو قریشی کے سوا اور کسی کی صحیح نہیں

ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ خلیفہ اگر ایک حبشی غلام کو بھی کہیں کا سردار یا حاکم مقرر کرے تو ان لوگوں کو اسکی اطاعت کرنا چاہیئے۔

٨٦- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْوِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَكَرِهَهُ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے جعد بن دینار سے، انہوں نے ابو رجا عمران عطاردی سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو شخص اپنے حاکم سے کوئی بری بات دیکھے تو صبر کرے اس لئے کہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر الگ ہو کر مرے اس کی موت جاہلیت کی سی موت ہو گی۔ ؂۱

؂۱ جماعت سے الگ ہونا اس سے مراد یہ ہے کہ امام اور حاکم اسلام سے الگ ہو کر ہے اس کی اطاعت سے نکل جائے جیسے خارجیوں نے حضرت علیؓ کی خلافت میں کیا تھا حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مشرک یا بدعتوں کی جماعت میں شریک رہے اُن سے الگ نہ ہونا واجب ہے جیسے قرآن میں ہے فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔

٨٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپؐ نے فرمایا مسلمان پر اپنے امام اور بادشاہ اسلام) کی اطاعت واجب ہے خوشی یا ناخوشی ہر حال میں جب تک گناہ کا حکم اسکو نہ دیا جائے پھر جب امام یا بادشاہ اسلام کی طرف سے اسکو گناہ (ناجائز کام) کا حکم دیا جائے تو نہ سنے نہ اطاعت کرے ؂۱

؂۱ اس حدیث سے اگلی حدیث کی تفسیر ہو گئی کہ جماعت میں وہیں تک شریک رہنا ضروری ہے جب تک جماعت خلاف شرع کام کا حکم نہ دے اگر ایسی بات کا حکم دے تو اس جماعت کو سلام کرنا چاہیئے اکیلے ہی رہ کر اپنی زندگی گذارنا اور حق تعالےٰ کے حکم پر قائم رہنا بہتر ہے۔

۸۸- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيعُونِي قَالُوا بَلَى قَالَ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَأَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيهَا فَجَمَعُوا حَطَبًا فَأَوْقَدُوا فَلَمَّا هَمُّوا بِالدُّخُولِ فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرَارًا مِنَ النَّارِ أَفَنَدْخُلُهَا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ خَمَدَتِ النَّارُ وَسَكَنَ غَضَبُهُ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا أَبَدًا إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا، ہم سے اعمش نے کہا ہم سے سعد بن عبیدہ نے انہوں نے ابو عبدالرحمن سلمی سے، انہوں نے حضرت علیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (۸ھ ہجری) میں ایک لشکر بھیجا اس کا سردار ایک انصاری (عبداللہ بن حذافہ سہمی) کو مقرر کیا اور لوگوں کو یہ حکم دیا کہ ان کی اطاعت کریں (رستے میں ایسا اتفاق ہوا) عبداللہ بن حذافہ ان لوگوں پر غصے ہوئے کہنے لگے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو یہ حکم نہیں دیا تھا کہ میری اطاعت کرنا انہوں نے کہا بیشک یہ حکم تو دیا تھا۔ عبداللہ نے کہا تو میں تم سے بضد ہو کر یہ کہتا ہوں تم لکڑیاں جمع کرو انگار سلگاؤ اس میں گھس جاؤ انہوں نے لکڑیاں جمع کیں آگ سلگائی جب اس میں گھسنے کا قصد کیا تو ایک دوسرے کو تکنے لگے کہنے لگے ہم نے جو اپنے باپ دادا کا دین چھوڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی تو محض (دوزخ کی) آگ سے بچنے کے لئے اب ہم پھر آگ میں داخل ہو جائیں (تو اسلام لانے سے اتنی تکلیف اٹھانے سے نتیجہ ہی کیا ہوا) اتنے میں آگ (خود بخود) بجھ گئی اور عبداللہ کا غصہ بھی جاتا رہا پھر یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا آپؐ نے فرمایا اگر یہ لشکر والے اس آگ میں گھس جاتے تو کبھی اس میں سے نہ نکلتے وا (حاکم کی) اطاعت اسی کام میں کرنا چاہیئے جو جائز ہو و۲۔

وا ہمیشہ کے لئے دوزخی ہو جاتے ہیں۔ و۲ نہ کہ گناہ کے کام میں۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ الإِمَارَةَ أَعَانَهُ اللّٰهُ۔

باب جس کو بن مانگے سرداری ملے تو اللہ اس کی مدد کرے گا وا

ف اس کی سرداری نیک نامی کے ساتھ گذرے گی اور جو شخص مانگ کر پیچھے پڑ کر حکومت حاصل کرے اللہ تعالےٰ اپنی مدد اُس سے اٹھالے گا ہمارے زمانہ میں مسلمانوں کو خبط ہو گیا ہے خصوصاً حیدر آباد میں جس کو دیکھئے حکومت اور تعلقداری کا طالب ہے۔ اے بھائیو حکومت بڑے مواخذہ کا کام ہے روٹی کمانے کے ہزار ہا طریق ہیں طبیب بنو، ڈاکٹر بنو انجینیر بنو، سوداگر بنو، کاشتکار بنو، کوئی ہنر یا پیشہ کرو مگر عدالت اور مال کی خدمت کرو اگر زبردستی بادشاہ اسلام تم کو ایسی خدمت پر مامور کرے تو اللہ سے مدد چاہو اور اس سے ڈر کر اپنی خدمت ایمانداری کے ساتھ ادا کرو۔

۸۹- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ وَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے انہوں نے امام حسن بصریؒ سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا عبدالرحمٰن حکومت اور سرداری کی درخواست نہ کر کیونکہ اگر مانگنے پر تجھ کو حکومت اور سرداری ملے گی تو اللہ اپنی مدد تجھ سے اٹھالے گا (تو جانے تیرا کام جانے) اور جو بن مانگے (زبردستی) تو سردار بنایا جائے گا تو اللہ تعالےٰ تیری مدد کرے گا اور جب تو کسی بات کی قسم کھالے پھر اس کے خلاف کرنا بہتر سمجھے تو اپنی قسم کا کفارہ دیدے اور جو کام بہتر معلوم ہو وہ کر۔

بَابُ مَنْ سَأَلَ الْإِمَارَةَ وُكِلَ إِلَيْهَا۔

باب جو شخص مانگ کر حکومت اور سرداری لے اس کو اللہ چھوڑ دیگا (وہ جانے اس کا کام جانے)

۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا کہ ہم سے یونس بن یزید نے انہوں نے امام حسن بصری سے مجھ سے عبدالرحمٰن بن سمرہؓ نے بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ عبدالرحمٰن حکومت اور سرداری کی درخواست نہ کیجیو اگر درخواست پر تجھے ملے گی تو چھوڑ دیا جائے گا (تو جانے تیرا کام جانے) اور اگر بن خواست

وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ۔

ملے گی تو اللہ تعالےٰ تیری مدد کرے گا اور جب تو کسی بات کی قسم کھالے پھر اس کے خلاف کرنا بہتر سمجھے تو جو کام بہتر ہے وہ کر اور قسم کا کفارہ دے دے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ۔

باب حکومت اور سرداری کی حرص کرنا منع ہے

۹۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ، وَقَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُمْرَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے، انہوں نے سعید مقبری سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم لوگ قریب میں حکومت اور سرداری کی حرص کرو گے اور قیامت کے دن تم کو اُس کی وجہ سے ندامت اور شرمندگی ہو گی حکومت اور سرداری ایک انّا کی طرح ہے دُودھ پلاتے وقت تو مزہ ہے اور دودھ چھٹتے وقت تکلیف ف۱ اور محمد بن بشار نے کہا ہم سے عبداللہ بن حمران نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالحمید بن جعفر نے، انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے عمر بن حکم سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے، اُن کا قول نقل کیا (یہی جو اوپر گذرا) ف۲۔

ف۱ سبحان اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا عمدہ مثال دی ہے آدمی کو حکومت اور سرداری ملتے وقت بڑی لذت ہوتی ہے خوب روپیہ کماتا ہے مزے اڑاتا ہے لیکن اس کو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ سدا قائم رہنے والی چیز نہیں ایک دن چھن جائے گی تو نے جتنا مزہ اٹھایا ہے وہ سب کرکرا ہو جائے گا اور اس رنج کے سامنے جو سرداری اور حکومت جاتے وقت ہو گا یہ خوشی کوئی چیز نہیں ہے عاقل کو چاہیئے کہ جس کام کے انجام میں رنج ہو اس کو تھوڑی سی لذت کی وجہ سے ہرگز اختیار نہ کرے عاقل وہی کام کرتا ہے جس میں رنج اور دکھ کا نام نہ ہو۔ نری لذت ہی لذت ہو۔ گو یہ لذت مقدار میں تھوڑی ہو لیکن اُس لذت سے بدرجہا بہتر ہے جس کے بعد رنج سہنا پڑے لاحول ولا قوۃ الا باللہ لعنت خدا دنیا کی حکومت پر سرداری اور بادشاہت درحقیقت ایک عذاب الیم ہے اسی لئے عقلمند بزرگ اس سے ہمیشہ بھاگتے رہے امام ابوحنیفہؒ نے مار کھائی

قید میں رہے مگر حکومت نہ کی۔ دوسری حدیث میں ہے جو شخص عدالت کا حاکم یعنے قاضی (جج) بنایا گیا وہ بن چھری ذبح کیا گیا۔ ہمارے شہر حیدرآباد میں ہم نے آنکھوں سے دیکھا کئی شخصوں کو وزارت کا عہدہ ملا اور انہوں نے بڑی خوشی سے قبول کیا۔ مگر چند ہی سال میں یہ عہدہ ان سے چھن گیا اور چھنتے ہی ان کو ایسا رنج ہوا کہ اسی رنج میں دنیا سے چلتے ہوئے بعضوں نے خودکشی کر لی۔ ف۲ تو اس طریق میں دو باتیں اگلے طریق کے خلاف ہیں ایک تو سعید مقبری اور ابوہریرہؓ میں عمر بن حکم کا واسطہ ہونا دوسرے حدیث کو موقوفاً نقل کرنا۔

---

٩٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَ رَجُلَانِ مِنْ قَوْمِي فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ أَمِّرْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَهُ فَقَالَ: إِنَّا لَا نُوَلِّي هٰذَا مَنْ سَأَلَهُ وَ لَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے برید سے۔ انہوں نے (اپنے دادا) ابوبردہؓ سے۔ انہوں نے (اپنے والد) ابوموسیٰ اشعریؓ سے۔ انہوں نے کہا میں اپنی قوم کے دو شخصوں کے ساتھ (طبرانی کی روایت میں ہے ایک ان میں ابوموسیٰ کے چچازاد بھائی تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا ان میں سے ایک کہنے لگا یارسول اللہ ہم کو کہیں کی حکومت دیجئے دوسرے نے بھی یہی عرض کیا آنحضرتؐ نے فرمایا ہم اس شخص کو حکومت نہیں دیتے جو اس کی درخواست کرے یا حرص کرے۔

بَابُ مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ۔

باب جو شخص رعیت کا حکم دے اور انکی خیر خواہی نہ کرے اُس کا عذاب۔

٩٣ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ: إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللّٰهُ

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوالاشہب (جعفر بن حیان) نے۔ انہوں نے امام حسن بصریؒ سے کہ عبیداللہ بن زیاد نے معقل بن یسار صحابی کی مرض موت میں عیادت کی معقل نے اس سے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے آپ فرماتے تھے جو شخص ایسا ہو کہ اللہ تعالےٰ نے اُس کو رعیت کی نگہبانی پر مقرر کیا (اور) وہ خیرخواہی کے ساتھ اُن کی نگہبانی نہ کرے ف۱ تو قیامت کے

رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔

دن وہ بہشت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا (بہشت میں جانا کہاں ف ۲۔

ف ۱ بلکہ اُن پر ظلم و تعدی کرے یا ظلم و تعدی ہونے دے اس کا بندوبست نہ کرے۔ ف ۲ طبرانی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے حالانکہ بہشت کی خوشبو ستر برس کی راہ سے محسوس ہوتی ہے طبرانی کی دوسری روایت میں ہے کہ یہ عبیداللہ بن زیاد ایک ظالم سفاک چھوکرا تھا جس کو معاویہؓ نے حاکم بنایا تھا وہ بہت خونریزی کیا کرتا تھا۔ آخر عبداللہ بن معقل بن یسار صحابی نے اس کو نصیحت کی کہ ان کاموں سے باز رہ (انجیر تک)

۹۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ قَالَ زَائِدَةُ ذَكَرَهُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ أَتَيْنَا مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ نَعُودُهُ فَدَخَلَ عُبَيْدُ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْ وَالٍ يَلِي رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔

ہم سے اسحاق بن منصور کوسج نے بیان کیا کہا ہم کو حسین بن علی جعفی نے خبر دی کہ زائدہ بن قدامہ نے یہ حدیث ہشام بن حسن سے نقل کی۔ انہوں نے امام حسن بصریؒ سے۔ انہوں نے کہا ہم عیادت (بیمار پرسی) کے لئے معقل بن یسار صحابیؓ کے پاس گئے اتنے میں عبیداللہ بن زیاد بھی وہاں آیا معقل نے اس سے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے آپ نے فرمایا جو بادشاہ یا حاکم مسلمانوں پر حکومت کرتا ہو اور ان کی بدخواہی پر اس کا خاتمہ ہو تو بہشت اس پر حرام ہے۔

باب
مَنْ شَاقَّ شَقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ۔

باب جو شخص بندگان خدا کو ستائے،
(مشکل میں پھانسے) اللہ تعالیٰ اسکو ستائیگا (مشکل میں پھنسائے گا)

۹۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ طَرِيفٍ أَبِي تَمِيمَةَ قَالَ شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَجُنْدَبًا وَأَصْحَابَهُ وَهُوَ

مجھ سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے انہوں نے سعید بن ایاس جریری سے، انہوں نے ابو تمیمہ طریف بن مجالد سے انہوں نے کہا میں صفوان (بن محرز) اور جندب (بن عبداللہ بجلی) کے ساتھیوں کے پاس اسوقت

يُوصِيهِمْ فَقَالُوا هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللَّهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ وَمَنْ يُشَاقِقْ يَشْقُقِ اللَّهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالُوا: أَوْصِنَا فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْإِنْسَانِ بَطْنُهُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يُحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ بِمِلْءِ كَفِّهِ مِنْ دَمٍ أَهْرَاقَهُ فَلْيَفْعَلْ، قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَنْ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنْدَبٌ قَالَ: نَعَمْ، جُنْدَبٌ۔

حاضر ہوا جبکہ وہ ان کو نصیحت کر رہے تھے لوگوں نے ان سے پوچھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے انہوں نے کہا ہاں سنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص لوگوں کو سنانے (ریا اور ناموری) کے لئے نیک کام کریگا اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس ریا کاری کا حال لوگوں کو سنا دیگا اور جو شخص بندگان خدا پر سختی کریگا اللہ تعالیٰ بھی اس پر سختی کریگا یہ سن کر لوگوں نے کہا ہم کو (اور) نصیحت کرو انہوں نے کہا (یعنی جندب نے کہا) دیکھو آدمی کی پہلی چیز جو (مرے بعد) سڑتی ہے وہ پیٹ ہے اب جس سے ہو سکے وہ پیٹ میں حلال ہی لقمہ ڈالے (حرام سے پرہیز رکھے) اور جس سے ہو سکے وہ چلو بھر لہو بہا کر (یعنی ناحق خون کر کے) بہشت میں جانے سے اپنے تئیں نہ روکے فربری کہتے ہیں میں نے امام بخاریؒ سے پوچھا اس حدیث میں یہ قول میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کس کا قول ہے جندب کا ہے انہوں نے کہا ہاں۔

بَابُ الْقَضَاءِ وَالْفُتْيَا فِي الطَّرِيقِ

باب رستے چلتے چلتے کوئی فیصلہ کرنا یا فتویٰ دینا

وَقَضَى يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الطَّرِيقِ وَقَضَى الشَّعْبِيُّ عَلَى بَابِ دَارِهِ۔

اور یحییٰ بن یعمر (تابعی مشہور) نے رستے میں فیصلہ کیا (اس کو ابن سعد نے طبقات میں وصل کیا) اور شعبی نے اپنے گھر کے دروازے پر فیصلہ کیا (اس کو بھی ابن سعد نے وصل کیا) ف

ف اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ نے بازار میں فیصلہ کیا مطلب یہ ہے امام بخاریؒ کا کہ فیصلہ کرنے کے لئے کوئی خاص مقام جیسے محکمہ یا مسجد شرط نہیں ہے۔

٩٦ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے، انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے کہا ہم سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا انہوں نے کہا ایک بار ایسا ہوا میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِيَنَا رَجُلٌ عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟ فَكَأَنَّ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صِيَامٍ وَلَا صَلَاةٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ۔

دونوں مسجد سے نکل رہے تھے اتنے میں مسجد کے دروازے پر ایک شخص ملا (نام نامعلوم) اور کہنے لگا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی آپؐ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا سامان تیار کر رکھا ہے یہ سنتے ہی وہ جیسے دب گیا (شرمندہ ہوگیا عاجز بن گیا) اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے تو قیامت کے لئے بہت کچھ روزہ تیار کیا ہے نہ نماز نہ صدقہ بس اتنی بات ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں آپؐ نے فرمایا تو (قیامت کے دن) اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے گا ف۱۔

ف۱ ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپؐ نے مسجد کے دروازے پر چلتے چلتے اس کو یہ فتویٰ سنایا یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اور بڑی امید کی حدیث ہے خصوصاً ہم گنہگاروں کیلئے جن کے پاس کوئی نیکی نہیں ہے اللھم ارزقنی حبک وحب من یحبک۔

بَابُ مَا ذُكِرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ بَوَّابٌ۔

باب آں حضرتؐ کا کوئی دربان نہ تھا

(نہ غرض بیگی بلکہ ہر شخص کو آپؐ کے پاس جانے کی اجازت تھی)

۹۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، يَقُولُ لِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ تَعْرِفِينَ فُلَانَةَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ، فَقَالَ: اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي، فَقَالَتْ: إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ خِلْوٌ مِنْ مُصِيبَتِي، قَالَ فَجَاوَزَهَا وَمَضَى فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ فَقَالَ مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے اسحاق بن منصور کوسج نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالصمد بن عبدالوارثؒ نے خبر دی کہا ہم کو شعبہ نے بیان کیا کہا ہم سے ثابت بنانی نے۔ انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے اپنی بی بی سے پوچھا کہ تو فلانی عورت کو پہچانتی ہے اس نے کہا ہاں پہچانتی ہوں انسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سے گذرے وہ ایک قبر پر بیٹھی رو رہی تھی آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔ وہ کہنے لگی اجی جاؤ بھی تم پر یہ مصیبت تھوڑے ہے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اس وقت ایک اور شخص (فیصل بن عباس) اس عورت پر سے گذرے اور پوچھنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے کیا فرمایا وہ کہنے

قَالَتْ : مَا عَرَفْتُهُ، قَالَ : إِنَّهُ لَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : فَجَاءَتْ إِلَى بَابِهِ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا، فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ مَا عَرَفْتُكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ۔

لگی میں نے نہیں پہچانا (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے) میں سمجھی کوئی اور شخص ہیں انہوں نے کہا وہ آنحضرتؐ تھے یہ سُن کر وہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی دیکھا تو آپ کے دروازے پر کوئی دربان نہیں ہے کہنے لگی یارسول اللہ (تقصیر معاف فرمائیے) خدا کی قسم میں نے اُس وقت آپ کو نہیں پہچانا (اب صبر کرتی ہوں) آپؐ نے فرمایا صبر تو اسی وقت اجر رکھتا ہے جب صدمہ شروع ہو ف۲۔

ف۱ حافظ نے کہا نہ انس بن مالکؓ کی بی بی کا نہ اس عورت کا نام معلوم ہُوا۔ ف۲ ورنہ رو دھو کر تو سب کو اخیر میں صبر آجاتا ہے یہ حدیث اوپر کتاب الجنائز میں گذر چکی ہے۔

بَابُ الْحَاكِمِ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلَى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ دُونَ الْإِمَامِ الَّذِي فَوْقَهُ۔

باب ماتحت کا حاکم قصاص کا حکم دے سکتا ہے

بڑے حاکم سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ف۱

ف۱ اور قصاص کی طرح حد بھی ہے تو ہر ملک کا عامل حدود اور قصاص شرع کے موافق جاری کر سکتا ہے بڑے بادشاہ یا خلیفہ سے اجازت لینا شرط نہیں ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ عاملوں کو ایسا کرنا درست نہیں بلکہ شہر کے سردار حدیں قائم کریں۔ ابن قاسم نے کہا قصاص دار الخلافہ ہی میں لیا جاوے گا جہاں خلیفہ رہتا ہو یا اس کی تحریری اجازت سے اور مقاموں میں اشہب نے کہا جس عامل یا والی کو خلیفہ اجازت دے حدود اور قصاص قائم کرنے کی وہ قائم کر سکتا ہے۔

۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الذُّهْلِيُّ، حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْأَمِيرِ۔

ہم سے محمد بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے کہا ہم سے والد نے، انہوں نے ثمامہ سے، انہوں نے انسؓ سے۔ انہوں نے کہا قیس بن سعد بن عبادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس طرح رہا کرتے جیسے کوتوال امیر کے پاس رہا کرتا ہے ف۱۔

ف۱ اس کا مطلب یہ نہیں کہ قیس بن سعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوتوال تھے کیونکہ کوتوال کا عہدہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا نہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں بلکہ بنی امیہ کی حکومت میں یہ عہدہ ایجاد ہوا اور انہی کا اثر اس عہد میں آگیا اکثر کوتوال ظالم سفاک اور بے رحم ہوتا ہے اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے

۹۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ قُرَّةَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَأَتْبَعَهُ بِمُعَاذٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَجُلًا أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ فَأَتَاهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَهُوَ عِنْدَ أَبِي مُوسَى فَقَالَ: مَا لِهٰذَا؟ قَالَ: أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ، قَالَ: لَا أَجْلِسُ حَتَّى أَقْتُلَهُ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن سعید قطان نے۔ انہوں نے قرہ سے۔ کہا مجھ کو حمید بن ہلال نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوبردہ نے، انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ابوموسیٰ کو (یمن کی طرف) بھیجا پھر ان کے پیچھے ہی معاذ بن جبل کو روانہ کیا (دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا) اور مجھ سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے محبوب بن حسن نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے حمید بن ہلال سے انہوں نے ابوبردہ سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے (آنحضرتؐ کے زمانہ میں) ایک شخص (نام نامعلوم) مسلمان ہوگیا تھا پھر یہودی ہوگیا وہ شخص ابوموسیٰ کے سامنے لایا گیا اتنے میں معاذ بن جبل آن پہنچے ابوموسیٰ سے پوچھا کیوں اس شخص کا کیا حال ہے (یعنی اس کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں) انہوں نے کہا یہ شخص مسلمان ہونے کے بعد یہودی ہوگیا (مرتد ہوگیا) معاذ نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا جب تک اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے موافق اس کو قتل نہ کرلوں ف۱

ف۱ یہیں سے ترجمہ باب نکلا کیوں کہ معاذ بن جبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل تھے۔ انہوں نے قتل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہیں لی۔

بَابٌ هَلْ يَقْضِي الْحَاكِمُ أَوْ يُفْتِي وَهُوَ غَضْبَانُ۔

باب غصّے کی حالت میں حاکم یا قاضی کو فیصلہ کرنا درست ہے یا نہیں۔

۱۰۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ:

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ أَبُو بَكْرَةَ إِلَى ابْنِهِ وَكَانَ بِسِجِسْتَانَ بِأَنْ لَا تَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ۔

نے کہا. ہم سے عبدالملک بن عمیر نے کہا ۔ میں نے عبدالرحمن بن ابی بکرہ سے سنا ۔ ابوبکرہ نے اپنے بیٹے (عبیداللہ) کو لکھا جو سجستان میں قاضی تھا جس وقت تو غصّے میں ہو تو دُو آدمیوں کا فیصلہ نہ کر ۔ کیونکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ۔ آپؐ فرماتے تھے کوئی حاکم دُو آدمیوں کا اس وقت تک فیصلہ نہ کرے ۔ جب تک وہ غصّہ میں ہو. ف۱ ۔

ف۱ غصّے کی حالت میں آنحضرتؐ کے سوا اور لوگوں کو فیصلہ کرنا منع ہے اور حنابلہ کے نزدیک غصّے کی حالت میں جو حکم دے وہ نافذ نہ ہوگا

---

۱۰۱ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ ابْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي وَاللّٰهِ لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فِيهَا قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُوجِزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا ۔ کہا ہم کو عبداللہ ابن مبارک نے خبر دی ۔ کہا مجھ کو اسمٰعیل بن ابی خالد نے ۔ انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے ابو مسعود انصاری سے ۔ انہوں نے کہا ایک شخص (سلیم بن حارث یا اور کوئی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں صبح کی جماعت میں اس وجہ سے شریک نہیں ہو سکتا کہ فلاں صاحب (معاذ بن جبل یا ابی بن کعبؓ) اس نماز کو لمبا کرتے ہیں ابو مسعودؓ کہتے ہیں ہم نے کسی وعظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غصّے نہیں دیکھا جتنا اس دن غصّے ہوئے بعد اس کے فرمایا لوگو تم میں بعض لوگ ایسے ہیں جو دین سے نفرت دلانا چاہتے ہیں جب کوئی تم میں لوگوں کا امام بنے تو مختصر نماز پڑھے اس لئے کہ ان میں کوئی بوڑھا ہوتا ہے کوئی کمزور کوئی کام ضرورت والا ف۱

ف۱ یہ حدیث لا کر امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ غصّے میں جو حکم دینے کی ممانعت اگلی حدیث میں

ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور لوگوں کے لئے ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غصے میں حکم دینا جائز تھا کیوں کہ آپ غصے میں بھی حق سے تجاوز نہ کرتے۔ آپ پوری طرح اپنے نفس پر قادر تھے اور لوگوں میں یہ بات نہیں ہے۔

۷۱۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الْكَرْمَانِيُّ، حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا۔

ہم سے محمد بن ابی یعقوب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حسان بن ابراہیم نے کہا، ہم سے یونس بن یزید ایلی نے کہ زہری نے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی۔ ان کو ان کے والد عبداللہ بن عمرؓ نے۔ انہوں نے حیض کی حالت میں اپنی جورو (آمنہ بنت غفار) کو طلاق دے دی۔ حضرت عمرؓ نے اس کا تذکرہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ غصے ہوئے۔ اور فرمایا عبداللہ کو چاہیئے کہ رجعت کرے اور عورت کو اپنے پاس رہنے دے یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہو پھر حیض آئے پھر پاک ہو اب اگر چاہے اس کو طلاق دے دے۔

بَابُ مَنْ رَأَى لِلْقَاضِي أَنْ يَحْكُمَ بِعِلْمِهِ فِي أَمْرِ النَّاسِ إِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُونَ وَالتُّهْمَةَ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ: خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ وَذَلِكَ إِذَا كَانَ أَمْرٌ مَشْهُورٌ۔

باب قاضی کو اپنے ذاتی علم کی رو سے معاملات میں

حکم دینا درست ہے (نہ حدود اور حقوق اللہ میں) یہ بھی جب کہ بدگمانی اور تہمت کا ڈر نہ ہو(۱) اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند (ابوسفیان کی جورو) کو یہ حکم دیا۔ تو ابوسفیان کے مال میں سے اتنا لے سکتی ہے جو دستور کے موافق تجھ کو اور تیری اولاد کو کافی ہو۔

(۱) حنفیہ کا یہی قول ہے لیکن دوسرے علماء کے نزدیک معاملات میں بھی قاضی کو اپنی ذاتی علم پر حکم دینا درست نہیں ہے قسطلانی نے کہا اگر گواہوں کی گواہی قرینہ عقل یا مشاہدہ کے یا ظن غالب کے خلاف ہو تب اس گواہی پر بالاتفاق حکم دینا درست نہیں ہے۔

۱۰۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ وَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ قَالَتْ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ حَرَجٍ أَنْ أُطْعِمَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا؟ قَالَ لَهَا: لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيهِمْ مِنْ مَعْرُوفٍ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبردی، انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا حضرت عائشہؓ نے کہا ہند عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی آنحضرت صلعم کے پاس آئی کہنے لگی یارسول اللہ خدا کی قسم ساری زمین پر کوئی گھروالے ایسے نہیں تھے جن کا میں ذلیل اور خوار ہونا اتنا پسند کرتی تھی جتنا آپؐ کے گھر والوں کا (کیونکہ ہند کے باپ اور عزیزوں کو جنگ بدر میں علیؓ اور حمزہؓ نے قتل کیا تھا) اور اب آج یہ حال ہے کہ ساری زمین پر کسی گھر والوں کو عزت اور آبرو حاصل ہونا مجھ کو اتنا پسند نہیں جتنا آپؐ کے گھر والوں کا (کیونکہ میں مسلمان ہو گئی ہوں) پھر کہنے لگی ابوسفیان بہت ہی بخیل ممسک آدمی ہے (اس کے دل سے پیسہ نہیں نکلتا) کیا مجھ پر کچھ گناہ ہو گا اگر میں اس کے مال میں سے بے اس کے پوچھے اپنے بال بچوں کو کھلاؤں آپؐ نے فرمایا نہیں کچھ نہیں گناہ ہونے کا اگر دستور کے موافق کھلائے ف ۱

ف ۱ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقدمہ میں اپنے ذاتی علم پر حکم دیا آپؐ کو معلوم تھا کہ یہ ہند ابوسفیان کی جورو ہے اس لئے یہ حکم نہیں دیا کہ پہلے گواہ لیکر آ کہ تو کون ہے اور ابوسفیان کی جورو ہے یا نہیں۔

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُومِ

وَمَا يَجُوزُ مِنْ ذَلِكَ وَمَا يَضِيقُ عَلَيْهِمْ وَكِتَابِ الْحَاكِمِ إِلَى عَامِلِهِ وَالْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ إِلَّا فِي الْحُدُودِ ثُمَّ قَالَ: إِنْ كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ هَذَا مَالٌ بِزَعْمِهِ وَإِنَّمَا صَارَ مَالًا بَعْدَ أَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ

باب مہری خط پر گواہی دینے کا بیان۔

(کہ یہ فلاں شخص کا خط ہے) اور کونسی گواہی اس مقدمہ میں جائز ہے کونسی ناجائز اور حاکم جو اپنے نائبوں کو پروانے لکھے اسی طرح ایک ملک کا قاضی دوسرے ملک کے قاضی کو اس کا بیان اور بعضے لوگوں (امام ابوحنیفہؒ) نے کہا حاکم جو پروانے اپنے نائبوں کو لکھے ان پر عمل ہو سکتا ہے مگر حدود شرعیہ میں نہیں ہو سکتا (کیونکہ ڈر ہے کہیں پروانہ جعلی نہ ہو) پھر خود ہی کہتے ہیں کہ قتل خطا میں پروانے پر عمل ہو سکتا ہے

فَالْخَطَأُ وَالْعَمْدُ وَاحِدٌ وَقَدْ كَتَبَ
عُمَرُ إِلَى عَامِلِهِ فِي الْحُدُودِ وَكَتَبَ
عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي سِنٍّ كُسِرَتْ
وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: كِتَابُ الْقَاضِي إِلَى
الْقَاضِي جَائِزٌ إِذَا عَرَفَ الْكِتَابَ وَ
الْخَاتَمَ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُجِيزُ الْكِتَابَ
الْمَخْتُومَ بِمَا فِيهِ مِنَ الْقَاضِي وَيُرْوَى
عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُهُ وَقَالَ مُعَاوِيَةُ
ابْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ الثَّقَفِيُّ شَهِدْتُ
عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ يَعْلَى قَاضِيَ الْبَصْرَةِ
وَإِيَاسَ بْنَ مُعَاوِيَةَ وَالْحَسَنَ وَ
ثُمَامَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ وَ
بِلَالَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ
بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيَّ وَعَامِرَ بْنَ عَبِيدَةَ
وَعَبَّادَ بْنَ مَنْصُورٍ يُجِيزُونَ كُتُبَ
الْقُضَاةِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الشُّهُودِ
فَإِنْ قَالَ الَّذِي جِيءَ عَلَيْهِ بِالْكِتَابِ
إِنَّهُ زُورٌ قِيلَ لَهُ: اذْهَبْ فَالْتَمِسِ
الْمَخْرَجَ مِنْ ذَلِكَ وَأَوَّلُ مَنْ سَأَلَ
عَلَى كِتَابِ الْقَاضِي الْبَيِّنَةَ ابْنُ أَبِي
لَيْلَى وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ لَنَا
أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُحْرِزٍ
جِئْتُ بِكِتَابٍ مِنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ
قَاضِي الْبَصْرَةِ وَأَقَمْتُ عِنْدَهُ الْبَيِّنَةَ
أَنَّ لِي عِنْدَ فُلَانٍ كَذَا وَكَذَا وَهُوَ
بِالْكُوفَةِ وَجِئْتُ بِهِ الْقَاسِمَ بْنَ

کیونکہ وہ انکی رائے پر مثل مالی دعووں کے ہے ف۱ حالانکہ قتل خطا مالی دعووں کی طرح نہیں ہے بلکہ ثبوت کے بعد اسکی سزا مالی ہوتی ہے تو قتل خطا اور عمد دونوں کا حکم ایک ہونا چاہیئے۔ (دونوں میں پروانے کا اعتبار نہ ہونا چاہیئے ف۲) اور حضرت عمرؓ نے اپنے عاملوں کو حدود میں پروانے لکھے ہیں ف۳ اور عمر بن عبدالعزیز نے دانت توڑنے کے مقدمہ میں ف۴ پروانہ لکھا ف۵ اور ابراہیم نخعی نے کہا ف۶ ایک قاضی دوسرے قاضی کے خط پر عمل کرے جب اس کی مہر اور خط کو پہچانتا ہو تو یہ جائز ہے اور شعبی مہری خط کو جو ایک قاضی کی طرف سے آئے جائز رکھتے تھے (اس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا) اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے ف۷۔ اور معاویہ بن عبدالکریم ثقفی نے کہا میں عبدالملک بن یعلی بصرے کے قاضی اور ایاس بن معاویہ (بصرے کے قاضی) اور حسن بصری (بصرے کے قاضی) اور ثمامہ بن عبداللہ بن انسؓ (بصرے کے قاضی) اور بلال بن ابی بردہ (بصرے کے قاضی) اور عبداللہ بن بریدہ (مرو کے قاضی) اور عامر بن عبیدہ (کوفہ کے قاضی) اور عباد بن منصور (بصرے کے قاضی) ان سبھوں سے ملا ہوں یہ سب ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کے نام بغیر گواہوں کے منظور کرتے ف۸ اگر فریق ثانی جس کو اس خط سے ضرر ہوتا ہے یوں کہے کہ خط جعلی ہے تو اس کو حکم دیں گے کہ اچھا اس کا ثبوت دے اور قاضی کے خط پر سب سے پہلے ابن ابی لیلے (کوفہ کے قاضی) اور سوار بن عبداللہ (بصرے کے قاضی) نے گواہی چاہی ف۹ اور ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے کہا ہم سے عبیداللہ بن محرز نے بیان کیا کہ میں نے موسیٰ بن انسؓ بصرے کے قاضی کے پاس اس مدعی پر گواہ پیش کئے کہ فلاں شخص پر میرا اتنا حق آتا ہے اور وہ کوفہ میں ہے پھر میں اُن کا خط لے

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَأَجَازَهُ وَكَرِهَ الْحَسَنُ وَأَبُو قِلَابَةَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَى وَصِيَّةٍ حَتَّى يَعْلَمَ مَا فِيهَا لِأَنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ فِيهَا جَوْرًا وَقَدْ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِ خَيْبَرَ إِمَّا أَنْ تَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ تُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي شَهَادَةٍ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ إِنْ عَرَفْتَهَا فَاشْهَدْ وَإِلَّا فَلَا تَشْهَدْ

کر قاسم بن عبدالرحمٰن کوفہ کے قاضی کے پاس آیا انہوں نے اس کو منظور کیا اور امام حسن بصری اور ابو قلابہ نے کہا وصیت نامہ پر اس وقت تک گواہی کرنا مکروہ ہے جب تک اس کے مضمون کو نہ سمجھ لے ایسا نہ ہو وہ ظلم اور خلاف شرع ہو ف۱ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو خط بھیجا (یہ حدیث کتاب القسامۃ میں موصولاً گذر چکی ہے) یا تو اس شخص کی (یعنی عبداللہ بن سہل) کی دیت دو جو تمہاری بستی میں مارا گیا ورنہ جنگ کے لئے مستعد ہو جاؤ اور زہری نے کہا (اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا) اگر عورت پردے کی آڑ میں ہو اور تو اس کو پہچانتا ہو (آواز وغیرہ سے) جب تو اس پر گواہی دے سکتا ہے ورنہ نہیں ف۱۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖
❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

ف۱ قتل خطا میں دیت لازم ہوتی ہے تو مالی دعاوی کی طرح ٹھہرا۔ ف۲ امام بخاری کے اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ رجوع مقدمہ کے وقت قتل خواہ خطا ہو یا عمد مالی دعویٰ نہیں گنا جاتا اسی لئے قتل کا دعویٰ فوجداری دعویٰ کہلاتا ہے اور مالی دعویٰ دیوانی کا دعویٰ اب یہ کہنا کہ خطا ثابت ہونے کے بعد قاتل سے مال دلایا جاتا ہے اس لئے وہ مالی دعوےٰ ہوا صحیح نہیں ہے کس لئے کہ کبھی قتل عمد میں بھی جب وارث دیت پر راضی ہو جائیں تو دیت کا حکم دیا جاتا ہے حالانکہ قتل عمد بالاتفاق مالی دعویٰ نہیں ہے۔ ف۳ یعلی بن امیہ کو زنا کے مقدمہ میں پروانہ لکھا تھا۔ بعضے نسخوں میں فی الحدود کے بدل فی الجارود ہے جارود ایک شخص تھا عبدالقیس قبیلے کا سردار اس نے آ کر حضرت عمرؓ کے پاس قدامہ بن مظعون عامل پر یہ گواہی دی کہ وہ شراب پی کر متوالا ہو گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس باب میں قدامہ کو لکھا پھر اس کو حد لگائی یہ قصہ عبدالرزاق نے بہ سند صحیح روایت کیا۔ ف۴ اپنے عامل زریق بن حکیم کو۔ ف۵ اس کو ابو بکر خلال نے وصل کیا۔ ف۶ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ ف۷ حافظ نے کہا عبداللہ بن عمرؓ کا اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا۔ ف۸ جب شریق ثانی کو اس کی صحت میں کچھ کلام نہ ہوتا۔ ف۹ یہ دونوں اخیر زمانہ کے قاضی تھے ابن ابی لیلیٰ تو ولید بن یزید کی طرف سے اور سوار منصور عباسی کی طرف سے انہوں نے صرف خط منظور نہ کیا بلکہ یوں کہا دو گواہوں کو ساتھ لاؤ جو یہ گواہی دیں کہ یہ خط فلاں قاضی کا لکھا ہوا ہے۔ ف۱۰ لیکن امام مالک نے وصیت نامہ پر گواہی کرنا جائز رکھا ہے۔ گو گواہ کو اس کے مضمون کا علم نہ ہو اسی طرح بند کتاب پر حسن بصری کے اثر کو دارمی نے اور ابو قلابہ کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ ف۱۱ شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک

جب تک عورت اپنا منہ گواہ کو نہ دکھلائے اس پر گواہی دینا درست نہیں کیونکہ آواز دوسری آواز کے مشابہ ہوتی ہے اور یہی صحیح ہے اور اسی لئے ہماری شریعت میں عورت کا منہ اور دونوں ہتھیلیاں ستر نہیں رکھی گئی ہیں اور ضرورت کے وقت مثلاً قاضی یا گواہ کے سامنے اس کا کھولنا درست ہے۔

١٠٤- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قَالَ إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِهِ وَنَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے کہا میں نے قتادہ سے سنا۔ انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا (جب ۶ ہجری میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روم والوں کو پروانہ لکھنا چاہا تو صحابہؓ کہنے لگے روم والے اسی خط کو پڑھتے ہیں (قابل اعتماد سمجھتے ہیں) جس پر مہر لگی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر چاندی کی ایک مہر بنوائی گویا میں اس وقت اس کی چمک دیکھ رہا ہوں اس کا کندہ یہ تھا محمد رسول اللہ ۔ ف۱

ف۱ اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ خط پر عمل ہو سکتا ہے اور قاضی کا خط مالکیہ کے نزدیک حجت ہے اس پر مہر ہو یا نہ ہو طحاوی نے کہا اور تمام فقہانے امام مالک کا خلاف کیا ہے کیونکہ ایک خط دوسرے خط کے مشابہ ہوتا ہے۔ ابن بطال نے کہا اس پر علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ گواہ کو صرف اپنا خط دیکھ کر گواہی دینا درست نہیں جب تک اس کو وہ معاملہ یاد نہ ہو۔

بَابٌ مَتَى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ

باب قاضی بننے کیلئے کیا کیا شرطیں ہونا ضروری ہے ف۱

وَقَالَ الْحَسَنُ: أَخَذَ اللّٰهُ عَلَى الْحُكَّامِ أَنْ لَا يَتَّبِعُوا الْهَوَى وَلَا يَخْشَوُا النَّاسَ وَلَا يَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ثُمَّ قَرَأَ - يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ إِنَّ الَّذِينَ

اور امام حسن بصری نے کہا (اس کو ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں وصل کیا) اللہ تعالیٰ نے حاکموں سے یہ عہد لیا ہے (ان پر لازم کیا ہے) کہ خواہش نفس کی پیروی نہ کریں اور لوگوں کا ڈر نہ رکھیں (کہ حق فیصلہ کرنے سے کوئی ناراض ہو جائے گا ہو جائے بیزار سے) اور اس کی آیتوں کے بدل (دنیا کا) تھوڑا مول نہ لیں پھر انہوں نے یہ آیت (سورۂ ص) پڑھی۔ داؤدؑ ہم نے تجھ کو زمین کا حاکم بنایا تو انصاف کیساتھ لوگوں کا فیصلہ کیا کر اور

يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ لَهُمْ عَذَابٌ
شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ وَ
قَرَأَ - إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى
وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ
أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ
وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا اسْتُودِعُوا
مِنْ كِتَابِ اللهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ
فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا
تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَنْ
لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولٰئِكَ
هُمُ الْكَافِرُونَ - وَقَرَأَ - وَدَاوُدَ وَ
سُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ
نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا
لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ
وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا، فَحَمِدَ
سُلَيْمَانَ وَلَمْ يَلُمْ دَاوُدَ، وَلَوْلَا مَا
ذَكَرَ اللهُ مِنْ أَمْرِ هٰذَيْنِ لَرَأَيْتُ
أَنَّ الْقُضَاةَ هَلَكُوا فَإِنَّهُ أَثْنَى عَلَى
هٰذَا بِعِلْمِهِ وَعَذَرَ هٰذَا بِاجْتِهَادِهِ
وَقَالَ مُزَاحِمُ بْنُ زُفَرَ قَالَ لَنَا عُمَرُ

نفس کی خواہش پر نہ چل نفس کی خواہش تجھ کو خدا کے
ٹھیک رستے سے ڈگا دے گی جو لوگ اللہ کی راہ (حق اور
انصاف سے ڈگ) بہک جاتے ہیں ان کو بدلے اور حساب
کا دن بھول جانے کی وجہ سے سخت سزا ملے گی اور امام حسن
بصری نے (سورۂ مائدہ کی یہ آیت بھی پڑھی) بیشک ہم نے
توریت اتاری اس میں ہدایت ہے اور روشنی خدا کے تابعدار
پیغمبر جو حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل میں آئے یہودیوں کو
اُسی کے موافق حکم دیتے رہے اور پیغمبروں کے علاوہ مشائخ اور مولوی
بھی اسی پر حکم دیتے رہے اس لئے کہ اللہ کی کتاب کے وہ نگہبان
اور امانت دار بنائے گئے تھے اس کی نگہبانی کرتے رہے تو یہودیو
دیکھو لوگوں سے مت ڈرو مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدل
دنیا کا تھوڑا مول مت لو (یعنی رشوت کھا کر خلاف شرع فیصلہ نہ کرو)
اور جو لوگ اللہ کے اتارے موافق حکم نہ دیں وہی کافر ہیں اور امام
حسن بصری نے (سورۂ انبیاء کی یہ آیت بھی پڑھی اور اے پیغمبر داؤدؑ
اور سلیمانؑ کو یاد کر جب دونوں ایک کھیت یا باغ کا فیصلہ
کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت چر رہی
تھیں اور ہم ان کے فیصلے کو دیکھ رہے تھے پھر ہم نے اس مقدمہ
کا...... ٹھیک فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے ہر ایک کو
داؤدؑ اور سلیمانؑ دونوں میں فیصلہ کرنے کی سمجھ دی تھی اور علم
دیا تھا تو اللہ نے سلیمانؑ کی تعریف کی اور داؤدؑ پر بھی ملامت
نہیں کی (گو اُن کا فیصلہ ٹھیک نہ تھا) اور اگر قرآن شریف میں
اللہ تعالے ان دونوں پیغمبروں کا ذکر نہ کرتا تو میں سمجھتا ہوں ۔
قاضی لوگ تباہ ہی ہو جاتے ف۲ مگر اللہ تعالےٰ نے کیا کیا کہ سلیمانؑ
کی تعریف کی اور داؤدؑ کو اُن کی خطاء اجتہادی میں معذور رکھا کے
اور مزاحم بن زفر نے کہا (اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا) ہم
سے عمر بن عبدالعزیز خلیفہ نے کہا قاضی کے لئے پانچ باتیں ضرور

ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: خَمْسٌ إِذَا أَخْطَأَ الْقَاضِي مِنْهُنَّ خَصْلَةً كَانَتْ فِيهِ وَصْمَةٌ أَنْ يَكُونَ فَهِمًا حَلِيمًا عَفِيفًا صَلِيبًا عَالِمًا سَئُولًا عَنِ الْعِلْمِ۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

ہیں اگر ان میں سے ایک بات بھی نہ ہو تو وہ عیب دار ہے سمجھ دار ہو (قرآن و حدیث میں فہم سلیم رکھتا ہو) دوسرے بردبار ہو (غصیلا نہ ہو) تیسرے حرام کاموں اور بدکاری سے پاک ہو (یعنی متقی پرہیزگار ہو) چوتھے حق اور انصاف پر پکا اور مضبوط ہو ف۴ پانچویں عالم ہو اور علم کی باتیں (دوسرے عالموں سے بھی) خوب تحقیق کرتا ہے ف۵۔

ف۱ شافعیہ نے کہا قضا کی شرط یہ ہے کہ آدمی مسلمان پرہیزگار مکلف آزاد مرد سنتا دیکھتا بولتا ہو لتا ہو تو کافر یا نابالغ یا مجنون یا غلام یا لونڈی یا خنثے یا عورت یا بہرے یا گونگے یا اندھے کی قضا درست نہیں ہے اہلحدیث اور شافعیہ کے نزدیک قضا کے لئے مجتہد ہونا بھی ضرور ہے یعنے قرآن اور حدیث اور ناسخ اور منسوخ کا عالم ہونا اسی طرح قضایائے صحابہ اور تابعین سے واقف ہونا اور ہر مقدمہ میں اللہ کی کتاب کے موافق حکم دے اگر اللہ تعالٰے کی کتاب میں نہ ملے تو حدیث کے موافق اگر حدیث میں بھی نہ ملے تو صحابہ کے اجماع کے موافق اگر صحابہ میں اختلاف ہو تو جس کا قول قرآن و حدیث کے زیادہ موافق دیکھیں اس پر حکم دیں اور اہل حدیث اور محققین علماء نے مقلد کی قضا جائز نہیں رکھی اور یہی صحیح ہے۔ ف۲ کس لئے کہ قاضیوں سے اکثر رائے اور اجتہاد میں غلطی ہوتی ہے۔ ف۳ معلوم ہوا پیغمبر بھی اجتہاد کرتے ہیں اور کبھی ان سے اجتہاد میں خطا ہوتی ہے۔ مگر وہ خطا پر قائم نہیں رہ سکتے اللہ تعالٰے وحی کے ذریعے سے ان کو مطلع کر دیتا ہے جب پیغمبروں سے اجتہاد میں خطا ہونا ممکن ہوا تو ائمہ اربعہ ایسے کہاں کے بڑے بڑے آئے جن سے خطا نہ ہو سکتی ہو مقلدین کو اس پر غور کرنا چاہیئے اور لطف یہ ہے کہ مقلدین اپنے اصول میں یہ فقرہ پڑھتے ہیں المجتہد یخطئ ویصیب باوجود اس کے اپنے مجتہد کی خطا پر جمے رہتے ہیں اور حق بات کو قبول نہیں کرتے وہل ہذا الا ظلم عظیم۔ ف۴ انصاف کرنے میں اس کو کسی کا ڈر یہاں تک کہ بادشاہ کا بھی ڈر نہ ہو اگر قضا کا عہدہ جاتا رہا تو بیزار سے جاتا ہے خواہش کس کو ہے۔ ف۵ یہ نہیں کہ اپنے علم پر نازاں ہو دوسرے سب لوگوں کو اپنے مقابل نہ سمجھے اگر کسی قاضی کو یہ خیال ہو تو وہ جونپور کا قاضی اور گدھا ہے اللہ تعالٰے نے دنیا میں ایک کو ایک سے بڑھ کر عالم پیدا کیا ہے تو علم حاصل کرنے میں ہرگز شرم نہ کرنا چاہیئے جو بات اپنے تائیں معلوم نہ ہو وہ دوسرے سے بے دریغ پوچھ لیا کرے۔

بَابُ رِزْقِ الْحُكَّامِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَكَانَ شُرَيْحٌ الْقَاضِي يَأْخُذُ

باب حاکموں اور عاملوں کو تنخواہ لینا درست ہے ف۱

اور شریح (کوفہ کے قاضی) جو حضرت عمرؓ کی طرف سے مقرر ہوئے تھے قضا کی تنخواہ لیتے ف۲ تھے اور حضرت عائشہؓ نے کہا

عَلَى الْقَضَاءِ أَجْرًا وَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَأْكُلُ الْوَصِيُّ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ وَأَكَلَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ.

جو شخص میت کا وصی ہو وہ اپنی محنت کے موافق یتیم کے مال میں سے کھا سکتا ہے ف۳ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے بھی بیت المال میں سے تنخواہ لی ف۴۔

ف۱ جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ حکومت اور قضا کی اُجرت لینا درست ہے حنفیہ کہتے ہیں اگر قاضی محتاج ہو تب تو بقدر کفایت اجرت قبول کرے اگر مالدار ہو تو افضل یہ ہے کہ اجرت نہ لے۔ ف۲ اس کو عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے وصل کیا کہ مسروق قضا کی تنخواہ نہیں لیتے تھے اور شریح لیا کرتے تھے۔ ف۳ وصی پر قاضی کا بھی قیاس ہو سکتا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ ف۴ جب خلیفہ ہوتے اس کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔

۱۰۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ ابْنُ أُخْتِ نَمِرٍ أَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزَّى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ فِي خِلَافَتِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَلَمْ أُحَدَّثْ أَنَّكَ تَلِي مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا، فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا فَقُلْتُ بَلَى، فَقَالَ عُمَرُ: مَا تُرِيدُ إِلَى ذٰلِكَ فَقُلْتُ: إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ وَأُرِيدُ أَنْ تَكُونَ عُمَالَتِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ قَالَ عُمَرُ لَا تَفْعَلْ فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ: أَعْطِهِ أَفْقَرَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سائب بن یزید نمر کے بھانجے نے اُن کو حویطب بن عبدالعزیٰ نے اُن کو عبداللہ بن سعدی نے وہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں اُن کے پاس آئے حضرت عمرؓ نے کہا میں نے سُنا ہے تو عام لوگوں کے کاموں میں سے (جیسے تحصیلداری قضاوت وغیرہ) ایک خدمت بجا لاتا ہے جب اس کی تنخواہ تجھ کو دی جاتی ہے تو اس کا لینا بُرا جانتا ہے عبداللہ بن سعدی نے کہا ہاں یہ بات سچ ہے حضرت عمرؓ نے کہا پھر اس سے تیرا مطلب کیا ہے عبداللہ نے کہا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو گھوڑے غلام لونڈی (سب طرح کے مال سے) عنایت فرمایا ہے میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کی خدمت بجالاؤں حضرت عمرؓ نے کہا نہیں ایسا مت کریں میں نے بھی آنحضرت صلعم کے زمانہ میں ایسا ہی کرنا چاہا تھا کہ اپنی خدمت کا اجرہ نہ لوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو دیتے تھے میں کہہ رہا تھا یہ روپیہ آپ اس کو کیوں نہیں دیتے جو مجھ سے زیادہ اس کی

إِلَيْهِ مِنِّي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَإِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ، وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ: أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا، فَقُلْتُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ۔

احتیاج رکھتا ہے ایک بار ایسا ہوا کہ آنحضرتؐ نے ایک خدمت کے بدل مجھ کو کچھ روپیہ دینا چاہا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اُس کو دیجئے جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو آپؐ نے فرمایا نہیں لے لے مالدار بن جا (پھر تیرا جی چاہے تو فقیروں کو خیرات کرے) اور دیکھ جو مال تیرے پاس (اللہ کا بھیجا ہوا) آ جائے تو نے اُس کی تاک نہ لگائی ہو نہ سوال کیا ہو تو اس کو لے لے اور جو مال اس طرح نہ آئے اس کے پیچھے مت پڑ اور اسی سند سے زہری سے مروی ہے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کچھ عنایت فرماتے تو میں کہتا اس کو دیجئے نا جو مجھ سے بڑھ کر محتاج ہے ایک بار آپؐ نے مجھ کو کچھ روپیہ دیا۔ میں نے عرض کیا اس کو دیجئے نا جو مجھ سے زیادہ احتیاج رکھتا ہے آپؐ نے فرمایا لے لے اور مالدار بن جا اور (پھر اگر تجھ کو احتیاج نہیں ہے) تو خیرات کرے ف۱ دنیا کا مال جو بن تیرے تاکے اور مانگے تیرے پاس آئے وہ لے لے اور جو (اس طرح) نہ آئے اس کے پیچھے مت لگ۔

ف۱ سبحان اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمدہ رائے بتلائی جو حضرت عمرؓ کو بھی نہیں سوجھی تھی۔ یعنے اگر حضرت عمرؓ اس مال کو نہ لیتے صرف واپس کر دیتے تو اس میں اتنا فائدہ نہ تھا جتنا لے لینے میں اور پھر اللہ کی راہ میں خیرات کرنے میں ہے کیونکہ صدقہ کا ثواب بھی اس میں حاصل ہوا محققین صوفیہ فرماتے ہیں کہ بعضے وقت مال کے رد کرنے میں بھی نفس کو ایک خوشی حاصل ہوتی ہے کہ ہم ایسے بے پرواہ ہیں کہ لوگ روپیہ لاتے ہیں اور ہم واپس کرتے ہیں اگر نفس میں یہ بات پیدا ہو تو فوراً لے لینا چاہیئے اور لے لینے کے بعد پھر دوسرے موقع پر محتاجوں کو خیرات کر دے غرض تصوف میں اصل الاصول یہ ہے کہ نفس کو موٹا نہ ہونے دے یہ ظالم جو بات کہے اس کے خلاف کرے۔

بَابُ مَنْ قَضَى وَلَاعَنَ فِي — باب جو شخص مسجد میں فیصلہ کرے یا لعان کرائے

الْمَسْجِدِ وَلَاعَنَ عُمَرُ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَى شُرَيْحٌ وَالشَّعْبِيُّ وَيَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الْمَسْجِدِ وَقَضَى مَرْوَانُ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِينِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ وَكَانَ الْحَسَنُ وَزُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى يَقْضِيَانِ فِي الرَّحَبَةِ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ۔

اور حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کے پاس لعان کرایا اور شریح قاضی اور شعبی اور یحییٰ بن یعمر نے مسجد میں قضا کا کام کیا ف۱ اور مروان نے زید بن ثابت کو مسجد میں منبر نبوی کے پاس قسم کھانے کا حکم دیا ع۱ اور امام حسن بصری اور زرارہ بن اوفی دونوں مسجد کے باہر ایک دالان میں بیٹھ کر قضا کا کام کیا کرتے (ابن ابی شیبہ روایت میں ہے عین مسجد میں)

ف۱ شریح اور یحییٰ بن یعمر کے اثروں کو ابن ابی شیبہ نے اور شعبی کے اثر کو سعید بن عبدالرحمٰن مخزومی نے جامع سفیان میں وصل کیا۔ ع۱ یہ اثر کتاب الشہادات میں موصولاً گذر چکا ہے۔

۱۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا

ہم سے علی بن عبداللہ نے روایت کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ زہری نے سہل بن سعد سے روایت کی میں اسوقت موجود تھا جب جورو خاوند دونوں نے لعان کیا اس وقت میری عمر پندرہ برس کی تھی پھر (لعان کے بعد) دونوں میں جدائی کر دی گئی ف۱۔

ف۱ حالانکہ اس روایت سے باب کا مطلب نہیں نکلتا مگر آگے کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ لعان عین مسجد میں ہوا تھا۔

۱۰۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخِي بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ؟ فَتَلَاعَنَا

ہم سے یحییٰ بن جعفر بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا مجھ کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو ابن شہاب نے انہوں نے سہل بن سعد سے جو بنی ساعدہ قبیلے کے ایک شخص تھے انہوں نے کہا ایک انصاری مرد (عویمر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا بتلایئے اگر کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ غیر مرد کو (برا کام کرتے) پائے تو کیا کرے اسکو مار ڈالے؟ پھر (ایسا ہوا) کہ عویمر اور اسکی جورو دونوں نے

فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ.

مسجد کے اندر لعان کیا اس وقت میں موجود تھا۔

بَابُ مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى إِذَا أَتَى عَلَى حَدٍّ أَمَرَ أَنْ يُخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامَ وَقَالَ عُمَرُ أَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهُ

باب حد کا مقدمہ مسجد میں سننا پھر جب حد لگانیکا وقت

آئے تو مجرم کو مسجد کے باہر لے جانا اور حضرت عمرؓ نے فرمایا اس مجرم کو مسجد سے باہر لے جاؤ (اور حد لگاؤ) اس کو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے وصل کیا) اور حضرت علیؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے ف ا۔

ف ا اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اس کی سند ضعیف ہے اس میں یوں ہے کہ ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا اور آپ سے سرگوشی کی آپ نے قنبر سے کہا اس کو مسجد سے باہر لے جاؤ اور حد لگاؤ۔

۱۰۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعًا قَالَ: أَبِكَ جُنُونٌ؟ قَالَ: لَا: قَالَ: اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ بِالْمُصَلَّى، رَوَاهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجْمِ.

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ اور سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص (ماعز اسلمی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اُس وقت آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہنے لگا یارسول اللہ میں نے زنا کیا آپؐ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور (وہ دوسری طرف سے آیا اور یہی کہا) جب چار بار اُس نے اقرار کیا تو آپؐ نے اس سے پوچھا کہیں تو دیوانہ تو نہیں ہے اس نے کہا جی نہیں (میں خاصا چنگا سیانا ہوں) اس وقت آپؐ نے صحابہ سے فرمایا اس کو (باہر) لے جاؤ اور سنگسار کرو۔ ابن شہاب نے (اسی سند سے) کہا مجھ کو اس شخص (ابوسلمہ) نے بیان کیا جس نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سُنا وہ کہتے تھے میں بھی ان لوگوں میں شریک تھا جنہوں نے اس شخص کو عیدگاہ میں سنگسار کیا۔ اس حدیث کو یونس بن یزید اور معمر اور ابن جریج نے زہری سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ ف ا

ف۱ تو ان تینوں کی روایت عقیل کے خلاف ہے عقیل نے اس کو ابوہریرہؓ سے اور انہوں نے جابرؓ سے روایت کیا۔ ان تینوں کی روایتیں اوپر موصولاً اسی کتاب میں باب الحدود میں گذر چکیں۔

بَابُ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ لِلْخُصُومِ — باب حاکم مدعی اور مدعا علیہ کو نصیحت کر سکتا ہے

۱۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِي نَحْوَ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے زینب بنت ابی سلمہ سے، انہوں نے ام المومنین ام سلمہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو میں بھی آدمی ہوں (لوازم بشریت سے پاک نہیں ہوں) تم آپس میں جھگڑتے ہوتے میرے پاس آتے ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تم میں سے ایک فریق (مدعی یا مدعا علیہ) بحث کرنے میں دوسرے فریق سے زیادہ چالاکی کر دیتا ہے ف۱ اور میں اسکی بحث سن کر اس کے موافق فیصلہ کر دیتا ہوں (مجھ کو غیب کا علم نہیں ہے) اب اگر بالفرض کسی فریق کو (ظاہری روئداد پر) اس کے بھائی کا کچھ حق دلا دوں ف۲ تو میں ف۳ اس کو دوزخ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں ف۴۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

ف۱ بہت فصاحت اور خوش تقریری سے بحث کرتا ہے۔ ف۲ جس کا وہ واقع میں حقدار نہ ہو۔ ف۳ وہ اپنے حق میں اس کو درست نہ سمجھے۔ ف۴ اس حدیث سے امام مالکؒ اور شافعی اور احمد اور اہلحدیث اور جمہور علماء کا مذہب ثابت ہوا کہ قاضی کا فیصلہ ظاہر میں نافذ ہوتا ہے لیکن اس کے فیصلے سے جو شے حرام ہے وہ حلال نہیں ہوتی نہ حلال حرام ہوتی ہے اور امام ابوحنیفہ کا قول رد ہو گیا کہ قاضی کا فیصلہ ظاہراً اور باطناً دونوں طرح نافذ ہو جاتا ہے اور اس مسئلہ کا ذکر اوپر گذر چکا ہے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہ تھا البتہ اللہ تعالیٰ اگر آپ کو بتلا دے تو معلوم ہو جاتا۔

بَابُ الشَّهَادَةِ تَكُونُ عِنْدَ — باب اگر قاضی خود عہدۂ قضا حاصل ہونے کے بعد یا

الحاكم في ولاية القضاء أو قبل ذلك للخصم، وقال شريح القاضي وسأله إنسان الشهادة فقال: ائت الأمير حتى أشهد لك وقال عكرمة قال عمر لعبد الرحمن ابن عوف: لو رأيت رجلا على حد زنا أو سرقة وأنت أمير؟ فقال شهادتك شهادة رجل من المسلمين قال: صدقت، قال عمر: لولا أن يقول الناس زاد عمر في كتاب الله لكتبت آية الرجم بيدي وأقر ماعز عند النبي صلى الله عليه وسلم بالزنا أربعا فأمر برجمه ولم يذكر أن النبي صلى الله عليه وسلم أشهد من حضره، وقال حماد: إذا أقر مرة عند الحاكم رجم، وقال الحكم: أربعا.

اس سے پہلے ایک امر کا گواہ ہو تو کیا اسکی بنا پر فیصلہ کر سکتا ہے ف۱ اور شریح (کوفہ کے) قاضی سے ایک آدمی (نام نامعلوم) نے کہا تم اس مقدمہ میں گواہی دو ف۲ انہوں نے کہا تو بادشاہ کے پاس جا کر فریاد کر وہاں میں گواہی دونگا ف۳ اور عکرمہ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے پوچھا اگر تو خود اپنی آنکھ سے کسی کو زنا یا چوری کا جرم کرتے دیکھے اور تو امیر ہو تو کیا اس کو حد لگا دیگا عبدالرحمٰن نے کہا نہیں حضرت عمرؓ نے کہا آخر تیری گواہی ایک مسلمان کی گواہی کی طرح ہوگی یا نہیں عبدالرحمٰن نے کہا بیشک سچ کہتے ہو ف۴ حضرت عمرؓ نے کہا اگر لوگ یوں نہ کہیں کہ عمرؓ نے اللہ کی کتاب میں اپنی طرف سے بڑھا دیا تو میں رجم کی آیت مصحف میں اپنے ہاتھ سے لکھ دیتا اور ماعز اسلمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چار بار زنا کا اقرار کیا آپ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیدیا اور یہ منقول نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اقرار پر حاضرین کو گواہ کیا ہو ف۵ اور حماد بن ابی سلیمان (امام ابو حنیفہ کے استاد) نے کہا اگر زنا کرنے والا حاکم کے سامنے ایک بار بھی اقرار کرے تو وہ سنگسار کیا جائیگا اور ف۶ حکم بن عتیبہ نے کہا جب تک چار بار اقرار نہ کرے سنگسار نہیں ہو سکتا (اسکو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ف۷)

ف۱ یعنی اپنی شہادت اور واقفیت کی بناء پر اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور امام بخاریؒ کے نزدیک راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ قاضی کو خود اپنے علم یا گواہی پر فیصلہ کرنا درست نہیں ہے بلکہ ایسا مقدمہ بادشاہ وقت یا دوسرے قاضی کے پاس رجوع ہونا چاہیئے اور اس قاضی کو مثل دوسرے گواہوں کے وہاں گواہی دینا چاہیئے ف۲ کیونکہ تم کو اس کا حال خوب معلوم ہے میں تم کو گواہ کر چکا تھا۔ ف۳ اس کو سفیان ثوری نے اپنی جامع میں وصل کیا۔ ف۴ اس کو ثوری اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ ہوا یہ تھا کہ حضرت عمرؓ کو یہ معلوم تھا کہ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما نکالا من اللہ قرآن کی آیت ہے عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا جب آپ کو معلوم ہے تو پھر مصحف میں شریک کر دیجئے اس وقت حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ گو میں اس وقت خلیفہ اور بادشاہ ہوں مگر معاملات میں صرف میری گواہی پر فیصلہ نہیں ہو سکتا جب تک دوسرا کوئی گواہ نہ ہو اور میری گواہی ایک مسلمان کی گواہی

کی مثل ہے۔ ف۵ یہ ایک دُوسرا مسئلہ امام بخاریؒ نے اس باب میں بیان کر دیا یعنے اگر مدعی علیہ حاکم کے سامنے اقرار کرے تو حاکم کو اس کی بناء پر (اقرار کی بناء پر) فیصلہ صادر کرنا دُرست ہے یہ ضرور نہیں کہ دو گواہوں کو بلائے اور ان کے سامنے اقرار کرائے جمہور علماء کا یہی قول ہے اس حدیث کو لا کر امام بخاریؒ نے جمہور کا مذہب ثابت کیا اور ان لوگوں کا رد کیا جو ایسی حالت میں گواہوں کا بلانا اور مدعا علیہ کے اقرار پر اُن لوگوں کو گواہ کرنا ضرور جانتے ہیں۔ ف۶ اسکو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ ف۷ اس مسئلہ کا ذکر اوپر کتاب الحدود میں ہو چکا ہے۔

١١٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ مَنْ لَهُ بَيِّنَةٌ عَلَى قَتِيلٍ قَتَلَهُ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلٍ فَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَشْهَدُ لِي فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِي فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ سِلَاحُ هَذَا الْقَتِيلِ الَّذِي يَذْكُرُ عِنْدِي قَالَ فَأَرْضِهِ مِنْهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ كَلَّا لَا يُعْطِهِ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَدَعُ أَسَدًا مِنْ أُسْدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ قَالَ: فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ عَنِ اللَّيْثِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یحیٰی بن سعید انصاری سے انہوں نے عمر بن کثیر سے انہوں نے ابو محمد نافع سے جو ابو قتادہ کے غلام تھے۔ انہوں نے ابو قتادہ سے کہ حنین کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا جو شخص کسی کافر کے مار ڈالنے پر گواہ رکھتا ہو اس کا سامان اسی کو ملے گا یہ سن کر میں اٹھا کہ میں نے جس کافر کو مارا تھا اس کے مار ڈالنے پر کوئی گواہ تلاش کروں لیکن کوئی گواہ نہ ملا پھر میرے دل میں آیا لاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر تو کردوں اور میں نے آپ سے اس کا مار ڈالنا بیان کر دیا ایک شخص جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا اس کا سامان میرے پاس ہے آں حضرتؐ نے فرمایا اچھا تو جا ابو قتادہ کو راضی کر لے ف۱ یہ سن کر ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ قریش کی ایک چڑیا (ایک چھوٹے بچو) کو تو سامان دلا دیں اور اللہ کے ایک شیر کو محروم کر دیں جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑتا ہے ابو قتادہؓ کہتے ہیں آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو حکم دیا اس نے وہ سامان مجھ کو دے دیا میں نے اس کے بدل ایک باغ خریدا یہ پہلی جائیداد تھی جو میں نے حاصل کی ف۲ امام بخاریؒ نے کہا عبداللہ بن صالح نے (مجھ سے) کہا انہوں نے لیث بن سعد سے روایت کی یہی حدیث اس میں یوں ہے پھر آنحضرتؐ کھڑے ہوئے اور وہ سامان مجھ کو دلا دیا اور اہل حجاز (امام

إِلَيَّ وَقَالَ أَهْلُ الْحِجَازِ الْحَاكِمُ لَا يَقْضِي بِعِلْمِهِ شَهِدَ بِذَلِكَ فِي وِلَايَتِهِ أَوْ قَبْلَهَا وَلَوْ أَقَرَّ خَصْمٌ عِنْدَهُ لِآخَرَ بِحَقٍّ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَقْضِي عَلَيْهِ فِي قَوْلِ بَعْضِهِمْ حَتَّى يَدْعُوَ بِشَاهِدَيْنِ فَيُحْضِرَهُمَا إِقْرَارَهُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِرَاقِ مَا سَمِعَ أَوْ رَآهُ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ قَضَى بِهِ وَمَا كَانَ فِي غَيْرِهِ لَمْ يَقْضِ إِلَّا بِشَاهِدَيْنِ وَقَالَ آخَرُونَ مِنْهُمْ بَلْ يَقْضِي بِهِ لِأَنَّهُ مُؤْتَمَنٌ وَإِنَّمَا يُرَادُ مِنَ الشَّهَادَةِ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ فَعِلْمُهُ أَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْضِي بِعِلْمِهِ فِي الْأَمْوَالِ وَلَا يَقْضِي فِي غَيْرِهَا وَقَالَ الْقَاسِمُ لَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يُمْضِيَ قَضَاءً بِعِلْمِهِ دُونَ عِلْمِ غَيْرِهِ مَعَ أَنَّ عِلْمَهُ أَكْثَرُ مِنْ شَهَادَةِ غَيْرِهِ وَلَكِنَّ فِيهِ تَعَرُّضًا لِتُهْمَةِ نَفْسِهِ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ وَإِيقَاعًا لَهُمْ فِي الظُّنُونِ وَقَدْ كَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّنَّ فَقَالَ: إِنَّمَا هَذِهِ صَفِيَّةُ۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

مالک وغیرہ) نے کہا قاضی کو اپنے علم پر فیصلہ کرنا درست نہیں خواہ اس معاملہ پر عہدہ قضا حاصل ہوئے بعد گواہ ہوا ہو یا اس سے پہلے اور اگر مدعی علیہ اس کے سامنے اقرار کرے مجلس قضا میں جب بھی بعضے لوگ کہتے ہیں قاضی کو اس اقرار کی بناء پر فیصلہ کرنا درست نہیں یہاں تک کہ دو گواہ بلائے اور ان کو اس کے اقرار پر گواہ کر دے وله اور بعضے عراق والوں (امام ابو حنیفہؒ وغیرہ) نے کہا اگر قاضی مجلس قضا میں کوئی بات سنے یا دیکھے تو اسکی بنا پر فیصلہ کر سکتا ہے لیکن اگر غیر مجلس قضا میں کسی فریق سے کوئی بات دیکھے تو اسکی بنا پر فیصلہ نہیں کر سکتا جب تک دو گواہ یہ گواہی نہ دیں کہ اس فریق نے ایسا کہا تھا اور بعضے عراق والے (امام ابو یوسفؒ وغیرہ) کہتے ہیں نہیں قاضی جو بیان سنے اسکی بنا پر حکم دے سکتا ہے کیوں کہ قاضی کی ایمانداری پر بھروسہ کیا گیا ہے آخر گواہی لینے سے کیا غرض ہے یہی نا کہ جو امر حق ہے وہ کھل جائے پھر قاضی کا علم تو گواہی سے بھی بڑھ کر ہے فله اور بعضے عراق والوں (امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ) نے کہا قاضی کو دیوانی مقدمات میں اپنے علم پر فیصلہ کرنا درست ہے دوسرے (فوجداری) مقدمات میں درست نہیں فله اور قاسم بن محمد بن ابی بکر نے کہا حاکم کو اپنے علم پر فیصلہ کرنا نہیں چاہیے جیسے دوسرے کسی شخص کے علم پر اگرچہ قاضی کا ذاتی علم فوت میں دوسرے کی شہادت سے زیادہ ہے لیکن اس میں لوگوں کی تہمت کا موقع ملتا ہے اور مسلمانوں کو بدگمانی پیدا ہوتی ہے دکہ قاضی صاحب نے ایک فریق کی رعایت کرکے ناجائز فیصلہ کر دیا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدگمانی کو برا جانا جیسے ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا یہ صفیہ (میری بی بی ہے) فله

ف۱ بعضے نسخوں میں فارضہ منی ہے اس صورت میں یہ کلام اسی شخص کا ہوگا جس کے پاس سامان تھا مطلب یہ ہے کہ

ابوقتادہ کو راضی کر دیجئے کہ اس کا سامان میرے پاس ہی رہنے دیں۔ ف۲ اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوسرے شخص کے اقرار پر وہ سامان ابوقتادہ کو دلا دیا اور اس کے اقرار پر آپ نے گواہ نہیں کئے۔ ف۳ لیکن یہ قول ابوقتادہ کی حدیث سے اور نیز ماعز اسلمیؓ کی حدیث سے رد ہوتا ہے۔

ف۴ خواہ مجلس قضا میں یا غیر مجلس قضا میں۔ ف۵ امام شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے کہ قاضی کو اپنے علم پر فیصلہ کرنا درست ہے امام مالکؒ کہتے ہیں اگر یہ امر جائز رکھا جائے تو اس میں بڑا ڈر ہے بعضے قاضی بے ایمان ہوتے ہیں وہ ان لوگوں کو جن سے دشمنی ہوگی اپنے علم کی بناء پر پھانسی دیں گے اور سزا دیں گے امام شافعیؒ سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے کہا اگر بدمعاش قاضی دنیا میں نہ ہوتے تو میں یہ کہتا کہ قاضی کو اپنے علم کی بناء پر فیصلہ کرنا درست ہے۔ ف۶ مثلاً حدود وقصاص وغیرہ۔ ف تو اگر حاکم یا قاضی نے کسی شخص کو زنا یا چوری یا خون کرتے دیکھا تو صرف اپنے علم کی بناء پر مجرم کو سزا نہیں دے سکتے جب تک باقاعدہ شہادت سے ثبوت نہ ہو۔ امام احمد سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں قیاس تو یہ تھا کہ ان سب مقدمات میں بھی قاضی کو اپنے علم پر فیصلہ کرنا جائز ہوتا لیکن میں قیاس کو چھوڑ دیتا ہوں اور استحسان کی رو سے یہ کہتا ہوں کہ قاضی ان مقدمات میں اپنے علم کی بناء پر حکم نہ دے۔ مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ میں ایک تو تقویٰ اور پرہیزگاری اور خدا ترسی کا کال ہو گیا ہے دوسرے اگلے زمانہ میں گو بعضے قاضی بدمعاش ہوتے تھے لیکن پھر مسلمان ہوتے تھے مسلمان سے کبھی تو توقع ہوتی ہے کہ خدا سے ڈرے گا مگر اب تو قاضی ایسے لوگ کئے جاتے ہیں جو مسلمان بھی نہیں ہیں اور کفار کی حکومت میں تو ایسا کئے جانے پر تعجب نہیں ہوتا لیکن افسوس ہے کہ اسلامی حکومتیں بھی اب غیر مسلم کو قاضی مقرر کرتی ہیں حیدرآباد میں ہندو اور پارسی اور نصرانی قاضی بنائے گئے ہیں کیا خوب اسی طرح سنا جاتا ہے کہ مصر میں بھی نصرانی قاضی ہیں کیا ان اسلامی حکومتوں کو اتنا نہیں معلوم ہے کہ عہدہ قضا کے لئے بالاتفاق مسلمان ہونا شرط ہے جب اصل سے عہدہ قضا ہی صحیح نہ ہو تو اب قاضی کے علم پر فیصلہ ہونا یہ تو اس کی فرع ہے اس لئے ہمارے زمانہ میں یہی قول مختار ہے کہ قاضی کو کسی معاملہ میں دیوانی ہو یا فوجداری اپنے علم پر فیصلہ کرنا درست نہیں اور اگر قاضی خود کسی مقدمہ میں گواہ ہو تو ایسا مقدمہ کسی دوسرے قاضی کے پاس رجوع کیا جاتے اور یہ قاضی دوسرے گواہوں کی طرح اس کے پاس جا کر گواہی دے تاکہ مدعی کا حق تلف نہ ہو۔

ع۵ یا قاسم بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔ ف۸ یہ حدیث اوپر مذکور ہو چکی ہے اور آگے بھی آتی ہے امام بخاری نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ قاضی کو اپنے علم پر فیصلہ کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں بدگمانی کا موقع پیدا ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم نے بدگمانی پیدا کرنے کو برا سمجھا جب تو ان صحابیوں سے فرمایا کہ یہ عورت کوئی غیر عورت نہیں ہے بلکہ صفیہ میری بی بی ہے حافظ نہ قسطلانی نے بیان کیا کہ قاسم کے اثر کو کس نے وصل کیا۔

۱۱۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنِ هم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اولیسی نے بیان کیا کہا ہم

عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَتْهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَلَمَّا رَجَعَتْ انْطَلَقَ مَعَهَا فَمَرَّ بِهِ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَاهُمَا فَقَالَ: إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ، قَالَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ، قَالَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ، رَوَاهُ شُعَيْبٌ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَابْنُ أَبِي عَتِيقٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ يَعْنِي ابْنَ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سے ابراہیم بن سعد نے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے کہ ام المومنین صفیہ بنت حیی (رات کو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (ملنے کو) آئیں۔ (اس وقت آپ مسجد میں اعتکاف میں تھے) جب وہ لوٹ کر جانے لگیں تو آپ (گھر تک انکو پہنچانے کو) ان کے ساتھ گئے رستے میں دو انصاری آدمی (نامعلوم) ملے آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا یہ صفیہ بنت حیی ہے (میری بی بی) وہ کہنے لگے سبحان اللہ ف۱ آپ نے فرمایا ف۲ کہ شیطان آدمی کے بدن میں خون کی طرح دوڑتا پھرتا ہے ف۳ اس حدیث کو شعیب اور عبدالرحمن بن خالد بن مسافر اور ابن ابی عتیق اور اسحاق بن یحیی نے بھی زہری سے روایت کیا انہوں نے امام زین العابدین سے انہوں نے ام المومنین صفیہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ف۴۔

ف۱ آپ ایسا کیوں فرماتے ہیں کہ ہم آپ پر کوئی برا گمان کر سکتے ہیں۔ ف۲ نہیں یہ بات نہیں اصل یہ ہے۔ ف۳ میں ڈرا ایسا نہ ہو تمہارے دل میں کوئی وسوسہ ڈالے۔ ف۴ شعیب اور ابن مسافر اور ابن ابی عتیق کی روایتوں کو خود امام بخاری نے اسی کتاب میں اور اسحاق بن یحیی کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا۔

بَابُ أَمْرِ الْوَالِي إِذَا وَجَّهَ أَمِيرَيْنِ إِلَى مَوْضِعٍ أَنْ يَتَطَاوَعَا وَلَا يَتَعَاصَيَا۔

باب اگر بادشاہ دو شخصوں کو ایک ہی ملک کا حاکم کر کے بھیجے اور ان کو نصیحت کرے کہ مل کر رہنا ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرنا۔

۱۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالملک بن عمرو عقدی نے کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے سعید بن ابی بردہ سے کہا میں نے اپنے والد سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل کو یمن کا حاکم

أَبِي وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى إِنَّهُ يُصْنَعُ بِأَرْضِنَا الْبِتْعُ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَقَالَ النَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَوَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بنا کر بھیجا اور فرمایا دیکھو دونوں لوگوں پر آسانی کرتے رہنا سختی نہ کرنا۔ خوش رکھنا۔ نفرت نہ دلانا اور دونوں مل کر رہنا۔ (اختلاف نہ کرنا) ابو موسیٰؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے ملک میں ایک (شہد کا) شراب بنا کرتا ہے جس کو بتع کہتے ہیں (اس کا کیا حکم ہے) آپؐ نے فرمایا جو شراب نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے (شہد کا ہو یا کسی اور چیز کا) اس حدیث کو نضر بن شمیل اور ابوداؤد طیالسی اور یزید بن ہارون اور وکیع نے بھی روایت کیا شعبہ سے انہوں نے سعید سے انہوں نے والد سے انہوں نے سعید کے دادا (ابوموسیٰ اشعریؓ) سے انہوں نے آنحضرت صلعم سے ف۱۔

ف۱ یزید کی روایت کو ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اور باقی شخصوں کی روایتوں کو خود امام بخاریؒ نے مغازی میں وصل کیا۔

بَابُ إِجَابَةِ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ

وَقَدْ أَجَابَ عُثْمَانُ عَبْدًا لِلْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ۔

باب حاکم دعوت قبول کرسکتا ہے ف۱

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مغیرہ کے غلام (نام نامعلوم) کی دعوت قبول کی۔

ف۱ کیونکہ دعوت قبول کرنے کی حدیثیں عام ہیں حاکم اور غیر حاکم سب کو شامل ہیں علماء نے کہا ہے کہ حاکم کو جیسے قاضی یا نائب یا صوبیدار یا تعلقدار یا تحصیلدار وغیرہ ہیں کسی شخص کی خاص دعوت نہ قبول کرنی چاہیے البتہ عام دعوت میں جا سکتے ہیں۔ ف۲ حضرت عثمانؓ اس کی دعوت میں گئے لیکن روزہ دار تھے تو برکت کی دعا دے کر چلے آئے اس کو ابو محمد بن صاعد نے زوائد البر والصلہ لابن المبارک میں بہ سند صحیح وصل کیا۔

۱۱۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فُكُّوا الْعَانِيَ وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ انہوں نے سفیان ثوری سے کہا مجھ سے منصور بن معتمر نے بیان کیا انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا جو مسلمان قید ہو جائے اس کو قید سے چھڑاؤ ف۱۔ اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو ف۲۔

ف۱ کافروں کو فدیہ وغیرہ دے کر۔ ف۲ خصوصاً ولیمہ کی دعوت اس کا قبول کرنا بعضے شافعیہ نے واجب کہا ہے ابن بطال نے امام مالکؒ سے نقل کیا کہ قاضی کوئی دعوت قبول نہ کرے صرف ولیمہ کی دعوت قبول کرے میں کہتا ہوں امام مالکؒ نے اہل فضل کے لئے یہ مکروہ رکھا ہے کہ جو کوئی ان کو دعوت دے اس کی دعوت میں چلے جائیں اور ان کا یہ قول صحیح نہیں ہے اہل فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین سے بڑھ کر نہیں ہو سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جولاہے اور قصاب اور غلام ہر ایک کی دعوت میں تشریف لے جاتے اور ایسا ہی خلفائے راشدین سے منقول ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اہل فضل اور صلاح کے لئے یہ مناسب ہے کہ امراء اور دنیا داروں اور نوابوں کی دعوت میں اگر نہ جائیں تو خیر مگر غریبوں کی دعوت میں ضرور جائیں تاکہ نفس شکنی ہو۔ حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی نے قیدیوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا ان کو اپنے ساتھ بٹھایا اگر امیروں کی دعوت میں گئے اور غریبوں کی دعوت میں نہ گئے تو سمجھ لو کہ بس تم نے نفس کی پیروی کی۔ پھر صلاح و تقوے اور خدا ترسی تم سے رخصت ہوئی۔

بَابُ هَدَايَا الْعُمَّالِ۔

باب حاکموں کو جو ہدیئے تحفے دیئے جائیں انکا بیان ف۱

ف۱ حاکم کو کسی رعیت کا ہدیہ یا تحفہ قبول کرنا ناجائز ہے البتہ امام یا بادشاہ کی اجازت سے قبول کر سکتا ہے۔

۱۱۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْأُتْبِيَّةِ عَلَى صَدَقَةٍ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعَثُهُ فَيَأْتِي يَقُولُ هَذَا لَكَ وَهَذَا لِي فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا کہ ہم کو ابوحمید ساعدی نے خبر دی انہوں نے کہا ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسد کے ایک شخص (عبداللہ) ابن اتبیہ ف۱ کو زکوٰۃ کا تحصیلدار بنا کر بھیجا جب وہ لوٹ کر آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا یہ مال تو (زکوٰۃ کا) آپؐ کا اور مسلمانوں کا ہے اور یہ مال مجھ کو تحفہ میں ملا ہے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے سفیان نے یوں کہا منبر پر چڑھے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا یہ تحصیلداروں کا کیا حال ہے ہم ان کو زکوٰۃ تحصیلنے کے لئے بھیجتے ہیں جب وہ لوٹ کر آتے ہیں تو کہتے ہیں یہ مال آپؐ کا ہے یہ مال ہمارا ہے (ہم کو تحفہ ملا ہے) بھلا اپنے میاں باوا کے گھر بیٹھے رہتے تو معلوم ہوتا کوئی ان کو تحفہ لا کر دیتا ہے یا نہیں ف۲ قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ

أَبِيهِ وَأُمِّهِ فَيَنْظُرَ أَيُهْدَى لَهُ أَمْ لَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَأْتِي بِشَيْءٍ إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ إِنْ كَانَ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا عُفْرَتَيْ إِبْطَيْهِ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا، قَالَ سُفْيَانُ: قَصَّهُ عَلَيْنَا الزُّهْرِيُّ وَزَادَ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعَ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنِي وَسَلُوا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ سَمِعَهُ مَعِي وَلَمْ يَقُلِ الزُّهْرِيُّ سَمِعَ أُذُنِي، خُوَارٌ: صَوْتٌ وَالْجُؤَارُ مِنْ تَجْأَرُونَ كَصَوْتِ الْبَقَرَةِ۔

میں میری جان ہے جو شخص زکوٰۃ کے مال میں سے تحفہ کے طور پر کچھ لے گا تو قیامت کے دن اس کو اپنی گردن پر لادے ہوئے لائے گا اگر اونٹ لیا ہے تو وہ بڑ بڑ کر رہا ہوگا۔ گائے لی ہے تو وہ بھیں بھیں کر رہی ہوگی۔ بکری لی ہے تو وہ میں میں کر رہی ہوگی۔ اس کے بعد آپؐ نے (دعا کے لئے) دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے کہ ہم نے آپؐ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی فرمایا سن لو میں نے خدا کا حکم تم کو پہنچا دیا تین بار یہی فرمایا سفیان بن عیینہ نے کہا اس حدیث کو زہری نے ہمیں سنایا اور ہشام کی روایت میں اپنے والد سے انہوں نے ابوحمید ساعدی سے اتنا زیادہ کیا، ابوحمید نے کہا میرے کانوں نے آنحضرتؐ کا یہ فرمانا سنا اور آنکھوں نے دیکھا اور تم لوگ زید بن ثابتؓ صحابی سے پوچھ لو انہوں نے بھی یہ حدیث میرے ساتھ سنی ہے سفیان نے کہا زہری نے یہ لفظ نہیں کہا میرے کان نے سنا امام بخاری نے کہا حدیث میں خوار کا لفظ ہے یعنے گائے کی آواز یا جوار کا لفظ جو تجأرون سے نکلا ہے (جو سورۂ مومنون میں ہے) یعنے گائے کی طرح آواز نکالتے ہونگے۔

وا بر ضم ہمزہ و سکون تاء و جر با موحدہ و تشدید یاء تحتانی اور بعضے نسخوں میں لتبیہ ہے۔ بر ضم لام و سکون تاء و کسر ہاء و تشدید یاء و ۲ کون دیتا کوئی ایک پیسہ کا مال بھی بن غرض نہیں دیتا۔ اسی حدیث سے بعضوں نے نکالا ہے کہ قاضی یا حاکم کو اس شخص کا تحفہ لینا درست ہے جو عہدہ ملنے سے بیشتر بھی اس کے پاس تحفہ بھیجتا رہا تھا لیکن عہدہ ملنے کے بعد جو لوگ تحفہ بھیجیں ان کا تحفہ نہ لینا چاہیئے۔

بَابُ اسْتِقْضَاءِ الْمَوَالِي وَاسْتِعْمَالِهِمْ

باب آزاد شدہ غلام کو قاضی یا حاکم بنانا[1]

وا حدیث میں نماز کی امامت کا ذکر ہے اور قضا اور تولیت اس پر قیاس کی گئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہؓ کو جو آپؐ کے آزاد شدہ غلام تھے لشکر کا سردار مقرر کر کے بھیجا۔

۱۱۵۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي

ہم سے عثمان بن صالح مصری نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو ابن جریج نے

ابنُ جُرَیجٍ أَنَّ نَافِعًا أَخبَرَهُ أَنَّ ابنَ عُمَرَ أَخبَرَهُ قَالَ كَانَ سَالِمٌ مَولَى أَبِي حُذَيفَةَ يَؤُمُّ المُهَاجِرِينَ الأَوَّلِينَ وَأَصحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي مَسجِدِ قُبَاءٍ فِيهِم أَبُو بَكرٍ وَعُمَرُ وَأَبُو سَلَمَةَ وَزَيدٌ وَعَامِرُ بنُ رَبِيعَةَ۔

نے خبر دی۔ ان کو نافع نے۔ ان کو عبداللہ بن عمرؓ نے کہ سالم جو ابو حذیفہ کے آزاد شدہ غلام تھے۔ مہاجرین اوّلین کی اور دوسرے اصحاب کی مسجد قبا میں (نماز میں) امامت کیا کرتے تھے ان اصحاب میں ابوبکرؓ اور عمرؓ اور ابوسلمہؓ اور زید بن حارثہؓ اور عامر بن ربیع رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

ف اس کی وجہ یہ تھی کہ سالم قرآن کے بڑے قاری تھے جیسے دوسری حدیث میں ہے قرآن چار شخصوں سے سیکھو عبداللہ بن مسعودؓ اور سالم مولی ابی حذیفہؓ اور ابی بن کعبؓ اور معاذ بن جبلؓ سے ایک روایت میں ہے حضرت عائشہؓ کہتی ہیں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے میں میں نے دیر لگائی آپؐ نے وجہ پوچھی میں نے کہا ایک قاری کو نہایت عمدہ طور سے میں نے قرآن پڑھتے سنا یہ سنتے ہی آپؐ چادر لے کر باہر نکلے دیکھا تو وہ سالمؓ ہیں مولی ابی حذیفہؓ کے آپؐ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسا شخص بنایا۔

بَابُ العُرَفَاءِ لِلنَّاسِ۔

باب چودھری یا نقیب بنانا

۱۱۶۔ حَدَّثَنَا إِسمَاعِيلُ بنُ أَبِي أُوَيسٍ، حَدَّثَنِي إِسمَاعِيلُ بنُ إِبرَاهِيمَ عَن عَمِّهِ مُوسَى بنِ عُقبَةَ قَالَ ابنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُروَةُ بنُ الزُّبَيرِ أَنَّ مَروَانَ بنَ الحَكَمِ وَالمِسوَرَ بنَ مَخرَمَةَ أَخبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ أَذِنَ لَهُمُ المُسلِمُونَ فِي عِتقِ سَبيِ هَوَازِنَ إِنِّي لَا أَدرِي مَن أَذِنَ مِنكُم مِمَّن لَم يَأذَن فَارجِعُوا

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے اسمٰعیل بن ابراہیم نے۔ انہوں نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے کہ ابن شہاب نے کہا۔ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا۔ اُن کو مروان اور مسور بن مخرمہ نے خبر دی جب مسلمانوں نے (جنگ حنین کے بعد) ہوازن کے قیدی آزاد کرانے کی اجازت دے دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیسے جانوں کس نے اجازت دی ہے کس نے اجازت نہیں دی (کیونکہ ہزاروں مسلمان وہاں موجود تھے) تم لوگ ایسا کرو اس وقت لوٹ جاؤ اور تمہارے نقیب یا چودھری ہم سے

حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ فَرَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا۔

بیان کریں گے تم لوگ راضی ہو یا نہیں۔ یہ سن کر سب لوگ لوٹ گئے اور ان کے چودھریوں اور نقیبوں نے ان سے گفتگو کی۔ بعد اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کو خبر دی کہ لوگوں نے خوشی سے اجازت وا دی۔

وا قیدیوں کو چھوڑ دینے کی۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ثَنَاءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ۔

باب بادشاہ کے سامنے (منہ در منہ) خوشامد کرنا پیٹھ پیچھے اس کو برا کہنا یہ منع ہے (کیونکہ یہ دغا بازی اور نفاق ہے)۔

۱۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أُنَاسٌ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سُلْطَانِنَا فَنَقُولُ لَهُمْ خِلَافَ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّهَا نِفَاقًا۔

ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا کہا ہم سے عاصم بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمرؓ نے انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے کہا چند لوگوں وا نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا ہم لوگ اپنے بادشاہ وقت کے پاس جاتے ہیں تو ان سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو وہاں سے نکلنے کے بعد نہیں کرتے وا۲ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا وا۳ ہم تو اس کو نفاق سمجھتے وا۴۔

وا جیسے عروہ بن زبیر اور ابو اسحاق شیبانی اور ابوالشعثاء نے۔ وا۲ یعنی منہ پر زیادہ تعریف اور خوشامد کرتے ہیں پیٹھ پیچھے اتنی نہیں کرتے۔ وا۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں۔ وا۴ اب یہ جو ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے آپ سے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کیا برا آدمی ہے جب وہ اندر آیا تو اس سے بکشادہ پیشانی ملے تو یہ نفاق نہیں ہے کیونکہ آپ نے اس سے ملنے کے بعد اس کے حق میں تعریف کا کوئی کلمہ نہیں کہا رہا اخلاق اور مروت سے ملنا تو یہ دوست دشمن سب کے ساتھ ہونا چاہیئے۔

۱۱۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن

اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

سعد نے انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے عراک بن مالک سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے سب میں بُرا وہ آدمی ہے جو دو غلا دو رخہ ہو ان کے پاس جائے تو ایک منہ لے کر اُن کے پاس آئے تو دوسرا منہ لے کر ف۱۔

ف۱ مطلب یہ ہے کہ ایک فرقہ میں جا کر ان کی تعریف کرے اور دُوسرے فرقہ میں جا کر ان کی برائی بیان کرے قسطلانی نے کہا اگر کسی کی نیت دو جماعتوں کو ملا دینے کی ہو اور مسلمانوں میں اصلاح کرا دینے کی ہو تو ایسے موقع پر بات بنانے میں قباحت نہیں بلکہ اچھا ہے۔

بَابُ الْقَضَاءِ عَلَى الْغَائِبِ۔ باب یک طرفہ فیصلہ کرنے کا بیان ف۱

ف۱ یعنی مدعی علیہ کی غیبت میں اس قسم کا فیصلہ حنفیہ نے مطلق جائز نہیں رکھا لیکن مالک اور شافعی اور اہلحدیث اور امام احمد نے دیوانی معاملات میں جائز رکھا ہے حقوق اللہ میں جائز نہیں لہٰذا اگر غائب مجرم پر چوری کے گواہ پیش ہوں تو صرف مال کی ڈگری دی جائے گی نہ ہاتھ کاٹنے کی۔ علمائے کہا ہے ایسی صورت میں لازم ہے کہ مدعی علیہ کو تین بار آواز دی جائے اگر وہ حاضر نہ ہو تو یک طرفہ فیصلہ صادر کیا جائے۔

۱۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدًا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ فَأَحْتَاجُ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ، قَالَ خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ ہندہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہے اور مجھے اس کا روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے ف۱ آپ نے فرمایا تو اتنا روپیہ لے سکتی ہے جتنا دستور کے موافق تجھ کو اور تیری اولاد کو کافی ہو ف۲۔

ف۱ آخر بال بچوں کو کہاں سے کھلاؤں خود کیا کھاؤں وہ تو خرچ نہیں دے کر جاتا۔ ف۲ ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ حکم ابوسفیان کی غیبت میں دیا تو قضا علی الغائب ثابت ہوئی بعضوں نے کہا اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں

ہے کیونکہ یہ قصہ مکہ میں ہوا۔ اور ابو سفیان وہاں موجود تھا ہم کہتے ہیں مکہ میں موجود ہونے سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہندہ کو یہ اجازت دی اس وقت بھی ابوسفیان اس مجلس میں حاضر ہوا تھا۔ تو امام بخاری کا استدلال صحیح ہے مگر ابن مندہ کی ایک روایت میں سے یہ نکلتا ہے کہ ابوسفیان اس وقت بھی موجود تھا جب ہندہ نے یہ گفتگو کی اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ شاید یہ دوسرا واقعہ ہو۔

بَابُ مَنْ قُضِيَ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّ قَضَاءَ الْحَاكِمِ لَا يُحِلُّ حَرَامًا وَلَا يُحَرِّمُ حَلَالًا

باب اگر کسی شخص کو حاکم دوسرے مسلمان کا مال (ناحق) دلا دے اس کو نہ لے حاکم کے فیصلے سے نہ حرام حلال ہو سکتا ہے نہ حلال حرام ف۱

ف۱ یہ مطلب اوپر کئی بار بیان ہو چکا ہے اور حنفیہ نے صحیح حدیثوں کا خلاف کر کے یہ حکم دیا ہے کہ قاضی کی قضا نکاح اور طلاق میں ظاہراً اور باطناً نافذ ہو جاتی ہے اور دلیل لی انہوں نے اس حدیث سے شاہداک زوجاک حافظ نے کہا یہ حدیث ثابت نہیں اور قرطبی نے کہا اس مسئلہ کی وجہ سے حنفیہ پر قدیماً اور حدیثاً بہت تشنیع ہوئی ہے اور تعجب یہ ہے کہ انہوں نے قاضی کی قضا سے مالی دعاوی میں تو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ مال مدعی کے لئے درست ہو جائے گا مگر شرم گاہ کو جائز کر دیا حالانکہ شرم گاہ کا خیال مال سے زیادہ ہونا چاہئے تھا۔

۱۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأُوَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے، انہوں نے صالح بن کیسان سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی ان کو زینب بنت ابی سلمہؓ نے اُن کو بی بی ام سلمہؓ نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپؐ نے اپنے دروازے پر کچھ جھگڑے کی آواز سُنی تو باہر تشریف لے گئے اور فرمایا میں بھی آدمی ہوں میرے پاس ایک مقدمہ آتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے تم میں سے کسی کی تقریر دوسرے سے عمدہ ہوتی ہے میں سمجھتا ہوں وہ سچا ہے اُس کے موافق فیصلہ کر دیتا ہوں پھر جس کسی کو میں

أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِي لَهُ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا۔

ظاہری روئداد پر بھروسہ کر کے (دوسرے مسلمان کا) حق دلادوں۔ وہ اس کو لے یا چھوڑ دے (اختیار ہے) میں اس کو درحقیقت دوزخ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں وا۔

وا تو اگر کسی نے جھوٹے گواہ نکاح یا طلاق یا مال واسباب یا حقوق پر قائم کر دیئے اور قاضی نے بحق مدعی فیصلہ کر دیا تب بھی مدعی کو عنداللہ وہ لینا درست نہ ہوگا قسطلانی نے کہا کہ والدین کے خلاف مسائل میں قاضی کی قضا باطناً بھی نافذ ہو جاتے گی مثلاً اگر حنفی قاضی ایک شافعی ہمسایہ کو حق شفعہ دلا دے تو مدعی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

۱۲۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ: ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ: أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ابْنُ أَخِي كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے امام مالکؒ نے۔ انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے۔ انہوں نے کہا عتبہ بن ابی وقاص نے (جو کافر مرا تھا۔ اسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید کیا تھا) اپنے بھائی سعد بن ابی وقاصؓ کو یہ وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا جو بیٹا ہے وہ میرے نطفہ سے ہے تو اس کو لے لیجیو خیر جس سال مکہ فتح ہوا سعد نے اس بچہ کو لے لیا اور کہنے لگے یہ میرا بھتیجا ہے اور بھائی نے اس کو لے لینے کی مجھ کو وصیت کی تھی۔ عبد بن زمعہ اٹھے اور کہنے لگے (واہ اچھی ٹھہری) یہ میرا بھائی ہے کیونکہ میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے غرض دونوں ایک کے بعد ایک (جھگڑتے ہوئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سعد نے کہا یارسول اللہ میرا بھتیجا ہے بھائی نے اس کے لینے کی مجھ کو وصیت کی تھی عبد بن زمعہ بولے (حضرت) یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا

عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: اِحْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شِبْهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِيَ اللهَ تَعَالٰى۔

ہے آپؐ نے فیصلہ کیا عبد یہ بچہ تیرا ہے (تیرا بھائی ہے) پھر فرمایا بچہ اسی کا ہوتا ہے جو عورت کا خاوند یا مالک ہو اور زنا کرنے والے کے لئے پتھروں کی سزا ہے باوجود اس فیصلے کے آپؐ نے ام المؤمنین سودہ بنت زمعہؓ سے فرمایا تو اس سے پردہ کر (حالانکہ وہ ان کا بھائی ہوا) کیونکہ آپؐ نے دیکھا اس کی صورت عتبہ سے ملتی تھی ف۔

ف سبحان اللہ امام بخاری کے باریک فہم پر آفرین انہوں نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں ثابت کیا کہ اگر قاضی کی قضا ظاہراً اور باطناً یعنے عندالناس و عنداللہ دونوں طرف نافذ ہو جاتی جیسے حنفیہ کہتے ہیں تو جب آپؐ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ بچہ زمعہ کا بیٹا ہے تو سودہؓ کا بھائی ہو جاتا اور اس وقت آپؐ سودہؓ کو اس سے پردہ کرنے کا حکم کیوں دیتے جب پردے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ قضائے قاضی سے باطنی اور حقیقی امر نہیں بدلتا گو ظاہر میں وہ سودہؓ کا بھائی ٹھہرا مگر حقیقۃً اور عنداللہ بھائی نہ ٹھہرا اور اسی وجہ سے پردے کا حکم دیا۔

بَابُ الْحُكْمِ فِي الْبِئْرِ وَنَحْوِهَا

باب کنویں کا مقدمہ، فیصلہ کرنا۔

۱۲۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِفُ أَحَدٌ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ مَالًا وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ إِلَّا لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللهُ إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ الْآيَةَ فَجَاءَ الْأَشْعَثُ وَعَبْدُ اللهِ يُحَدِّثُهُمْ فَقَالَ: فِيَّ نَزَلَتْ وَفِيْ رَجُلٍ خَاصَمْتُهُ

ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے منصور اور اعمش سے، انہوں نے ابو وائل سے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسی قسم کھا لے جس سے اس کا حق ثابت ہو جاتے حالانکہ وہ قسم جھوٹی ہو اسکی وجہ سے کسی دوسرے شخص کا مال مار لے تو جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گا اللہ اس پر غصے ہو گا اس کے بعد یہ آیت اتری۔ ان الذین یشترون بعہد اللہ الآیۃ (جو سورۂ آل عمران میں ہے) عبداللہ یہ حدیث بیان کر رہے تھے کہ اشعث بن قیس آن پہنچے انہوں نے کہا یہ آیت تو میرے باب ہی میں اتری ہے ہوا یہ تھا کہ مجھ میں اور ایک شخص (جفشیش یا جریر) میں ایک

فِي بِئْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ فَلْيَحْلِفْ، قُلْتُ: إِذًا يَحْلِفُ، فَنَزَلَتْ - إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ - الْآيَةَ-

کنوئیں پر تکرار ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر تو تیرا مدعی علیہ قسم کھائے گا میں نے کہا یا رسول اللہ وہ تو قسم کھا کر (میرا مال اڑا) لیگا۔ اس وقت یہ آیت اتری۔ ان الذین یشترون بعہداللہ الآیۃ ف۱۔

ف۱ اس حدیث اور آیت سے بھی امام بخاریؒ نے حنفیہ کا رد کیا کیونکہ اگر قاضی کے فیصلے سے دوسرے مسلمان کا حق یا مال درست ہو جاتا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے وعید کیوں فرماتے مگر مال میں تو حنفیہ بھی کہتے ہیں کہ قاضی کے فیصلے سے درست نہ ہوگا۔

بَابُ الْقَضَاءِ فِي كَثِيرِ الْمَالِ وَقَلِيلِهِ سَوَاءٌ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ: الْقَضَاءُ فِي قَلِيلِ الْمَالِ وَكَثِيرِهِ سَوَاءٌ-

باب ناحق مال اڑانے میں جو وعید ہے

وہ تھوڑے اور بہت دونوں مالوں کو شامل ہے ف۱ اور سفیان بن عیینہ نے ابن شبرمہ (کوفہ کے قاضی) سے روایت کیا انہوں نے کہا دعویٰ تھوڑا ہو یا بہت سب کا فیصلہ یکساں ہے ف۲

ف۱ یعنے دونوں میں برابر گناہ ہے جیسے ایک لاکھ روپیہ کسی کا ناحق اڑا لینا ایسے ہی ایک پیسہ بھی ناحق اڑا لینا۔
ف۲ یعنے ہر ایک کا حکم ایک ہے۔ بڑے یا چھوٹے ہر ایک دعویٰ کے فیصلہ کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے بلکہ بعضے وقت چھوٹے سے دعویٰ میں مشکلات یا پیچیدگیاں آن پڑتی ہیں جو بڑے دعوے میں نہیں پڑتیں حافظ نے کہا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا لیکن عینی نے کہا اس کو سفیان ثوری نے اپنی مسند میں ابن شبرمہ سے نقل کیا۔

١٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَبَةَ خِصَامٍ عِنْدَ بَابِهِ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا۔ کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے۔ ان کو زینب بنت ابی سلمہ نے۔ انہوں ام المومنین ام سلمہؓ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کے دروازے پر کچھ تکرار کی جھنجھٹ سنی تو باہر نکلے فرمایا دیکھو میں بھی آدمی ہوں میرے سامنے

وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضًا أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ أَقْضِي لَهُ بِذَلِكَ وَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَدَعْهَا۔

مقدمہ آتا ہے تو ایک فریق دوسرے سے خوش تقریر ہوتا ہے میں اس کے موافق فیصلہ کرتا ہوں وہ سچا ہے پھر جس شخص کو میں غلطی سے کسی مسلمان کا حق دلا دوں۔ اس کو دوزخ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں اب اس کو اختیار ہے لے یا چھوڑ دے۔

بَابُ بَيْعِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَضِيَاعَهُمْ وَقَدْ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نُعَيْمِ ابْنِ النَّحَّامِ۔

باب حاکم (بیوقوف اور غائب) لوگوں کی

جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ بیچ سکتا ہے ف۱ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مدبر غلام نعیم بن نحام کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ (یہ حدیث آگے آتی ہے)

ف۱ حالانکہ حدیث میں صرف غلام کے بیچنے کا ذکر ہے مگر غیر منقولہ جائیداد کا اس پر قیاس کر لیا یہ ابو مذکور جس نے اپنے غلام کو مدبر کر دیا تھا درحقیقت سفیہ کے حکم میں تھا کیونکہ اور کوئی جائیداد نہیں رکھتا تھا ایسی حالت میں اس کا اپنے غلام کو مدبر کر دینا حماقت پر مبنی تھا۔ ع۵ ان کا قرض ادا کرنے کے لئے یا اور کسی غرض سے۔

١٢٤۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَعْتَقَ غُلَامًا عَنْ دُبُرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ ثُمَّ أَرْسَلَ بِثَمَنِهِ إِلَيْهِ۔

ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن بشر نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے کہا ہم سے سلمہ بن کہیل نے۔ انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ آپؐ کے اصحابؓ میں سے ایک شخص (ابو مذکور) نے اپنے غلام کو مدبر کر دیا ف۱ اس شخص کے پاس اس غلام کے سوا اور کوئی جائیداد نہ تھی آپ نے کیا کیا اس غلام کو آٹھ سو درہم پر بیچ دیا اور وہ روپیہ اس شخص (ابو مذکور) کے پاس بھیج دیئے۔

ف۱ یعنی یوں کہہ دیا تو میرے مرنے پر آزاد ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَكْتَرِثْ بِطَعْنِ مَنْ لَمْ يَعْلَمْ فِي الْأُمَرَاءِ حَدِيثًا۔

باب کسی شخص کی سرداری میں نادانی سے لوگ طعنہ کریں اور حاکم اُن کے طعنہ کی پرواہ نہ کرے

۱۲۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطُعِنَ فِي إِمَارَتِهِ وَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ وَأَيْمُ اللَّهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمْرَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج روانہ کی (روم کے نصارٰی سے لڑنے کے لئے) اس کا سردار اسامہ بن زید کو مقرر کیا ف۱ اب لوگوں نے اسامہ کی سرداری پر طعنہ مارنا شروع کیا آپؐ ف۲ نے (منبر پر چڑھ کر) فرمایا لوگو اگر تم اسامہ کی سرداری پر طعنہ مارتے ہو (تو یہ کوئی نئی بات نہیں) اس سے پہلے تم اس کے باپ کی سرداری پر طعنہ مار چکے ہو اور اللہ کی قسم وہ سرداری کے لائق تھا (تو تمہارا طعنہ لغو تھا) اور ان لوگوں میں سے تھا جو مجھ کو بہت محبوب ہیں اب اس کا یہ بیٹا اسامہؓ اس کے بعد ان لوگوں میں ہے جو مجھ کو محبوب ہیں ف۳۔

ف۱ حالانکہ اس لشکر میں ابوبکرؓ اور عمرؓ اور بڑے بڑے صحابہ شریک تھے۔ ف۲ کہ بوڑھے بوڑھے لوگ ہوتے ہوئے آپؐ نے ایک چھوکرے کو سردار بنایا حالانکہ آپؐ کا کوئی فعل مصلحت اور دور اندیشی سے خالی نہ تھا ہوا یہ تھا کہ اسامہ کے باپ زید بن حارثہؓ ان رومی کافروں کے ہاتھ شہید ہوئے تھے آپؐ نے ان کے بیٹے کو اس لئے سردار بنایا کہ وہ اپنے باپ کے مارنے والوں کے ساتھ بڑے حوصلے کے ساتھ لڑیں گے دوسرے یہ کہ اسامہؓ کے دل کو ذرا تسلی ہوگی۔ ف۳ حضرت زیدؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹا بنایا تھا جب وہ غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے تھے تو ایک اکلوتا بیٹا اسامہؓ چھوڑ گئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بے انتہا چاہتے تھے یہاں تک کہ ایک ران پر اس کو بٹھاتے اور ایک ران پر امام حسنؓ کو اور فرماتے یا اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت کر۔ اس حدیث کے لانے سے یہاں یہ غرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے لغو طعن اور تشنیع پر کچھ خیال نہیں کیا اور اسامہؓ کو سرداری سے علیحدہ نہیں کیا اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ حضرت عمرؓ نے اہل کوفہ کی بے اصل شکایات پر سعد بن ابی وقاص کو کیوں معزول کر دیا کیونکہ ہر زمانہ اور ہر موقع کی مصلحت جُداگانہ ہوتی ہے گو سعد کی شکایت جب حضرت عمرؓ

نے دریافت کیں تو بے اصل نکلیں مگر کسی فتنے یا فساد کے ڈر سے حضرت عمرؓ کو ان کا علیحدہ ہی کر دینا قرین مصلحت نظر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے کسی فتنہ اور فساد کا اندیشہ نہ تھا بہرحال یہ امر امام کی رائے کی طرف مفوض ہے۔

بَابٌ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ وَهُوَ الدَّائِمُ فِي الْخُصُومَةِ، لُدًّا عُوجًا۔

باب الدائم الخصم کا بیان

یعنی اس شخص کا جو ہمیشہ لوگوں سے جھگڑتا ہے (سورۂ مریم میں جو ہے) وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا یہاں لدّا کا معنی ٹیڑھی اور کج ہے (یعنی گمراہی کی طرف جانے والے)۔

۱۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیی بن سعید قطان نے انہوں نے ابن جریج سے کہا میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا وہ حضرت عائشہؓ سے نقل کیا کرتے تھے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک سب لوگوں میں زیادہ برا وہ شخص ہے جو لڑاکا جھگڑالو ہو (آئے دن ایک نہ ایک سے لڑتا اور جھگڑتا ہے)

بَابٌ إِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بِجَوْرٍ أَوْ خِلَافَ أَهْلِ الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ۔

باب اگر حاکم کا فیصلہ ظلمی یا علمائے کے خلاف ہو

تو وہ رد کر دیا جائے گا (اس کا ماننا ضرور نہ ہوگا)

۱۲۷- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدًا ح وَحَدَّثَنِي نُعَيْمٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ

مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے سالم سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو وا بھیجا دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا اور مجھ سے نعیم بن حماد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا (اسلام کی دعوت دینے کو) ان لوگوں کی زبان سے اچھی طرح یہ تو

يَقُولُوا: أَسْلَمْنَا، فَقَالُوا: صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ فَأَمَرَ كُلَّ رَجُلٍ مِنَّا أَنْ يَقْتُلَ أَسِيرَهُ، فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ، فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مَرَّتَيْنِ۔

نہ نکلا کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں یوں کہنے لگے ہم نے اپنا دین بدل دیا ف۲ لیکن خالد نے ان کو قتل کرنا شروع کیا اور ایک ایک قیدی ہم میں سے ہر شخص کو دے کر یہ حکم کیا کہ اپنے اپنے قیدی کو مار ڈالے عبداللہ کہتے ہیں میں نے تو قسم کھالی میں کبھی اپنے قیدی کو نہیں مارنے کا اور جو شخص میرا ساتھ ہے وہ بھی نہ مارے خیر پھر جب ہم (اس جنگ سے لوٹ کر آئے تو ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ یوں دعا کرنے لگے یا اللہ خالد بن ولید نے جو کیا میں اس سے بیزار ہوں دو بار آپؐ نے یہی دعا کی ف۳۔

ف۱ سردار بنا کر بنی جذیمہ کی طرف۔ ف۲ مطلب وہی تھا کہ شرک چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔ ف۳ تو خالد کا غلط فیصلہ آپؐ نے رد کر دیا اور خالد کو سزا نہ دی کیونکہ وہ مجتہد تھے اور حاکم تھے حاکم اور مجتہد اگر غلطی کرے تو اس پر تاوان لازم نہیں آتا۔ مگر عبداللہ بن عمرؓ نے جو خالد کا غلط حکم نہ سنا اس سے صاف ثابت ہوا کہ حاکم کا جو حکم خلاف شرع ہو اس کی تعمیل نہ کرے اور پہلے اس حاکم کو نرمی اور ملائمت سے سمجھانا چاہیے کہ تیرا حکم خلاف شرع ہے اس کو واپس لے لے اگر وہ کسی طرح نہ مانے اور اپنی رائے پر جما رہے تب اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ کر اس کم بخت حاکم سے لڑنا اور اس کو معزول کرنا چاہیے۔

بَابُ الْإِمَامِ يَأْتِي قَوْمًا فَيُصْلِحُ بَيْنَهُمْ۔

باب امام (یا بادشاہ) لوگوں میں ملاپ کرانے کو اگر خود جائے۔

۱۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْمَدِينِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرٍو فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَاهُمْ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا حَضَرَتْ صَلَاةُ

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے ابوحازم مدینی نے انہوں نے سہل بن سعد ساعدیؓ سے انہوں نے کہا بنی عمرو بن عوف کے قبیلے کے لوگ آپس میں لڑ پڑے تھے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپؐ ظہر کی نماز پڑھ کر ان میں ملاپ کرانے کے لئے تشریف لے گئے اتنے میں عصر کی نماز کا وقت آگیا (اور آنحضرتؐ لوٹ کر نہیں آئے تھے)

العصر فأذن بلال وأقام وأمر أبا بكر فتقدم وجاء النبي صلى الله عليه وسلم وأبو بكر في الصلاة فشق الناس حتى قام خلف أبي بكر فتقدم في الصف الذي يليه قال: وصفح القوم وكان أبو بكر إذا دخل في الصلاة لم يلتفت حتى يفرغ فلما رأى التصفيح لا يمسك عليه التفت فرأى النبي صلى الله عليه وسلم خلفه فأومأ إليه النبي صلى الله عليه وسلم بيده أن امضه وأومأ بيده هكذا ولبث أبو بكر هنية يحمد الله على قول النبي صلى الله عليه وسلم ثم مشى القهقرى فلما رأى النبي صلى الله عليه وسلم ذلك تقدم فصلى النبي صلى الله عليه وسلم بالناس فلما قضى صلاته قال: يا أبا بكر ما منعك إذا أومأت إليك أن لا تكون مضيت؟ قال: لم يكن لابن أبي قحافة أن يؤم النبي صلى الله عليه وسلم وقال للقوم إذا رابكم أمر فليسبح الرجال و يصفح النساء

بلالؓ نے اذان اور اقامت کہی اور ابوبکر صدیقؓ سے نماز پڑھانے کو کہا وہ امامت کے لئے آگے بڑھے (نماز شروع کر دی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت آئے جب نماز شروع کر چکے تھے آپؐ صفیں چیر کر اس صف میں شریک ہوتے جو ابوبکرؓ کے قریب تھی (یعنی پہلی صف میں و۱) سہل کہتے ہیں لوگوں نے یہ حال دیکھ کر (عین نماز میں) دستک دینا شروع کی مگر ابوبکرؓ کی عادت تھی وہ جب نماز شروع کرتے تو نماز سے فراغت کئے تک کسی طرف خیال نہ کرتے جب دستک پر دستک ہونے لگی بند نہ ہوئی تو انہوں نے نگاہ پھیری دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پیچھے کھڑے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اشارہ کیا (عین نماز میں) کہ نماز پڑھائے جاؤ آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اپنی جگہ رہو لیکن انہوں نے کیا کیا ذرا سی دیر ٹھہر کر اللہ کا شکر ادا کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری نسبت ایسا فرمایا (مجھ کو امامت کے لائق سمجھا) اس کے بعد الٹے پاؤں صف میں آ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ حال دیکھ کر آگے بڑھے اور نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ابوبکرؓ میں نے تم کو اشارہ بھی کیا جب بھی تم اپنی جگہ ٹھہرے اور نماز پڑھاتے نہ رہے انہوں نے عرض کیا بھلا ابو قحافہ کے بیٹے کو یہ سزاوار ہو سکتا ہے کہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بنے و۲۔ پھر آپؐ نے لوگوں سے فرمایا سنو جب نماز میں تم کو کوئی سانحہ پیش آئے تو مرد سبحان اللہ کہیں عورتیں دستک دیں و۳

و۱ یہ آپ کے لئے جائز تھا اور کسی کو ایسا کرنا درست نہیں کہ صفوں کو چیر کر آگے کی صف میں چلا جائے بعضوں نے کہا

ہر امام اور ہر بادشاہ کو ایسا کرنا درست ہے۔ ابوداؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ جاتے وقت بلال سے فرما گئے تھے اگر نماز کا وقت آجائے اور میں لوٹ کر نہ آؤں تو ابوبکرؓ سے کہیو وہ نماز پڑھائیں گے۔ ف۲ اس حدیث کی شرح اوپر گذر چکی ہے۔ ف۳ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذات خاص لوگوں میں ملاپ کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔

بَابٌ يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَكُونَ أَمِينًا عَاقِلًا۔

باب لکھنے والا منشی ایماندار اور عقلمند ہونا چاہیے

١٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ أَبُو ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ لِمَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ: كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِي ذَلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ عُمَرَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ، قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ

ہم سے ابوثابت محمد بن عبیداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید بن سباق سے انہوں نے زید بن ثابت سے انہوں نے کہا یمامہ کی لڑائی (مسیلمہ کذاب کے لوگوں سے) ہوئی (اور اس میں قرآن کے بہت سے قاری شہید ہوئے) تو ابوبکر صدیق نے مجھ کو بلا بھیجا وہاں حضرت عمرؓ بھی موجود تھے (میں گیا) ابوبکرؓ نے کہا یہ عمرؓ میرے پاس آئے کہتے ہیں یمامہ کی لڑائی میں قرآن کے بہت سے قاری مارے گئے میں ڈرتا ہوں اسی طرح اگر دوسری لڑائیوں میں بھی قاری لوگ شہید ہوں تو کہیں قرآن کا ایک بڑا حصہ نہ اٹھ جائے ف۱ میری رائے یہ ہے کہ تم قرآن کو (ایک مصحف میں) جمع کرنے کا حکم دے دیجئے میں نے حضرت عمرؓ سے کہا بھلا میں ایسا کام کیوں کر کروں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ف۲ لیکن عمرؓ نے یہ کہا خدا کی قسم یہ کام بہتر ہے ف۳ اور عمرؓ برابر مجھ سے یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بھی ڈال دیا کہ عمرؓ سچ کہتے ہیں اور ان کی میری ایک رائے ہو گئی زید کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا تم ایک جوان عقلمند آدمی ہو ہم تم کو

قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ قَالَ زَيْدٌ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِأَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا كَلَّفَنِي مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ، قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يَحُثُّ مُرَاجَعَتِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَيَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ إِلَى آخِرِهَا مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِي سُورَتِهَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ اللِّخَافُ يَعْنِي الْخَزَفَ۔

جھوٹا نہیں سمجھتے (یعنی ایماندار بھی ہو ف۱) اور تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی قرآن لکھا کرتے تھے تم ایسا کرو قرآن کی (جابجا) تلاش کر کے اس کو اکھٹا کرو زید کہتے ہیں اگر ابوبکرؓ مجھ کو ایک پہاڑ ڈھونے کے لئے کہتے تو وہ بھی مجھ پر اتنا سخت نہ ہوتا جتنا یہ کام مجھ پر سخت گذرا اور میں نے ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں سے کہا تم دونوں ایسا کام کیوں کرتے ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ابوبکرؓ نے کہا خدا کی قسم یہ کام بہت عمدہ ہے اور برابر مجھ سے بحث کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرے دل میں بھی وہی ڈال دیا جو ابوبکرؓ اور عمرؓ کے دل میں ڈالا تھا۔ میری رائے اور ان کی رائے ایک ہو گئی آخر میں نے قرآن کی تلاش شروع کی۔ ہر جگہ سے اکھٹا کرنا شروع کیا کہیں کھجور کی چھڑیوں پر کہیں پرچوں پر کہیں چوڑے پتھروں پر (یا ٹھیکریوں پر) مجھ کو لکھا ملا کچھ لوگوں کو زبانی یاد تھا۔ سورۃ توبہ کی اخیر آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم الآیہ خزیمہ بن ثابت یا ابوخزیمہ کے پاس (لکھی ہوئی) ملی (گو یاد بہتوں کو تھی) اب یہ مصحف جو تیار ہوا ابوبکرؓ کی زندگی بھر ان کے پاس رہا پھر جب اللہ نے ان کو اٹھا لیا تو حضرت عمرؓ کی زندگی بھر ان کے پاس رہا پھر عمرؓ کے بعد ان کی بیٹی ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔ محمد بن عبیداللہ نے کہا حدیث میں لخاف کے لفظ سے ٹھیکرے مراد ہیں۔

ف۱ کیونکہ اس وقت تک قرآن لوگوں کے سینوں میں تھا اور کچھ کچھ لکھا ہوا بھی تھا مگر متفرق جابجا قطعوں میں

سب ایک مصحف میں جمع نہ تھا۔ ف۲ اس قول سے صاف نکلتا ہے کہ صحابہؓ کو دین کی ہر اس بات کے کرنے میں تامل ہوتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی پس جس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اور تابعینؒ کسی نے نہ کیا ہو مثلاً مجلس میلاد یا عرس یا سوئم یا چہلم یا نیازات اور فاتحے وغیرہ ان میں سچے مسلمانوں کو ضرور تامل ہوگا اور اگر ان باتوں کو بدعت سمجھ کر ان سے باز رہیں تو مستحق ثواب ہوں گے نہ قابل ملامت اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے۔ ف۳ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے۔ ف۴ اس میں دین کی بڑی حفاظت اور مصلحت ہے۔

بَابُ كِتَابِ الْحَاكِمِ إِلَى عُمَّالِهِ وَالْقَاضِي إِلَى أُمَنَائِهِ۔

باب امام یا بادشاہ کا اپنے نائبوں کو اور قاضی کا اپنے عملہ کو لکھنا۔ ف۱

ف۱ قاضی کا عملہ جیسے ناظر امین مہتمم تحصیل دار وغیرہ مجلس کوتوال وغیرہ۔

۱۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى ح وَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ وَرِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأُخْبِرَ مُحَيِّصَةُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيرٍ أَوْ عَيْنٍ فَأَتَى يَهُودَ فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللهِ قَتَلْتُمُوهُ قَالُوا مَا قَتَلْنَاهُ وَاللهِ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ وَأَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ لِيَتَكَلَّمَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابولیلیٰ سے دوسری سند امام بخاری نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابولیلیٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سہل سے انہوں نے سہل بن ابی حثمہ سے ابولیلیٰ کو سہل اور ان کی قوم کے دوسرے بڑے لوگوں نے خبر دی کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود دونوں کھانے کی تکلیف اٹھا کر خیبر کی طرف گئے (کہ وہاں سے کچھ کھجور ہی لے کر آئیں) جب وہاں پہنچے (اور الگ الگ ہو گئے) تو محیصہ کو خبر آئی کہ عبداللہ بن سہل کو کسی نے مار کر پانی کے چشمہ میں ڈال دیا ہے ف۱ یہ حال دیکھ کر محیصہ (خیبر کے) یہودیوں کے پاس گئے اور ان سے کہنے لگے خدا کی قسم تم ہی لوگوں نے اس کا خون کیا ہے وہ مکر گئے کہنے لگے واہ واہ خدا کی قسم ہم نے اس کو نہیں مارا آخر محیصہ (خیبر سے لوٹ کر) اپنی قوم والوں کے پاس آئے اُن سے یہ واقعہ بیان کیا پھر وہ ان کے بڑے بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل یہ تینوں آنحضرت صلی اللہ علیہ

وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُحَيِّصَةَ
كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ
حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِمَّا
أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذِنُوا
بِحَرْبٍ فَكَتَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ بِهِ فَكُتِبَ مَا
قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ
وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ
دَمَ صَاحِبِكُمْ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ:
أَفَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ؟ قَالُوا: لَيْسُوا
بِمُسْلِمِينَ، فَوَدَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ مِائَةَ
نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتِ الدَّارَ، قَالَ
سَهْلٌ فَرَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ۔

وسلم کے پاس آئے محیصہ نے چاہا میں گفتگو شروع کروں کیونکہ وہی (عبداللہ کے ساتھ) خیبر میں گئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے کو بات کرنے دے بڑے کو بات کرنے دے یعنے جو عمر میں بڑا ہے پہلے اس کو بولنے دے تب حویصہ نے (جو عمر میں سب سے بڑے تھے) گفتگو کی آنحضرتؐ نے فرمایا یا تو یہودی تمہارے ساتھی (عبداللہ) کی دیت دیں ورنہیں تو ان کو لڑائی کی نوٹس دی جائے پھر آپؐ نے یہودیوں کو اس مقدمہ میں لکھا انہوں نے جواب میں یہ لکھا کہ ہم نے اس کو نہیں مارا۔ آپؐ نے حویصہ اور محیصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا اب تم لوگ قسم کھاؤ (کہ یہودیوں نے اس کو مارا ہے) تو تمہارے ساتھی کا خون ان پر ثابت ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا ہم قسم نہیں کھانے کے۔ آپ نے فرمایا تو پھر یہودیوں سے قسم لی جائے گی (کہ ہم نے اس کو نہیں مارا) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو مسلمان نہیں ف۲۔ آخر عبداللہ کی دیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے سو اونٹنیاں دیں سہل کہتے ہیں یہ سب اونٹنیاں ہمارے گھر میں لائی گئیں (مجھ کو یاد ہے) ان میں سے ایک اونٹنی نے مجھ کو لات ماری تھی ف۳۔

ف۱ ان کی گردن توڑ کر پانی میں ڈال دیا تھا (ابن اسحاق)۔ ف۲ کافر ہیں ان کو قسم کھانے میں کیا باک وہ تو ہم سب کو مار ڈالیں گے اور پھر قسم کھالیں گے کہ ہم نے نہیں مارا۔ ف۳ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ حدیث میں یہ ذکر کہاں ہے کہ آپؐ نے نائب کو لکھا یا امین کو بعضوں نے کہا جب یہودیوں کو لکھا وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رعایا تھے تو آپؐ نے اپنی رعایا کو خط لکھا اس سے امین کو لکھنے کا جواز بطریق اولی نکل آیا بعضوں نے کہا آخر آپؐ نے جو خط بھیجا تھا وہ کسی ایک خاص یہودی کا تھا (اسی کے نام ہوگا) جو سارے خیبر کے یہودیوں کا سردار ہوگا وہی گویا نائب کے مثل ہوا۔



باب

هَلْ يَجُوزُ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ رَجُلًا وَحْدَهُ لِلنَّظَرِ فِي الأُمُورِ۔

باب کیا حاکم صرف ایک شخص کو کسی بات کے دریافت کرنے کے لئے بھیج سکتا ہے ف۱

ف۱ یعنے بطور حاکم کے نہ بطور گواہ کے کیونکہ ایک شخص کی گواہی پر قاضی کو کوئی حکم دینا جائز نہیں۔

۱۳۱- حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ: صَدَقَ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ فَقَالَ الأَعْرَابِيُّ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَقَالُوا لِي: عَلَى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَفَدَيْتُ ابْنِي مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوا: إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ، أَمَّا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے اور زید بن خالد جہنی سے ان دونوں نے کہا کہ ایک گنوار (نام نامعلوم) آنحضرتؐ کے پاس آیا کہنے لگا یارسول اللہ اللہ کی کتاب کے موافق ہمارا مقدمہ فیصل کر دیجئے یہ سن کر اس کا حریف کھڑا ہوا کہنے لگا بے شک کہا یارسول اللہ اللہ کی کتاب کے موافق ہمارے جھگڑا کا فیصلہ کر دیجئے اب وہ گنوار کہنے لگا یارسول اللہ ہمارا مقدمہ یہ ہے کہ میرا بیٹا اس کے یہاں نوکر تھا۔ اس نے کیا کیا اس کی جورو سے زنا کیا لوگوں نے مجھ سے کہا تیرا بیٹا سنگسار کیا جائے گا میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کو دے کر اپنے بیٹے کو چھڑا لیا پھر میں نے دوسرے عالموں سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا تیرا بیٹا (سنگسار نہ ہو گا) سو کوڑے کھائے گا ایک برس کے لئے دیس سے نکالا جائے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کرونگا بکریاں اور لونڈی اپنی واپس لے لے تیرے بیٹے کو سو کوڑے پڑیں گے ایک برس کے لئے دیس باہر ہوگا۔ انیس تو ایسا کر کل اس دوسرے شخص کی جورو کے پاس جا (اگر وہ زنا کا اقرار کرے) تو اس کو سنگسار کر۔ صبح کو انیس اس کے پاس گئے (اس نے زنا کا اقرار کیا انیسؓ) اسکو سنگسار کر ڈالا ف۱۔

ف۱ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انیس کو اپنا نائب بنا کر بھیجا تھا اور انیس کے سامنے اس کے اقرار کا وہی حکم ہوا جیسے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اقرار کرتی۔ اگر انیس گواہ بنا کر بھیجے گئے ہوتے تو ایک شخص کی گواہی پر اقرار کیسے ثابت ہو سکتا ہے حافظ نے کہا امام بخاری نے یہ باب لا کر امام محمد کے اختلاف کی طرف اشارہ کیا ان کا مذہب یہ ہے کہ قاضی کسی شخص کے اقرار پر کوئی حکم نہیں دے سکتا جب تک دو عادل شخصوں کو جو قاضی کے مجلس میں رہا کرتے ہیں اس کے اقرار پر گواہ نہ بنا دے اور جب وہ دونوں اس کے اقرار پر گواہی دیں تب قاضی ان کی شہادت کی بناء پر حکم دے۔

بَابُ تَرْجَمَةِ الْحُكَّامِ وَهَلْ يَجُوزُ تُرْجُمَانٌ وَاحِدٌ

وَقَالَ خَارِجَةُ ابْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُودِ حَتَّى كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتُبَهُ وَأَقْرَأْتُهُ كُتُبَهُمْ إِذَا كَتَبُوا إِلَيْهِ وَقَالَ عُمَرُ وَعِنْدَهُ عَلِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعُثْمَانُ مَاذَا تَقُولُ هٰذِهِ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَاطِبٍ فَقُلْتُ تُخْبِرُكَ بِصَاحِبِهَا الَّذِي صَنَعَ بِهَا وَقَالَ أَبُو جَمْرَةَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا بُدَّ لِلْحَاكِمِ مِنْ مُتَرْجِمَيْنِ۔

باب حاکم کے سامنے مترجم کا رہنا

اور کیا ایک ہی شخص ترجمہ کے لئے کافی ہے ف۱ اور خارجہ بن زید بن ثابت نے زید بن ثابت سے یہ روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو یہودیوں کی تحریر سیکھنے کا حکم دیا تو زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط جو آپ یہود کو لکھواتے لکھتے اور یہود کے خط جو آپ کے پاس آتے پڑھ کر آپ کو سناتے ف۲ اور حضرت عمرؓ نے (عبدالرحمٰن بن حاطب سے) کہا یہ لونڈی (نوبیہ) کیا کہتی ہے اُس وقت حضرت عمرؓ کے پاس حضرت علیؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور عثمانؓ بیٹھے تھے انہوں نے کہا یہ کہتی ہے کہ فلاں غلام (برغوس) نے مجھ سے زنا کیا ف۳ اور ابو جمرہؓ نے کہا ف۴ میں ابن عباسؓ اور لوگوں کے بیچ میں مترجم رہا کرتا اور بعض لوگ (امام محمد اور امام شافعی) کہتے ہیں حاکم کے سامنے ترجمہ کرنے کے لئے کم سے کم دو مترجموں کا ہونا ضرور ہے ف۵۔

ف۱ جب وہ ثقہ اور عادل ہو امام مالک کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد بھی اس کے قائل ہیں۔ امام بخاری کا بھی یہی قول ہے (معلوم ہوتا ہے) لیکن شافعی نے کہا جب حاکم فریقین یا ایک فریق کی زبان نہ سمجھتا ہو تو دو شخص عادل بطور مترجم کے ضرور ہیں جو حاکم کو اس کا بیان ترجمہ کر کے سنائیں۔ ف۲ اس کو امام بخاریؒ نے

تاریخ میں وصل کیا۔ کہتے ہیں زید بن ثابت ایسے ذہین تھے کہ پندرہ دن کی محنت میں یہود کی کتاب پڑھنے لگے اور لکھنے لگے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں کی زبان اور تحریر دونوں سیکھنا درست ہے خصوصاً جب ضرورت ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید سے فرمایا تھا مجھ کو یہودیوں سے لکھوانے پر اطمینان نہیں ہوتا۔ ف۳ حاملہ ہوں۔ اس کو عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے وصل کیا۔ ف۴ یہ حدیث اوپر کتاب العلم میں موصولاً گذر چکی ہے۔ ف۵ تو ترجمہ کو انہوں نے شہادت پر قیاس کیا۔ یہاں سے ان لوگوں کا جواب ہوگیا جو کہتے ہیں امام بخاریؒ نے بعض الناس کے لفظ سے امام ابوحنیفہ کی تحقیر کی ہے کیونکہ بعض الناس کوئی تحقیر کا کلمہ نہیں اگر تحقیر کا کلمہ ہوتا تو امام شافعی کے لئے کیوں کر استعمال کرتے۔

۱۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ قُلْ لَهُ إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی ان کو عبداللہ بن عباسؓ نے ان سے ابوسفیان نے بیان کیا۔ کہ ہرقل (بادشاہ روم) نے ان کو قریش کے اور کئی سواروں کے ساتھ بلا بھیجا پھر اپنے ترجمان سے کہنے لگا ان لوگوں سے کہہ میں اس شخص سے (یعنی ابوسفیان سے) کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں اگر یہ جھوٹ بولے تو تم کہہ دینا یہ جھوٹا ہے پھر اخیر تک ساری حدیث بیان کی (جو شروع کتاب میں گذر چکی ہے) اخیر میں ہرقل نے اپنے ترجمان (مترجم) سے کہا اس شخص (ابوسفیان) سے کہہ اگر تو نے جو کہا وہ سچ ہے (اس پیغمبر کا یہی حال ہے) تو وہ عنقریب اس ملک کا بھی مالک ہو جائے گا جو اس وقت میرے دونوں پاؤں کے تلے ہے۔

ف۱ یہاں یہ اعتراض ہوا ہے کہ ہرقل کا فعل کیا حجت ہے وہ تو کافر تھا نصرانی اس کا جواب یوں دیا گیا کہ گو ہرقل کافر ہو مگر اگلے پیغمبروں کی کتابوں اور ان کے حالات سے خوب واقف تھا تو گویا اگلی شریعتوں میں بھی ایک ہی مترجم کا ترجمہ کرنا کافی سمجھا جاتا تھا بعضوں نے کہا ہرقل کے فعل سے غرض نہیں بلکہ ابن عباسؓ نے جو اس امت کے عالم تھے اس قصے کو نقل کیا اور اس پر یہ اعتراض نہ کیا کہ ایک شخص کا ترجمہ غیر کافی تھا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک شخص کی مترجمی کافی سمجھتے تھے۔

بَابُ مُحَاسَبَةِ الْإِمَامِ عُمَّالَهُ۔

باب امام یا بادشاہ اپنے عاملوں سے حساب لے سکتا ہے ف۱

ف ۱ اور جو سرکاری روپیہ انہوں نے کھایا ہو وہ ان سے وصول کر سکتا ہے۔

۱۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ ابْنَ الْأُتْبِيَّةِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ فَلَمَّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَاسَبَهُ قَالَ: هَذَا الَّذِي لَكُمْ وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَبَيْتِ أُمِّكَ حَتَّى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ عَلَى أُمُورٍ مِمَّا وَلَّانِي اللَّهُ فَيَأْتِي أَحَدُكُمْ فَيَقُولُ: هَذَا لَكُمْ وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَبَيْتِ أُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا فَوَاللَّهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ هِشَامٌ بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا جَاءَ اللَّهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا فَلَأَعْرِفَنَّ مَا جَاءَ اللَّهَ رَجُلٌ بِبَعِيرٍ لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بِبَقَرَةٍ لَهَا

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابو حمید ساعدی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُتبیہ کو بنی سلیم کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے تحصیلدار بنایا جب وہ (زکوٰۃ وصول کر کے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ نے اس سے حساب لیا وہ کہنے لگا یہ تو تمہارا (یعنی زکوٰۃ کا) مال ہے اور یہ مجھ کو تحفہ کے طور پر ملا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو اپنے باوا یا اپنی میا کے گھر بیٹھا رہتا اور پھر یہ تحفہ تجھ کو ملتا تو دیکھتے اس کے بعد آپؐ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ سنایا اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اما بعد میں تم لوگوں میں سے بعضوں کو تحصیلدار بناتا ہوں اور وہ خدمتیں لیتا ہوں جو اللہ نے مجھ کو عنایت فرمائی ہیں جب وہ لوٹ کر آتے ہیں تو کہتے ہیں یہ مال تو تمہارا ہے اور یہ مجھ کو تحفہ کے طور پر ملا ہے بھلا اگر وہ سچا ہے تو اپنے باوا میا کے گھر بیٹھا رہتا پھر یہ تحفہ اس کے پاس آتا تو خیر قسم خدا کی زکوٰۃ کے مال میں سے اگر کوئی شخص کوئی چیز لے گا ہشام راوی نے اتنا اور زیادہ کیا ناحق تو وہ قیامت کے دن اس کو لادے ہوئے آئے گا۔ سن لو میں اس کو پہچان لوں گا جو اللہ تعالےٰ کے پاس ایک اونٹ لئے ہوئے آئے گا وہ بڑبڑا رہا ہوگا۔ یا ایک گائے لئے ہوئے وہ بھیں بھیں کر رہی ہو گی یا ایک بکری لئے ہوئے وہ میں میں کر رہی ہو گی

خُوارٌ أَوْ شَاةٍ تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟

اس کے بعد آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے کہ میں نے آپؐ کی بغلوں کی سپیدی دیکھ لی اور فرمایا سن رکھو میں نے (خدا کا حکم) تم کو پہنچا دیا۔

بَابُ بِطَانَةِ الْإِمَامِ وَأَهْلِ مَشُورَتِهِ الْبِطَانَةُ الدُّخَلَاءُ

باب امام یا بادشاہ کا مشیر خاص،
جس کو بطانہ بھی کہتے ہیں (یعنی رازدار دوست)

۱۳۴- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَعَثَ اللهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ، بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ فَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللهُ تَعَالَى وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ بِهَذَا وَعَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ وَمُوسَى عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَهُ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَوْلَهُ وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَمُعَاوِيَةُ ابْنُ سَلَّامٍ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی، کہا مجھ کو یونس بن یزید ایلی نے۔ انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوسعید خدری سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر یا پیغمبر کا خلیفہ ایسا نہیں بھیجا جس کے دو طرح کے رفیق نہ ہوں۔ ایک رفیق تو اس کو اچھی طرح باتیں کرنے کا حکم دیتا ہے انکی رغبت دلاتا ہے اور ایک رفیق بُری باتیں کرنیکا حکم دیتا ہے انکی رغبت دلاتا ہے لیکن جس کو اللہ بری باتوں سے بچاتے رہے وہ بچا رہتا ہے اور سلیمان بن بلالؓ نے اس حدیث کو یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت کیا کہا مجھ کو ابن شہاب نے خبر دی (اسکو اسمٰعیل نے وصل کیا) اور ابن ابی عتیق اور موسیٰ بن عقبہ سے بھی ان دونوں نے ابن شہاب سے یہی حدیث (اس کو بیہقی نے وصل کیا) اور شعیب بن ابی حمزہ نے زہری سے یوں روایت کیا مجھ سے ابوسلمہ نے بیان کیا انہوں نے ابوسعید خدری سے اُن کا قول (یعنی حدیث کو موقوفاً نقل کیا) اور امام اوزاعی اور معاویہ بن سلام نے کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ وَسَعِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَوْلَهُ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے ۲؎ اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین اور سعید بن زیاد نے اس کو ابوسلمہ سے روایت کیا۔ انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے موقوفاً (یعنی ابوسعید کا قول ۳؎) اور عبیداللہ بن ابی جعفر نے کہا مجھ سے صفوان بن سلیم نے بیان کیا انہوں نے ابوسلمہ سے۔ انہوں نے ابوایوب سے کہا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا (اس کو امام نسائی نے وصل کیا ۴؎)

۱؎ مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کو بھی شیطان بہکانا چاہتا ہے مگر وہ اس کے دام میں نہیں آتے کیونکہ اللہ تعالے ان کو معصوم رکھنا چاہتا ہے باقی دوسرے خلیفے اور بادشاہ کبھی بد کار مشیر کے دامن میں پھنس جاتے ہیں اور بُرے کام کرنے لگتے ہیں بعضوں نے کہا نیک رفیق سے فرشتہ اور بُرے رفیق سے شیطان مراد ہے بعضوں نے کہا نفس امارہ اور نفس مطمئنہ۔ ۲؎ اور اوزاعی کی روایت کو امام احمد نے اور معاویہؓ کی روایت کو امام نسائی نے وصل کیا۔ ان دونوں نے راوی حدیث ابوہریرہؓ کو قرار دیا اور اوپر کی حدیثوں میں ابوسعیدؓ تھے۔ ۳؎ عبداللہ بن ابی حسین اور سعید کی روایتوں کو معلوم نہیں کس نے وصل کیا۔ ۴؎ حاصل یہ ہے کہ اس حدیث میں ابوسلمہ پہ راویوں کا اختلاف ہے کوئی کہتا ہے ابوسلمہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا کوئی کہتا ہے ابوایوب سے۔ کوئی ابوسعید سے موقوفاً نقل کرتا ہے کوئی مرفوعاً۔

بَابٌ كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ

باب امام لوگوں سے کن باتوں پر بیعت لے

۱۳۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَقُومَ أَوْ نَقُولَ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے کہا مجھ کو عبادہ بن ولید نے خبر دی کہا مجھ کو میرے والد نے انہوں نے (اپنے والد) عبادہ بن صامت سے انہوں نے کہا ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کا حکم سننے اور ماننے پر بیعت کی خوشی اور ناخوشی دونوں حالوں میں اور اس شرط پر کہ جو شخص سرداری کے لائق ہوگا (مثلاً قریش میں سے ہو اور شرع پر قائم ہو) اس کی سرداری قبول کرلیں گے اس سے جھگڑا نہ کرینگے اور جہاں کہیں بھی

بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔

رہیں گے وہاں حق پر قائم رہیں گے یا حق بات کہیں گے اور اللہ کی راہ میں ہم کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

۱۳۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ فَقَالَ:-

اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَةِ

فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

فَأَجَابُوا:-

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا

عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے خالد بن حارث نے کہا ہم سے حمید طویل نے۔ انہوں نے انسؓ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو سردی کے وقت برآمد ہوئے دیکھا تو مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے ہیں آپ نے یہ شعر پڑھے ؎

فائدہ جو کچھ کہ ہے وہ آخرت کا فائدہ

بخش دے انصار اور پردیسیوں کو اے خدا

انہوں نے جواب میں یہ شعر پڑھے ؎

اپنے پیغمبر محمدؐ سے یہ بیعت ہم نے کی

جان جب تک ہے لڑینگے کافروں سے ہم سدا

۱۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا فِيمَا اسْتَطَعْتَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا ہم جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر پر بیعت کرتے تھے کہ آپؐ کا حکم سنیں گے اور مانیں گے تو آپؐ فرماتے تھے یوں کہو جہاں تک ممکن ہوگا (جتنے ہوسکے گا) ف۱۔

ف۱ یہ آپؐ کی کمال شفقت اور مہربانی تھی اپنی امت پر تاکہ وہ جھوٹے نہ ہوں۔

۱۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے کہا ہم

اللّٰہِ بْنُ دِینَارٍ قَالَ: شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ حَيْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: كَتَبَ أَنِّي أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ مَا اسْتَطَعْتُ وَأَنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوا بِمِثْلِ ذَلِكَ۔

سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا انہوں نے کہا میں اس وقت موجود تھا جب لوگوں نے ف۱ عبدالملک بن مروان پر اتفاق کر لیا تو عبداللہ بن عمرؓ نے بیعت کا خط اس مضمون کا لکھا میں اللہ کے بندے عبدالملک بن مروان کا حکم سننے اور اطاعت کرنے کا اقرار کرتا ہوں اللہ کی شریعت اور اس کے پیغمبر صلعم کی سنت کے موافق جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا اور میرے بیٹے بھی ایسا ہی اقرار کرتے ہیں ف۲۔

ف۱ عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے بعد۔ ف۲ ہوا یہ کہ جب یزید خلیفہ ہوا تو عبداللہ بن زبیرؓ نے اس سے بیعت نہیں کی یزید کے مرتے ہی عبداللہ بن زبیرؓ نے خلافت کا دعویٰ کیا ادھر معاویہ بن یزید بن معاویہ خلیفہ ہوا کچھ لوگوں نے معاویہ بن یزید سے بیعت کی لیکن یہ معاویہ جیا نہیں چالیس ہی دن سلطنت کر کے مر گیا اور مروان خلیفہ بن بیٹھا۔ وہ چھ مہینے جی کر مر گیا اور اپنے بیٹے عبدالملک کو خلیفہ کر گیا۔ عبدالملک نے حجاج بن یوسف ظالم کو عبداللہ بن زبیرؓ سے لڑنے کے لئے روانہ کیا جب حجاج غالب ہوا اور عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہوئے تو اب سب لوگوں کا اتفاق عبدالملک پر ہو گیا اس وقت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے بیٹوں سمیت اس سے بیعت کر لی عبداللہ بن عمرؓ کے بیٹوں کے نام یہ تھے عبداللہ۔ ابوبکر۔ ابوعبیدہ۔ بلال اور عمر یہ سب صفیہ بنت ابی عبید کے بطن سے تھے اور عبدالرحمٰن ان کی ماں علقمہ بنت نافس تھی اور سالم۔ عبیداللہ اور حمزہ ان کی ماں لونڈی تھی اسی طرح زید ان کی ماں بھی لونڈی تھی۔

۱۳۹۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِي فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے کہا ہم سے سیار بن وردان نے انہوں نے شعبی سے انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا حکم سننے اور ماننے پر بیعت کی تو آپ نے مجھ کو یہ کلمہ سکھلا دیا یوں کہہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا اور میں نے اس امر پر بھی آپ سے بیعت کی کہ ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔

۱۴۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ:

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن

حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ عَبْدَ الْمَلِكِ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللَّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوا بِذَلِكَ۔

سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا جب لوگوں نے عبدالملک بن مروان سے بیعت کر لی تو عبداللہ بن عمرؓ نے بھی اس کو یوں خط لکھا۔ اللہ کے بندے امیر المومنین عبدالملک بن مروان کو معلوم ہو میں اللہ کی شریعت اور اس کے پیغمبرؐ کی سنت کے موافق تیرا حکم سننے اور ماننے کا اقرار کرتا ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا اور میرے بیٹے بھی یہی اقرار کرتے ہیں۔

۱۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ قَالَ: قُلْتُ لِسَلَمَةَ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے انہوں نے یزید بن ابی عبیدہ سے انہوں نے کہا میں نے سلمہ بن اکوع سے پوچھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیبیہ کے دن کس بات پر بیعت کی تھی۔ انہوں نے کہا (لڑکر) مر جانے پر۔

۱۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ أَسْمَاءَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الرَّهْطَ الَّذِينَ وَلَّاهُمْ عُمَرُ اجْتَمَعُوا فَتَشَاوَرُوا قَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لَسْتُ بِالَّذِي أُنَافِسُكُمْ عَلَى هَذَا الْأَمْرِ وَلَكِنَّكُمْ إِنْ شِئْتُمُ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنْكُمْ فَجَعَلُوا ذَلِكَ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ

ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماءؒ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے، انہوں نے امام مالکؒ سے۔ انہوں نے زہری سے۔ ان کو حمید بن عبدالرحمٰن نے اُن سے مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ (مرتے وقت) جن چھ آدمیوں کو خلافت کے لئے نامزد کر گئے تھے (یعنی علیؓ عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، سعدؓ اور عبدالرحمٰن بن عوف) یہ سب جمع ہوتے انہوں نے مشورہ کیا (کہ کون خلیفہ ہو) آخر عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا مجھ کو خلافت کی آرزو نہیں ہے لیکن اگر تم کہو تو میں تم میں سے کسی کو خلافت کے لئے چن سکتا ہوں (میری رائے پر رکھ دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا) عبدالرحمٰن کو اختیار دے

فَلَمَّا وَلَّوْا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَمْرَهُمْ
فَمَالَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ
حَتَّى مَا أَرَى أَحَدًا مِنَ النَّاسِ
يَتْبَعُ أُولَئِكَ الرَّهْطَ وَلَا يَطَأُ
عَقِبَهُ وَمَالَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ
الرَّحْمَنِ يُشَاوِرُونَهُ تِلْكَ اللَّيَالِيَ
حَتَّى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَصْبَحْنَا
مِنْهَا فَبَايَعْنَا عُثْمَانَ قَالَ الْمِسْوَرُ
طَرَقَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بَعْدَ هَجْعٍ
مِنَ اللَّيْلِ فَضَرَبَ الْبَابَ حَتَّى
اسْتَيْقَظْتُ فَقَالَ أَرَاكَ نَائِمًا فَوَاللَّهِ
مَا اكْتَحَلْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ بِكَبِيرِ نَوْمٍ
انْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَيْرَ وَسَعْدًا فَدَعَوْتُهُمَا
لَهُ فَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِي فَقَالَ
ادْعُ لِي عَلِيًّا فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتَّى
ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ
وَهُوَ عَلَى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ
الرَّحْمَنِ يَخْشَى مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا ثُمَّ
قَالَ ادْعُ لِي عُثْمَانَ فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ
حَتَّى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ
فَلَمَّا صَلَّى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ
أُولَئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَأَرْسَلَ
إِلَى مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ وَأَرْسَلَ إِلَى أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ
وَكَانُوا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ
فَلَمَّا اجْتَمَعُوا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ

دیا کہ وہ جس کو چاہیں چن لیں (اب لوگ سب عبدالرحمٰن کی طرف جھکے ایک آدمی بھی ان باقی آدمیوں کے ساتھ نہیں رہا اُن کے پیچھے پیچھے چلتا تھا اور جس کو دیکھو وہ راتوں کو عبدالرحمٰن سے مشورہ کرتا ہے اکہ کس کو خلیفہ کرنا چاہیئے) مسور ابن مخرمہ کہتے ہیں جب وہ رات آئی جس کی صبح کو ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت کی تو تھوڑی رات گئے عبدالرحمٰن بن عوف میرے پاس آئے دروازہ کھٹکھٹایا میں سوتے سے جاگ اٹھا مجھ سے کہنے لگے واہ تم سو رہے ہو میں تو اس رات (یا اُن تین راتوں) میں کچھ زیادہ نہیں سویا جاؤ زبیرؓ بن عوام اور سعدؓ بن ابی وقاص کو بلا لاؤ میں اُن کو بلا لایا عبدالرحمٰن ان سے مشورہ کرتے رہے پھر مجھ کو بلایا اور کہا جاؤ حضرت علیؓ کو بلا لاؤ۔ میں اُن کو بھی بلا لایا آدھی رات تک ان سے کانا پھوسی (سرگوشی) کرتے رہے جب حضرت علیؓ اُن کے پاس سے اُٹھے تو ان کو یہی امید تھی کہ عبدالرحمٰن مجھ کو ہی (خلافت کیلئے) تجویز کرینگے مگر تھا یہ کہ عبدالرحمٰن کے دل میں ذرا حضرت علی کیطرف سے کچھ ڈر رہا تھا پھر انہوں نے مجھ سے کہا اب حضرت عثمانؓ کو بلا لاؤ۔ میں ان کو بلا لایا ان سے اس وقت تک سرگوشی رہی کہ صبح کی اذان ہوئی اذان کے وقت دونوں جدا ہوتے جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھی اور یہ چھیوں آدمی منبر کے پاس جمع ہو گئے تو عبدالرحمٰن نے جتنے مہاجرین اور انصار مدینہ میں حاضر تھے اور جتنے فوجوں کے سردار وہاں موجود تھے جو اتفاق سے اس سال حج کیلئے آتے تھے اور حضرت عمرؓ کے ساتھ انہوں نے حج کیا تھا سب کو بلا بھیجا جب سب لوگ اکٹھے ہو گئے اسوقت عبدالرحمٰن نے تشہد پڑھا اور کہنے لگے علیؓ تم برا نہ ماننا میں نے سب لوگوں سے اس معاملہ میں گفتگو کی (میں کیا کروں) وہ عثمانؓ کو مقدم رکھتے ہیں ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے پھر عثمانؓ سے کہا (ہاتھ لاؤ) میں

ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ يَا عَلِيُّ إِنِّي قَدْ نَظَرْتُ فِي أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَرَهُمْ يَعْدِلُونَ بِعُثْمَانَ فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلَى نَفْسِكَ سَبِيلًا فَقَالَ: أُبَايِعُكَ عَلَى سُنَّةِ اللهِ وَرَسُولِهِ وَالْخَلِيفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهِ فَبَايَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ وَأُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُونَ

تم سے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت اور آپ کے بعد دونوں خلیفوں (حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے طریق پر بیعت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر عبدالرحمٰن نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت کرلی۔ اور جتنے مہاجرین اور انصار اور فوجوں کے سردار اور عام مسلمان وہاں موجود تھے انہوں نے بھی بیعت کرلی و۳ے۔

ولے دنیا ہوا کی ساتھی ہے جب ان کو معلوم ہوگیا کہ خلافت عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں ہے تو بس انہی پر جھک پڑے جس کو دیکھو ان کے ساتھ۔ و۲ے عبدالرحمٰن یہ ڈرتے تھے کہ حضرت علیؓ کے مزاج میں ذرا سختی ہے اور عام لوگ ان سے خوش نہیں ہیں ان سے خلافت سنبھلتی ہے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کوئی فتنہ کھڑا ہو جائے۔ بعضے کہتے ہیں حضرت علیؓ کے مزاج شریف میں ظرافت اور خوش طبعی بہت تھی۔ عبدالرحمٰن کو یہ ڈر ہوا کہ اس مزاج کے ساتھ خلافت کا کام اچھی طرح سے چلے گا یا نہیں۔ چنانچہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے اسی ظرافت اور خوش طبعی کی نسبت کہا ہذا الذی اخرک الی الرابعۃ۔ و۳ے یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے بھی بیعت کرلی امر الٰہی یہی تھا کہ پہلے حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوں اور اخیر میں جناب مرتضیٰ کو خلافت ملے اگر جناب مرتضےٰ علیؓ شیر بیشہ شریعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہی خلافت مل جاتی جب بھی آپؓ اس کے مستحق تھے مگر حق تعالےٰ اجل شانہ کو ان چاروں بزرگوں کو خلافت کا شرف یکے بعد دیگرے دینا منظور تھا۔ وکان امر اللہ مفعولا۔

بَابُ مَنْ بَايَعَ مَرَّتَيْنِ۔

باب دوٗ بار بیعت کرنا
(یعنی ایک ہی امام سے)

١٤٣- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِي يَا سَلَمَةُ أَلَا تُبَايِعُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ بَايَعْتُ فِي

ہم سے ابو عاصم لے بیان کیا انہوں نے یزید بن ابی عبید سے انہوں نے سلمہ بن اکوع سے انہوں نے کہا ہم نے حدیبیہ میں درخت رضوان کے تلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر آپ نے فرمایا سلمہ تو بیعت نہیں کرتا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں پہلے ہی بار بیعت کرچکا آپؐ نے

الأَوَّلِ، قَالَ وَفِي الثَّانِي۔

فرمایا دوسری بار بھی سہی ف۔

ف۔ سلمہ بن اکوع بڑے بہادر اور لڑنے والے شخص تھے خصوصاً تیر اندازی اور دوڑ میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے ان سے دوبار بیعت لی۔

بَابُ بَيْعَةِ الأَعْرَابِ۔

باب گنواروں (دیہاتیوں) کا (اسلام اور جہاد پر) بیعت کرنا۔

۱۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الإِسْلَامِ فَأَصَابَهُ وَعْكٌ فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيبُهَا۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے۔ انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے ایک گنوار (نام نامعلوم) نے (مدینہ میں آکر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر اس کو بخار آگیا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آپؐ نے انکار کیا پھر کہنے لگا میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آپؐ نے انکار کیا آخر وہ مدینہ سے نکل کر اپنے جنگل کی طرف چل دیا اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ بھٹی کی طرح ہے پلید چیز (میل کچیل) کو دور کر دیتا ہے اور خالص پاکیزہ کو رکھ لیتا ہے ف۔

ف۔ بیشک آپؐ کا فرمانا صحیح ہے۔ مدینہ طیبہ ایسا ہی شہر ہے بُرے لوگ وہاں ٹھہرنے نہیں پاتے خود بخود نکل کر چل دیتے ہیں مدینہ میں وہی لوگ اقامت کرتے ہیں جو نیک اور صالح ہوتے ہیں اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک۔

بَابُ بَيْعَةِ الصَّغِيرِ۔

باب نابالغ لڑکے کا بیعت کرنا۔

۱۴۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن یزید نے کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے کہا، مجھ سے ابو عقیل زہرہ بن معبد نے۔ انہوں نے

عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ بَايِعْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَغِيرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ وَكَانَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ۔

دادا عبداللہ بن ہشام سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (بچپنے میں) دیکھا تھا۔ اُن کی ماں زینب بنت حمید بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی تھیں انہوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ اس کو بیعت کر لیجئے آپؐ نے فرمایا وہ ابھی کم سن ہے ف۱ آپؐ نے اُن کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی اور عبداللہ بن ہشام کا دستور تھا وہ اپنے سب گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربانی کیا کرتے تھے ف۲۔

ف۱ یہاں سے یہ نکلا کہ نابالغ کی بیعت صحیح نہیں ہے۔ ف۲ یہی سُنت ہے کہ ہر ایک گھر کی طرف سے عید الضحےٰ میں ایک بکری قربانی کی جائے سارے گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری کافی ہے۔ اب یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ بہت سی بکریاں قربانی کرتے ہیں۔ یہ سُنت نبویؐ کے خلاف ہے اور صرف فخر کے لئے لوگوں نے ایسا کرنا اختیار کر لیا ہے جیسے کتاب الاضحیہ میں گذر چکا ہے حافظ نے کہا عبداللہ بن ہشام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا کی برکت سے بہت مدت تک زندہ رہے۔

بَابُ مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ۔

باب بیعت کے بعد اس کا فسخ کرانا۔ (نہیں ہو سکتا)

۱۴۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِينَةِ فَأَتَى الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا۔ کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے محمد بن منکدر سے۔ انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے۔ ایک گنوار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر مدینہ میں اس کو تپ آنے لگی۔ وہ آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسُول اللہ میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آپؐ نے انکار کیا

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيبُهَا۔

پھر دوبارہ آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بیعت فسخ کر دیجئے آپؐ نے انکار کیا آخر (یونہی) مدینہ سے نکل کر چل دیا اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ بھٹی کی طرح ہے پلید میل کچیل کو چھانٹ ڈالتا ہے اور ستھرا خالص مال رکھ لیتا ہے

بَابُ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا۔

باب جو شخص محض دُنیا کمانے کی نیّت سے بیعت کرے اس کی سزا۔

١٤٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ، رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِيقِ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَاهُ إِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيدُ وَفَى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ وَرَجُلٌ يُبَايِعُ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ فَأَخَذَهَا وَلَمْ يُعْطَ بِهَا۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا انہوں نے ابوحمزہ محمد بن میمون سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالےٰ تین آدمیوں سے بات تک نہ کریگا نہ انکو گناہوں سے پاک صاف کریگا بلکہ اُن کو دکھ کی مار پڑیگی۔ ایک تو وہ شخص جس کے پاس رستے میں بے ضرورت پانی ہو (یعنی اُس کی حاجت سے زیادہ) اور وہ مسافر کو نہ دے دوسرے وہ شخص جو محض دنیا کمانے کی غرض سے کسی امام سے بیعت کرے اگر وہ اس کو دنیا کا روپیہ پیسہ دے تب تو بیعت پوری کرے ورنہ پوری نہ کرے۔ تیسرے وہ شخص جو عصر کی نماز کے بعد بازار میں کچھ سامان بیچنے کو نکالے اور اللہ کی جھوٹی قسم کھائے کہ اس مال کا مول مجھ کو اتنا ملتا تھا (لیکن میں نے نہ بیچا) اور اس کی قسم کے اعتبار پر کوئی وہ سامان خریدلے حالانکہ وہ جھوٹا ہو اُس کو اتنا مول نہیں ملتا تھا۔

ف۱ جس کو پانی کی احتیاج ہو معاذ اللہ یہ کیسی سخت دلی اور قساوت قلبی ہے۔ بزرگوں نے تو یہ کیا ہے کہ مرتے وقت بھی خود پانی نہ پیا اور دوسرے بھائی مسلمان کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ جنگ یرموک میں جس میں بہت سے صحابہ شریک تھے ایک صاحب بیان کرتے ہیں میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس جو زخمی ہو کر گرا پڑا تھا پانی لے کر گیا اتنے میں اس کے پاس ایک اور مسلمان زخمی پڑا تھا اس نے پانی مانگا میرے بھائی نے اشارے سے کہا پہلے اس کو پلاؤ جب میں ان کے پلانے کو گیا تو ایک اور زخمی نے پانی مانگا اس نے اشارے سے کہا اس کے پاس لے جاؤ مگر میں جب تک پانی لے کر اس کے پاس پہنچا وہ جاں بحق تسلیم ہوا لوٹ کر آیا تو وہ شخص بھی مر چکا تھا جس کے پلانے کے لئے میرے بھائی نے کہا تھا آگے بڑھا تو دیکھتا ہوں میرا بھائی بھی مر گیا ہے رضی اللہ عنہم۔ جب ادنی مسافر کو پانی نہ دینے کی یہ سزا ہو تو خیال کر لینا چاہیئے کہ جن اشقیاء نے امام حسین علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے فرات ایک ندی کا پانی روک دیا اور ان کو پیاسا شہید کیا ان کو کتنا عذاب ہوگا معاذ اللہ کوئی جانور کے ساتھ بھی ایسی بے دردی نہیں کرتا جو ان اشقیاء بدنہاد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ کی۔ ان مردودوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی خیال نہ آیا کہ آپ ہی کی جوتیوں کی طفیل سے اس درجہ کو پہنچے کہ حکومت اور سرداری ملی ورنہ ننگ دھڑنگ جانوروں کی طرح جنگل میں مارے پھرتے تھے پوچھتا کون تھا۔ ف۲ مسلم کی روایت میں تین آدمی اور ہیں ایک بوڑھا حرام کار دوسرے جھوٹا بادشاہ تیسرے مغرور فقیر۔ ایک روایت میں ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والا۔ دوسرا خیرات کر کے احسان جتانے والا۔ تیسرا جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے والا مذکور ہے۔ ایک روایت میں قسم کھا کر کسی کا مال چھین لینے والا مذکور ہے۔

بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ، رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب عورتوں سے بیعت لینا۔

اس کو ابن عباسؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے (یہ حدیث باب العیدین میں مذکور ہو چکی ہے)

۱۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُولُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے۔ دوسری سند اور لیث بن سعد نے کہا (اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا) مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو ابوادریس (عائذ اللہ) خولانی نے خبر دی انہوں نے عبادہ بن صامت سے سنا وہ کہتے تھے ہم مجلس میں بیٹھے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم

وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسٍ تُبَايِعُونِّي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ۔

سے فرمایا تم مجھ سے ان شرطوں پر بیعت کرتے ہو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے اور چوری نہ کرو گے زنا نہ کرو گے اپنی اولاد کا خون ناحق نہ کرو گے (جیسے شرک کے زمانہ میں بعضے اپنی بیٹیوں کو مار ڈالتے) اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان طوفان نہ جوڑو گے ف۱ اچھی بات میں نافرمانی نہ کرو گے پھر جو کوئی ان شرطوں کو پورا کرے اس کا ثواب اللہ دیگا اور جس سے ان میں سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے (یعنی شرک کے سوا دوسرے گناہوں میں کوئی گناہ) پھر دنیا ہی میں اُسکی سزا مل جائے (حد کھائے) تو وہ سزا اُس کے گناہ کا اتار ہو جائیگی اگر سزا نہ ہو اللہ تعالٰی (دنیا میں) اُس کا گناہ چھپائے رکھے تو (قیامت کے دن) اللہ تعالی کا اختیار ہوگا چاہے تو اس کو عذاب کرے چاہے تو معاف کر دے (عبادہؓ کہتے ہیں) ہم نے انہی شرطوں پر آپ سے ف۲ بیعت کی۔

ف۱ اکثر گناہ ہاتھ اور پاؤں ہی سے صادر ہوتے ہیں اس لئے افترا میں انہی کا بیان کیا بعضوں نے کہا یہ محاورہ ہے جیسے کہتے ہیں۔ بما کسبت ایدیکم اور پاؤں کا ذکر محض تاکید کے لئے ہے بعضوں نے کہا۔ بین ایدیکم وارجلکم سے قلب مراد ہے افترا پہلے قلب سے کیا جاتا ہے آدمی دل میں اس کی نیت کرتا ہے پھر زبان سے نکالتا ہے۔ ف۲ بظاہر اس حدیث کا تعلق ترجمہ باب سے سمجھ میں نہیں آتا مگر امام بخاریؒ کی باریک بینی اللہ اکبر یہ ہے کہ یہ شرطیں سورۂ ممتحنہ میں قرآن شریف میں عورتوں کے باب میں مذکور ہیں۔ یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علی ان لا یشر کن باللہ شیئا اخیر آیت تک تو امام بخاریؒ نے عبادہؓ کی حدیث بیان کرکے اس آیت کی طرف اشارہ کیا جس میں صراحتًہ عورتوں کا ذکر ہے۔ بعضوں نے کہا امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا اس میں صاف یوں مذکور ہے کہ عبادہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ان شرطوں پر بیعت لی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے چوری نہ کریں گے اخیر تک۔

۱۴۹۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ

قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلَامِ بِهَذِهِ الْآيَةِ۔ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا۔ قَالَتْ: وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ إِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا۔

سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت لیتے اسی آیت کے موافق (جو سورۂ ممتحنہ میں ہے) ان لایشرکن باللہ شیئًا اخیر تک۔ حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کسی (غیر) عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا۔ البتہ اُس عورت کو آپؐ نے ہاتھ لگایا جو آپؐ کی بی بی یا لونڈی ہوتی تھی ف۱۔

ف۱ نسائی اور طبری کی روایت میں یوں ہے۔ امیمہ بنت رقیقہ کئی عورتوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی کہنے لگی ہاتھ لائیے ہم آپؐ سے مصافحہ کریں آپؐ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا یحییٰ بن سلام نے اپنی تفسیر میں شعبی سے نکالا کہ عورتیں کپڑا رکھ کر آپؐ کا ہاتھ تھامتیں یعنی بیعت کے وقت۔

۱۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيَّ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ مِنَّا يَدَهَا فَقَالَتْ فُلَانَةُ أَسْعَدَتْنِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَمَا وَفَتِ امْرَأَةٌ إِلَّا أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ أَوِ ابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے ام عطیہ سے انہوں نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو آپؐ نے مجھ کو یا ہم کو سورۂ ممتحنہ کی یہ آیت سنائی ان لایشرکن باللہ شیئًا اخیر تک اور ہم کو میت پر نوحہ کرنے (چلا کر رونے پیٹنے) سے منع فرمایا ایک عورت نے کیا کیا (خود ام عطیہ یا کسی اور عورت نے) بیعت کے وقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا ف۱۔ اور کہنے لگی یا رسول اللہ فلانی عورت (نام نامعلوم) نے میری ایک میت میں میری مدد کی تھی (میرے ساتھ مل کر نوحہ کیا تھا) میں چاہتی ہوں اس کا بدلہ کر دوں (اسکے بعد نوحہ سے توبہ کروں) آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ نہیں فرمایا وہ گئی اور پھر لوٹ کر آئی ف۲۔ ام عطیہ کہتی ہیں پھر یہ شرطیں ام سلیم (انسؓ کی والدہ) اور ام علاء اور ابو سبرہؓ کی بیٹی معاذ کی جورو یا ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ کی جورو کے سوا اور عورتوں نے پوری نہیں کیں ف۳۔

ف۱ اس سے یہ نکلتا ہے کہ عورتیں بھی بیعت کے وقت آپؐ سے ہاتھ ملاتیں۔ کپڑا رکھ کر ہاتھ ملاتی ہونگی بعضوں

نے کہا ہاتھ کھینچنے سے مراد یہ ہے کہ بیعت کی شرطیں قبول کرنے میں اس نے توقف کیا۔ ف۲ نسائی کی روایت میں صاف یوں ہے آپ نے فرمایا جا اس کا بدلہ کر آ۔ وہ گئی اور پھر آئی اور آپ سے بیعت کی شاید یہ نوحہ اس قسم کا نہ ہوگا جو قطعاً حرام ہے یا یہ اجازت خاص طور سے اس عورت کے لئے ہوگی بعضے مالکیہ کا یہ قول ہے کہ نوحہ حرام نہیں ہے مگر نوحہ میں جاہلیت کے افعال حرام ہیں۔ جیسے کپڑے پھاڑنا۔ منہ یا بدن نوچنا۔ خاک اڑانا۔ بعضوں نے کہا اس وقت نوحہ حرام نہیں ہوا تھا۔ قسطلانی نے کہا صحیح یہ ہے کہ پہلے نوحہ جائز تھا پھر مکروہ تنزیہی ہوا پھر مکروہ تحریمی۔ ف۳ یہ راوی کو شک ہے کہ ابو سبرہ کی بیٹی وہی معاذ کی جورو تھی یا معاذ کی جورو اس کے سوا تھی۔ حافظ نے کہا صحیح واو عطف کے ساتھ ہے کیونکہ معاذ کی جورو ام عمرو بنت خلاد تھی۔

بَابُ مَنْ نَكَثَ بَيْعَةً وَقَوْلِهِ تَعَالَى - إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا۔

باب۔ بیعت توڑنا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ فتح میں) فرمایا جو لوگ تجھ سے (اے پیغمبر) بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ خدا سے بیعت کر رہے ہیں اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ پھر جو کوئی بیعت کر کے اپنا اقرار توڑے وہ اپنا آپ نقصان کرے گا اور جو کوئی اس اقرار کو پورا کرے جو اس نے اللہ کے ساتھ باندھا اسکو اللہ تعالیٰ بہت بڑا ثواب دیگا۔

۱۵۱- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ، جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: بَايِعْنِي عَلَى الْإِسْلَامِ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ جَاءَ الْغَدَ مَحْمُومًا فَقَالَ: أَقِلْنِي فَأَبَى، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيبُهَا۔

ہم سے ابونعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سنا وہ کہتے تھے ایک گنوار (نام نامعلوم یا قیس بن ابی حازم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یارسول اللہ اسلام پر مجھ سے بیعت لیجئے آپ نے اس سے بیعت لے لی۔ پھر دوسرے دن بخار میں ہلہلاتا آیا کہنے لگا میری بیعت فسخ کر دیجئے آپ نے انکار کیا (بیعت فسخ نہیں کی) جب وہ پیٹھ موڑ کر چلتا ہوا تو فرمایا مدینہ کیا ہے؟ (لوہار کی) بھٹی ہے پلید اور ناپاک (میل کچیل) کو چھانٹ ڈالتا ہے۔ اور کھرا ستھرا مال رکھ لیتا ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ الْاِسْتِخْلَافِ۔

باب ایک خلیفہ مرتے وقت کسی اور کو خلیفہ کر جائے تو کیسا ہے۔

۱۵۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَارَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرُ لَكِ وَأَدْعُو لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَاثُكْلِيَاهُ، وَاللهِ إِنِّي لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ فَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ۔

ہم سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم کو سلیمان بن بلال نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے کہا میں نے قاسم بن محمد سے سُنا وہ کہتے تھے حضرت عائشہؓ (کے سر میں درد ہوا) کہنے لگیں ہائے سر پھٹا جاتا ہے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایسا ہوا اور میں زندہ رہا تو تیرے لئے بخشش چاہوں گا دعا کروں گا (یعنی اگر تو میرے سامنے مر گئی) حضرت عائشہؓ نے کہا ہائے مصیبت! خدا کی قسم میں سمجھتی ہوں آپؐ میرا مرنا چاہتے ہیں مر جاؤں تو آپؐ اسی دن شام کو دوسری عورت سے شادی کر لیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نہیں میں کہتا ہوں ہائے سر پھٹا جاتا ہے (آپؐ کو وحی سے معلوم ہو گیا تھا کہ میں پہلے مرونگا۔ حضرت عائشہؓ ابھی بہت دنوں تک زندہ رہیں گی) میں نے یہ قصد کیا ابوبکر اور اُنکے بیٹوں کو بلا بھیجوں ابوبکرؓ کو خلیفہ بنا دوں۔ ایسا نہ ہو (میری وفات کے بعد) لوگ کچھ اور کہنے لگیں (کہیں خلافت ہمارا حق ہے) یا آرزو کرنیوالے کچھ اور آرزو کریں (خود خلیفہ بننا چاہیں) پھر میں نے (اپنے دل میں) کہا اللہ تعالیٰ کو خود ابوبکرؓ کے سوا اور کسی کی خلافت منظور نہیں ہے نہ مسلمان اور کسی کو خلیفہ ہونے دینگے (اس لئے پہلے سے خلیفہ بنانا بیکار ہے) ف۔

ف دوسری روایت میں یوں ہے آپؐ نے مرض موت میں فرمایا۔ عائشہؓ اپنے باپ اور بھائی کو بلا لے تاکہ میں اُن کے لئے لکھ دوں یعنی ابوبکرؓ کی خلافت لکھ جاؤں۔ اس کے اخیر میں بھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور مسلمان لوگ ابوبکرؓ کے سوا اور کسی کی خلافت نہیں مانیں گے۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکرؓ کی خلافت ارادۂ الٰہی اور مرضی نبویؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موافق تھی اور جو لوگ ایسے پاک نفس خلیفہ کو غاصب اور ظالم جانتے ہیں وہ خود ناپاک اور پلید ہیں

۱۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قِيلَ لِعُمَرَ أَلَا تَسْتَخْلِفُ قَالَ: إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَبُو بَكْرٍ وَإِنْ أَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ رَاغِبٌ رَاهِبٌ وَدِدْتُ أَنِّي نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِي وَلَا عَلَيَّ لَا أَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَمَيِّتًا۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ہشام بن عروہؓ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو ان سے کہا گیا آپ کسی کو خلیفہ نہیں کر جاتے انہوں نے کہا اگر میں کسی کو خلیفہ کر جاؤں (تو یہ بھی ممکن ہے) اُنھوں شخص مجھ سے بہتر تھے یعنی ابوبکرؓ وہ خلیفہ کر گئے تھے اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ کروں (مسلمانوں کی رائے پر چھوڑ دوں) تو یہ بھی ہو سکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ نہیں بنا گئے جو مجھ سے بہتر تھے وا پھر لوگوں نے انکی تعریف شروع کی انہوں نے کہا بات یہ ہے کوئی تو دل سے میری تعریف کرتا ہے کوئی مجھ سے ڈر کر و۲ اور میں تو یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ خلافت کے مقدمہ میں برابر چھوٹ جاؤں۔ نہ مجھ کو ثواب ملے نہ عذاب ہو میں نے خلافت کا بوجھ اپنی زندگی بھر اٹھایا اب مرنے پر میں یہ بوجھ اپنی گردن پر نہیں اٹھاتا و۳۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

و۱ سبحان اللہ حضرت عمرؓ کی احتیاط انہوں نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کسی کو خلیفہ نہیں کیا۔ مسلمانوں کی رائے پر چھوڑا۔ اور ابوبکر صدیقؓ خلیفہ کر گئے تو وہ ایسے رستے چلے جس میں دونوں کی پیروی ہو جاتی ہے یعنی کچھ مشورہ پر چھوڑا کچھ مقرر کر دیا انہوں نے چھ آدمیوں کو جو اس وقت افضل اور اعلیٰ تھے معین کیا۔ پھر ان چھ میں سے کسی کی تعیین مسلمانوں کی رائے پر چھوڑ دی گویا دونوں سنتوں پر عمل کیا دوسرے تقویٰ شعاری دیکھئے کہ عشرہ مبشرہ میں سے سعید بن زید بھی زندہ تھے۔ مگر ان کا نام تک نہ لیا اس خیال سے کہ وہ حضرت عمرؓ سے کچھ رشتہ رکھتے تھے ہائے حضرت عمرؓ کی طرح مسلمانوں میں کون بے نفس اور عادل اور منصف پیدا ہوا ہے ان کا ایک ایک کام ایسا ہے جو ان کی فضیلت پہچاننے کے لئے کافی ہے اور افسوس ہے ان عقل کے اندھوں پر جو ایسے فرد فرید کو جس کا نظیر اسلام میں نہیں ہوا برا جانتے ہیں۔ و۲ یا کوئی شخص خلافت کو رغبت کے ساتھ چاہتا ہے کوئی اس سے ڈرتا ہے کیوں کہ خلافت بڑے مواخذہ کا کام ہے۔ و۳ اس لئے میں کسی معین شخص کو خلیفہ نہیں کرتا۔

۱۵۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی انہوں نے معمر بن راشد سے

الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الآخِرَةَ حِينَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَلِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمٍ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ وَأَبُو بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ: كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَعِيشَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَدْبُرَنَا يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَكُونَ آخِرَهُمْ فَإِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نُورًا تَهْتَدُونَ بِهِ هَدَى اللهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَانِيَ اثْنَيْنِ فَإِنَّهُ أَوْلَى الْمُسْلِمِينَ بِأُمُورِكُمْ فَقُومُوا فَبَايِعُوهُ وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوهُ قَبْلَ ذَلِكَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ لِأَبِي بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ اصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً۔

انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو حضرت انس رضؓ بن مالک نے خبر دی۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کا دوسرا خطبہ سُنا جب وہ منبر پر بیٹھے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے دن انہوں نے سنایا (پہلے خطبہ میں تو انہوں نے کہا تھا کہ آنحضرتؐ کی وفات نہیں ہوئی جو کوئی ایسا کہے گا میں اس کی گردن اڑا دوں گا) انہوں نے تشہد پڑھا ابوبکر صدیقؓ خاموش بیٹھے رہے کوئی بات نہیں کی۔ پھر حضرت عمرؓ کہنے لگے مجھ کو تو یہ امید تھی کہ آنحضرتؐ اسوقت تک زندہ رہیں گے کہ ہم سب دنیا سے اٹھ جائیں گے آپؐ ہم سب کے بعد وفات فرمائیں گے خیر اب جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو اللہ تعالیٰ نے تم میں ایک نور باقی رکھا ہے (یعنی قرآن) جس کی وجہ سے تم راہ پاتے رہوگے اسی نور سے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی راہ بتلائی اور دیکھو (مسلمانو) ابوبکر صدیقؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص رفیق ہیں ثانی اثنین اذ ہما فی الغار (یعنی غار ثور میں دوسرے شخص جو آنحضرتؐ کے ساتھ تھے) تمام مسلمانوں میں انکو خلافت کا زیادہ حق ہے اُٹھو ان سے بیعت کرو حضرت عمرؓ نے یہ خطبہ اسوقت سُنایا جب مسلمانوں کا ایک گروہ پہلے ہی بنی ساعدہ کے منڈوے میں ابوبکرؓ سے بیعت کر چکا تھا (لیکن وہ خاص بیعت تھی) یہ عام بیعت ہوئی منبر پر (وفات کے دوسرے روز) اسی سند سے زہری نے انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ اس روز ابوبکر صدیقؓ سے برابر یہی کہتے رہے اٹھو منبر پر چڑھو (آخر وہ چڑھے) اور لوگوں نے عام طور سے اُن سے بیعت کی ول۔

ول باب کی مناسبت اس سے نکلی کہ حضرت عمرؓ نے ابوبکر صدیقؓ کی نسبت فرمایا وہ تم سب میں خلافت کے زیادہ مستحق

اور زیادہ لائق ہیں شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت حضرت عمرؓ ہی کے زور اور اصرار سے ہوئی ورنہ ابوبکر صدیقؓ بالکل درویش صفت اور منکسر المزاج اور خلافت سے متنفر تھے۔ ہم کہتے ہیں اگر ایسا ہی ہو جب بھی کیا قباحت ہے حضرت عمرؓ نے اپنے نزدیک جس کو خلافت کے لائق سمجھا اس کے لئے زور دیا اور حق پسند لوگوں کا یہی قاعدہ ہوتا ہے اگر حضرت عمرؓ کی یہ رائے غلط ہوتی تو دوسرے صدہا ہزارہا صحابہؓ جو وہاں موجود تھے وہ کیوں اتفاق کرتے غرض باجماع صحابہؓ ابوبکر صدیقؓ خلافت کے اہل اور قابل ٹھہرے۔

١٥٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تُرِيدُ الْمَوْتَ قَالَ: إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن جبیر بن مطعم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے کہا ایک عورت (نام معلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور آپؐ سے ایک امر میں کچھ عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا پھر آئیو اس نے کہا یا رسول اللہ اگر میں پھر آؤں اور آپؐ کو نہ پاؤں (یعنی آپؐ کی وفات ہو گئی ہو تو کیا کروں) آپؐ نے فرمایا اگر مجھ کو نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آئیو ف۱۔

ف۱ یہ حدیث صاف دلیل ہے اس بات کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ آپؐ کے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے دوسری روایت میں جس کو طبرانی اور اسمٰعیلی نے نکالا یوں ہے کہ آنحضرتؐ سے ایک گنوار نے بیعت کی پوچھا اگر آپؐ کی وفات ہو جائے تو کس کے پاس آؤں آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ کے پاس۔ پوچھا اگر وہ بھی گذر جائیں فرمایا عمرؓ کے پاس۔

١٥٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي قَيْسُ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ لِوَفْدِ بُزَاخَةَ تَتَّبِعُونَ أَذْنَابَ الْإِبِلِ حَتَّى يُرِيَ اللهُ خَلِيفَةَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے کہا مجھ سے قیس بن مسلم نے بیان کیا انہوں نے طارق بن شہاب سے۔ انہوں نے ابوبکر صدیقؓ سے۔ انہوں نے بزاخہ قبیلہ کے پیغام لانے والوں سے کہا تم (جنگل میں) اونٹ چراتے رہو جب تک اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے خلیفہ اور

سَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِينَ أَمْرًا يَعْذِرُونَكُمْ بِهِ۔

دوسرے مہاجرین کو کوئی ایسا امر بتلائے جس کی وجہ سے وہ تمہارا قصور معاف کریں ف ۔

ف یہ بزاخہ والے بہت سے لوگ تھے۔ طے اور اسد اور غطفان قبیلوں کے۔ انہوں نے کیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے اور طلیحہ بن خویلد اسدی پر ایمان لائے جس نے آنحضرتؐ کے بعد پیغمبری کا جھوٹا دعوے کیا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جب مسیلمہ کے قتل و قمع سے فارغ ہوئے تو ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے آخر ان پر غالب آئے انہوں نے عاجز ہو کر توبہ کی اور اپنی طرف سے چند لوگوں کو معافی قصور کے لئے ابوبکر صدیقؓ کے پاس بھجوایا ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا یا تو جنگ اختیار کرو مال اسباب گھر بار اہل وعیال سے ہاتھ دھوؤ یا ذلت کی صلح اختیار کرو۔ انہوں نے پوچھا ذلت کی صلح کیا ہے ابوبکرؓ نے فرمایا ہتھیار اور سامان جنگ ہم سب تم سے لے لیں گے اور جو لوٹ کا مال ہاتھ آیا ہے وہ مسلمانوں پر تقسیم ہو جائے گا۔ جو لوگ ہم میں سے مارے گئے ان کی دیت دو تم میں سے جو لوگ مارے گئے ان کو داخل جہنم سمجھو۔ اور تم غریب رعیت کی طرح جنگل میں اونٹ چراتے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالے اپنے پیغمبر کے خلیفہ اور مہاجرین کو وہ بات بتلائے جس سے وہ تمہارا قصور معاف کریں۔

بَابٌ

١٥٧ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَكُونُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ أَسْمَعْهَا فَقَالَ أَبِي إِنَّهُ قَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ۔

باب

مجھ سے محمد بن مثنی نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے کہا میں نے جابر بن سمرہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے (میری امت میں) بارہ امیر (سردار) ہوں گے اس کے بعد ایک کلمہ فرمایا جس کو میں نے نہیں سنا میرے باپ سمرہ نے مجھ سے کہا آپؐ نے یہ فرمایا کہ یہ سب قریش میں سے ہوں گے ف ۔

ف دوسری روایت میں یوں ہے یہ دین برابر عزت سے رہے گا بارہ خلیفوں کے زمانہ تک ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے یہ دین برابر قائم رہے گا۔ یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفہ ہوں گے اور سب پر امت اتفاق کرے گی۔ یہ بارہ خلیفے آنحضرتؐ کی امت میں گذر چکے ہیں حضرت صدیقؓ سے لیکر عمر بن عبدالعزیز تک چودہ شخص حاکم ہوئے ہیں ان میں سے دو کا زمانہ بہت قلیل رہا ایک معاویہ بن یزید دوسرے مروان کا۔ ان کو نکال ڈالو تو وہی بارہ خلیفے ہوتے ہیں جنہوں نے

بہت زور شور کے ساتھ خلافت کی۔ عمر بن عبدالعزیز کے بعد پھر زمانہ کا رنگ بدل گیا۔ اور امام حسن علیہ السلام اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم پر گو سب لوگ جمع نہیں ہوئے تھے مگر اکثر لوگ تو جمع ہو گئے پہلے۔ اس لئے ان دونوں صاحبوں کی بھی خلافت حق اور صحیح ہے امامیہ نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ بارہ امام مراد ہیں یعنی حضرت علیؓ سے لے کر امام محمد بن حسن مہدی تک۔ مگر اس میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ امام حسنؑ کے بعد پھر کسی امام پر لوگ جمع نہیں ہوئے نہ ان کو شوکت اور حکومت حاصل ہوئی بلکہ اکثر جان کے ڈر سے چھپے رہے تو یہ لوگ اس حدیث سے کیسے مراد ہو سکتے ہیں واللہ اعلم۔

بَابُ إِخْرَاجِ الْخُصُومِ وَأَهْلِ الرِّيَبِ مِنَ الْبُيُوتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ

وَقَدْ أَخْرَجَ عُمَرُ أُخْتَ أَبِي بَكْرٍ حِينَ نَاحَتْ۔

باب۔ جھگڑا اور فسق اور فجور کرنیوالوں کو جب ان کی پہچان ہو جائے گھروں سے نکلوا دینا۔

اور حضرت عمرؓ نے ابوبکر صدیقؓ کی بہن (ام فروہ) کو گھر سے نکلوا دیا جب انہوں ولے نے نوحہ وٹ کیا۔

ولے اپنے بھائی ابوبکر صدیقؓ پر۔ وٹ اس کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں وصل کیا۔

۱۵۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ يُحْتَطَبُ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ يُونُسُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَبُو

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے یہ قصد کیا کہ لکڑیاں اکھٹا کرنے کا حکم دوں پھر نماز کی اذان دینے کا اذان ہونے کے بعد میں ایک شخص سے کہوں وہ نماز پڑھاتے اور میں پیچھے سے ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں (جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے) ان کے گھر جلا دوں ولے قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ان لوگوں میں سے (جو جماعت میں نہیں آتے) کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کو گوشت کی ایک موٹی ہڈی یا بکری کے دو اچھے کھر ملیں گے تو عشاء کی جماعت میں (حالانکہ وہ رات کو ہوتی ہے) ضرور شریک ہوں محمد بن یوسف فربری نے

عَبْدِ اللّٰهِ مِرْمَاةٌ مَا بَيْنَ ظِلْفِ الشَّاةِ مِنَ اللَّحْمِ مِثْلُ مِنْسَاةٍ وَ مِيضَاةٍ الْمِيمُ مَخْفُوضَةٌ

کہا یونس نے کہا محمد بن سلیمان نے کہا امام بخاری نے کہا مرماۃ وہ گوشت ہے جو بکری کے کھروں میں ہوتا ہے بروزن منساۃ اور میضاۃ بکسرۂ میم۔

ف امام ابن قیم نے اس حدیث سے اور دُوسری حدیثوں سے یہ دلیل لی ہے کہ ہماری شریعت میں تعزیر بالمال ہے اور حنفیہ نے اس کو جائز نہیں رکھا۔

بَابٌ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَمْنَعَ الْمُجْرِمِينَ وَأَهْلَ الْمَعْصِيَةِ مِنَ الْكَلَامِ مَعَهُ وَالزِّيَارَةِ وَنَحْوِهِ۔

باب کیا امام کو یہ دُرست ہے کہ جو لوگ مجرم اور گنہ گار ہوں ان سے بات کرنیکی اور مُلاقات کرنیکی لوگوں کو ممانعت کرے

١٥٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَذَكَرَ حَدِيثَهُ وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَبِثْنَا عَلَى ذٰلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً وَآذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا۔

مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ ابن کعب بن مالکؓ سے انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن کعب سے جو کعب کو اندھے ہو جانے کے بعد لے کر چلا کرتے۔ انہوں نے کہا میں نے کعب سے وہ قصہ سُنا جب وہ غزوۂ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ کر پیچھے رہ گئے تھے۔ (یہ قصہ اوپر تفصیل سے گذر چکا ہے) کعب نے سارا قصہ بیان کیا اور یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو منع کر دیا ہم سے کوئی بات تک نہ کرے۔ ہم نے پچاس راتیں اسی حال میں کاٹیں پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ یہ خبر سُنائی کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارا قصور مُعاف کر دیا ف۔

ف معلوم ہوا بوجہ شرعی مسلمان سے تین دن سے زیادہ ترک ملاقات کر سکتے ہیں بلاوجہ شرعی تین دن سے زیادہ منع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان رحم والا ہے

كتاب التَّمَنِّي

کتاب آرزوؤں کے بیان میں

وا جس کو عربی میں تمنے کہتے ہیں یعنی آدمی کا یوں کہنا کاش ایسا ہوتا۔ تمنے اور ترجی میں یہ فرق ہے کہ تمنی اس بات میں بھی ہوتی ہے جو محال ہو جیسے کہیں کاش جوانی پھر آجاتی اور ترجی ہمیشہ انہی باتوں میں ہوتی ہے جو ممکن ہوں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَنِّي وَمَنْ تَمَنَّى الشَّهَادَةَ۔

باب شہادت کی آرزو کرنا

۱۶۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا يَكْرَهُونَ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ مَا تَخَلَّفْتُ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ اور سعید بن مسیب سے کہ ابوہریرہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بعض لوگوں کو میرا ساتھ چھوڑ کر (جہاد سے) پیچھے رہ جانا ناگوار گزرتا ہے وا اور میں ان کو سواریاں نہیں دے سکتا تو فوج کی میں ہر ٹکڑی کے ساتھ نکلتا وا اور مجھ کو تو یہ آرزو ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں وس

وا اور ان لوگوں کو اتنا مقدور نہیں کہ ہر لڑائی میں میرے ساتھ جائیں اتنی سواریاں اور سامان کہاں سے آئے گا۔ وا ہر لڑائی میں شریک ہوتا۔ وس اخیر ختم شہادت پر کیا کیونکہ مقصود وہی تھی گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتلا دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہر جنگ میں آپ کی جان کی حفاظت کریگا جیسے فرمایا واللہ یعصمک من الناس لیکن یہ آرزو محض شہادت کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے آپ نے کی گو وہ حاصل ہونے والی بات آپ کے لئے نہیں تھی۔

۱۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَدِدْتُ أَنِّي لَأُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُهُنَّ ثَلَاثًا أَشْهَدُ بِاللّٰهِ-

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا۔ کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے یہ آرزو ہے میں اللہ کی راہ میں لڑوں مارا جاؤں پھر جِلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جِلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جِلایا جاؤں راوی نے کہا میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ ابوہریرہؓ یہ کلمہ تین بار کہتے تھے ف۱۔

ف۱ جیسے اس روایت میں ہے اگلی روایت میں چار بار ہے۔

بَابُ تَمَنِّي الْخَيْرِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كَانَ لِي أُحُدٌ ذَهَبًا-

باب نیک کام جیسے خیرات وغیرہ کی آرزو کرنا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا۔

۱۶۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ كَانَ عِنْدِي أُحُدٌ ذَهَبًا لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا يَأْتِيَ عَلَيَّ ثَلَاثٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ لَيْسَ شَيْءٌ أُرْصِدُهُ فِي دَيْنٍ عَلَيَّ أَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهُ-

ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے انہوں نے معمر سے انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا آپؐ نے فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ برابر سونا ہو تو میری آرزو یہ ہے کہ میں تین دن نہ گذرنے دوں سب خرچ کر ڈالوں ایک اشرفی بھی جس کو کوئی لینا قبول کرے نہ رکھ چھوڑوں (بلکہ دے ڈالوں) البتہ کسی کا قرض مجھ پر آتا ہو اس کے ادا کرنے کے لئے رکھ چھوڑوں تو یہ اور بات ہے ف۱۔

ف۱ بس اصل درویشی یہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی کہ کل کے لئے کچھ نہ چھوڑے جو رُوپیہ آیا

مال متاع آتے وہ غرباء اور مستحقین کو فوراً تقسیم کر دیے اگر کوئی شخص خزانہ اپنے لئے جمع کرے اور تین دن سے زیادہ روپیہ پیسہ اپنے پاس رکھ چھوڑے تو اس کو درویش نہ کہیں گے بلکہ دنیا دار کہیں گے ایک بزرگ کے پاس روپیہ آیا انہوں نے پہلے چالیسواں حصہ اس میں سے زکوٰۃ کا نکالا پھر باقی ۳۹ حصے بھی تقسیم کر دیئے اور کہنے لگے میں نے زکوٰۃ کا ثواب حاصل کرنے کے لئے چالیسواں حصہ نکالا اگر سب ایک بارگی خیرات کر دیتا تو اس فرض کے ثواب سے محروم رہتا۔
حیدرآباد میں بہت سے مشائخ اور درویش ایسے نظر آتے ہیں کہ دنیا دار ان سے بمراتب بہتر ہیں افسوس ان کو اپنے تئیں درویش کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ وہ تو ساہوکاروں کی طرح مال و دولت اکٹھا کرتے ہیں ان کو مہاجن یا ساہوکار کا لقب دینا چاہیئے نہ شاہ اور فقیر کا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوِاسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا۔ اگر مجھ کو پہلے سے وہ معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا

۱۶۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوِاسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ وَلَحَلَلْتُ مَعَ النَّاسِ حِينَ حَلُّوا۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع میں) فرمایا اگر مجھ کو اپنا حال پہلے سے معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور (عمرہ کرکے) دوسرے لوگوں کی طرح جب انہوں نے احرام کھولا میں بھی احرام کھول ڈالتا۔

۱۶۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبَّيْنَا بِالْحَجِّ وَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِأَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَطُوفَ

ہم سے حسن بن عمر جرمی نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع بصری نے انہوں نے حبیب بن ابی قریبہ سے۔ انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا ہم (حجۃ الوداع میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم لوگوں نے حج کی نیت سے لبیک کہی اور مکہ میں ذی حجہ کی چوتھی تاریخ کو پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ حکم دیا کہ بیت اللہ

بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَنْ
تَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَلْنَحِلَّ إِلَّا مَنْ
كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ وَلَمْ يَكُنْ مَعَ
أَحَدٍ مِنَّا هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَجَاءَ عَلِيٌّ
مِنَ الْيَمَنِ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ:
أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: نَنْطَلِقُ
إِلَى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ، قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنِّي لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا
اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ
مَعِي الْهَدْيَ لَحَلَلْتُ قَالَ وَلَقِيَهُ
سُرَاقَةُ وَهُوَ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ
فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَنَا هَذِهِ خَاصَّةً
قَالَ: لَا، بَلْ لِأَبَدٍ قَالَ وَكَانَتْ
عَائِشَةُ قَدِمَتْ مَكَّةَ وَهِيَ حَائِضٌ
فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ تَنْسُكَ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا
لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَلَا تُصَلِّي حَتَّى تَطْهُرَ
فَلَمَّا نَزَلُوا الْبَطْحَاءَ قَالَتْ عَائِشَةُ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنْطَلِقُونَ بِحَجَّةٍ
وَعُمْرَةٍ وَأَنْطَلِقُ بِحَجَّةٍ؟ قَالَ:
ثُمَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ
الصِّدِّيقِ أَنْ يَنْطَلِقَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ
فَاعْتَمَرَتْ عُمْرَةً فِي ذِي الْحَجَّةِ

کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے ہم اپنے حج کو (جس کی نیت باندھ چکے تھے) عمرہ کر ڈالیں اور احرام کھول دیں البتہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ احرام نہ کھولے (جب تک حج سے فارغ نہ ہو) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور طلحہ کے سوا ہم میں سے کسی کے ساتھ قربانی کا جانور نہ تھا اتنے میں حضرت علیؓ بھی یمن سے تشریف لائے ان کے ساتھ قربانی کے جانور تھے وہ کہنے لگے میں نے تو احرام باندھتے وقت وہی نیت کی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ خیر جب آنحضرتؐ نے صحابہؓ کو یہ حکم دیا تو وہ کہنے لگے کیا ہم منا کو ایسی حالت میں جائیں کہ ہمارے ذکر سے منی ٹپک رہی ہو (یعنی جماع پر کچھ دن نہ گذرے ہوں) یہ سن کر آپؐ نے فرمایا اگر مجھ کو وہ بات معلوم ہوتی جو اب معلوم ہوئی تو میں بھی اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہ لاتا اگر قربانی کے جانور میرے ساتھ نہ ہوتے تو میں بھی (تمہاری طرح) احرام کھول ڈالتا اور سراقہ بن مالک بن جعشم (اسی حجۃ الوداع میں) آپؐ سے اس وقت ملے جب آپ بڑے شیطان کو کنکریاں مار رہے تھے انہوں نے پوچھا یارسول اللہ (یہ حج کو عمرہ کر ڈالنا) خاص ہم لوگوں کے لئے ہے آپؐ نے فرمایا نہیں ہمیشہ کیلئے یہی حکم ہے جابر نے کہا اور حضرت عائشہؓ جب مکہ میں پہنچیں تو انکو حیض آ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم دیا کہ حج کے سب کام (دوسرے حاجیوں کی طرح) کرتی جائیں صرف بیت اللہ کا طواف نہ کریں نماز نہ پڑھیں جب تک پاک نہ ہو لیں خیر جب لوگ حج سے فارغ ہو کر محصب میں اترے (مدینہ جانے لگے) تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ لوگ تو ایک حج ایک عمرے کا ثواب لیکر گھر لوٹتے ہیں اور میرا تو فقط حج ہی ہوا آپؐ نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے کہا تم ان کو لے کر تنعیم میں (عمرہ کرالاؤ) انہوں

بَعْدَ أَيَّامِ الْحَجِّ.

نے علین ذی حجہ میں حج کے بعد عمرہ کیا ف۳۔

ف۱ کہ عمرہ کرکے احرام کھول ڈالو عورتوں سے صحبت کرو۔ ف۲ حج تو بالکل قریب آلگا ہے۔ ف۳ اس حدیث کی پوری بحث کتاب الحج میں گذرچکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْتَ كَذَا وَكَذَا.

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں فرمانا کاش ایسا ہوتا۔

۱۶۵- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ أَرِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ: لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ قَالَ مَنْ هٰذَا قِيلَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ أَحْرُسُكَ فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَمِعْنَا غَطِيطَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ بِلَالٌ.

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ

فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا میں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے سُنا انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ کہتی تھیں ایسا ہوا ایک رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی (آپ کی نیند اچاٹ ہوگئی) آپ نے فرمایا کاش میرے اصحاب میں سے کوئی نیک بخت شخص اس رات کو میری نگہبانی کرے (چوکی پہرہ دے) اتنے میں ہم نے ہتھیار کی کھڑکھڑاہٹ سنی آپ نے پوچھا کون ہے جواب ملا سعد بن ابی وقاص آپ کا چوکی پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہے یہ سنتے ہی آپ بے فکر ہو کر سوگئے میں نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی ف۱ امام بخاری نے کہا حضرت عائشہؓ کہتی ہیں بلال (جب نئے نئے مدینے میں آئے اور بخار سے حیران ہوگئے تو یہ شعر پڑھتے تھے:) ؎

کاش میں مکہ کی پاؤں ایک رات
گرد میرے ہوں جلیل و اذخر نبات

میں نے یہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا ف۲۔

ف۱ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب آپ شروع شروع میں مدینہ میں تشریف لائے دشمنوں کا ہجوم تھا۔

آپ کی دعا سعد کے حق میں قبول ہوئی۔ ف۲ کہ بلالؓ یہ شعر پڑھتے ہیں ان کے کلام میں کاش کا لفظ تھا تو باب کا مطلب ثابت ہوا۔ یہ حدیث کتاب الہجرۃ میں موصولاً گذر چکی ہے۔

بَابُ تَمَنِّي الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ۔

باب قرآن اور علم کی آرزو کرنا

۱۶۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسُدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَقُولُ: لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هٰذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا يُنْفِقُهُ فِي حَقِّهِ فَيَقُولُ: لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی پر رشک کرنا اچھا نہیں مگر دو شخصوں پر ایک تو اس پر جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن یاد کرا دیا ہے وہ رات اور دن کے وقتوں میں اس کو پڑھتا رہتا ہے اس پر کوئی شخص رشک کرکے یوں کہہ سکتا ہے کاش مجھ کو بھی یہ نعمت ملتی تو میں بھی اس کی طرح کیا کرتا۔ دوسرے اس شخص پر جس کو اللہ تعالیٰ نے (حلال) مال دیا ہے وہ اس کو نیک کاموں میں جن میں خرچ کرنا چاہیئے خرچ کرتا ہے اس پر کوئی شخص یوں رشک کر سکتا ہے اگر مجھ کو بھی اس طرح دولت ملتی تو میں بھی ویسا ہی کرتا جیسے وہ کر رہا ہے۔

۱۶۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بِهٰذَا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر نے پھر یہی حدیث بیان کی۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّي، وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى۔ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ

باب جو آرزو کرنا منع ہے

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا ہے ہے اللہ نے جو تم میں سے کسی کو دوسرے سے زیادہ (مال) دیا ہے تو اسکی ہوس نہ کرو مرد اپنی کمائی کا ثواب پائیں گے عورتیں اپنی کمائی کا اور اللہ سے اس کا فضل مانگو (لوگوں کو دیکھ کر ہوس کرنا کیا ضرور ہے) بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے (ہر ایک کی

عَلِيمًا۔

حالت سے واقف ہے اس نے جتنا جس کو دیا ہے اسی میں کچھ حکمت ہے۔

۱۶۸- حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُ۔

ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالاحوص سلام بن سلیم نے انہوں نے عاصم بن سلیمان سے انہوں نے نضر بن انسؓ سے کہ انس بن مالک نے کہا اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ موت کی آرزو نہ کرو۔ تو میں موت کی آرزو کرتا ف ۱۔

ف ۱ حضرت انسؓ کی عمر بہت طویل ہوئی تھی انہوں نے طرح طرح کے فتنے اور فساد مسلمانوں میں دیکھے مثلاً حضرت عثمانؓ کی شہادت، امام حسین علیہ السلام کی شہادت، خارجیوں کا زور ظلم اس وجہ سے موت کو پسند کرنے لگے۔ قسطلانی نے کہا اگر آدمی کو دین کی خرابی اور فتنے میں پڑنے کا ڈر ہو تب تو موت کی آرزو کرنا بلا کراہت جائز ہے میں کہتا ہوں ایک حدیث میں ہے۔ اذا اردت بعبادک فتنۃ فاقبضنی الیک غیر مفتون۔ دوسری حدیث میں ہے ایسے وقت میں یوں دعا کرنا بہتر ہے۔ اللھم احینی ما کانت الحیوۃ خیر الی وتوفنی اذا کانت الوفا خیر الی۔

۱۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ أَتَيْنَا خَبَّابَ بْنَ الْأَرَتِّ نَعُودُهُ وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعًا فَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے کہا ہم لوگ خباب بن ارت صحابی کی بیمار پرسی کو گئے انہوں نے سات جگہ داغ لگایا تھا کہنے لگے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا۔

۱۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوعبید (سعد بن عبید) سے جو غلام تھے عبدالرحمٰن بن ازہر کے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ يَزْدَادُ وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ يَسْتَعْتِبُ۔

نے فرمایا کوئی تم میں سے موت کی آرزو نہ کرے۔ کیونکہ اگر وہ نیک شخص ہے (زندہ ہے) تو اور نیکیاں کرے گا اور اگر گنہگار (بُرا) شخص ہے جب بھی (زندہ رہے تو) شاید توبہ کرے۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَوْلَا اللَّهُ مَا اهْتَدَيْنَا۔

باب آدمی کا یُوں کہنا دُرست ہے اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم کو ہدایت نہ ہوتی۔

۱۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ يَقُولُ:- لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ٭ نَحْنُ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا ٭ فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا ٭ إِنَّ الْأُلَى وَرُبَّمَا قَالَ:- الْمَلَا قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا ٭ إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا أَبَيْنَا يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا مجھ کو والد (عثمان بن جبلہ) نے خبر دی۔ انہوں نے شعبہ سے روایت کی کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا۔ انہوں نے براء بن عازب سے انہوں نے کہا خندق کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی (بہ نفس نفیس) ہم لوگوں کے ساتھ مٹی ڈھو رہے تھے میں نے دیکھا آپ کے مبارک پیٹ کی سفیدی کو مٹی نے ڈھانپ لیا تھا آپ یہ شعریں پڑھ رہے تھے ؎ اے خدا اگر تو نہ ہوتا ف۱ تو کہاں ملتی نجات ٭ کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰۃ ٭ اب اتار ہم پر تسلی اے شہِ عالی صفات ف۲ ٭ بے سبب ہم پر یہ دشمن ظلم سے چڑھ آئے ہیں ٭ جب وہ فتنہ چاہیں تو سنتے نہیں ہم انکی بات، آپ بلند آواز سے یہ شعریں پڑھتے۔

ف۱ یعنی تو ہدایت نہ کرتا۔ ف۲ اس کا مصرع ثانی اس روایت میں متروک ہے۔ بارہویں پارے میں گذر چکا ہے۔ پاؤں جمادے لڑائی میں تو دے ہم کو ثبات۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّمَنِّي لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَرَوَاهُ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی آرزو کرنا منع ہے

اس کو اعرج نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے (یہ روایت کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے)

۱۷۲- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے کہا۔ ہم سے ابواسحاق نے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے۔ انہوں نے سالم ابوالنضر سے جو عمر بن عبیداللہ کے غلام تھے اور ان کے منشی بھی تھے انہوں نے کہا عبداللہ بن ابی اوفی (صحابیؓ) نے عمر بن عبیداللہ کو ایک خط لکھا تھا میں نے اس کو پڑھا اس میں یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی آرزو نہ کرو (اگر ہو جائے تو صبر کرو) اور اللہ سے امن و سلامتی (ہر بلا سے بچانے) کی دعا کرتے رہو۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ اللَّوِّ وَقَوْلِهِ تَعَالَى۔ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً۔

باب اگر مگر کہنا کہاں پر درست ہے

ف امام بخاریؒ نے یہ باب لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ مسلم نے جو ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ اگر مگر کہنا شیطان کا کام کھولتا ہے۔ اور نسائی نے جو روایت کی جب تجھ پر کوئی بلا آئے تو یوں نہ کہہ اگر میں ایسا کرتا۔ اگر یوں ہوتا۔ بلکہ یوں کہہ اللہ کی تقدیر میں یوہی تھا اس نے جو چاہا وہ کیا تو ان روایتوں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر مگر کہنا مطلقاً منع ہے اگر ایسا ہوتا تو اللہ اور رسول کے کلام میں اگر کا لفظ کیوں آتا بلکہ ان روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ اپنی تدبیر پر نازاں ہو کر اور اللہ کی مشیت سے غافل ہو کر اگر مگر کہنا منع ہے۔

۱۷۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ أَهِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے قاسم بن محمد سے۔ انہوں نے کہا ابن عباسؓ نے لعان کرنے والوں کا قصہ بیان کیا تو عبداللہ بن شداد نے پوچھا کیا یہ وہی عورت تھی جس کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا تھا اگر میں کسی کو

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً مِنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ۔

بن گواہوں کے سنگسار کرتا تو اس عورت کو کرتا انہوں نے کہا نہیں یہ دُوسری عورت تھی جس کی بدکاری کھل گئی تھی (مگر قاعدے سے ثبوت نہ تھا)۔

١٧٤- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ: أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ فَخَرَجَ عُمَرُ فَقَالَ: الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ يَقُولُ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي أَوْ عَلَى النَّاسِ وَقَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالصَّلَاةِ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الصَّلَاةَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ فَخَرَجَ وَهُوَ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ يَقُولُ إِنَّهُ لَلْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي وَقَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا عَطَاءٌ لَيْسَ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ: رَأْسُهُ يَقْطُرُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ وَقَالَ عَمْرٌو لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ عمرو بن دینار نے کہا ہم سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا ایک رات ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں دیر کی آخر حضرت عمرؓ نکلے اور کہنے لگے یارسول اللہ نماز پڑھیئے عورتیں اور بچے تو سونے لگے اس وقت آپؐ (حجرے سے) برآمد ہوئے آپؐ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا (غسل کر کے باہر تشریف لائے) فرمانے لگے اگر میری امت پر یا یوں فرمایا لوگوں پر دشوار نہ ہوتا تو میں اس وقت (اتنی رات گئے) اُن کو یہ نماز پڑھنے کا حکم دیتا۔ اور ابن جریج نے (اسی سند سے سفیان سے انہوں نے ابن جریج سے) عطاء سے روایت کی انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلعم نے اس نماز (یعنی عشاء کی نماز) میں دیر کی حضرت عمرؓ آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ عورتیں بچے تو سو گئے۔ یہ سن کر آپؐ باہر تشریف لائے اپنے سر کی ایک جانب سے پانی پونچھ رہے تھے فرما رہے تھے اس نماز کا (عمدہ) وقت یہی ہے اگر میری اُمت پر شاق نہ ہو عمرو بن دینار نے اس حدیث میں یوں نقل کیا ہم سے عطاءؒ نے بیان کیا اور ابن عباسؓ کا ذکر نہیں کیا لیکن عمروؒ نے یوں کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور ابن جریج کی روایت میں یوں ہے آپؐ سر کے ایک جانب سے پانی پونچھ رہے تھے اور عمرو نے کہا آپ نے فرمایا اگر میری اُمت پر شاق نہ ہوتا تو اس نماز کا (افضل) وقت یہی ہے اور ابراہیم بن منذر (امام بخاری کے شیخ) نے کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا مجھ سے محمد بن مسلم نے انہوں نے عمرو بن دینار سے

عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔	انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (یہ بھی یہی حدیث نقل کی) ف۱

ف۱ تو اس میں ابن عباسؓ کا ذکر ہے۔ اب جس روایت میں یوں ہے کہ ابن عباسؓ کا ذکر نہیں کیا وہ وہم ہے۔

۱۷۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ۔	ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ انہوں نے جعفر بن ربیعہ کندی سے انہوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے انہوں نے کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں مسواک کا حکم ان کو دیتا (یعنی واجب کر دیتا ف۱)

ف۱ بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے۔ تابعہ سلیمان بن مغیرۃ عن ثابت عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حافظ نے کہا یہ غلطی ہے۔

۱۷۶۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: وَاصَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ الشَّهْرِ وَوَاصَلَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَوْ مُدَّ بِيَ الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُونَ تَعَمُّقَهُمْ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَظَلُّ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ ابْنُ مُغِيرَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔	ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے حمید طویل نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے اخیر مہینے میں طے کے روزے رکھے دوسرے چند لوگوں نے بھی ایسا کیا یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے فرمایا اگر رمضان کا مہینہ اور باقی رہتا (عید کا چاند نہ ہو جاتا) تو میں اتنے طے کے روزے رکھتا کہ ہوس کرنے والے اپنی ہوس چھوڑ دیتے میں کچھ تمہاری طرح تھوڑے ہوں مجھ کو تو میرا مالک کھلاتا پلاتا رہتا ہے حمید کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان بن مغیرہ نے بھی ثابت سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا (اس کو امام مسلم نے وصل کیا)۔

ف۱ یعنی جو عبادت میں خلاف سنت تشدد اور سختی کرنا چاہتے ہیں۔ ف۲ یعنی حقیقتہً بہشت کا کھانا پانی تو اس صورت میں آپ کا وصال ظاہری ہو گا نہ حقیقتہً یا کھانے پینے سے مجازی معنی مراد ہے یعنی وہ قوت مجھ کو دیتا رہتا ہے جو تم کو کھانے پینے سے حاصل ہوتی ہے۔

۱۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ: أَيُّكُمْ مِثْلِي؟ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ: لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے دوسری سند اور لیث بن سعد نے کہا (اسکو دارقطنی نے وصل کیا) مجھ سے عبدالرحمن بن خالد نے بیان کیا انہوں نے زہری سے ان کو سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابوہریرہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طے کے روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا آپ تو رکھتے ہیں فرمایا تم میں میری طرح کون ہے میں تو رات کو اپنے پروردگار کے پاس رہتا ہوں وہ مجھ کو کھلا پلا دیتا ہے آخر ایسا ہوا کہ جب صحابہؓ نے کسی طرح نہ مانا (طے کے روزے رکھنا نہ چھوڑے) تو آپ نے انکے ساتھ طے کا روزہ رکھا۔ ایک دن کچھ نہیں کھایا دوسرے دن بھی کچھ نہیں کھایا، تیسرے دن عید کا چاند ہو گیا آپ نے فرمایا اگر چاند نہ ہوتا تو میں اور کئی دن تک نہ کھاتا ف۱ گویا آپ نے ان کو تنبیہ کرنے کے لئے ایسا فرمایا ف۲۔

ف۱ دیکھنا تم میرے ساتھ کہاں تک طے کر سکتے ہو۔ ف۲ کہ میری ریس کی سزا تم کو ملتی۔

۱۷۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَ: إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالاحوص (سلام بن سلیم) نے کہا ہم سے اشعث بن ابی الشعثاء نے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا حطیم کعبہ میں داخل ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا پھر لوگوں کو کیا ہو گیا تھا انہوں نے حطیم کو کعبے میں کیوں نہیں شریک کیا فرمایا تیری قوم قریش کے پاس روپیہ کی قلت تھی ف۱۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کعبے کا دروازہ

20

بِهِمُ النَّفَقَةُ، قُلْتُ؟ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ: فَعَلَ ذَالِكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ فِي الْأَرْضِ۔

اتنا اونچا کیوں رکھا گیا کہ آدمی بن سیڑھی کے اندر نہیں جا سکتا آپؐ نے فرمایا یہ تیری قوم والوں (قریش) نے کیا اُن کا مطلب (دروازہ اونچا رکھنے سے) یہ تھا کہ جس کو چاہیں اندر لیجائیں اور جس کو چاہیں اندر نہ آنے دیں ف۲۔ بات یہ ہے اگر تیری قوم کے جہالت کا زمانہ ابھی حال ہی میں نہ گذرا ہوتا اور ان کے دلوں میں انکار آجانے کا مجھ کو ڈر نہ ہوتا تو میں (کعبے کو گرا کر) حطیم کو کعبہ میں شریک کر دیتا اور اس کا دروازہ نیچا زمین پر لگا نا ف۳۔

ف۱ اس لئے حطیم کو کعبے کی عمارت میں شریک نہ کر سکے۔ ف۲ اگر دروازے کی زہ نیچے ہوتی تو ہر شخص بلا کلفت گھس جاتا کہاں تک روکتے اب تک یہ ہوتا ہے کہ داخلی کے وقت ایک سیڑھی لگائی جاتی ہے اور شرطی صاحب ایک ایک ریال لوگوں سے لیکر داخلی کراتے ہیں وہ کس مشکل سے حبشی زور آور اور غلام دروازے پر کھڑے رہتے ہیں اور بازو پکڑ پکڑ کر جس کو منظور ہوتا ہے اوپر کھینچ لیتے ہیں وہ وہ چپقلش ہوتی ہے کہ معاذ اللہ کعبہ کی داخلی کرنا کچھ ضرور نہیں ہے لوگوں کو چاہیئے داخلی کا خیال چھوڑ دیں اور یہ ریال جو مالداروں کے تھیلے میں جاتے ہیں مکہ معظمہ کے غریب اور محتاج لوگوں کو دیں اس میں داخلی سے زیادہ ثواب کی امید ہے۔ ف۳ دوسری روایت میں یوں ہے اس کے دو دروازے رکھتا ایک مشرقی ایک مغربی۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنی خلافت میں یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے سن کر جو منشا آں حضرت کا تھا اسی طرح کعبہ کو بنا دیا مگر خدا حجاج ظالم سے سمجھے اس کم بخت نے کیا کیا عبداللہ کی ضد سے پھر کعبہ توڑ ڈالا کر جیسا جاہلیت کے زمانہ میں تھا ویسا ہی کر دیا اگر کعبہ میں دو دروازے رہتے تو داخلہ کے وقت کیسی راحت رہتی ہوا آتی اور نکلتی رہتی اب ایک ہی دروازہ اور روشن دان بھی ندارد ادھر لوگوں کا ہجوم داخلہ کے وقت وہ تکلیف ہوتی ہے کہ معاذ اللہ اور گرمی اور گھمس کے مارے نماز بھی اچھی طرح اطمینان سے نہیں پڑھی جاتی۔

۱۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا انہوں نے اعرج سے۔ انھوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں نے مکہ سے مدینہ میں ہجرت نہ کی ہوتی۔ تو میرا شمار بھی انصاریوں میں

الأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَ سَلَكَتِ الأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الأَنْصَارِ۔

ہوتا ف اور مجھ کو انصار سے اتنی محبت ہے اگر لوگ ایک رستے پر چلیں اور انصار دوسرے رستے یا درے میں تو میں تو اسی رستے یا درے میں چلا جاؤں جدھر سے انصار جا رہے ہوں۔

ف میں بھی ایک انصاری گنا جاتا اس حدیث سے انصار کی فضیلت بیان کرنا منظور ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں اپنا خاندان یا نسب بدل ڈالتا کیونکہ یہ حرام ہے اور قطع نظر اس کے آپؐ کا خاندان اور نسب تو سارے عرب میں عمدہ اور افضل اور اعلیٰ تھا۔

۱۸۰- حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الأَنْصَارِ وَ شِعْبَهَا، تَابَعَهُ أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشِّعْبِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے، انہوں نے عمرو بن یحییٰ سے، انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے (اپنے چچا) عبداللہ بن زید مازنی سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں ایک انصاری آدمی ہوتا اور اگر دنیا جہان کے لوگ ایک رستے یا درے میں چلیں (اور انصار دوسرے رستے یا درے میں) تو میں انصار کے درے اور رستے میں چلا جاؤں عباد کے ساتھ اس حدیث کو ابوالتیاح نے بھی انسؓ سے روایت کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں بھی درے کا ذکر ہے (یہ حدیث اوپر کتاب المغازی میں موصولاً گزر چکی ہے) ف۔

ف اس باب میں امام بخاریؒ نے ان حدیثوں کو جمع کیا جن میں اگر کا لفظ ہے تو معلوم ہوا کہ اگر مگر کہنا مطلقاً منع نہیں ہے اور دوسری حدیث میں جو آیا ہے اگر مگر سے بچا رہ وہ خاص مقاموں پر محمول ہے یعنی جب کسی کار خیر کا ارادہ کرے اور اس پر قدرت ہو تو اس کو کر ڈالے اس میں اگر مگر نہ نکالے دوسرے جب کوئی مصیبت پیش آئے کچھ نقصان ہو جائے تو اللہ کی تقدیر اور اس کے ارادے سے سمجھے۔ اس میں اگر مگر نکالنا اور یوں کہنا اگر ہم ایسا کرتے تو یہ آفت نہ آتی منع ہے کیوں کہ اس میں تقدیر الٰہی پر بے اعتمادی اور اپنی تدبیر پر بھروسہ نکلتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔

کتاب اخبار الآحاد

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوقِ فِي الْأَذَانِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ وَيُسَمَّى الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَلَوِ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَ فِي مَعْنَى الْآيَةِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى۔ إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا وَكَيْفَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَرَاءَهُ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ فَإِنْ سَهَا أَحَدٌ مِنْهُمْ رُدَّ إِلَى السُّنَّةِ۔

باب ایک سچے شخص کی خبر پر

اذان، نماز، روزے فرائض سارے احکام میں عمل ہونا اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ توبہ میں) فرمایا۔ ایسا کیوں نہیں کرتے ہر فرقہ میں سے کچھ لوگ نکلیں تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور لوٹ کر اپنی قوم کے لوگوں کو ڈرائیں۔ اس لئے کہ وہ تباہی سے بچے رہیں اور ایک شخص کو بھی طائفہ کہہ سکتے ہیں جیسے (سورۂ حجرات کی) اس آیت میں فرمایا اگر مسلمانوں کے دو طائفے لڑ پڑیں۔ اور اس میں وہ دو مسلمان بھی داخل ہیں جو آپس میں لڑیں (تو ہر ایک مسلمان ایک طائفہ ہوا ف۲ اور (اسی سورت میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا مسلمانو (جلدی مت کیا کرو) اگر تمہارے پاس بدکار شخص کچھ خبر لائے تو اسکی تحقیق کر لیا کرو ف۳ اور اگر خبر واحد مقبول نہ ہوتی تو آنحضرت صلعم ایک شخص کو حاکم بنا کر اور اس کے بعد دوسرے شخص کو کیوں بھیجتے اور یہ کیوں فرماتے کہ اگر پہلا حاکم کچھ بھول جائے تو دوسرا حاکم اس کو سنت کے طریق پر لگا دے ف۴

ف۱ جن کو اصطلاح اہل حدیث میں خبر واحد کہتے ہیں اکثر صحیح حدیثیں اسی قسم کی ہیں کہ ان کو ایک یا دو صحابہؓ یا ایک یا دو تابعیوں نے روایت کیا ہے خبر واحد کا جب راوی سچا اور ثقہ اور معتبر ہو تو اس کا قبول کرنا تمام اماموں نے واجب رکھا ہے اور ہمیشہ قیاس کو ایسی حدیث کے مقابل ترک کر دیا ہے بلکہ امام ابوحنیفہ نے تو اور زیادہ احتیاط کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ مرسل اور ضعیف حدیث یہاں تک کہ صحابی کا قول بھی حجت ہے اور قیاس کو اس کے مقابلہ میں ترک کر دیں

گے۔ اللہ تعالےٰ امام ابوحنیفہ کو جزائے خیر دے وہ اہل سُنت یعنی اہل حدیث کے پیشوا تھے۔ ہمارے زمانہ میں جو لوگ اپنے تئیں حنفی کہتے ہیں اور صحیح حدیث کو سن کر بھی قیاس کی پیروی نہیں چھوڑتے وہ سچے حنفی نہیں ہیں بلکہ بدنام کنندۂ نکو نامے چند اپنے امام کے جھوٹے نام لیوا ہیں سچے حنفی اہل حدیث ہیں جو امام ابوحنیفہ کی ہدایت اور ارشاد کے مطابق چلتے ہیں اور تمام عقاید اور صفات اللہ اور رسُول میں ان کے ہم اعتقاد اور ہم عمل ہیں۔ فـ۲ـے اس آیت سے خبر واحد کا حجت ہونا نکلتا ہے کیونکہ طائفہ ایک شخص کو بھی کہہ سکتے ہیں اور بعضے فرقہ میں صرف تین ہی آدمی ہوتے ہیں۔ فـ۳ـے اس آیت سے صاف نکلتا ہے کہ اگر نیک اور سچا اور معتبر شخص کوئی خبر لائے تو اس کو مان لینا چاہیئے اس میں تحقیق کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر اس کی خبر کا بھی یہی حکم ہو جو بدکار کی خبر کا ہے تو نیک اور بدکار دونوں کا یکساں ہونا لازم آئے گا۔ ابن کثیر نے کہا آیت سے یہ بھی نکلا کہ فاسق اور بدکار شخص کی روایت کی ہوئی حدیث حجت نہیں۔ اسی طرح مجہول الحال کی۔ فـ۴ـے اور اس کی غلطی ظاہر کر دے اگر خبر واحد قبول کے لائق نہ ہوتی تو ایک شخص واحد کو حاکم بنا کر بھیجنا یا ایک شخص واحد کا دوسرے کی غلطی ظاہر کرنا اس کو ٹھیک رستے پر لگانا اس کے کچھ معنی نہ ہوتے۔

---

١٨١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفِيقًا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا أَهْلَنَا أَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَأَخْبَرْنَاهُ قَالَ: ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا أَوْ لَا أَحْفَظُهَا وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ.

ہم سے محمد بن مثنےٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے ابوقلابہ سے کہا ہم سے مالک بن حویرث نے بیان کیا ہم کئی جوان پٹھے ایک ہی عمر کے (اپنی قوم کی طرف سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بیس راتوں تک آپؐ کی صحبت میں رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے نرم دل تھے آپؐ جب یہ سمجھے کہ ہم لوگ اپنے گھروں کو جانا چاہتے ہیں تو پوچھا تم لوگ (اپنے عزیزوں میں سے) کن کو گھروں میں چھوڑ کر آئے ہو ہم نے بیان کیا آپؐ نے فرمایا اب تم ایسا کرو اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ وہیں جا کر رہو اور اپنے لوگوں کو اسلام کی باتیں سکھلاؤ۔ اسلام کے فرائض اور واجبات بجالانے کا ان کو حکم دو۔ ابوقلابہ نے کہا مالک بن حویرث نے اور کئی باتیں بیان کیں کچھ یاد ہیں کچھ نہیں ہیں (جو یاد ہیں ان میں یہ بات بھی تھی کہ آپؐ نے فرمایا جیسے تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اسی طرح نماز پڑھتے رہنا اور جب نماز کا وقت آجائے اسوقت تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرے فـ۱ـ۔

ف ۱ ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص کے اذان دینے پر لوگوں کو عمل کرنا اور نماز پڑھ لینا درست ہے آخر یہ بھی خبر واحد ہے۔

۱۸۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ يُنَادِي لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ وَيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا وَجَمَعَ يَحْيَى كَفَّيْهِ حَتَّى يَقُولَ هَكَذَا وَمَدَّ يَحْيَى إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سلیمان تیمی سے انہوں نے ابوعثمان نہدی سے انہوں نے عبداللہ ابن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلالؓ کی اذان تم لوگوں کو سحری کھانے سے نہ روکے۔ کیونکہ وہ رات رہے سے اس لئے اذان دیتا ہے کہ جو شخص نماز میں کھڑا ہوا ہے (عبادت کر رہا ہے) وہ ذرا آرام کرنے یا کھانے پینے کیلئے لوٹ جائے اور جو سو رہا ہے وہ جاگ اٹھے (تہجد پڑھے) اور فجر (یعنی صبح صادق) اسطرح (لمبی دھاری) نہیں ہوتی۔ اور یحییٰ بن سعید قطان نے اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر بتلایا جب تک اس طرح سے روشنی نہ ہو ف ۱ جائے یحییٰ نے کلمے کی انگلیوں کو پھیلا کر بتلایا۔

ف ۱ یعنی چوڑے آسمان کے کنارے کنارے پھیلی ہوئی۔

۱۸۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ بن خطاب سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا بلال رات رہے سے اذان دے دیتا ہے۔ تم لوگ اس وقت تک کھایا پیا کرو جب تک عبداللہ بن ام مکتوم اذان دے ف ۱۔

ف ۱ ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ آپ نے صرف ایک شخص بلالؓ یا عبداللہ بن ام مکتوم کی اذان کو کافی سمجھا۔

۱۸۴- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ:

ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا، فَقِيلَ: أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوا: صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ۔

انہوں نے حکم بن عتیبہ سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ بن قیس سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھائیں (جب سلام پھیرا) تو لوگوں نے کہا کیا نماز بڑھ گئی (یعنی چار سے پانچ رکعتیں پڑھنے کا حکم ہوا) آپؐ نے فرمایا یہ کیا؟ لوگوں نے کہا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں پھر آپؐ نے سلام کے بعد (سہو کے) دو سجدے کیے۔ ف

ف اگرچہ اس روایت کی تطبیق ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ یہ کہنے والے کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ کئی آدمی معلوم ہوتے ہیں لیکن امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو خود انہوں نے کتاب الصلوٰۃ باب اذا صلی خمسا میں روایت کیا اس میں بہ صیغہ مفرد یوں ہے۔ "قال صلیت خمسا۔" تو باب کی مطابقت حاصل ہو گئی اس لئے کہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کے کہنے پر عمل کیا حافظ نے کہا اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا۔

۱۸۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللهِ أَمْ نَسِيتَ؟ فَقَالَ: أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ ثُمَّ رَفَعَ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے۔ انہوں نے ایوب سختیانی سے۔ انہوں نے محمد بن سیرین سے۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ ذوالیدین ایک شخص تھا وہ کہنے لگا یارسول اللہ کیا نماز (اللہ کی طرف سے) کم کر دی گئی یا آپؐ بھول گئے آپؐ نے لوگوں سے پوچھا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ اس وقت آپؐ نے کھڑے ہو کر اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر سلام پھیرا۔ پھر اللہ اکبر کہہ کے ایک سجدہ کیا جیسے معمولی سجدہ کیا کرتے تھے۔ یا اس سے کچھ لمبا۔ پھر سجدے سے سر اٹھایا۔ پھر اللہ اکبر کہا اور دوسرا سجدہ ویسا ہی کیا۔ پھر سر اٹھایا ف۔

ف اور سلام پھیر دیا تشہد نہیں پڑھا اس کی بحث گذر چکی ہے۔ ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کیونکہ آپؐ نے

ذوالیدین اکیلے ایک شخص کا بیان منظور کر لیا اور دوسرے لوگوں سے جو پوچھا تو تاکید اور مضبوطی کے لئے۔ اگر ایک شخص کی خبر قابل لحاظ نہ ہوتی تو آپؐ ذوالیدین کے کہنے پر کچھ خیال ہی نہ فرماتے۔

١٨٦- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ.

ہم سے اسمٰعیل بن ابی ادریس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے۔ انہوں نے کہا ایسا ہوا لوگ صبح کی نماز مسجد قبا میں پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص (عباد بن بشر) آیا اور کہنے لگا رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف اترا اور آپؐ کو (نماز میں) کعبہ شریف کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا ہے یہ سنتے ہی (عین نماز میں) انہوں نے کعبے کی طرف منہ کر لیا پہلے پہلے ان کے منہ شام کیطرف تھے اُدہر ہی سے گھوم کر کعبے کیطرف منہ کر لیا ف١۔

ف١ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ ایک شخص کی خبر پر مسجد قبا والوں نے عمل کیا۔

١٨٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى۔ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَصَلَّى مَعَهُ رَجُلٌ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ عَلَى

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع بن جراح نے انہوں نے اسرائیل بن یونس سے انہوں نے اپنے دادا ابو اسحٰق سبیعی سے انہوں نے براء بن عازب سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب (مکے سے ہجرت کر کے) مدینہ میں تشریف لائے تو سولہ مہینے یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ مگر آپؐ کی خواہش یہ تھی کہ کعبے کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ کی) یہ آیت اتاری ہم تیرا بار بار آسمان کی طرف منہ پھرانا دیکھ رہے ہیں۔ جو قبلہ تو پسند کرتا ہے ہم وہی تجھ کو عنایت فرمائیں گے (اور کعبے کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو گیا) ایک شخص (عباد بن بشر) نے آپؐ کے ساتھ عصر

قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَانْحَرَفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ۔

کی نماز (کعبہ کی طرف پڑھی) پھر انصار کے کچھ لوگوں پر گذرا۔ (جو عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے تھے) رکوع میں تھے۔ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو چکا۔ یہ سنتے ہی رکوع ہی میں وہ کعبے کی طرف پھر گئے ف۱۔

ف۱ یہ واقعہ تحویل قبلہ کے پہلے دن مسجد بنی حارثہ یعنی مسجد قبلتین کا ہے بعضی روایتوں میں ظہر کی نماز مذکور ہے اور اگلی حدیث کا واقعہ دوسرے روز کا مسجد قبا کا ہے تو دونوں روایتوں میں اختلاف نہیں رہا۔ باب کی مطابقت ظاہر ہے۔

۱۸۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَأَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ فَضِيخٍ وَهُوَ تَمْرٌ فَجَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أَنَسُ قُمْ إِلَى هَذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى مِهْرَاسٍ لَنَا، فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهِ حَتَّى انْكَسَرَتْ۔

مجھ سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انسؓ بن مالکؓ سے انہوں نے کہا میں (شراب حرام ہونے سے پہلے) ابوطلحہ انصاری اور ابوعبیدہ بن جراح اور ابی بن کعب کو کھجور کا شراب پلا رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص (نامعلوم) آیا اور کہنے لگا سنتے ہو شراب پینا حرام ہو گیا اسی وقت ابوطلحہ نے کہا انسؓ اٹھ اور شراب کے یہ سب مٹکے توڑ ڈال۔ انسؓ کہتے ہیں میں ایک ہاون دستہ لے کر اٹھا۔ اور نیچے کی طرف اس سے مار مار کر سب مٹکوں کو توڑ ڈالا۔ (شراب بہہ گیا) ف۱

ف۱ سبحان اللہ صحابہ کی ایمانداری اور تقویٰ شعاری ایمان ہو تو ایسا ہو باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ انہوں نے ایک شخص کی خبر پر شراب کے حرام ہو جانے میں اعتماد کر لیا۔

۱۸۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے ابواسحاق سبیعی سے انہوں نے صلہ بن زفر سے انہوں

عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَهْلِ نَجْرَانَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ۔

نے حذیفہ بن یمان سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران (ایک شہر ہے یمن میں) وہاں کے لوگوں سے فرمایا ول میں تمہارے پاس ایک شخص کو بھیجوں گا وہ ایماندار ہے ایماندار بھی کیسا پکا ایماندار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یہ سن کر منتظر رہے دیکھیں آپؐ کس کو بھیجتے ہیں (آپؐ کی رائے میں کون اس صفت سے موصوف ہے) پھر آپؐ نے ابوعبیدہؓ بن جراح کو بھیجا ول۲۔

ول جب انہوں نے درخواست کی کسی ایماندار شخص کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے۔
ول۲ یہ ایمانداری اور امانت داری میں فرد فرید تھے گو اور سب صحابہؓ بھی ایماندار تھے مگر ان کا درجہ اس خاص صفت میں بہت بڑھا ہوا تھا جیسے حضرت عثمانؓ کا درجہ حیاء اور شرم میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شجاعت میں رضی اللہ عنہم۔

۱۹۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے خالد بن مہران سے۔ انہوں نے ابو قلابہ سے۔ انہوں نے انسؓ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر امت کا ایک امین (معتمد علیہ) شخص ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراحؓ ول ہے۔

ول اس حدیث کو اس باب میں کوئی مناسبت نہیں ہے مگر اگلی حدیث باب سے متعلق تھی اسکو بھی اسکی مناسبت سے ذکر کر دیا۔

۱۹۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے عبید بن حنین سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے۔ انہوں نے کہا انصاریوں میں ایک شخص تھا (اوس بن خولی نامی) جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کہیں جاتا تو میں حاضر

وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ أَتَانِي بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رہتا اور جو بات آپؐ کی سنتا یا دیکھتا اس کی خبر اس کو کر دیتا۔ اسی طرح جب میں کہیں جاتا تو وہ آپؐ کے پاس حاضر رہتا اور جو کچھ بات آپؐ کی سنتا یا دیکھتا اس کی خبر مجھ کو کر دیتا لے۔

لے یہ حدیث اوپر کتاب العلم اور کتاب التفسیر میں طول کے ساتھ گذر چکی ہے۔ یہاں اس لئے لائے کہ اس سے خبر واحد کا حجت ہونا نکلتا ہے کیونکہ حضرت عمرؓ اس کی خبر پر اعتماد کرتے وہ ان کی خبر پر اعتماد کرتا۔

۱۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَأَوْقَدَ نَارًا وَقَالَ ادْخُلُوهَا فَأَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا وَقَالَ آخَرُونَ إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلَّذِينَ أَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا لَوْ دَخَلُوهَا لَمْ يَزَالُوا فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَقَالَ لِلْآخَرِينَ لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے۔ کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے زبید سے انہوں نے سعد بن عبیدہ سے انہوں نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے انہوں نے حضرت علیؓ سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور ایک شخص (عبداللہ بن حذافہ سہمی) کو اس کا سردار مقرر کیا اس نے کیا کیا آگ سلگائی اور لشکر والوں سے کہنے لگا اس میں گھس جاؤ انہوں نے چاہا گھس جائیں اور بعضوں نے کہا ہم تو آگ ہی سے بھاگ کر (حضرتؐ کے پاس) آئے ہیں پھر لوگوں نے اس کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپؐ نے ان لوگوں سے فرمایا جنہوں نے اس آگ میں گھسنا چاہا تھا اگر گھس جاتے تو پھر قیامت تک اسی میں رہتے (قبر میں بھی عذاب ہوتا رہتا) اور جو لوگ نہیں گھسنا چاہتے تھے ان سے فرمایا دیکھو اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ کرنا چاہیئے لے اطاعت اسی کام میں ضرور ہے جو شرع کے موافق ہو لے۔

لے باقی خدا اور رسول کے حکم کے خلاف کسی کا حکم نہ ماننا چاہیئے۔ بادشاہ ہو یا وزیر سب چھپر پر ہے ہمارا بادشاہ حقیقی اللہ ہے یہ دنیا کے جھوٹے بادشاہ گویا گڑیوں کے بادشاہ ہیں یہ کیا کر سکتے ہیں بہت ہوا تو دنیا کی چند روزہ

زندگی لے لیں گے وہ بھی جب بادشاہ حقیقی چاہے گا ورنہ ایک بال ان سے بیکا نہیں ہو سکتا اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں نکلتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز باتوں میں سردار کی اطاعت کا حکم دیا۔ حالانکہ وہ ایک شخص ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ بعضے صحابہؓ نے اس کی بات سنی اور آگ میں بھی گھسنا چاہا۔ ع۵ کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سردار کی اطاعت کرنے کا حکم دیا تھا۔

۱۹۳۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَعْرَابِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْضِ لِي بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ: صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْضِ لَهُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأْذَنْ لِي، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ، فَقَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا وَالْعَسِيفُ الْأَجِيرُ فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةٍ ثُمَّ

ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے والد (ابراہیم بن سعد) نے انہوں نے صالح بن کیسان سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے ان کو عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی ان کو ابوہریرہؓ اور زید بن خالد جہنی نے کہ دو شخصوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا مقدمہ پیش کیا۔ دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہ مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ نے کہ ابوہریرہؓ نے کہا ایسا ہوا ہم ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک گنوار شخص (نام نامعلوم) کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ۔ اللہ کی کتاب کے موافق میرا فیصلہ کر دیجئے پھر اس کا حریف (فریق ثانی) کھڑا ہوا کہنے لگا سچ کہتا ہے یا رسول اللہ، اللہ کی کتاب کے موافق اس کا فیصلہ کر دیجئے۔ اور مجھ کو اجازت دیجئے۔ تو میں مقدمہ کے واقعات بیان کروں آپؐ نے فرمایا اچھا بیان کر۔ وہ کہنے لگا میرا بیٹا اس کے پاس نوکر تھا اس نے کیا کیا اس کی جورو سے زنا کیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا تیرا بیٹا سنگسار کیا جائے گا۔ میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کو دے کر اپنے بیٹے کو چھڑا لیا۔ پھر جو میں نے عالموں سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا اس کی جورو سنگسار کی

سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ وَإِنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ، أَمَّا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرُدُّوهَا وَأَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا۔

جائے گی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے ایک سال کے لئے جلاوطن ہوگا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کردوں گا۔ بکریاں اور لونڈی تو واپس لے لے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے۔ ایک سال کے لئے جلاوطن ہوگا۔ اور انیس تو ایسا کر یہ انیس اسلم قبیلے کا ایک شخص تھا صبح کو اس کی جورو کے پاس جا۔ اس سے پوچھ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر ڈال۔ انیس صبح کو اس عورت کے پاس گیا اس نے زنا کا اقرار کیا انیس نے اسکو سنگسار کر ڈالا ف۱۔

ف۱ باب کی مطابقت اس سے نکلی کہ آپؐ نے ایک شخص واحد انیس کو حکم دیا اس نے حکم شرعی یعنی رجم جاری کیا بعضوں نے کہا آپؐ نے ہر فریق کی جو ایک تن تنہا تھا بات قبول کی اس کی تصدیق فرمائی۔ امام ابن قیم نے فرمایا خبر واحد تین قسم کی ہے ایک یہ کہ قرآن کے موافق ہو دوسرے یہ کہ اس میں قرآن کی تفصیل ہو تیسرے یہ کہ اس میں ایک نیا حکم ہو جو قرآن میں نہیں ہے ہر حال میں اس کا اتباع لازم و واجب ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی اطاعت کے علاوہ رسولؐ کی اطاعت کا جداگانہ حکم دیا پس اگر خبر واحد وہی قابل قبول ہو جو قرآن کے موافق ہے۔ تو رسولؐ کی اطاعت علیحدہ اور خاص نہیں ہوئی اور حنفیہ جو کہتے ہیں کہ قرآن پر زیادتی خبر واحد سے نہیں ہو سکتی بلکہ خبر مشہور یا متواتر ہونا ضرور ہے انہوں نے بہت سے مسائل میں اپنے اس اصول کے خود خلاف کیا ہے جیسے نبیذ تمر سے وضو کے جواز اور نصاب سرقہ اور مہر دس درم سے کم نہ ہونا اور ایک عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ میں جمع حرام ہونا اور شفعہ اور رہن اور صدہا مسائل ہیں جن میں آحاد حدیثیں وارد ہیں اور باوجود اس کے حنفیہ نے ان سے کلام اللہ پر زیادت کی ہے۔ میں کہتا ہوں حنفیہ کا کوئی اصول جمتا ہی نہیں ہے اصول میں تو یہ لکھتے ہیں کہ خبر واحد اور قول صحابی بھی حجت ہے یُترک بہ القیاس اور پھر صدہا مسائل میں حدیث کے خلاف قیاس پر عمل کرتے ہیں۔ اصول میں لکھتے کہ کتاب اللہ پر زیادت کے لئے خبر مشہور یا متواتر ضرور ہے اور پھر صدہا مسائل میں خبر واحد سے زیادت کرتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں وہاں خبر مشہور کو بھی یہ بہانہ کر کے کہ مخالف کتاب اللہ ہے ترک کر دیتے ہیں مثلاً یمین مع الشاہد الواحد کی حدیثوں کو غرض یہ اصول عجب ہیں جو کچھ سمجھ میں نہیں آتے اور حق یہ ہے کہ یہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے

اصول نہیں ہیں خود پچھلوں نے قائم کئے ہیں اور وہی حق تعالیٰ کے پاس جواب دہ ہوں گے۔ اللہ انصاف نصیب کرے۔

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزُّبَيْرَ طَلِيعَةً وَحْدَهُ۔

١٩٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثَلَاثًا فَقَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ قَالَ سُفْيَانُ: حَفِظْتُهُ مِنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ لَهُ أَيُّوبُ يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَإِنَّ الْقَوْمَ يُعْجِبُهُمْ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ سَمِعْتُ جَابِرًا فَتَتَابَعَ بَيْنَ أَحَادِيثَ سَمِعْتُ جَابِرًا قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ كَذَا حَفِظْتُهُ كَمَا أَنَّكَ جَالِسٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، قَالَ سُفْيَانُ هُوَ يَوْمٌ وَاحِدٌ وَتَبَسَّمَ سُفْيَانُ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زبیر کو اکیلے بھیجنا۔ کافروں کی خبر لانے کے لئے۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے محمدّ بن منکدر نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن لوگوں کو بلایا تو سب سے پہلے زبیرؓ حاضر اور مستعد ہوئے پھر بلایا تو وہی پہلے آئے۔ پھر بلایا تو وہی پہلے آئے تین بار ایسا ہی ہوا آخر آپؐ نے فرمایا ہر پیغمبر کا ایک رفیق (یا مددگار خاص) ہوتا ہے اور میرا رفیق زبیرؓ ہے سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے اس حدیث کو محمد بن منکدر سے یاد رکھا اور ایوب سختیانی نے محمد بن منکدر سے کہا ابوبکر (یہ محمد بن منکدر کی کنیت ہے) تم جابرؓ کی حدیثیں لوگوں کو سناؤ لوگوں کو یہ بہت بھلا لگتا ہے کہ تم جابرؓ کی حدیثیں ان کو سناؤ اس پہ محمدّ بن منکدر نے اسی مجلس میں کہا میں نے جابرؓ سے سنا اور (چار) حدیثوں میں پے درپے یہ کہا میں نے جابرؓ سے سنا علی بن مدینی کہتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا سفیان ثوری اس حدیث میں یوں روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے بنی قریظہ کے دن ایسا فرمایا (یعنی لوگوں کو بلایا تو پہلے زبیرؓ حاضر ہوئے) انہوں نے کہا میں نے تو محمد بن منکدر سے اس طرح سے سنا جیسے تم اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہو انہوں نے یہی کہا خندق کے دن پھر سفیانؒ نے کہا خندق کا دن اور بنی قریظہ کا دن ایک ہی ہے اور مسکرائے وا۔

وا بنی قریظہ کے دن سے وہ دن مراد ہے جب جنگ خندق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کی خبر لانے کے

لئے فرمایا تھا وہ دن مراد نہیں ہے جب بنی قریظہ کا محاصرہ کیا اور ان سے جنگ شروع کی کیوں کہ یہ جنگ جنگ خندق کے بعد ہوئی جو کئی دن تک قائم رہی تھی۔ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے ایک شخص زبیرؓ کو خبر لانے کے لئے بھیجا اور ایک شخص کی خبر قابل اعتماد سمجھی۔

باب

قَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ۔ فَإِذَا أَذِنَ لَهُ وَاحِدٌ جَازَ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ احزاب میں) فرمانا

مسلمانو! پیغمبر کے گھروں میں یعنی زنانہ میں نہ جاؤ۔ مگر اجازت لیکر۔ جب تم کو کھانے کے لئے بلایا جائے اور ظاہر ہے کہ اجازت کے لئے ایک شخص کا بھی اذن دینا کافی ہے ول۔

ول جمہور کا یہی قول ہے کیونکہ آیت میں کوئی قید نہیں کہ ایک شخص یا اتنے شخص اجازت دیں۔ بلکہ اذن کے لئے شخص غیر عادل کا بھی اجازت دینا کافی ہے کیونکہ ایسے معاملوں میں جھوٹ بولنے کا دستور نہیں ہے۔

۱۹۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ الْبَابِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابو عثمان نہدی سے انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے کہ آنحضرتؐ (مدینہ کے) ایک باغ میں تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا تم دربانی کرو (کوئی بے اجازت اندر آنے نہ پائے) اتنے میں ایک شخص آئے وہ اجازت مانگتے تھے آپ نے فرمایا اُن کو اجازت دے اور بہشت کی خوش خبری سُنا دے کیا دیکھتا ہوں وہ ابو بکر صدیقؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ آئے آپ نے فرمایا ان کو بھی اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سُنا دے پھر حضرت عثمانؓ آئے آپؐ نے فرمایا ان کو بھی اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سُنا دے ول۔

ول ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ ان لوگوں نے ایک شخص یعنی ابو موسیٰؓ کی اجازت کو کافی سمجھا۔

۱۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ

ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم

عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ، وَغُلَامٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَدُ عَلَى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ: قُلْ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِي۔

سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے۔ انہوں نے عبید بن حنین سے۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے سُنا۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے۔ انہوں نے کہا میں ف ۱ جو آیا دیکھا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالاخانہ (ماڑی) میں تشریف رکھتے ہیں۔ ایک کالا غلام (رباح نامی) زینے کی چوٹی پر (مہرے کے طور سے) بیٹھا ہے میں نے اس سے کہا اندر جاکر عرض کرکہ عمرؓ حاضر ہے آپؐ نے اجازت دی ف ۲۔

ف ۱ یہ خبر سُن کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق دے دی۔ ف ۲ تو ایک شخص کی اجازت کافی ہوئی اور یہی ترجمہ باب ہے۔

بَابُ مَا كَانَ يَبْعَثُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ بِكِتَابِهِ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائبوں اور ایلچیوں کو ایک کے بعد ایک بھیجنا۔

اور ابن عباسؓ نے کہا (یہ بدء الوحی میں موصولاً گذر چکا ہے) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کو اپنا خط دے کر بصرے کے رئیس کی طرف بھیجا ف ۱ اور اس سے کہلا بھیجا کہ یہ خط رُوم کے بادشاہ کو پہنچا ف ۲ دے۔

ف ۱ اس کا نام حارث بن ابی شمر تھا۔ ف ۲ اور حاطب بن ابی بلتعہ کو خط دے کر مقوقس بادشاہ اسکندریہ کے پاس بھیجا۔ یہ خط اب تک موجود ہے۔ اس کی عکسی تصویریں حال ہی میں شائع ہوئی ہیں۔ اور شجاع بن ابی شمر کو بلقاء کے حاکم کے پاس بھیجا۔

۱۹۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس بن یزید ایلی سے انہوں

شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ يَدْفَعُهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ۔

نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی ان کو عبداللہ بن عباسؓ نے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کسریٰ (پرویز بادشاہ ایران) کے نام پر (عبداللہ بن حذافہ کے ہاتھ) بھیجا۔ آپؐ نے عبداللہ بن حذافہ سے فرمایا تم یہ خط بحرین کے رئیس (منذر بن ساوی) کو دینا وہ کسریٰ کے پاس پہنچا دے گا غرض یہ خط کسریٰ کے پاس پہنچا اس (مردود) نے پڑھ کر پھاڑ ڈالا۔ زہری نے کہا میں سمجھتا ہوں سعید بن مسیب نے اس حدیث میں اتنا اور بیان کیا پھر آنحضرت صلعم نے ایران والوں کو بددعا دی الٰہی ان کو بھی بالکل پھاڑ ڈال دے۔

ف ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ ان کی حکومت کا نام ونشان نہ رہے۔ ایسا ہی ہوا ایران والوں کی سلطنت حضرت عمرؓ کی خلافت میں بالکل نابود ہو گئی اور پھر آج تک پارسیوں کو سلطنت نصیب نہیں ہوئی جہاں ہیں دوسروں کی رعیت ہیں ان کی شہزادیاں تک قید ہو کر مسلمانوں کے تصرف میں آئیں اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہو گی مردود کسریٰ پرویز ایک ذرے سے ملک کا بادشاہ ہو کر یہ دماغ رکھتا تھا کہ پروردگار عالم کے محبوب کا خط جو آنکھوں پر رکھنا تھا اس نے حقیر جان کر پھاڑ ڈالا اس کی سزا ملی یہ دنیا کے (جاہل) بادشاہ درحقیقت طاغوت ہیں معلوم نہیں اپنے تئیں کیا سمجھتے ہیں کہو جیسے تم ویسے ہی خدا کی دوسری مخلوق تم میں کیا لعل لٹکتے ہیں جوں جوں دنیا میں ترقی ہوتی جاتی ہے وہ وہ بادشاہوں کے ناک کے کیڑے جھڑتے جاتے ہیں اور ایک زمانہ وہ آنے والا ہے کہ کوئی ان جاہل بادشاہوں کو ایک کوڑی برابر بھی نہیں پوچھے گا عظمت اور عزت کا تو کیا ذکر ہے۔

۱۹۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ أَذِّنْ فِي قَوْمِكَ أَوْ فِي

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ انہوں نے یزید بن ابی عبید سے انہوں نے کہا ہم سے سلمہ بن اکوع نے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلم قبیلے کے ایک شخص (ہند بن اسماء بن حارثہ) سے عاشورے کے دن فرمایا لوگوں میں یا اپنی قوم والوں میں

النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ۔

یوں منادی کر دے آج جس نے کچھ کھا لیا ہو وہ اب باقی دن کچھ نہ کھائے (امساک کرے) اور جس نے نہ کھایا ہو وہ روزے کی نیت کرے ف۱۔

ف۱ ترجمہ باب اس سے یہ نکلا کہ آپؐ نے ایک ہی شخص کو اپنی طرف سے ایلچی مقرر کیا۔

بَابُ وَصَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُفُودَ الْعَرَبِ أَنْ يُبَلِّغُوا مَنْ وَرَاءَهُمْ، قَالَهُ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ۔

باب آنحضرتؐ کا عرب کے ایلچیوں کو یہ حکم کرنا کہ جن لوگوں کو تم اپنے ملک میں چھوڑ آئے ہو ان کو (دین کی باتیں) پہنچا دینا یہ مالک بن حویرثؓ صحابی نے نقل کیا۔ (یہ حدیث بھی موصولاً گذر چکی ہے)۔

۱۹۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُقْعِدُنِي عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ: إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ الْوَفْدُ؟ قَالُوا: رَبِيعَةُ، قَالَ: مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ وَالْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارَ مُضَرَ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا، فَسَأَلُوا عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ وَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللهِ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ

ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے۔ دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو نضر بن شمیل نے خبر دی کہا ہم کو شعبہ نے انہوں نے ابو جمرہ سے انہوں نے کہا ابن عباسؓ مجھ کو (خاص) اپنے پلنگ پر بٹھا لیتے ایک بار مجھ سے کہنے لگے کہ عبد القیس قبیلے کے کچھ ایلچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے پوچھا تم کس قوم کے ایلچی ہو۔ انہوں نے کہا ربیعہ قبیلے کے (عبد القیس اسی قبیلے کی ایک شاخ ہے) آپؐ نے فرمایا واہ کیا اچھے ایلچی آئے یا یوں فرمایا کیا اچھے لوگ آئے تم نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ ف۱ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ (بڑی مشکل ہے) ہم میں اور آپ کے بیچ میں مضر کافروں کا ملک پڑتا ف۲ ہے اس لئے ہم کو ایسی بات بتلا دیجیے جس کو کر کے ہم بہشت میں پہنچ جائیں اور جو لوگ ہمارے پیچھے (ہمارے ملک میں) ہیں ان کو بھی اس کی خبر کر دیں پھر انہوں نے شراب کے برتنوں کو پوچھا ف۳ آپؐ نے چار باتوں سے انکو منع فرمایا اور چار باتوں کا حکم دیا ایمان کا حکم دیا پھر فرمایا جانتے ہو

مَا الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ، قَالَ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَأَظُنُّ فِيْهِ صِيَامُ رَمَضَانَ وَتُؤْتُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ قَالَ احْفَظُوْهُنَّ وَأَبْلِغُوْهُنَّ مَنْ وَرَاءَكُمْ۔

ایمان باللہ کیا ہے انہوں نے کہا (ہم کیا جانیں) اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپؐ نے فرمایا ایمان یہ ہے اس بات کی (صدق دل سے) گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور نماز درستی سے ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا۔ راوی نے کہا میں سمجھتا ہوں یہ بھی فرمایا اور رمضان کے روزے رکھنا اور لوٹ کے مال میں سے پانچواں حصہ (امام وقت کے پاس) داخل کرنا اور ان کو کدو کے تونبے اور سبز لاکھی برتن اور رال کے برتن اور کریدی ہوئی لکڑی کے برتن سے منع فرمایا اس زمانہ میں ان برتنوں میں شراب بنا کرتا تھا بعضی روایتوں میں نقیر کے بدل مقیر کا لفظ ہے (یعنی قار لگا ہوا قار وہ روغن ہے جو کشتیوں پر ملا جاتا ہے) آں حضرت صلعم نے فرمایا ان باتوں کو یاد رکھو اور اپنے ملک والوں کو بھی پہنچا دو۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ف۱ اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے ورنہ ذلیل ہوتے قید ہوتے۔ ف۲ ہم ہر وقت آپؐ کے پاس آ نہیں سکتے۔ ف۳ کہ ان میں کھانا پینا کیسا ہے۔ ف۴ جو یہاں نہیں آئے۔ ف۵ اس حدیث کی شرح اوپر کئی بار گذر چکی ہے ترجمہ باب اسی فقرے سے نکلتا ہے کہ اپنے ملک والوں کو پہنچا دو کیونکہ یہ عام ہے۔ ایک شخص بھی ان میں سے یہ باتیں دوسروں کو پہنچا سکتا ہے۔

بَابُ خَبَرِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ۔ — باب ایک عورت کی خبر کا بیان ف۱

ف۱ اگر عورت ثقہ ہو تو وہ بھی واجب القبول ہے۔

۲۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ قَالَ لِيَ الشَّعْبِيُّ: أَرَأَيْتَ حَدِيْثَ

ہم سے محمدؐ بن ولید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمدؐ بن جعفر نے کہا۔ ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے توبہ بن کیسان عنبری سے۔ انہوں نے کہا مجھ سے عامر بن شرحبیل نے کہا تم دیکھتے ہو، امام حسن بصریؒ کتنی حدیثیں آنحضرت صلی اللہ

الحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَقَاعَدْتُ ابْنَ عُمَرَ قَرِيبًا مِنْ سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةٍ وَنِصْفٍ فَلَمْ أَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ سَعْدٌ فَذَهَبُوا يَأْكُلُونَ مِنْ لَحْمٍ فَنَادَتْهُمُ امْرَأَةٌ مِنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ، فَأَمْسَكُوا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا أَوْ اَطْعِمُوا فَإِنَّهُ حَلَالٌ أَوْ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ، شَكَّ فِيهِ، وَلٰكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِي۔

علیہ وآلہ وسلم سے (مرسلا) نقل کرتے ہیں۔ اور میں تو دو برس یا ڈیڑھ برس کے قریب عبداللہ بن عمرؓ کی صحبت میں رہا۔ میں نے ان کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتے نہیں سنا۔ صرف یہی حدیث سنی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحابؓ جن میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے ایک گوشت کھانے کو تھے اتنے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی (ام المومنین میمونہؓ) نے پکار کر کہا یہ گوہ کا گوشت ہے یہ سن کر وہ رک گئے۔ اس وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں (مزے سے) کھاؤ اور کھلاؤ گوہ حلال ہے یا یوں فرمایا اسکے کھانے میں کوئی قباحت نہیں بات یہ ہے کہ یہ جانور میری خوراک نہیں ہے مجھ کو اسکے کھانے سے ایک قسم کی نفرت آتی ہے وا۔

وا؎ شعبی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ معاذاللہ حسن بصری جھوٹے ہیں بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ حسن بصری حدیث بیان کرنے میں بہت جرأت کرتے ہیں حالانکہ وہ تابعی ہیں۔ عبداللہ صحابی ہو کر بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔

كِتَابُ الاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کتاب قرآن وحدیث کی پیروی کرنے کے بیان میں

۲۰۱۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ وَغَيْرِهٖ عَنْ قَيْسٍ

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے مسعر بن کدام وغیرہ وا

ابْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ لِعُمَرَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ۔ أَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا۔ لاَتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا! فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي لأَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ سَمِعَ سُفْيَانُ مِنْ مِسْعَرٍ وَمِسْعَرٌ قَيْسًا وَقَيْسٌ طَارِقًا۔

سے ۔انہوں نے قیس بن مسلم سے ۔انہوں نے طارق بن شہاب سے کہ ایک یہودی (کعب احبار اسلام لانے سے پہلے) حضرت عمرؓ سے کہنے لگے امیرالمومنین تمہارے قرآن میں (سورۂ مائدہ میں) ایک آیت ہے ۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اگر یہ آیت ہم یہودیوں پر اترتی تو ہم اس دن کو جس دن یہ آیت اتری عید (خوشی) کا دن مقرر کر لیتے ۔حضرت عمرؓ نے کہا مجھ کو خوب معلوم ہے یہ آیت (کب اور کہاں اتری) عرفہ کے دن (عرفات میں) جمعہ کے روز[۲] امام بخاری نے کہا سفیان بن عیینہ نے یہ حدیث مسعر سے سُنی ہے اور مسعر نے قیس سے اور قیس نے طارق[۳] سے ۔

[۱] وغیرہ سے شاید سفیان ثوری مراد ہوں ۔کیونکہ امام احمد نے اس حدیث کو انہی کے طریق سے نکالا [۲] تو اس دن مسلمانوں کی دو عیدیں یعنے عرفہ اور جمعہ تھیں اور اتفاق سے یہود اور نصاریٰ اور مجوس کی عیدیں بھی اسی دن آگئی تھیں اس سے پیشتر کبھی ایسا نہیں ہوا تھا ۔ [۳] حدیث میں عن عن کے ساتھ روایت تھی اس لئے امام بخاری نے سماع کی تصریح کر دی اس حدیث کی مناسبت باب سے یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر اس آیت میں احسان جتایا کہ میں نے آج تمہارا دین پورا کر دیا اپنا احسان تم پر تمام کر دیا یہ جب ہی ہوگا کہ امت اللہ اور رسولؐ کے احکام پر قائم رہے قرآن و حدیث کی پیروی کرتی رہے ۔

۲۰۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ الْغَدَ حِينَ بَايَعَ الْمُسْلِمُونَ أَبَا بَكْرٍ وَاسْتَوَى عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشَهَّدَ قَبْلَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو انس بن مالکؓ نے خبر دی انہوں نے حضرت عمرؓ کا وہ خطبہ سنا جو آنحضرت صلعم کی وفات کے دوسرے روز انہوں نے پڑھا ۔جب مسلمانوں نے ابوبکر صدیقؓ سے بیعت کی تھی ۔حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر چڑھے اور ابوبکر صدیق کے خطبہ سنانے سے پہلے انہوں نے تشہد پڑھا ۔پھر کہنے لگے اللہ

فَاخْتَارَ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عَلَى الَّذِيْ عِنْدَكُمْ وَهٰذَا الْكِتَابُ الَّذِيْ هَدَى اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ تَهْتَدُوْا وَاِنَّمَا هَدَى اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَهٗ۔

تعالےٰ نے اپنے پیغمبرؐ کے لئے دنیا کی نعمتوں سے جو تمہارے پاس ہیں وہ نعمتیں زیادہ پسند کیں جو اس کے پاس ہیں (یعنے آخرت کی نعمتیں) اور یہ قرآن وہ کتاب ہے جس کے سبب سے اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کو دین کا سیدھا رستہ دکھلایا تو اس کو (مضبوط) تھامے رہو تم سیدھا رستہ پاؤ گے یعنی وہ رستہ جو اللہ نے اپنے پیغمبر کو بتلایا ؎۔

؎ اگر قرآن کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے قرآن کا مطلب حدیث سے کھلتا ہے تو قرآن اور حدیث یہی دین کی اصلیں ہیں ہر مسلمان کو ان دونوں کو تھامنا یعنے سمجھ کر پڑھنا اور انہی کے موافق اعتقاد اور عمل کرنا ضرور ہے جس شخص کا اعتقاد یا عمل قرآن و حدیث کے موافق نہ ہو وہ کبھی اللہ کا ولی اور مقرب بندہ نہیں ہو سکتا اور جس شخص میں جتنا اتباع قرآن و حدیث زیادہ ہے اتنا ہی ولایت میں اس کا درجہ بلند ہے مسلمانو! خوب سمجھ رکھو موت سر پر کھڑی ہے اور آخرت میں پروردگار اور اپنے پیغمبر کے سامنے حاضر ہونا ہے ایسا نہ ہو کہ تم وہاں شرمندہ بنو اور اس وقت کی شرمندگی کچھ فائدہ نہ دے۔ دیکھو یہی قرآن اور حدیث کی پیروی تم کو نجات دلانے والی اور تمہارے بچاؤ کے لئے ایک عمدہ دستاویز ہے باقی سب چیزیں ڈھونگ ہیں۔ کشف و کرامات تصور شیخ درویشی کے شطحیات دوسرے خرافات جیسے حال قال نیاز اعراس میلے ٹھیلے چراغاں صندل یہ چیزیں کچھ کام آنے والی نہیں ہیں۔ ایک شخص نے حضرت جنید کو جو رئیس الاولیاء تھے خواب میں دیکھا پوچھا کہو کیا گذری۔ انہوں نے کہا وہ درویشی کے حقائق اور دقائق اور فقیری کے نکتے اور ظرائف سب گئے گذرے کچھ کام نہیں آئے۔ چند رکعتیں تہجد کی جو ہم سحر کے قریب (سنت کے موافق) پڑھا کرتے تھے۔ انہوں ہی نے ہم کو بچایا۔ یا اللہ قرآن اور حدیث پر ہم کو جمائے اور شیطانی علوم اور وسوسوں سے بچائے رکھ آمین ثم آمین۔

۲۰۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِيْ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ۔

ہم سے موسےٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے خالد سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے سینے سے لگایا اور یوں دعا کی یا اللہ اس کو قرآن کا علم دے ؎۔

؎ آنحضرت صلعم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ابن عباسؓ اس اُمت کے بڑے عالم ہوئے خصوصاً علم تفسیر میں تو وہ بے نظیر تھے۔

۲۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفًا أَنَّ أَبَا الْمِنْهَالِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَرْزَةَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يُغْنِيكُمْ أَوْ نَعَشَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے عوف اعرابی سے سنا ان سے ابوالمنہال نے بیان کیا۔ انہوں نے ابوبرزہ صحابی سے سنا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسلام کیوجہ سے تم کو مالدار کر دیا (یا تمہارا درجہ بلند کر دیا) اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیوجہ سے (ورنہ اسلام سے پہلے تم ذلیل اور محتاج تھے) ف۱

ف۱ بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے۔ ینظر فی اصل کتاب الاعتصام جو میں نے ایک علیحدہ کتاب بھی لکھی ہے ان کو دیکھو یہ کتاب بھی امام بخاری کی ہے۔

۲۰۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهُ وَأُقِرُّ لَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلَى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتُ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے۔ انہوں نے کہا ف۱ عبداللہ بن عمرؓ نے عبدالملک کو ایک خط لکھا۔ اس میں عبدالملک کی بیعت قبول کی اور یہ لکھا کہ میں تیرا حکم سنوں گا اور مانوں گا بشرطیکہ اللہ کی شریعت اور اس کے پیغمبرؐ کی سنت کے موافق ہو جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا۔

ف۱ جب عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہو چکے اور لوگوں کا اتفاق عبدالملک کی خلافت پر ہو گیا تو۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: میں جامع باتیں دیکر بھیجا گیا (یعنی جن کے لفظ تھوڑے اور معنی بہت ہیں)

۲۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جامع باتیں دے کر بھیجا گیا۔ اور

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَلْغَثُونَهَا أَوْ تَرْغَثُونَهَا أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا۔

میرا رعب دشمنوں کے دلوں میں ڈال کر میری مدد کی گئی اور ایک بار میں سو رہا تھا میں نے خواب میں دیکھا زمین کے خزانوں کی کنجیاں لا کر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں ابو ہریرہؓ اس حدیث کو روایت کر کے کہتے تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو (عالم آخرت) کو سدھار گئے اور تم اس دنیا کے مال و اسباب کو مزے سے چکھتے ہو (یا چوستے ہو) یا کوئی ایسا ہی کلمہ کہا ف۔

ف حدیث میں تلغثونہا ہے یہ کلمہ لغیث سے نکلا ہے لغیث کہتے ہیں کھانے کو جس میں جو ملے ہوں یعنی جس طرح اتفاق پڑے اس کو کھاتے ہو یا ترغثونہا ہے جو رغث سے نکلا ہے۔ عرب کے لوگ کہتے ہیں رغث الجدی امہ یعنی بکری کے بچے نے اپنی ماں کا دودھ پی لیا۔

۲۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ أُومِنَ أَوْ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنِّي أَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے سعید بن ابی سعید سے انہوں نے اپنے والد (کیسان) سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ہر پیغمبر کو کچھ کچھ نشانیاں (معجزے) ایسے دیئے گئے جن پر خلقت کو ایمان نصیب ہوا یا خلقت ایمان لائی اور مجھ کو (بڑا) معجزہ جو دیا گیا وہ قرآن ہے جس کو اللہ نے مجھ پر بھیجا (قرآن قیامت تک باقی ہے دوسرے پیغمبروں کے معجزے گذر کر حکایت رہ گئے) اس لئے مجھ کو امید ہے کہ قیامت کے دن میری پیروی کرنیوالے شمار میں بہت ہونگے ف۔

ف قرآن ایسا معجزہ ہے جو قیامت تک باقی ہے آج قرآن اترے پر چودہ سو برس ہو رہے ہیں لیکن کسی سے قرآن کی ایک سورت نہ بن سکی۔ باوجودیکہ ہر زمانہ میں قرآن کے صدہا مخالف اور دشمن گذر چکے اب کوئی یہ نہ کہے کہ مردم شماری کی رو سے نصاریٰ کی تعداد بہ نسبت مسلمانوں کے زیادہ معلوم ہوتی ہے تو مسلمانوں کا شمار آخرت میں کیونکر زیادہ ہو گا اس لئے کہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰؑ کی امت کہلانے کے لائق ہیں وہی ہیں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک

گذر چکے۔ ان میں بھی وہ نصاریٰ جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی سچی شریعت پر قائم ہیں یعنی توحید آلٰہی کے قائل اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کا بندہ اور پیغمبر سمجھتے تھے ان نصاریٰ سے قیامت کے دن مسلمان تعداد میں زیادہ ہوں گے۔ اس زمانہ کے نصاریٰ درحقیقت حضرت عیسیٰؑ کی امت اور سچے نصاریٰ نہیں ہیں وہ صرف حضرت عیسیٰؑ کے نام لیوا ہیں انہوں نے اپنا دین بدل ڈالا اور دین کے بڑے رکن یعنی توحید ہی کو خراب کر دیا افسوس اسی طرح نام کے مسلمانوں نے بھی اپنا دین بدل ڈالا اور شرک کرنے لگے اس قسم کے مسلمان بھی درحقیقت مسلمان نہیں ہیں نہ امت محمدی میں ان کا شمار ہو سکتا ہے۔

بَابُ الْإِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا قَالَ أَئِمَّةً نَقْتَدِيْ بِمَنْ قَبْلَنَا وَيَقْتَدِيْ بِنَا مَنْ بَعْدَنَا وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ: ثَلَاثٌ أُحِبُّهُنَّ لِنَفْسِيْ وَلِإِخْوَانِيْ هٰذِهِ السُّنَّةُ أَنْ يَتَعَلَّمُوْهَا وَيَسْأَلُوْا عَنْهَا وَالْقُرْاٰنُ أَنْ يَتَفَهَّمُوْهُ وَيَسْأَلُوْا عَنْهُ وَيَدَعُوا النَّاسَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ

باب آنحضرتؐ کی سنتوں کی پیروی کرنا

اور اللہ تعالےٰ نے (سورۂ فرقان) میں فرمایا پروردگار ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے (مجاہد نے) کہا یعنی امام کہ ہم لوگ اگلے لوگوں (صحابہ اور تابعین) کی پیروی کریں اور ہمارے بعد جو لوگ آئیں وہ ہماری کریں اس کو فریابی اور طبری نے وصل کیا اور عبداللہ بن عون نے ول کہا تین باتیں ایسی ہیں جن کو میں خاص اپنے لئے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے پسند کرتا ہوں ایک تو حدیث شریف مسلمانوں کو چاہیئے اس کو سیکھیں اور حدیث کے عالموں سے پوچھتے رہیں دوسرے قرآن اس کو سمجھ کر پڑھیں ول۲ اور لوگوں سے قرآن کے مطالب کی تحقیق کرتے رہیں تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا ذکر نہ کریں مگر خیر اور بھلائی کے ساتھ۔

ول اس کو محمد بن نصر مروزی نے کتاب السنۃ میں وصل کیا۔ ول۲ مطلب میں غور کر کے۔

٢٠٨۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ: جَلَسْتُ إِلٰى شَيْبَةَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ قَالَ: جَلَسَ إِلَيَّ عُمَرُ فِيْ مَجْلِسِكَ هٰذَا فَقَالَ: هَمَمْتُ أَنْ

ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے واصل بن حیان سے انہوں نے ابو وائل (شقیق بن سلمہ) سے انہوں نے کہا میں شیبہ بن عثمان حجبی کے پاس (جو کعبہ کے کلید بردار تھے) اس مسجد میں (یعنی مسجد حرام میں) بیٹھا رہا وہ کہنے لگے جہاں تم بیٹھے ہو یہیں (ایک دن) حضرت عمرؓ میرے پاس بیٹھے تھے کہنے لگے۔

لا أدع فيها صفراء ولا بيضاء إلا قسمتها بين المسلمين قلت: ما أنت بفاعل، قال: لم؟ قلت: لم يفعله صاحباك، قال: هما المرآن يقتدى بهما.

میں نے قصد کیا کہ کعبے میں جو اشرفیاں یا روپیہ (الطریق نذر اللہ کے) آتے ہیں وہ ایک نہ چھوڑوں سب مسلمانوں کو بانٹ دوں میں نے اُن سے کہا تم ایسا نہیں کر سکتے انہوں نے پوچھا کیوں۔ میں نے کہا اس لئے کہ تم سے پیشتر جو دو صاحب گذرے ہیں ۲ انہوں نے ایسا نہیں کیا ۳ حضرت عمرؓ نے کہا بیشک یہ دونوں صاحب ایسے گذرے ہیں جنکی پیروی کرنا چاہیئے۔

۱ غیبت نہ کریں یا مسلمانوں کو خیر اور بھلائی کی طرف بلاتے رہیں وعظ و نصیحت کرتے رہیں یہ دُوسرا ترجمہ اس وقت ہے جب حدیث میں ویدعوا الناس الی خیر ہو۔ ۲ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ۔ ۳ بلکہ اس روپیہ کو کعبے ہی کے لئے چھوڑ دیا کہ وہاں کی مرمّت اور درستی وغیرہ میں صرف ہو۔

---

٢٠٩ - حدثنا علي بن عبد الله: حدثنا سفيان قال: سألت الأعمش فقال عن زيد بن وهب سمعت حذيفة يقول حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن الأمانة نزلت من السماء في جذر قلوب الرجال ونزل القرآن فقرأوا القرآن وعلموا من السنة.

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا میں نے اعمش سے پوچھا انہوں نے زید بن وہب سے روایت کی کہا میں نے حذیفہ بن یمان سے سُنا وہ کہتے تھے ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا فرمایا ایمانداری آسمان سے لوگوں کے دلوں کی جڑ پر اتری ہے (آدمی کی فطرت میں داخل ہے) اور قرآن بھی (آسمان سے) اترا پھر لوگوں نے اس کو پڑھا اور حدیث شریف سے قرآن کا مطلب سمجھا ۱ (تو قرآن اور حدیث دونوں سے اس ایمانداری کو جو فطرتی تھی پوری قوت مل گئی)

۱ قرآن کی تفسیر حدیث شریف ہے۔ بغیر حدیث کے قرآن کا صحیح مطلب معلوم نہیں ہوتا جتنے گمراہ فرقے اس امّت میں ہیں وہ کیا کرتے ہیں قرآن کو لے لیتے ہیں اور حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں اور چونکہ قرآن کی بعضی آیتیں گول مول ہیں ان میں اپنی رائے کو دخل دے کر گمراہ ہو جاتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن کو حدیث کے ساتھ ملا کر پڑھیں اور جو تفسیر حدیث کے موافق ہو اسی کو اختیار کریں۔ اللہ کے فضل و کرم سے اس آخری زمانہ میں جب طرح طرح کے فتنے مسلمانوں میں نمود ہو رہے ہیں اور دجال اور شیطان کے نائب ہر جگہ پھیل رہے ہیں اس نے عام مسلمانوں

کا ایمان بچانے کے لئے قرآن کی ایک مختصر اور صحیح تفسیر یعنی تفسیر موضحۃ الفرقان مرتب کرادی اب ہر مسلمان بڑی آسانی کے ساتھ قرآن کا صحیح مطلب سمجھ سکتا ہے اور ان دجالی اور شیطانی پھندوں سے اپنے تئیں بچا سکتا ہے وللہ الحمد۔

۷۲۱۰- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ شَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَإِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم کو عمرو بن مرہ نے خبر دی کہا میں نے مرہ ہمدانی سے سنا وہ کہتے تھے عبداللہ بن مسعود نے کہا وہ کہتے تھے سب کلاموں سے اچھا کلام اللہ تعالیٰ کا کلام (یعنی قرآن شریف ہے) اور سب طریقوں میں عمدہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور سب کاموں میں برے کام وہ ہیں جو (دین میں) نئے نکالے جائیں (جن کو بدعت کہتے ہیں) ف۱ اور دیکھو جن باتوں کا آخرت میں تم سے وعدہ ہے (حشر و نشر عذاب قبر وغیرہ) وہ سب ہونے والی ہیں اور تم پروردگار سے بچ کر کہیں جا نہیں سکتے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ف۱ دوسری مرفوع حدیث میں جابر کی کل بدعۃ ضلالۃ اور حضرت عائشہؓ کی حدیث میں ہے۔ من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہورد اور عرباض بن ساریہ کی حدیث میں ہے ایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ اس کو ابن ماجہ اور حاکم اور ابن حبان نے صحیح کہا۔ حافظ نے کہا بدعت شرعی وہ ہے جو دین میں نئی بات نکالی جائے جس کی اصل شرع سے نہ ہو۔ ایسی ہر بدعت مذموم اور قبیح ہے لیکن لغت میں بدعت ہر نئی بات کو کہتے ہیں اس میں بعضی بات اچھی ہوتی ہے بعضی بری۔ امام شافعی نے کہا ایک بدعت محمود ہے جو سنت کے موافق ہو دوسری مذموم جو سنت کے خلاف ہو اور امام بیہقی نے مناقب شافعی میں ان سے نکالا انہوں نے کہا نئے کام دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو کتاب و سنت اور آثار صحابہؓ اور اجماع کے خلاف ہیں وہ بدعت ضلالت ہیں۔ دوسرے وہ جو ان کے خلاف نہیں ہیں وہ گو محدث ہوں مگر مذموم نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں بدعت کی تحقیق میں علماء کے مختلف اقوال ہیں اور انہوں نے اس باب میں جداگانہ رسائل اور کتابیں تصنیف کیے ہیں اور بہتر رسالہ مولانا اسمٰعیل صاحب کا ہے ایضاح الحق۔ ابن عبدالسلام نے کہا بدعت پانچ قسم ہے بعضی بدعت واجب ہے جیسے علم صرف اور نحو کا حاصل کرنا جس سے قرآن و حدیث کا مطلب سمجھ میں آئے بعضے مستحب ہیں جیسے تراویح میں جمع ہونا مدرسے بنانا سرائیں بنانا بعضے حرام ہیں جو خلاف سنت ہیں جیسے قدریہ مرجیہ مشبہہ کے بدعات بعضے مباح ہیں جیسے مصافحہ نماز فجر یا نماز عصر کے بعد اور کھانے پینے کی لذتیں وغیرہ بعضے مکروہ اور خلاف اولیٰ۔ میں کہتا ہوں ابن عبدالسلام کی مراد بدعت سے بدعت لغوی ہے بیشک اس کی کئی قسمیں ہو سکتی ہیں

لیکن بدعت شرعی جس کی کوئی اصل کتاب و سنت سے نہ ہو اور قرون ثلاثہ کے بعد دین میں نکالی جائے وہ نری گمراہی ہے ایسی بدعت کوئی اچھی نہیں ہو سکتی اور صرف ونحو کا علم حاصل کرنا یا مدرسے یا سرائیں بنانا یا نماز تراویح میں جمع ہونا بدعت شرعی نہیں ہے کیونکہ ان کی اصل کتاب و سنت سے پائی جاتی ہے۔ اور ان میں کی بعضی باتیں صحابہؓ اور تابعین کے وقت میں شروع ہو گئی تھیں۔ بدعت شرعی وہ ہے جو صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے بعد دین میں نکالی جائے اور اس کی اصل کتاب اور سنت سے نہ ہو۔ رہا مصافحہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد تو گو ابن عبدالسلام نے اس کو مباح کہا مگر اکثر علماء نے اس کو باعث مذموم قرار دیا ہے اسی طرح عیدین کے بعد بھی مصافحہ اور معانقہ سے منع کیا ہے۔

۲۱۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ قَالَا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ سے انہوں نے ابوہریرہ رضؓ اور زید بن خالد جہنی سے دونوں نے کہا ہم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے (اتنے میں دو گنوار لڑتے آئے) آپؐ نے فرمایا میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کر دونگا وا۔

وا یہ حدیث مفصل طور سے اوپر گذر چکی ہے۔

۲۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى۔

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے کہا ہم سے ہلال بن علی نے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے سب لوگ (گو وہ گنہ گار ہوں) ایک نہ ایک دن بہشت میں جائیں گے مگر جو میری نافرمانی کرے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ نافرمانی سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا جس نے میری بات سنی (میری اطاعت سب کی اطاعت پر مقدم رکھی) وہ تو بہشت میں جائیگا جس نے میری بات نہ سنی وا وہ دوزخ میں جائیگا۔

وا حدیث کے خلاف کسی مجتہد یا امام یا پیر یا درویش کا کہنا سُنا۔

٢١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ: حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ: حَدَّثَنَا أَوْ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ جَاءَتْ مَلَئِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا: إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هَذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا: مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ، فَقَالُوا: أَوِّلُوهَا لَهُ يَفْقَهْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا: فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے محمد بن عبادہ نے بیان کیا کہا ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی کہا ہم کو سلیم بن حیان نے (یزید نے ان سلیم کی تعریف کی)۔ کہا ہم سے سعید بن میناء نے۔ کہا ہم کو جابر بن عبداللہ نے۔ وہ کہتے تھے سوتے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتے آئے (جبرائیل اور میکائیل) ایک کہنے لگا وہ سو رہے ہیں دوسرے نے کہا کیا ہوا ان کی آنکھ (ظاہر میں) سوتی ہے پر دل بیدار اور ہوشیار ہے (ہر وقت ذاکر پروردگار ہے) پھر کہنے لگے اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مثال ہے تو وہ مثال اس کے لئے بیان کرو ایک کہنے لگا وہ سو رہے ہیں دوسرے نے کہا ان کی آنکھ سوتی ہے پر دل بیدار ہے انہوں نے کہا اس کی مثال اس شخص کی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا۔ پھر کھانا تیار کرایا۔ اب ایک شخص کی دعوت دینے کے لئے بھیجا۔ جس نے دعوت دینے والے کی بات سُنی وہ گھر میں آیا (مزے مزے سے) کھانا کھایا۔ اور جس نے اس کی بات نہیں سُنی وہ نہ گھر میں آیا نہ اس نے کھانا کھایا۔ پھر کہنے لگے اس مثال کی شرح تو بیان کرو کہ یہ پیغمبر اس کو سمجھ لیں۔ اس پر ایک فرشتہ بولا (کیا فائدہ) وہ تو سو رہے ہیں، دوسرے نے کہا بھائی! (کہہ تو دیا) اُن کی آنکھ (ظاہر میں) سوتی ہے دل بیدار ہوشیار ہے اس وقت دوسرے فرشتے نے کہا گھر سے مراد بہشت ہے۔ اور دعوت دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (گھر کا مالک اللہ تعالٰے ہے) پھر جس نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بات سنی اور مانی اس نے اللہ کی بات سنی اور مانی۔ اور جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ مانی اس نے

فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ جَابِرٍ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اللہ کی بھی بات نہ مانی ف۱۔ حضرت محمدؐ کیا ہیں گویا اچھے کو بُرے سے جُدا کرنیوالے ہیں۔ محمد بن عبادہ کے ساتھ اس حدیث کو قتیبہ بن سعید نے بھی لیث سے روایت کیا انہوں نے خالد بن یزید مصری سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے انہوں نے جابر سے کہ آنحضرتؐ ہم پر برآمد ہوئے پھر یہی حدیث نقل کی (اس کو امام ترمذی نے وصل کیا)۔

ف۱ وہ کم بخت بہشت سے محروم رہا اور وہاں کے کھانے سے بھی مسلمانو دیکھو اگر تم مرنے کے بعد بہشت میں جانا منظور ہے تو قرآن اور حدیث پر قائم رہو رات اور دن قرآن اور حدیث کا مطالعہ کرتے رہو۔ جو حدیث کے خلاف بکے بڑا ہو یا چھوٹا اس کی بات چھپر پر مارو ہمیں اس سے غرض ہی کیا ہے بڑے تھے تو اپنے گھر کے بڑے تھے ہمارے پروردگار نے ہم کو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا دوسرے کسی کی اطاعت کا حکم نہیں دیا بس ہم کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کام ہے اور انہی کا سایہ عاطفت اور عنایت ہم کو کافی اور وافی ہے بڑے ہوں یا چھوٹے سب حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے تابعدار اور غلام اور کفش بردار ہیں ہم آقا کو چھوڑ کر نمک حرام بننا نہیں چاہتے دوسروں کی پیروی تم ہی کو مبارک رہے ہم تو حافظ صاحب کا یہ مصرع پڑھا کرتے ہیں ع طاعت غیر تو در مذہب ما نتواں کرد۔

۲۱۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ، يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ اسْتَقِيمُوا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا فَإِنْ أَخَذْتُمْ يَمِينًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے ہمام بن حارث سے انہوں نے حذیفہ بن یمان سے انہوں نے کہا قرآن اور حدیث کے پڑھنے والو تم (قرآن اور حدیث پر جمے رہو) تو بہت آگے بڑھ جاؤ گے ف۱ اگر تم قرآن اور حدیث پر نہ جموگے اِدہر اُدہر داہنے بائیں رستہ لوگے ف۲ تو بس گمراہ ہوگئے کیسے گمراہ بہت گمراہ۔

ف۱ یعنی ان لوگوں سے کہیں افضل ہوگے جو تمہارے بعد آئیں گے یہ ترجمہ اس وقت ہے جب حدیث میں فقد سبقتم بصیغہ معروف ہو اور اگر بصیغہ مجہول ہو تو ترجمہ یہ ہوگا تم حدیث اور قرآن پر جم جاؤ کیونکہ دوسرے لوگ حدیث اور قرآن کی پیروی کرتے ہیں تم سے بھی بہت آگے بڑھ گئے ہیں یعنے دور نکل گئے ہیں۔ ف۲ دوسرے لوگوں کی رائے پر چلوگے۔

۲۱۵- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ: يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوا فَانْطَلَقُوا عَلَى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ۔

ہم سے ابوکریب محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے برید سے انہوں نے اپنے دادا ابوبردہ سے انہوں نے اپنے والد ابوموسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا میری اور اللہ نے جو مجھ کو دے کر بھیجا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایک قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا میں نے (دشمن) کا لشکر اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور میں ننگ دھڑنگ ول تم کو ڈرانے کیلئے (بھاگ کر) آیا ہوں تو بھاگو بھاگو (اپنے تئیں بچاؤ) اب کچھ لوگوں نے تو اس کا کہنا سنا وہ رات ہی رات اطمینان سے بھاگ کر چل دیئے کچھ لوگوں نے کہا یہ جھوٹا معلوم ہوتا ہے اور اپنے ٹھکانوں ہی میں پڑے رہے آخر صبح سویرے (دشمن کا) لشکر ان پر آ پڑا۔ انکو مار کر برباد کر دیا بس یہی مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے میرا کہنا سنا اور جو حکم میں لیکر آیا اس کو مانا ول۔ اور ان لوگوں کی جنہوں نے میرا کہنا نہ مانا اور جو حکم میں لے کر آیا اس کو جھٹلایا (شیطان کے لشکر نے ان کو آ دبوچا اور تباہ کر دیا دوزخ میں ڈلوا دیا)۔

ول عرب میں قاعدہ تھا جب دشمن نزدیک آن پہنچتا اور کوئی شخص اس کو دیکھ لیتا اس کو یہ ڈر ہوتا کہ میرے پہنچنے سے پہلے یہ لشکر میری قوم پر پہنچ جائے گا تو ننگا ہو کر چیختا چلاتا بھاگتا بعضے کہتے ہیں اپنے کپڑے اتار کر جھنڈے کی طرح ایک لکڑی پر لگاتا اور چلاتا ہوا بھاگتا۔ اللھم اغفر لکاتبہ ولمن سعیٰ فیہ۔ ف۲ے انہوں نے شیطان کے شر سے اپنے تئیں بچا لیا۔

۲۱۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے اور عرب کے کئی قبیلے پھر گئے (ابوبکرؓ نے ان سے لڑنا چاہا) تو حضرت عمرؓ ابوبکرؓ سے

كَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ فَقَالَ: وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ فَقَالَ عُمَرُ فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ، قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ وَعَبْدُ اللهِ عَنِ اللَّيْثِ عَنَاقًا وَهُوَ أَصَحُّ۔

کہنے لگے تم ان لوگوں سے کیسے لڑو گے ف۱ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے مجھے اس وقت تک لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا ہے جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے پھر جس نے یہ گواہی دی (لا الٰہ الا اللہ کہا) اس نے اپنی دولت اور جان مجھ سے بچالی۔ البتہ کسی کے حق کے بدل ہو تو وہ اور بات ہے (مثلاً کسی کا مال مارے یا کسی کا خون کرے) اب اسکے باقی اعمال کا حساب اللہ کے حوالے ہے ابوبکرؓ صدیق نے یہ سن کر جواب دیا ہیں تو خدا کی قسم اس شخص سے ضرور لڑونگا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے ف۲ زکوٰۃ مال کا حق ہے ف۳ خدا کی قسم اگر وہ ایک رسی (جس سے جانور باندھتے ہیں) نہ دیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا کرتے تھے تو میں اسکے نہ دینے پر اُن سے لڑونگا حضرت عمرؓ کہتے ہیں پھر جو میں نے غور کیا تو میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کے دل میں لڑائی کی تجویز ڈالی ہے اور ان ہی کی رائے حق ہے ابن بکیر نے اور عبداللہ بن صالح نے لیث سے اس حدیث میں بجائے عقالا کے عناقا روایت کیا ہے یعنی بکری کا بچہ وہی زیادہ صحیح ہے ف۴

ف۱ وہ تو کلمہ گو ہیں صرف زکوٰۃ نہیں دیتے۔ ف۲ نماز پڑھے لیکن زکوٰۃ نہ دے دونوں برابر کے فرض ہیں۔ ف۳ جیسے نماز سلامتی جسم کا حق ہے۔ ف۴ کیونکہ زکوٰۃ میں بکری کا بچہ کبھی آجاتا ہے مگر رسی زکوٰۃ میں نہیں دی جاتی۔ بعضوں نے کہا آنحضرتؐ نے جب محمد بن مسلمہ کو زکوٰۃ تحصیلنے کے لئے بھیجا تو وہ ہر شخص سے زکوٰۃ کے جانوروں کے ساتھ ایک رسی بھی ان کے باندھنے کے لئے لیتے اسطرح گویا رسی بھی تبعاً زکوٰۃ میں دیجاتی ہے۔

۲۱۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ

مجھ سے اسمٰعیل بن ابی ادریس نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے انہوں نے یونس بن یزید ایلی سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے عبیداللہ

عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ عُیَیْنَۃُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَیْفَۃَ بْنِ بَدْرٍ فَنَزَلَ عَلَی ابْنِ أَخِیْہِ الْحُرِّ بْنِ قَیْسِ بْنِ حِصْنٍ وَکَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِیْنَ یُدْنِیْہِمْ عُمَرُ وَکَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِہٖ کُہُوْلًا کَانُوْا أَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُیَیْنَۃُ لِابْنِ أَخِیْہِ یَا ابْنَ أَخِیْ ھَلْ لَکَ وَجْہٌ عِنْدَ ھٰذَا الْأَمِیْرِ فَتَسْتَأْذِنَ لِیْ عَلَیْہِ فَقَالَ: سَأَسْتَأْذِنُ لَکَ عَلَیْہِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَأْذَنَ لِعُیَیْنَۃَ فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَاللّٰہِ مَا تُعْطِیْنَا الْجَزْلَ وَمَا تَحْکُمُ بَیْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰی ھَمَّ بِأَنْ یَّقَعَ بِہٖ فَقَالَ الْحُرُّ یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ إِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاھِلِیْنَ فَوَاللّٰہِ مَا جَاوَزَھَا عُمَرُ حِیْنَ تَلَاھَا عَلَیْہِ وَکَانَ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللّٰہِ۔

بن عبداللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباس نے کہا عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر (مدینہ میں) آیا اور اپنے بھتیجے حر بن قیس بن حصن کے پاس وا۱ اترا۔ حر بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جن کو حضرت عمر کا قرب حاصل تھا اور حضرت عمرؓ کے مقرب اور مشیر وہی لوگ رہتے جو قرآن کے قاری (اور عالم) ہوتے جوان ہوں یا بوڑھے و۲ خیر عیینہ نے حر سے کہا میرے بھتیجے تم کو امیرالمومنین کے پاس وجاہت اور عزت حاصل ہے مجھ کو بھی ان کے پاس اجازت مانگ کر لے چلو۔ حر نے کہا اچھا میں اجازت لوں گا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں پھر حر نے عیینہ کو لانے کی اجازت حضرت عمر رضی اللہ عنہ (سے) لی۔ عیینہ جونہی دربار میں پہنچا تو کیا کہنے لگا خطاب کے بیٹے نہ تو تو ہم کو مال کا گچھا دیتا ہے نہ انصاف کرتا ہے حضرت عمرؓ یہ (بے ادبی کی گفتگو) سن کر غصے ہوئے اور قریب تھا کہ عیینہ کو مار بیٹھیں۔ حر نے عرض کیا امیرالمومنین اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبرؐ سے فرمایا ہے معافی کا شیوہ اختیار کر اور اچھی بات کا حکم کر اور جاہلوں کی گفتگو سے چشم پوشی کر۔ حر نے جونہی یہ آیت پڑھی (حضرت عمرؓ بس جیسے سہم گئے) انہوں نے ذرا حرکت بھی نہ کی ان کی عادت تھی اللہ کی کتاب پر فوراً عمل کرتے و۳۔

و۱ یہ عیینہ بن حصن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسلمان ہو گیا تھا۔ پھر جب طلیحہ اسدی نے آنحضرتؐ کی وفات کے بعد نبوت کا دعوےٰ کیا تو عیینہ بھی اس کے معتقدوں میں شریک ہو گیا ابوبکرؓ کی خلافت میں طلیحہ پر مسلمانوں نے حملہ کیا وہ تو بھاگ گیا لیکن عیینہ قید ہو گیا اس کو مدینہ میں لے کر آئے ابوبکرؓ نے اس سے

کہا توبہ کر اس نے توبہ کی۔ ف۲ے سبحان اللہ علم کی قدر دانی تب ہی ہوتی ہے جب بادشاہ اور رئیس عالموں کو مقرب رکھتے ہیں علم ایسی ہی چیز ہے کہ جوان میں ہو یا بوڑھے میں ہر طرح اس سے افضلیت پیدا ہوتی ہے۔ ایک جوان عالم درجہ اور مرتبہ میں اس سو برس کے بوڑھے سے کہیں زائد ہے جو کم بخت ان پڑھ جاہل ہو۔ حضرت عمرؓ میں جہاں فضیلتیں جمع تھیں وہاں علم کی قدر دانی بھی بدرجہ کمال ان میں تھی۔ اب ہمارے زمانہ کے بادشاہوں کو دیکھو۔ عالموں کی قدر دانی تو کجا عالموں کے جانی دشمن اور جاہل پرست ہیں۔ جہاں کسی عالم کا نام سنا اس کو نکلوایا موقوف کیا ذلیل کیا اور جاہلوں کے لئے وزارت عدالت مال سب صیغے کھلے ہوئے ہیں۔ ہنسی تو ان بے وقوفوں پر آتی ہے جو کہتے ہیں جہاں آدمی عالم ہوا پھر وہ دنیا کے انتظامی کاموں اور ریاست کے اعلیٰ عہدوں کے لائق نہیں رہتا اسے خدا کی مار تم پر تم ایسے ہی لوگوں نے تو دنیا میں جہالت کی گرم بازاری کر دی ہے۔ اور علم کو صفحہ دنیا سے مفقود کر دیا ہے۔ اسے مردود و علم ہی سے تو آدمی دنیا اور دین دونوں کے کاموں کی لیاقت پیدا کرتا ہے تم بیچارے ہو کیا اور تم عالم کے سامنے کیا کام کر سکتے ہو۔ عالم لوگ تمہاری تحریروں اور تقریروں کو گائے کا موت اور گوز شتر خیال کرتے ہیں۔ ف۳ے سبحان اللہ خلافت ایسے لوگوں کو سزاوار ہے جو قرآن اور حدیث کے ایسے تابع اور مطیع ہوں اب ان جاہلوں سے پوچھنا چاہیئے کہ عیینہ بن حصن تو تمہارا ہی بھائی تھا پھر اس نے ایسی بے تمیزی کیوں کی۔ اگر ذرا بھی علم رکھتا ہوتا تو ایسی بے ادبی کی بات منہ سے نہ نکالتا۔ حر بن قیس جو عالم تھے ان کی وجہ سے اس کی عزت بچ گئی ورنہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے وہ مار کھاتا کہ چھٹی کا دودھ یاد آجاتا۔

۲۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَ النَّاسُ قِيَامٌ وَهِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّي فَقُلْتُ: مَا لِلنَّاسِ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، فَقُلْتُ: آيَةٌ قَالَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے۔ انہوں نے کہا سورج گہن کے وقت میں حضرت عائشہؓ کے پاس گئی دیکھا تو وہ نماز میں کھڑی ہیں لوگ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں میں نے (نماز ہی میں) ان سے پوچھا لوگوں کو کیا ہوا (کیا آفت آئی جو ایسے پریشان ہیں) انہوں نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگیں سبحان اللہ میں نے کہا کیا اللہ کی قدرت کی کوئی نشانی ہے (یا عذاب کی نشانی ہے) انہوں نے سر کے اشارے سے ہاں کہا خیر جب آنحضرتؐ (گہن کی) نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ کی مدح و ثنا کی پھر فرمایا آج اس جگہ پر دنیا اور آخرت کی کوئی چیز باقی نہ

ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَرَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُسْلِمُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا فَيُقَالُ: نَمْ صَالِحًا عَلِمْنَا أَنَّكَ مُوقِنٌ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ.

رہی جس کو میں نے نہ دیکھ لیا ہو یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کو بھی اور اللہ نے مجھ کو یہ بتلایا کہ قبر میں تم لوگوں کا امتحان ہو گا اور امتحان بھی کیسا سخت اس کے قریب جو دجال کے سامنے ہو گا پھر جو شخص مومن ہے یا مسلمان ہے فاطمہ کہتی ہیں مجھ کو یاد نہ رہا اسماء نے کونسا لفظ کہا (مومن یا مسلم) وہ کہے وا گا یہ حضرت محمدؐ ہیں اللہ کی نشانیاں اور معجزے لیکر ہمارے پاس آئے ہم نے ان کا کہنا مان لیا ان پر ایمان لائے فرشتے اس سے کہیں گے تو نیک ہے آرام سے (قبر میں) سو جا (اچھی طرح سو جا) ہم تو پہلے ہی سے جانتے تھے کہ تو ایمان اور یقین والا ہے اور منافق یا شکی معلوم نہیں اسماء نے کونسا لفظ کہا وہ کہے گا میں نہیں جانتا (یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا) میں نے لوگوں سے جیسے سُنا ولیا بک دیا و۲۔

وا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں اس سے پوچھیں گے یہ کون شخص ہیں۔ و۲ یہ حدیث کتاب العلم اور کتاب الکسوف میں گذر چکی ہے اس باب کا مطلب اس فقرے سے نکلتا ہے کہ ہم نے ان کا کہنا مان لیا ان پر ایمان لائے۔

۲۱۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابو الزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپؐ نے فرمایا جس بات کا ذکر میں تم سے نہ کروں وہ مجھ سے نہ پوچھو (یعنی بلاضرورت سوالات نہ کرو) اس لئے کہ اگلی امتیں اسی (بے فائدہ) پوچھنے اور اپنے پیغمبروں پر اختلاف کرنے کی وجہ سے تباہ ہو چکی ہیں جب کسی کام سے تم کو منع کر دوں تو اس سے بچے رہو اور جب میں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے اس کو بجا وا لاؤ۔

وا اور جب نہ ہو سکے تو مواخذہ نہ ہو گا۔ مثلاً کوئی گناہ کے کام پر مجبور کیا گیا یا حلق میں نوالہ اٹک گیا پانی نہیں

نہیں ہے تو شراب سے اتار لیا۔

باب مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيهِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ۔

باب بے فائدہ بہت سوالات کرنا منع ہے اسی طرح بے فائدہ سختی اٹھانا اور وہ باتیں بنانا جن میں کوئی فائدہ نہیں اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ مائدہ میں) فرمایا مسلمانو! ایسی باتیں نہ پوچھو کہ اگر بیان کی جائیں تو تم کو بری لگیں ول۔

ول اور بعضوں نے اس ممانعت کو عام رکھا ہے ہر زمانہ کے لئے اور کہا ہے جب تک کوئی حادثہ واقع نہ ہو۔ تو خواہ مخواہ فرضی سوالات کرنا منع ہے جیسے فقہا کی عادت ہے بعضوں نے کہا یہ ممانعت زمانہ وحی سے خاص تھی کیونکہ اس وقت یہ ڈر تھا کہیں سوال کی وجہ سے وہ شے حرام نہ ہو جائے۔

۲۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ۔

ہم سے عبداللہ بن یزید مقری نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے کہا مجھ سے عقیل بن خالد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عامر بن ابی وقاص سے انہوں نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑا قصوروار وہ مسلمان ہے جو ایک بات (خواہ مخواہ بے فائدہ) پوچھے وہ حرام نہ ہو لیکن اس کے پوچھنے کی وجہ سے حرام ہو جائے ول۔

ول گو سوال تحریم کی علت نہیں ہے مگر جب اس کی حرمت کا حکم سوال کے بعد اترا تو گویا سوال ہی اسکی حرمت کا باعث ہوا۔

۲۲۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

ہم سے اسحاق بن منصور کوسج نے بیان کیا کہا ہم کو عفان بن مسلم صفار نے خبر دی کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا میں نے ابوالنضر سے سنا وہ بسر بن سعید سے روایت کرتے تھے وہ زید بن ثابت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا لَيَالِيَ حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً وَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ.

چٹائی گھیر کر ایک حجرہ بنا لیا اور رمضان کی کئی راتوں میں اس میں عبادت کرتے رہے (تراویح پڑھتے رہے) کئی لوگ بھی جمع ہونے لگے (وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے) ایک رات ایسا ہوا لوگوں نے آپ کی آواز بالکل نہ سنی وہ سمجھے آپ سو گئے یہ خیال کر کے بعضے لوگ کھنگارنے لگے تاکہ آپ برآمد ہوں۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے حال سے واقف ہوا میں اس خیال سے نہ نکلا ایسا نہ ہو کہ یہ نماز (تراویح اور تہجد کی) تم پر فرض ہو جائے پھر تم اس کو بجا نہ لاسکو۔ لوگو تم اپنے گھروں میں یہ نماز پڑھ لیا کرو افضل نماز وہی ہے جو گھر میں ہو ایک فرض نماز مسجد میں پڑھنا افضل ف۱ ہے۔

ف۱ یا جو نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے جیسے عیدین گہن کی نماز وغیرہ یا تحیۃ المسجد کہ وہ خاص مسجد ہی کی تعظیم کے لئے ہے اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ ان لوگوں کو مسجد میں اس نماز کا حکم نہیں ہوا تھا مگر انہوں نے اپنے نفس پر سختی کی۔ آپ نے اس سے باز رکھا معلوم ہوا کہ سنت کی پیروی افضل ہے اور خلاف سنت عبادت کے لئے سختی اٹھانا قیدیں لگانا کوئی عمدہ بات نہیں ہے۔

---

۲۲۲ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ غَضِبَ وَقَالَ سَلُونِي فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبِي؟ قَالَ:

ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے انہوں نے برید بن ابی بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے چند باتیں ایسی پوچھیں جن کا پوچھنا آپ کو برا لگا جب لوگ برابر پوچھتے ہی رہے (باز نہ آئے) تو آپ غصے ہوئے فرمانے لگے (اچھا یوں ہی سہی) اب پوچھتے جاؤ۔ اتنے میں ایک شخص (عبداللہ بن حذافہ) کھڑا ہو کہنے لگا یا رسول اللہ میرا باپ کون تھا آپ

أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبِي؟ فَقَالَ: أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ، فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ: إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

نے فرمایا تیرا باپ حذافہ تھا۔ پھر دوسرا شخص (سعد بن سالم) اٹھا اس نے پوچھا یارسول اللہ میرا باپ کون تھا آپ نے فرمایا تیرا باپ سالم تھا شیبہ بن ربیعہ کا غلام جب حضرت عمرؓ نے دیکھا آپ کے (مبارک) چہرہ پر غصہ تھا۔ تو عرض کرنے لگے ہم لوگ پروردگار کی بارگاہ میں (آپ کو غصہ دلانے سے) توبہ کرتے ہیں۔

۱ے کسی نے یہ پوچھا میری اونٹنی اسوقت کہاں ہے کسی نے پوچھا قیامت کب آئیگی کسی نے پوچھا ہر سال حج فرض ہے۔

۲۲۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقُوقِ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدِ الْبَنَاتِ وَمَنْعٍ وَهَاتِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو عوانہ (وضاح یشکری) نے کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر کوفی نے۔ انہوں نے وراد سے جو مغیرہ بن شعبہ کے منشی تھے۔ انہوں نے کہا معاویہ نے مغیرہ ابن شعبہ کو لکھا کہ تم نے کوئی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی ہو تو مجھ کو لکھ بھیجو انہوں نے جواب میں یہ لکھوایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئ قدیر اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد اور یہ بھی لکھوایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے فائدہ بک بک اور بہت سوالات کرنے اور مال دولت کو ضائع کرنے اور ماؤں کو ستانے اور لڑکیوں کو جیتا گاڑ دینے اور دوسروں کا حق نہ دینے اور (بے ضرورت) مانگنے سے منع فرماتے تھے ۱ے۔

ف۱ بعض نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے۔ قال ابو عبداللہ کانوا یقتلون بناتھم فی الجاھلیۃ فحرم اللہ ذلک۔ امام بخاری نے کہا عرب لوگ جاہلیت کے زمانہ میں بیٹیوں کو مار ڈالتے پھر اللہ نے اس کو حرام کر دیا۔

۲۲۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ: نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے۔ انہوں نے ثابت سے۔ انہوں نے انسؓ سے۔ انہوں نے کہا ہم حضرت عمرؓ کے پاس تھے تو فرمانے لگے ہم کو تکلف ف۱ سے منع کیا گیا ف۲۔

ف۱ یعنی سختی اور تشدد اور بے فائدہ ایک بات کے پیچھے لگ جانے۔ ف۲ ابوالقیم نے مستخرج میں نکالا حضرت انسؓ سے کہ ہم حضرت عمرؓ کے پاس تھے وہ چار پیوند لگے ہوئے ایک کرتہ پہنے تھے اتنے میں انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ وفاکھۃ وابا تو کہنے لگے فاکہہ تو ہم کو معلوم ہے لیکن اب کیا چیز ہے پھر کہنے لگے ہائیں ہم کو تکلف سے منع کیا گیا اور اپنے تئیں آپ پکارنے لگے کہنے لگے اے عمر کی ماں کے بیٹے یہی تو تکلف ہے اگر تجھ کو یہ معلوم نہ ہو کہ اب کیا چیز ہے تو کیا نقصان ہے۔

۲۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُورًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللهِ لَا تَسْأَلُونِّي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے۔ دوسری سند۔ امام بخاری نے کہا اور ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو انس بن مالکؓ نے خبر دی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلتے ہی باہر نکلے۔ اور ظہر کی نماز (اول وقت) پڑھائی جب سلام پھیرا تو منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر کیا ف۱۔ فرمایا قیامت سے پہلے کئی بڑی بڑی باتیں ہوں گی۔ پھر فرمایا جس کو کچھ پوچھنا منظور ہو وہ پوچھ لے قسم خدا کی میں جب تک اس جگہ رہوں گا جو بات تم پوچھو گے میں بتلا دوں گا انسؓ کہتے ہیں یہ سن کر لوگ بہت رونے لگے (آپ کے غصے سے ڈر گئے کہیں

دُمْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا، قَالَ أَنَسٌ فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ وَأَكْثَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي، قَالَ أَنَسٌ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيْنَ مَدْخَلِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: النَّارُ، فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ: مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: أَبُوكَ حُذَافَةُ، قَالَ: ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي سَلُونِي فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا، قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَى، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِي عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ وَأَنَا أُصَلِّي فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

(عذاب نہ اترے) اور آپؐ بار بار یہی فرماتے جاتے تھے پوچھنا پوچھنا۔ حضرت انسؓ نے کہا آخر ایک شخص (نام نامعلوم) اٹھا پوچھنے لگا یا رسول اللہ میں (مرے بعد) کہاں جاؤنگا آپؐ نے فرمایا دوزخ میں ف۲۔ (ایک اور شخص نے پوچھا) میں کہاں جاؤنگا کیا بہشت میں آپؐ نے فرمایا ہاں بہشت میں (طبرانی) پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ میرا باپ (واقعی) کون تھا (لوگ اور کچھ بتاتے ہیں) آپؐ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ تھا۔ پھر آپؐ بار بار یہی فرمانے لگے پوچھے جاؤ پوچھے جاؤ۔ نا یہ حال (آپؐ کے غصّے کا) حضرت عمرؓ دیکھ کر (ادب سے) دو زانو ہو بیٹھے اور کہنے لگے ہم اپنے پروردگار کے رب ہونے سے اسلام کے دین ہونے سے حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے راضی ہیں۔ انسؓ کہتے ہیں پھر آپؐ خاموش ہو رہے (آپؐ کا غصہ جاتا رہا) جب آپؐ نے حضرت عمرؓ کی یہ بات سُنی ف۳ اس کے بعد فرمایا تم خوش ہوتے یا نہیں (یا یوں فرمایا اولیٰ یعنی تم پر افسوس) قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابھی بہشت اور دوزخ دونوں میرے سامنے اس دیوار کے عرض میں لائی گئیں (یعنی ان کی تصویریں) اس وقت میں نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے آج کے دن کی طرح نہ کبھی کوئی اچھی چیز (یعنی بہشت) نہ بری چیز (یعنی دوزخ) دیکھی۔

ف۱ آپؐ کو یہ خبر تھی کہ چند منافق لوگ آپؐ کو تنگ کرنے کے لئے آپؐ سے سوالات کرنا چاہتے ہیں ف۲ شاید یہ شخص منافق ہوگا۔ حافظ نے کہا شاید صحابہؓ نے اس کا نام عمداً بیان نہیں کیا تا کہ اس کا پردہ چھپا رہے۔ ف۳ دوسری روایت میں ہے حضرت عمرؓ اٹھے آپؐ کے پاؤں چومے اس میں اتنا زیادہ ہے اور قرآن کے امام ہونے سے یا رسول اللہ معاف فرمائیے اللہ تعالیٰ آپؐ کو معاف کرے گا برابر یہی کہتے رہے یہاں تک کہ آپؐ خوش ہو گئے۔

۲۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي مُوسَى ابْنُ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَنْ أَبِي؟ قَالَ: أَبُوكَ فُلَانٌ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ الْآيَةَ۔

مجھ سے محمدؐ بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا۔ کہا مجھ کو موسیٰ بن انسؓ نے خبر دی۔ کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سُنا۔ ایک شخص (عبداللہ بن حذافہ) نے کہا یارسول اللہ میرا باپ کون تھا۔ آپؐ نے فرمایا فلاں شخص اور یہ آیت (سورۂ مائدہ میں) اتری مسلمانو! ایسی باتیں نہ پوچھو۔ جو اگر کھول دی جائیں تو تم کو بُری لگیں۔

۲۲۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا، اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهَ۔

ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے شبابہ بن سوار نے کہا۔ ہم سے ورقاء بن عمرو نے انہوں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن (ابوطوالہ) سے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سُنا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے۔ لوگ برابر سوالات کرتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ بھی کہیں گے اچھا اللہ تو ہوا جس نے سب کو پیدا کیا اب اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ ۱

۱ معاذ اللہ یہ شیطان ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالے گا۔ دُوسری روایت میں ہے جب ایسا وسوسہ آئے تو اعوذ باللہ پڑھو۔ یا آمنت باللہ کہو یا اللہ احد اللہ الصمد اور بائیں طرف تھوکو۔ اعوذ باللہ پڑھو۔

۲۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ ابْنِ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ہم سے محمدؐ بن عبید بن میمون نے بیان کیا کہا ہم سے عیسےٰ بن یونس نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا میں مدینہ میں ایک کھیت میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپؐ ایک کھجور کی چھڑی ٹیکتے جا

وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ لَا يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُونَ، فَقَامُوا إِلَيْهِ فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ حَدِّثْنَا عَنِ الرُّوحِ فَقَامَ سَاعَةً يَنْظُرُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَتَأَخَّرْتُ عَنْهُ حَتَّى صَعِدَ الْوَحْيُ ثُمَّ قَالَ: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ، قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي۔

جا رہے تھے۔ اتنے میں چند یہودی ملے اور وہ (آپس میں) کہنے لگے ان پیغمبر صاحب سے پوچھو روح کیا چیز ہے بعضوں نے کہا نہ پوچھو ایسا نہ ہو وہ کوئی ایسی بات کہیں جو تم کو ناگوار ہو وا۔ آخر وہ آنحضرتؐ کے پاس آن کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ابوالقاسم بیان تو کرو روح کیا چیز ہے آپؐ ایک گھڑی تک خاموش (آسمان کی طرف) دیکھتے رہے۔ میں سمجھ گیا کہ آپؐ پر وحی آ رہی ہے اور پیچھے سرک گیا یہاں تک کہ وحی موقوف ہوگئی۔ پھر آپؐ نے (سورۂ بنی اسرائیل کی) یہ آیت سنائی لوگ تجھ سے روح کو پوچھتے ہیں۔ کہہ دے روح میرے مالک کا حکم وا ہے۔

وا ان یہودیوں نے آپس میں یہ صلاح کی تھی کہ ان سے روح کو پوچھو اگر یہ روح کی کچھ حقیقت بیان کریں جب تو سمجھ جائیں گے کہ یہ حکیم ہیں پیغمبر نہیں ہیں۔ چونکہ کسی پیغمبر نے روح کی حقیقت بیان نہیں کی اگر یہ بھی بیان نہ کریں تو معلوم ہو گا کہ پیغمبر ہیں اس پر بعضوں نے کہا نہ پوچھو اس لئے کہ اگر انہوں نے بھی روح کی حقیقت بیان نہیں کی تو ان کی پیغمبری کا ایک اور ثبوت پیدا ہوگا اور تم کو ناگوار گذرے گا۔ وا روح کی حقیقت میں حضرت آدمؑ سے لے کر تا ایں دم ہزارہا حکیموں نے غور کیا اور اب تک اس کی حقیقت معلوم نہیں ہوئی۔ اب مریکہ کے حکیم روح کے پیچھے پڑے ہیں لیکن ان کو بھی اب تک پوری حقیقت دریافت نہ ہوسکی۔ پر اتنا تو معلوم ہوگیا کہ بیشک روح ایک جوہر ہے جس کی صورت ذی روح کی صورت کی سی ہوتی ہے مثلاً آدمی کی روح اس کی صورت پر کتے کی روح اس کی صورت پر اور یہ جوہر ایک لطیف جوہر ہے جس کا ہر جزو جسم حیوانی کے ہر جزو میں سمایا جاتا ہے اور بوجہ شدت لطافت کے اس کو نہ پکڑ سکتے ہیں نہ بند کر سکتے ہیں۔ روح کی لطافت اس درجہ ہے کہ شیشہ میں سے بھی پار ہو جاتی ہے حالانکہ ہوا اور پانی دوسرے اجسام لطیفہ اس میں سے نہیں نکل سکتے یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اس نے روح کو اپنی ذات مقدس کا ایک نمونہ اس دنیا میں رکھا ہے تاکہ جو لوگ صرف محسوسات کو مانتے ہیں وہ روح پر غور کر کے مجردات یعنی جنوں اور فرشتوں اور پروردگار کو بھی مانیں۔ کیونکہ روح کے وجود سے انکار کرنا یہ ممکن نہیں ہو سکتا۔ ہر آدمی جانتا ہے کہ ساٹھ برس ادھر میں فلانے ملک میں گیا تھا۔ میں نے یہ یہ کام کئے تھے حالانکہ اس ساٹھ برس میں اس کا بدن کئی بار بدل گیا یہاں تک کہ اس کا کوئی جزو قائم نہ رہا۔ پھر وہ چیز کیا ہے جو نہیں

بدلی۔ اور جس پر میں کا اطلاق ہوتا ہے۔ اللہ تعالے نے آدمیوں کا عجز دکھانے کے لئے روح کی حقیقت پوشیدہ کر دی پیغمبروں کو اتنا ہی بتلایا گیا کہ وہ پروردگار کا امر یعنی حکم ہے مثلاً ایک آدمی کہیں کا حاکم ہو تعلقدار یا تحصیلدار یا ڈپٹی کلکٹر پر اس کی موقوفی کا حکم بادشاہ کے پاس سے صادر ہو جائے دیکھو وہ شخص وہی رہتا ہے جو پہلے تھا۔ اس کی کوئی چیز نہیں بدلتی۔ لیکن موقوفی کے بعد اس کو تعلقدار یا تحصیلدار یا ڈپٹی کلکٹر نہیں کہتے آخر کیا چیز اس میں سے جاتی رہی۔ وہی حکم بادشاہ کا جاتا رہا۔ اسی طرح روح بھی پروردگار کا ایک حکم ہے یعنے حیات کی صفت کا ظہور ہے جہاں یہ حکم اٹھ گیا حیوان مر گیا۔ اس کا جسم وغیرہ سب ویسا ہی رہتا ہے اللھم اغفر لکاتبہ ولوالدیہ ولمن سعی فیہ

بَابُ الْاِقْتِدَاءِ بِاَفْعَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں کی پیروی کرنا۔

۲۲۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنِّيْ اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ فَقَالَ: اِنِّيْ لَنْ اَلْبَسَهُ اَبَدًا، فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلے) سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی لوگوں نے بھی آپ کے دیکھا دیکھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں۔ آپؐ نے فرمایا میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی (تو تم سبھوں نے بھی بنوالیں) پھر آپ نے اس کو اتار کر پھینک دیا اور فرمایا اب میں کبھی نہیں پہنوں گا یہ حال دیکھ کر لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں اتار کر ڈال دیں ۔

ف یہیں سے ترجمہ الباب نکلتا ہے حضورؐ کا انگوٹھی پہننا یا نہ پہننا دین کے فرائض واجبات یا ضروریات میں سے نہ تھا مگر اس کے باوجود صحابہ کرامؓ رضوان اللہ علیہم کا جذبۂ عقیدت اتنا گہرا تھا کہ وہ حضور کے ہر ہر عمل پر نظر رکھتے تھے اور اسی کی پیروی کرتے تھے آجکل کے لوگوں کی طرح وہ کسی کام کے کرنے اور نہ کرنے کے وجوہ دریافت نہیں کرتے تھے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ وَالتَّنَازُعِ فِي الْعِلْمِ وَالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ

باب کسی امر میں تشدد اور سختی کرنا

وَالْبِدَعِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى - يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ -

یا علم کی بات میں (بے موقع فضول) جھگڑا کرنا اور دین میں یا بدعتوں میں غلو کرنا (حد سے بڑھ جانا) منع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا کتاب والو اپنے دین میں حد مت بڑھو ولے۔

ولے جیسے یہود نے حضرت عیسیٰ کو گھٹایا یہاں تک کہ ان کی پیغمبری سے بھی انکار کیا اور نصاریٰ نے چڑھایا یہاں تک کہ خدا بنا دیا۔ دونوں باتیں غلو ہیں۔ غلو اسی کو کہتے ہیں کہ ایک امر مستحب کو فرض بنا دینا یا مباح کو حرام کر دینا یا حرام کو شرک کہہ دینا یہ امر مسلمانوں میں بھی ہے اللہ رحم کرے۔

۷۲۳۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُوَاصِلُوا قَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي فَلَمْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ، قَالَ: فَوَاصَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَيْنِ أَوْ لَيْلَتَيْنِ ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ تَأَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ -

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طے کے روزے نہ رکھو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو طے کرتے ہیں فرمایا میں تمہاری طرح تھوڑے ہوں میں تو رات اپنے مالک کے پاس رہتا ہوں وہ مجھ کو کھلا پلا دیتا ہے آخر وہ طے کے روزے رکھنے سے باز نہ آئے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا کہ دو دن یا دو رات برابر طے کا روزہ رکھا پھر (اتفاق سے عید کا) چاند ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اگر ابھی چاند نہ ہوتا تو میں اور طے کرتا۔ گویا ان کو سزا دینے کے لئے آپ نے فرمایا ولے۔

ولے گو یہ روایت باب کے مطابق نہیں ہے مگر امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا اس میں صاف یوں مذکور ہے کہ میں اتنی طے کرتا کہ یہ سختی کرنے والے اپنی سختی چھوڑ دیتے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر عبادت اور ریاضت اسی طرح دین کے سب کاموں میں آں حضرتؐ کے ارشاد اور آپؐ کی صفت کی پیروی کرنا ضرور ہے۔ اسی میں زیادہ ثواب ہے۔ باقی کسی بات میں غلو کرنا یا حد سے بڑھ جانا مثلاً ساری رات جاگتے یا ہمیشہ روزہ رکھنا یہ کچھ افضل نہیں ہے۔ کیا تم نے وہ شعر نہیں سنا۔ ؎ بہ زہد و ورع کوش و صدق و صفا ؛ ولیکن

سفیرائے بر مصطفیٰ ٭ اسی طرح یہ جو بعضے مسلمانوں نے عادت کرلی ہے کہ ذرا سے مکروہ کام کو دیکھا تو اس کو حرام کہہ دیا یا سنت یا مستحب پر فرض واجب کی طرح سختی کی یا حرام یا مکروہ کام کو تبرک قرار دیدیا اور مسلمان کو مشرک بنا دیا یہ طریقہ خوب نہیں ہے اور غلو میں داخل ہے ولا تقولوا ہذا حلال و ہذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب۔

۲۳۱- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ عَلَى مِنْبَرٍ مِنْ آجُرٍّ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيهِ صَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيهَا أَسْنَانُ الإِبِلِ وَإِذَا فِيهَا - الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ عَيْرٍ إِلَى كَذَا، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهِ - ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا، وَإِذَا فِيهَا - مَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا-

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے والد نے کہا۔ ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے ابراہیم بن یزید تیمی نے کہا، مجھ سے والد نے کہا۔ حضرت علیؓ نے ہم کو اینٹوں کے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ سنایا۔ وہ تلوار باندھے تھے اس میں ایک کاغذ لٹکا ہوا تھا۔ کہنے لگے خدا کی قسم ہمارے پاس قرآن کے سوا اور کوئی کتاب نہیں جو پڑھی جاتی ہو۔ اور اس کاغذ کے سوا پھر اس کاغذ کو کھولا تو اس میں اونٹوں کی عمروں کا بیان تھا (کہ دیت میں اتنی اتنی عمر کے اونٹ دیئے جائیں)، اور اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ مدینہ طیبہ کی زمین عیر سے لیکر یہاں تک (یعنی ثور تک یہ دونوں مدینہ کے پہاڑ ہیں) حرم ہے جو کوئی اس جگہ نئی بات نکالے (بدعت) اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب آدمیوں کی پھٹکار اللہ تعالیٰ اس کا نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔ اور اس میں یہ بھی تھا مسلمانوں کا ذمہ (عہد) ایک ہے ایک ادنیٰ مسلمان اس میں کام کرسکتا ہے سو جس نے مسلمان کا ذمہ توڑا اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کریگا نہ نفل اور اس میں یہ بھی تھا جس نے اپنے صاحبوں کو چھوڑ کر اور کسی کو مولیٰ بنایا تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی پھٹکار۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔

ف۱ باب کا مطلب یہیں سے نکلا اور گو حدیث میں اس جگہ کی قید ہے۔ مگر بدعت کا حکم ہر جگہ ایک ہے دوسری روایت میں یوں ہے اس میں یہ بھی تھا کہ جو اللہ کے سوا اور کسی کی تعظیم کے لئے ذبح کرے اس پر اللہ نے لعنت کی۔ اور جو کوئی زمین کا نشان چرائے اس پر اللہ نے لعنت کی اور جو کوئی اپنے باپ پر لعنت کرے اس پر اللہ نے لعنت کی۔ اور جو شخص کسی بدعتی کو اپنے یہاں ٹھکانہ دے اس پر اللہ نے لعنت کی اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ شیعہ لوگ جو بہت سی کتابیں جناب امیر کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے صحیفہ کاملہ وغیرہ یا جناب امیر کا کوئی اور قرآن اس مروج قرآن کے سوا جانتے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ اسی طرح سورۂ علی جو بعضے شیعوں نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے پوری مفتری مفروض ہے لعنۃ اللہ علی واضعہ البتہ بعضی روایتوں سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جناب امیر کے قرآن شریف کی ترتیب دوسری طرح پر تھی یعنے باعتبار تاریخ نزول کے اور ایک تابعی کہتے ہیں کہ اگر یہ قرآن شریف موجود ہوتا تو ہم کو بہت فائدے حاصل ہوتے یعنے سورتوں کی تقدیم اور تاخیر معلوم ہو جاتی باقی قرآن یہی تھا۔ جواب مروج ہے۔ اس سے زیادہ اس میں کوئی سورت نہ تھی۔

۲۳۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيهِ وَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ قَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهُمْ بِاللهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے مسلم بن صبیح نے انہوں نے مسروق سے انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کیا (مثلاً افطار یا نکاح) اس کی اجازت دی بعضے لوگوں نے اس سے پرہیز کرنا بچنا اختیار کیا ف۱۔ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے خطبہ سنایا اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا بعضے لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں ایک کام کو کرتا ہوں وہ اس سے بچتے ہیں خدا کی قسم میں ان سب لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے واقف ف۲ اور ان سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں ف۳۔

ف۱ اس کو ادنیٰ درجہ کا سمجھے اور یہ کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات اور ہے۔ اور اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں۔ آپ کو تھوڑی سی ہی عبادت کافی ہے لیکن ہم کو بہت زیادہ محنت اٹھانا چاہیئے۔ ف۲ اس کی مرضی پہچاننے والا۔ ف۳ داؤدی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کیا اس سے بچنا اس کو خلاف تقویٰ سمجھنا بڑا گناہ ہے بلکہ الحاد اور بے دینی ہے میں کہتا ہوں جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کو تقویٰ یا اولیٰ کے

خلاف یا آپ کی عبادت کو بے حقیقت سمجھے اس سے کہنا چاہیئے تجھ کو تقویٰ کہاں سے معلوم ہوا۔ اور تو نے عبادت کیا سمجھی تو نے خدا کو دیکھا نہ تو خدا سے ملا جو کچھ تو نے حاصل کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پھر خدا کی مرضی تو کیا جانے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یا بتلایا اسی میں خدا کی مرضی ہے۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید ۔ کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید۔

---

۲۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَهْلِكَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ بَنِي تَمِيمٍ أَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بِغَيْرِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ إِنَّمَا أَرَدْتَ خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ - إِلَى قَوْلِهِ - عَظِيمٌ - قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَ عُمَرُ بَعْدُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَالِكَ عَنْ أَبِيهِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ إِذَا حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثٍ حَدَّثَهُ كَأَخِي السِّرَارِ لَمْ يُسْمِعْهُ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ

ہم سے محمد بن مقاتل ابو الحسن مروزی نے بیان کیا کہا ہم کو وکیع نے خبر دی انہوں نے نافع بن عمر سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے کہا یہ دو بڑے نیک آدمی یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے (لیکن اللہ تعالیٰ نے بچا لیا) ہوا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بنی تمیم کے ایلچی آئے (انہوں نے یہ درخواست کی کہ کسی کو ہمارا سردار بنا دیجئے) تو ابوبکرؓ اور عمرؓ میں سے ایک نے (یعنی عمرؓ نے) یہ کہا اقرع بن حابس حنظلی کو جو بنی مجاشع میں سے تھا سردار بنا دیجئے اور دوسرے (یعنی ابوبکرؓ) نے کسی اور کو (قعقاع بن سعید بن زرارہ کو) سردار بنانے کی رائے دی اس وقت ابوبکرؓ عمرؓ سے کہنے لگے (تم کو مصلحت سے غرض نہیں ہے) بس مجھ سے خلاف کرنا چاہتے ہو۔ عمرؓ کہنے لگے نہیں میری نیت اختلاف کی نہیں ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں آخر (سورۂ حجرات کی) یہ آیت اتری مسلمانو! پیغمبر کی آواز پر اپنی آواز مت بلند کیا کرو اخیر آیت عظیم تک۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا عبداللہ بن زبیر کہتے تھے اس آیت کے اترنے کے بعد حضرت عمرؓ نے یہ طریقہ اختیار کیا۔ اور ابن زبیر نے اپنے نانا کا ذکر نہیں کیا وہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرتے تو اتنی آہستگی سے جیسے کوئی کان میں بات کرتا ہے۔ یہاں تک کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی بات سنائی نہ دیتی۔ تو آپ دوبارہ پوچھتے کیا کہا۔

ولے اس حدیث کی مطابقت باب سے یہ ہے کہ اس میں جھگڑا کرنے کا ذکر ہے۔ کیونکہ ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں تولیت کے باب میں جھگڑ رہے تھے یعنی کس کو حاکم بنایا جائے یہ ایک علم کی بات تھی۔

۲۳۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں یہ حکم دیا ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکرؓ (بڑے نرم دل آدمی ہیں) وہ جب آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (آپؐ کی یاد میں) روتے روتے ان کی آواز بھی نکل نہ سکے گی۔ اس لئے عمرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیجئے آپؐ نے پھر یہی فرمایا ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں۔ اس وقت میں نے حفصہؓ سے کہا اب تم عرض کرو کہ ابوبکرؓ جب آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو روتے روتے ان کی آواز تک نہیں نکلے گی۔ عمرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیجئے حفصہؓ نے ایسا ہی عرض کیا آپؐ نے فرمایا تم تو یوسف پیغمبرؑ کے ساتھ والیاں ہو (دل میں تو کچھ اور ہے لیکن زبان سے دوسرا بہانہ کرتی ہو) ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر ام المومنین حفصہؓ حضرت عائشہؓ سے کہنے لگیں مجھ کو تم سے کچھ بھلائی پہنچے یہ نہیں ہو سکتا ولے۔

ولے تم نے بھڑکا کر مجھ سے ایک بات کہلوائی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ پر غصہ کرایا۔ یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گذر چکی ہے۔ اس باب میں اس لئے لائے کہ اس سے اختلاف کرنے کی یا بار بار ایک ہی مقدمہ میں عرض کرنے کی جھگڑا کرنے کی برائی نکلتی ہے۔

۲۳۵- حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: جَاءَ عُوَيْمِرٌ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَيَقْتُلُهُ أَتَقْتُلُونَهُ بِهِ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَ فَرَجَعَ عَاصِمٌ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللَّهِ لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى الْقُرْآنَ خَلْفَ عَاصِمٍ فَقَالَ لَهُ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيكُمْ قُرْآنًا فَدَعَا بِهِمَا فَتَقَدَّمَا فَتَلَاعَنَا ثُمَّ قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَأْمُرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِهَا فَجَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَحْمَرَ قَصِيرًا مِثْلَ وَحَرَةٍ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ كَذَبَ وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ إِلَّا قَدْ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا ایسا ہوا عویمر عجلانی عاصم بن عدی صحابی کے پاس آیا (جو اس کی قوم والے تھے) اور پوچھنے لگا بتلاؤ اگر کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ غیر مرد کو (برا کام کرتے) پائے تو کیا کرے اس کو مار ڈالے تو تم اس کو (قصاص) میں مار ڈالو گے عاصم تم ایسا کرو میرے لئے یہ مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو عاصم نے آپؐ سے پوچھا آپؐ نے ایسے سوالوں کا برا جانا۔ اور پوچھنے والے پر عیب لگایا آخر عاصم اپنے گھر لوٹ آئے اور عویمر سے کہہ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے سوالوں کو برا جانا (اور کچھ جواب نہیں دیا) عویمر نے کہا خدا کی قسم میں خود آنحضرتؐ کے پاس جاؤں گا (اور آپؐ سے پوچھوں گا) خیر عویمر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اللہ تعالیٰ پہلے ہی عاصم کے لوٹ جانے کے بعد قرآن کی آیتیں (یعنی لعان کی) اتار چکا تھا آپؐ نے عویمر سے فرمایا اللہ نے تم لوگوں کے باب میں قرآن اتارا ہے پھر آپؐ نے عویمر اور اسکی جورو (خولہ) دونوں کو بلا بھیجا ان میں لعان کرایا۔ لعان کے بعد عویمر نے کہا یا رسول اللہ اگر میں اب اس عورت کو رکھوں تو جیسے میں نے اس پر جھوٹا طوفان کیا غرض عویمر نے اس کو چھوڑ دیا آں حضرتؐ نے اس کو چھوڑ دینے کا حکم نہیں دیا اس کے بعد لعان کرنے والوں میں یہی طریقہ جاری ہو گیا کہ لعان ہوتے ہی جورو خاوند جدا ہو جاتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (عویمر کی جورو کے باب میں) یہ بھی فرمایا۔ تم لوگ دیکھتے رہو اگر اس کا بچہ لال لال پست قد بامنی کی طرح پیدا ہو تو میں سمجھتا ہوں (وہ بچہ عویمر کا ہے) عویمر نے اس عورت پر جھوٹا طوفان کیا۔ اور اگر سانولے رنگ کا بڑی آنکھ والا بڑے چوتڑ والا پیدا ہو جب میں سمجھوں گا عویمر سچا ہے۔ پھر اس عورت

صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى الْأَمْرِ الْمَكْرُوهِ.

کا بچہ اسی مکروہ صورت کا (یعنی جس مرد سے بدنام ہوئی تھی اسی کی صورت کا) پیدا ہوا۔

ف۱ اگر نہ مارے تو ایسی بے غیرتی پر صبر بھی مشکل ہے۔ ف۲ یہ حدیث لعان کے باب میں گذر چکی ہے۔ ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے سوالات کو برا جانا ان پر عیب کیا۔

---

۲۳۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ ابْنُ أَوْسٍ النَّصْرِيُّ وَكَانَ مُحَمَّدُ ابْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ ذَلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى مَالِكٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: انْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَدَخَلُوا وَجَلَسُوا فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَأَذِنَ لَهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ الظَّالِمِ اسْتَبَّا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ: اتَّئِدُوا أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو مالک بن اوس نضری نے خبر دی ابن شہاب کہتے ہیں محمد بن جبیر بن مطعم بھی اس حدیث کا کچھ حصہ مجھ سے بیان کر چکے تھے پھر میں مالک بن اوس کے پاس گیا ان سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا میں چلا حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا میں ان کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ان کا دربان یرفا نامی آیا اور کہنے لگا آپ عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص سے ملنا چاہتے ہیں وہ آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا ہاں ان کو آنے دے وہ آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ اس کے بعد پھر یرفا آیا اور کہنے لگا آپ علی بن ابی طالب اور عباسؓ سے ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ان کو بھی اجازت دی (وہ بھی آئے) اس وقت حضرت عباسؓ کہنے لگے امیر المومنین میرا اور اس ظالم (یعنے حضرت علیؓ) کا فیصلہ کر دیجیے۔ دونوں صاحبوں نے آپس میں سخت گفتگو کی ف۱۔ اس وقت حاضرین یعنی عثمان اور ان کے ساتھ والے کہنے لگے ہاں بہتر ہے امیر المومنین ان کا فیصلہ ہی کر دیجیے دونوں کو آرام حاصل ف۲ ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا ٹھہرو (ذرا صبر کرو) میں تم کو اس پروردگار کی قسم دیتا ہوں جس کے

هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ، قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذَلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، قَالَ عُمَرُ فَإِنِّي مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ، فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ- مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ الْآيَةَ، فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللَّهِ مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَهَا عَلَيْكُمْ وَقَدْ أَعْطَاكُمُوهَا وَبَثَّهَا فِيكُمْ حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللَّهِ فَعَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ

حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں تم کو یہ معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم پیغمبر لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں۔ وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے حاضرین نے کہا بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے اُس وقت حضرت عمرؓ علیؓ اور عباسؓ کی طرف مخاطب ہوئے کہنے لگے میں تم دونوں کو پروردگار کی قسم دیتا ہوں تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے انہوں نے کہا بیشک فرمایا تو ہے حضرت عمرؓ نے کہا میں اب تم سے اس معاملہ کی ساری حقیقت بیان کرتا ہوں۔ یہ جو لوٹ کا مال بن لڑے بھڑے ہاتھ آئے وہ اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے پیغمبر کو دیا تھا دوسرے کسی کو نہیں دیا تھا چنانچہ (سورۂ حشر میں) فرماتا ہے۔ ما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ اخیر آیت تک۔ تو یہ مال خاص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا مگر آپؐ نے اس کو خاص اپنے اوپر خرچ نہیں کیا نہ اپنی ذاتی جائیداد بنایا بلکہ تم ہی لوگوں کو دیا تم ہی لوگوں میں تقسیم کیا، تقسیم کے بعد یہ بچ رہا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ ان میں سے اپنی بی بیوں کا سال بھر کا خرچہ نکال لیتے اور باقی جو رہتا وہ بیت المال میں (مسلمانوں کی عام ضرورتوں کے لئے) شریک کر دیتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے حاضرین میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں سچ کہا تم کو یہ معلوم ہے یا نہیں انہوں نے کہا بیشک معلوم ہے پھر علیؓ اور عباسؓ سے کہا تم کو خدا کی قسم یہ بات جانتے ہو یا نہیں انہوں نے کہا بیشک جانتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا خیر پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دُنیا

تَعْلَمُونَ ذَلِكَ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمَا حِينَئِذٍ وَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ فِيهَا كَذَا وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا عَلَى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ وَأَتَانِي هَذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللَّهِ وَمِيثَاقَهُ تَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَ

سے اُٹھا لیا (ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے) وہ کہنے لگے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ولی (کارپرداز ہوں) ابوبکرؓ نے اس جائیداد کو اپنے قبضے میں رکھا اور جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے ویسا ہی کیا (جن جن کاموں میں آپ خرچ کرتے انہی کاموں میں خرچ کرتے رہے) اس کے بعد حضرت عمرؓ علیؓ اور عباسؓ سے مخاطب ہوئے کہنے لگے تم دونوں اس وقت یہ سمجھتے تھے کہ ابوبکرؓ اس معاملہ میں خطا وار ہیں و؟ے حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ ابوبکرؓ اس معاملہ میں حق پر اور سچے اور ایمان دار تھے پھر اللہ تعالٰے نے ابوبکرؓ کو دنیا سے اٹھا لیا (میں خلیفہ ہوا) میں نے کہا اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ دونوں کا ولی ہوں میں نے دو برس تک اس جائیداد کو اپنے قبضے میں رکھا اور جیسے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کرتے تھے کرتا رہا۔ پھر تم دونوں مل کر میرے پاس آئے اس وقت تم دونوں کی ایک ہی بات تھی ملے جلے تھے کوئی اختلاف نہ تھا۔ عباسؓ تم آئے اپنے بھتیجے (یعنی آنحضرتؐ) کا ترکہ مانگتے ہوئے اور علیؓ تم آئے اپنی بی بی کا ترکہ ان کے والد کے مال میں سے مانگتے ہوئے۔ میں نے تم سے یہ کہا (یہ جائیداد تقسیم تو نہیں ہو سکتی لیکن) اگر تم چاہتے ہو تو میں (اہتمام کے طور پر) تمہارے قبضے میں دے دیتا ہوں۔ لیکن اس شرط سے کہ تم کو اللہ کا عہد و پیمان کہ اس جائیداد کی آمدنی میں سے وہی سب کام کرتے رہو گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکرؓ کرتے رہے اور میں اپنی خلافت کے شروع سے اب تک کرتا رہا نہیں تو اس جائیداد کے بارے میں مجھ

بِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مُنْذُ وَلِيتُهَا وَ إِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِي فِيهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا إِلَيْنَا بِذَلِكَ فَدَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذَلِكَ؟ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ، فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، قَالَ: أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ فَوَالَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهَا۔

سے گفتگو نہ کرو تم نے یہ کہا نہیں اس شرط پر یہ جائیداد ہمارے حوالے کر دو۔ میں نے اسی شرط پر تمہارے حوالے کر دی کیوں حاضرین! تم کو خدا کی قسم اسی شرط پر میں نے ان کو یہ جائیداد دی نا اس پر حاضرین کہنے لگے۔ بیشک سچ ہے۔ پھر علیؓ اور عباسؓ کی طرف مخاطب ہوئے کہنے لگے کیوں تم کو خدا کی قسم اسی شرط پر میں نے یہ جائیداد تم کو دی ہے نا۔ انہوں نے کہا بیشک تب حضرت عمرؓ نے کہا پھر اب اس کے سوا اور کونسا فیصلہ مجھ سے کرانا چاہتے ہو قسم اس پروردگار کی جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ میں اس فیصلے کے سوا اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ قیامت تک نہیں کر سکتا البتہ یہ ہو سکتا ہے اگر تم سے اس جائیداد کا انتظام نہیں ہو سکتا تو پھر میرے حوالے کر دو میں ف۴ اس کا انتظام بھی کر لوں ف۵ گا۔

ف۱ مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت عباسؓ نے کہا میرا اور اس جھوٹے قصوروار دغاباز چور کا فیصلہ کر دیجئے۔ حضرت عباسؓ بزرگ تھے انہوں نے شفقت اور غصے کی راہ سے جیسے اپنے چھوٹوں پر کیا کرتے ہیں یہ کلمات حضرت علیؓ کی نسبت کہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ معاذاللہ حضرت عباسؓ حضرت علیؓ کو ایسا سمجھتے تھے۔ ف۲ رات دن کے ٹنٹے بکھیڑے سے نجات ملے۔ ف۳ تم دونوں اپنا اپنا حصہ اس جائیداد میں سے چاہتے تھے۔ ف۴ جہاں اور ہزاروں خلافت کے کام دیکھتا ہوں۔ ف۵ یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اور ترجمہ باب کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ حضرت عثمان اور ان کے ساتھیوں نے علیؓ اور عباسؓ کے تنازع اور اختلاف کو برا سمجھا جب تو حضرت عمرؓ سے کہا ان دونوں کا فیصلہ کر کے ان کو آرام دیجئے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ آوَى مُحْدِثًا

رَوَاهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب جو شخص بدعتی کو ٹھکانہ دے

(یعنی اس کو اپنے پاس ٹھہرائے)

اس باب میں حضرت علیؓ نے آں حضرتؐ سے روایت کی ہے

ولے جو اوپر کے باب میں موصولاً گذر چکی ہے اور نیز باب الجزیہ میں۔

۲۳۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَحَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ؟ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ قَالَ عَاصِمٌ فَأَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ أَوْ آوَى مُحْدِثًا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے میں نے انسؓ سے کہا کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی زمین کو بھی حرم قرار دیا۔ انہوں نے کہا ہاں یہاں سے (عیر سے) لے کر وہاں (ثور) تک آپؐ نے فرمایا اس جگہ کا درخت کوئی نہ کاٹے اور جو کوئی یہاں بدعت نکالے اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی عاصم نے کہا مجھ سے موسیٰ بن انسؓ نے یہ حدیث بیان کی اس میں اتنا زیادہ ہے یا بدعت نکالنے والے کو جاگہ دے (وہاں رکھے ولے)

ولے معاذاللہ بدعت سے آنحضرتؐ کو کتنی نفرت تھی۔ کہ فرمایا جو کوئی بدعتی کو اپنے پاس آتا سے جاگہ دے اس پر بھی لعنت۔ مسلمانو! اپنے پیغمبر صاحب کے فرمانے پر غور کرو۔ بدعت سے اور بدعتیوں کی صحبت سے بچتے رہو اور ہر وقت سنت نبویؐ اور سنت پر چلنے والوں کے عاشق رہو۔ اگر کسی کام کے بدعت حسنہ یا سیئہ ہونے میں اختلاف ہو جیسے مجلس میلاد یا قیام وغیرہ تو اس سے بھی بچنا ہی افضل ہوگا اس لئے کہ اس کا کرنا کچھ فرض نہیں ہے اور نہ کرنے میں احتیاط ہے مسلمانو۔ تم جو بدعت کی طرف جاتے ہو یہ تمہاری نادانی ہے اگر آخرت کا ثواب چاہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ادنیٰ سنت پر عمل کرلو جیسے فجر کی سُنت کے بعد ذرا سا لیٹ جانا اس میں ہزار مولود سے زیادہ تم کو ثواب ملے گا۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ

باب دین کے مسائل میں رائے پر عمل کرنے کی مذمت اسی طرح بے ضرورت قیاس کرنیکی ولے

ولے یا تکلف کے ساتھ قیاس کرنے۔ جیسے حنفیہ نے استحسان نکالا ہے یعنی قیاس جلی کے خلاف ایک باریک علت کو لینا ہماری شرع میں ان باتوں کو کسی صحابیؓ نے پسند نہیں کیا بلکہ ہمیشہ کتاب اور سُنت پر عمل کرتے

رہے۔ جس مسئلہ میں کتاب و سنت کا حکم نہ ملا اس میں اپنی رائے کو دخل دیا وہ بھی سیدھے سادھے طور سے اور پیچ دار وجہوں سے ہمیشہ پرہیز کیا۔ ترجمہ باب میں رائے کی مذمت سے وہی رائے مراد ہے جو نص ہوتے ساتھ دی جائے۔

۲۳۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمُوهُ انْتِزَاعًا وَلٰكِنْ يَنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ فَيَبْقَى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُونَ بِرَأْيِهِمْ فَيَضِلُّونَ وَيُضِلُّونَ فَحَدَّثْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ فَقَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي انْطَلِقْ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ فَاسْتَثْبِتْ لِي مِنْهُ الَّذِي حَدَّثْتَنِي عَنْهُ فَجِئْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ كَنَحْوِ مَا حَدَّثَنِي فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا فَعَجِبَتْ فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو۔

ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے، کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن شریح وغیرہ (ابن لہیعہ نے) انہوں نے ابوالاسود (محمد بن عبدالرحمٰن) سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمرو بن عاص حج کے لئے آئے تھے ہم سے ملے میں نے اُن سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ (قیامت کے قریب) یہ نہیں کریگا کہ علم تم کو دے کر پھر تم سے چھین لے (تمہارے دل سے بھلا دے) بلکہ علم اس طرح اٹھالے گا کہ عالم لوگ مرجائیں گے ان کے ساتھ علم بھی چلا جائیگا اور چند جاہل لوگ رہ جائینگے ان سے کوئی مسئلہ پوچھے گا تو اپنی رائے سے بیان کرینگے ول آپ بھی گمراہ ہونگے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے میں نے یہ حدیث حضرت عائشہؓ (اپنی خالہ) سے بیان کی اتنے میں عبداللہ بن عمروؓ پھر حج کو آئے حضرت عائشہؓ نے کہا میرے بھانجے تو ایسا کر پھر عبداللہ کے پاس جا اور جو حدیث ان سے سُن کر تو نے مجھ سے نقل کی تھی اس کو دوبارہ ان سے سُن کر خوب مضبوط کر لے۔ میں ان کے پاس گیا انہوں نے دوبارہ بھی اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا جس طرح پہلی بار بیان کیا تھا میں نے آکر حضرت عائشہؓ کو خبر کی۔ ان کو تعجب ہوا کہنے لگیں عبداللہ بن عمروؓ نے خدا کی قسم خوب یاد رکھا ول۲۔

ول باوجود اس کے کہ وہ مسئلہ حدیث و قرآن میں موجود ہوگا۔ ول۲ کہ اتنی مدت کے بعد بھی حدیث میں ایک لفظ کا فرق نہیں کیا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ ایک زمانہ ایسا آسکتا ہے جس میں کوئی مجتہد نہ ہو جمہور کا یہی قول ہے لیکن حنابلہ وغیرہ نے اسکو جائز نہیں رکھا کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک گروہ امت کا ہمیشہ حق پر غالب رہے گا جب تک اللہ کا حکم یعنی قیامت آئے۔

۲۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ هَلْ شَهِدْتَ صِفِّينَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَسَمِعْتُ سَهْلَ ابْنَ حُنَيْفٍ يَقُولُ ح وَحَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ، لَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهُ وَمَا وَضَعْنَا سُيُوفَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا إِلَى أَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرَ هَذَا الْأَمْرِ قَالَ وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ شَهِدْتُ صِفِّينَ وَبِئْسَتْ صِفُّونَ.

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو ابوحمزہ نے خبر دی کہا میں نے اعمش سے سُنا کہا میں نے ابووائل سے پوچھا۔ تم جنگ صفین میں موجود تھے انہوں نے کہا ہاں میں نے سہل بن حنیف صحابی سے (اسی جنگ کے وقت سُنا) دُوسری سند۔ امام بخاری نے کہا اور ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے کہا سہل بن حنیف نے کہا لوگو اپنی رائے کو دین کے مقدمہ میں غلط سمجھو میں نے (صلح حدیبیہ میں) خود اپنے تئیں دیکھا جب ابوجندل (زنجیروں میں بندھا) آگیا تھا اگر مجھ کو کچھ بھی گنجائش ہوتی تو میں اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف کرتا ولے اور ہم نے جب کسی مہم پر اپنی تلواریں کاندھوں پر رکھیں (لڑائی شروع کی) تو ان تلواروں کی بدولت ہم کو ایک آسانی مل گئی جس کو ہم پہچانتے تھے مگر ایک اسی مہم ولے میں اعمش نے کہا ابووائل نے کہا میں صفین میں موجود تھا اور صفین کی لڑائی بھی کیا بُری لڑائی تھی (جس میں مسلمان آپس میں کٹ مرے وسلے)۔

ولے جب آپؐ نے ابوجندل کو قریش کے حوالہ کر دیا اور قریش سے لڑتا۔ لیکن حکم رسُول کے سامنے ہم لوگوں نے کچھ دم نہ مارا۔ ولے یعنی جنگ صفین میں ہم مشکل میں گرفتار ہیں۔ دونوں طرف والے اپنے دلائل پیش کرتے ہیں وسلے بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے قال ابو عبداللہ اتھموا رایکم یقول مالم یکن فیہ کتاب ولا سنتہ ولا ینبغی لہ ان یفتی۔ امام بخاری نے کہا۔ اتھموا رایکم جو سہل کے کلام میں ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر مسئلہ میں جب تک کتاب اور سُنت سے کوئی دلیل نہ ہو تو اپنی رائے کو صحیح نہ سمجھو اور رائے پر فتویٰ نہ دو بلکہ کتاب و سنت میں غور کر کے اس میں سے اس کا حکم نکالو۔ ابن عبدالبر نے کہا رائے مذموم سے یہی رائے مراد ہے کہ کتاب و سنت کو چھوڑ کر آدمی قیاس پر عمل کرے۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْئَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي أَوْلَمْ يُجِبْ حَتَّى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَلَا بِقِيَاسٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى - بِمَا أَرَاكَ اللهُ - وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوحِ فَسَكَتَ حَتَّى نَزَلَتْ -

باب آنحضرتؐ نے کوئی مسئلہ رائے یا قیاس سے نہیں بتلایا

بلکہ جب آپؐ سے کوئی ایسی بات پوچھی جاتی جس باب میں کوئی وحی نہ اتری ہوتی تو آپؐ فرماتے میں نہیں جانتا یا وحی اترنے تک خاموش رہتے، کچھ جواب نہ دیتے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا۔ تاکہ اللہ جیسا تجھ کو بتلائے اس کے موافق تو حکم دے اور عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا روح کیا چیز ہے آپؐ خاموش رہے یہاں تک کہ یہ آیت اتری ف۱۔

ف۱ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ یہ حدیث ابھی موصولاً گذر چکی ہے۔

۳۴۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ مَرِضْتُ فَجَاءَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِي وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوءَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ أَيْ رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي؟ قَالَ فَمَا أَجَابَنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ -

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے محمد بن منکدر سے سنا وہ کہتے تھے میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا۔ انہوں نے کہا میں بیمار ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکرؓ پاؤں سے چلتے ہوئے میرے دیکھنے کو آئے میں بیہوش پڑا تھا۔ آپؐ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا مجھ کو ہوش آگیا میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ایک مرتبہ سفیان نے یوں کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے مال کا کیا فیصلہ کروں۔ آپؐ نے کچھ جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری ف۱۔

ف۱ حدیث سے آپؐ کا سکوت نکلا وحی اترنے تک لیکن یہ فرمانا کہ میں نہیں جانتا۔ ابن حبان کی روایت میں

ہے ایک شخص نے آپ سے پوچھا کون سی جگہ افضل ہے آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ دارقطنی اور حاکم کی روایت میں ہے آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا حدود گناہ کرنے والوں کا کفارہ ہیں یا نہیں مہلب نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے مشکل مقامات میں سکوت فرمایا لیکن آپ ہی نے اپنی امت کو قیاس کی تعلیم فرمائی۔ ایک عورت سے فرمایا۔ اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو تو ادا کرتی یا نہیں۔ تو اللہ کا حق ضرور ادا کرنا ہوگا یہ عین قیاس ہے اور امام بخاری کا یہ مطلب نہیں کہ بالکل قیاس نہ کرنا چاہیئے بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ ایسا قیاس جو اصول شرعیہ کے خلاف ہو یا کسی دلیل شرعی پر مبنی نہ ہو صرف ایک خیالی بات ہو نہ کرنا چاہیئے اور یہ مسئلہ تو علماء کا اجماعی ہے کہ نص موجود ہوتے ہوئے قیاس جائز نہیں اور جو شخص حدیث کا خلاف کرے حالانکہ وہ دوسری حدیث سے اس کا معارضہ نہ کرتا ہو نہ اس کے نسخ کا دعوٰی کرے نہ اس کی سند میں قدح کرے تو اس کی عدالت جاتی رہے گی وہ لوگوں کا امام کہاں ہو سکتا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو وہ تو سر آنکھوں پر ہے اور صحابہ رضی اللہ کے مختلف قولوں میں سے کوئی قول چن لیں گے۔ میں کہتا ہوں بس حنفیہ کو اپنے امام کے قول پر چلنا چاہیئے۔

بَابُ تَعْلِيمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ لَيْسَ بِرَأْيٍ وَلَا تَمْثِيلٍ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اُمت کے مرد اور عورتوں کو وہی باتیں سکھلانا جو اللہ نے آپ کو سکھلائی تھیں باتی رائے اور تمثیل آپ نے نہیں سکھلائی۔[1]

[1] یعنی ایک چیز کا حکم دوسری چیز کی مثل قرار دینا بوجہ علت جامع کے جس کو قیاس کہتے ہیں۔

۷۲۴۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللهُ، فَقَالَ: اجْتَمِعْنَ فِي

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن اصبہانی سے انہوں نے ابو صالح ذکوان سے انہوں نے ابو سعید سے انہوں نے کہا ایک عورت (نام نامعلوم یا اسماء بنت یزید) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی کہنے لگی یا رسول اللہ آپ کی سب حدیثیں مردوں ہی نے مار لیں (یاد کر لیں) آپ ہم عورتوں کیلئے بھی ایک دن مقرر فرمایئے اس دن ہم آپ کے پاس آیا کریں آپ ہم کو بھی وہ باتیں سکھلائیں جو اللہ نے آپ کو سکھلائیں۔ آپ نے فرمایا اچھا فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ

يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ يَا رَسُولَ اللهِ اثْنَيْنِ قَالَ: فَأَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ۔

یں تم اکٹھا ہوا کرو۔ وہ اکٹھا ہوئیں۔ آپؐ ان کے پاس تشریف لے گئے اور جو باتیں اللہ نے آپؐ کو سکھلائی تھیں وہ ان کو سکھلائیں ۱؎ پھر فرمایا دیکھو جو کوئی عورت اپنے تین بچوں کو (اللہ کے پاس) آگے بھیج چکی ہو۔ تو قیامت کے دن وہ اس کے لئے دوزخ سے آڑ ہوں گے ایک عورت نے پوچھا (ام سلیم یا ام ایمن یا ام مبشر نے) یارسول اللہ اگر دو بچے بھیجے ہوں۔ اس عورت نے دو کا لفظ دو بار کہا۔ آپؐ نے فرمایا اور دو اور دو اور دو بھی۔

۱؎ باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے کرمانی نے کہا اس قول سے کہ وہ اس کے لئے دوزخ سے آڑ ہوں گے کیونکہ یہ امر بغیر خدا کے بتلائے قیاس اور رائے سے معلوم نہیں ہو سکتا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ يُقَاتِلُونَ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ۔

باب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر ہو کر لڑتا رہے گا امام بخاری نے کہا اس گروہ سے دین کے عالموں کا گروہ مراد ہے ۲؎

۲؎ علی بن مدینی نے کہا جو امام بخاری کے استاد ہیں۔ اہل حدیث کا گروہ مراد ہے۔

۲۴۲- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے۔ انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ برابر غالب رہے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آن پہنچے وہ اسوقت تک غالب ہی رہیں گے ۱؎۔

ف ۱ یہ حدیث دوسری حدیث کیخلاف نہیں ہے جس میں یہ ہے کہ قیامت بدترین خلق اللہ پر قائم ہوگی کیونکہ یہ بدترین لوگ ایک مقام میں ہوں گے اور وہ گروہ دوسرے مقام میں ہوگا۔ یا اس حدیث میں امر اللہ سے یہ مراد ہے۔ یہاں تک کہ قیامت قریب آن پہنچے تو قیامت سے کچھ پہلے یہ فرقہ والے مرجائیں گے اور نرے برے لوگ رہ جائیں گے جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے قریب ایک ہوا چلے گی جس سے ہر مومن کی روح قبض ہوجائے گی۔

۲۴۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللهُ وَلَنْ يَزَالَ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مُسْتَقِيمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ أَوْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو حمید نے خبر دی کہا میں نے معاویہ بن ابی سفیان سے سنا وہ خطبہ میں کہہ رہے تھے میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت فرماتا ہے اور میں تو بانٹنے والا ہوں دینے والا اللہ ہے اور اس امت کا کام قیامت تک برابر بنا رہے گا یا یوں فرمایا جب تک اللہ کا حکم آجائے ف ۱۔

ف ۱ معلوم ہوا اسلام کا دین قیامت تک قائم رہے گا۔ اور پادری جو بکتے ہیں کہ اب اسلام چند صدیوں کا اور مہمان ہے یہ ان کی بے وقوفی ہے۔ محال است کہ ہنرمنداں بمیرند و بے ہنراں جائے ایشاں گیرند۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ انعام میں) یوں فرمانا یا تمہارے کئی فرقے کر دے۔

۲۴۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ لَمَّا نَزَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ عمرو بن دینار نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا وہ کہتے تھے جب یہ آیت (سورۂ انعام کی) اتری قل ہو القادر علی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ قَالَ: أَعُوذُ بِوَجْهِكَ۔ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ۔ قَالَ: أَعُوذُ بِوَجْهِكَ۔ فَلَمَّا نَزَلَتْ۔ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ قَالَ هَاتَانِ أَهْوَنُ وَأَيْسَرُ۔

ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ تیرے مبارک منہ کی پناہ، او من تحت ارجلکم یا اللہ تیرے مبارک منہ کی پناہ۔ پھر جب یہ آیت اتری او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض تو آپ نے فرمایا یہ دونوں باتیں سہل ہیں ف ا۔

ف ا یہ حدیث تفسیر سورۂ انعام میں گذر چکی ہے۔ من فوقکم سے پتھروں یا بارش کا عذاب مراد ہے۔ من تحت ارجلکم سے زلزلہ اور دھنسنا مراد ہے۔

بَابُ مَنْ شَبَّهَ أَصْلًا مَعْلُومًا بِأَصْلٍ مُبَيَّنٍ قَدْ بَيَّنَ اللهُ حُكْمَهُمَا لِيُفْهِمَ السَّائِلَ۔

باب ایک امر معلوم کو دوسرے امر واضح سے تشبیہ دینا

جس کا حکم اللہ نے بیان کر دیا ہے تاکہ پوچھنے والا سمجھ جائے ف ا۔

ف ا اسی کو قیاس کہتے ہیں۔ باب کی دونوں حدیثوں سے قیاس کا جواز نکلتا ہے لیکن ابن مسعودؓ نے صحابہؓ میں سے اور عامر شعبی اور ابن سیرین نے فقہا میں سے قیاس کا انکار کیا ہے باقی تمام فقہا نے قیاس کے جواز پر اتفاق کیا ہے۔ جب اس کی ضرورت ہوا ور جمہور صحابہ اور تابعین سے قیاس منقول ہے اور اوپر جو امام بخاری نے رائے اور قیاس کی مذمت بیان کی ہے اس سے مراد وہی قیاس اور رائے ہے جو فاسد ہو لیکن قیاس صحیح شرائط کے ساتھ وہ بھی جب حدیث اور قرآن میں وہ مسئلہ صراحت کے ساتھ نہ ملے اکثر علماء نے جائز رکھا ہے اور بغیر اس کے کام چلنا دشوار ہے۔

۲۴۵۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے انہوں نے یونس بن یزید ایلی سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ ایک گنوار ضمضم بن قتادہ یا فزارہ بن ذبیان) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ، فَمَا أَلْوَانُهَا؟ قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟ قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا، قَالَ: فَأَنَّى تُرَى ذٰلِكَ جَاءَهَا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ وَلَعَلَّ هٰذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الْإِنْتِفَاءِ مِنْهُ۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری جورو ایک کالا بچہ جنی ہے جس کو میں اپنا نہیں سمجھتا (یعنی دل میں گو زبان سے اس نے انکار نہیں کیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تیرے پاس اونٹ ہیں۔ بولا ہاں ہیں آپؐ نے فرمایا اُن کا رنگ کیا ہے؟ کہنے لگا سُرخ ہیں آپؐ نے فرمایا کوئی خاکی رنگ کا ہے کہنے لگا ہاں ہے آپؐ نے فرمایا۔ پھر یہ خاکی رنگ کہاں سے آیا۔ (جب ماں باپ دونوں سُرخ رنگ تھے) کہنے لگا کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہوگا آپؐ نے فرمایا شاید تیرے بچہ کا بھی رنگ کسی کا رگ نے کھینچ لیا ہوگا بہر حال آپ نے اس کو یہ اجازت نہ دی کہ اس بچہ کی نسبت یوں کہے میرا بچہ نہیں ہے۔

۲۴۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَحُجَّ أَفَأَحُجَّ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا، أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَاقْضُوا الَّذِي لَهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے انہوں نے ابو بشر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے ایک عورت (سنان بن سلمہ جہنی کی جورو یا اس کی پھوپھی) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی کہنے لگی۔ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے مرگئی کیا میں اس کی طرف سے حج کروں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں اس کی طرف سے حج کر بھلا بتلا تو سہی اگر تیری ماں پر کچھ قرض ہو۔ تو تو ادا کرے گی۔ اس نے کہا بیشک ادا کروں گی۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر اللہ کا بھی قرض ادا کرو۔ اس کا قرض ادا کرنا تو اور زیادہ ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اجْتِهَادِ الْقُضَاةِ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى لِقَوْلِهِ۔ وَمَنْ

باب قاضیوں کو کوشش کرکے اللہ کی کتاب کے موافق حکم دینا چاہیئے۔

لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ وَمَدَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الْحِكْمَةِ حِينَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا لَا يَتَكَلَّفُ مِنْ قِبَلِهِ وَمُشَاوَرَةِ الْخُلَفَاءِ وَسُؤَالِهِمْ أَهْلَ الْعِلْمِ۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ اللہ کے اتارے موافق حکم نہ کریں۔ وہی لوگ ظالم ہیں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علم والے کی تعریف کی جو علم کے موافق حکم دیتا ہے اور لوگوں کو سکھلاتا ہے (یہ حدیث اوپر بھی گذر چکی ہے اس باب میں بھی آتی ہے) اور اپنی طرف سے کوئی بات نہیں بناتا اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ خلیفوں نے اہل علم سے مشورہ لیا ہے ان سے مسئلہ پوچھا ہے۔

۲۴۷۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا۔

ہم سے شہاب بن عباد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن حمید نے، انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشک دو آدمیوں کے سوا اور کسی پر نہ ہونا چاہیئے ایک تو اس شخص پر جس کو اللہ نے روپیہ پیسہ دیا ہے، اچھے کاموں میں اسکے ہاتھ سے خرچ کراتا ہے دوسرے وہ شخص جس کو اللہ نے حکمت[1] دی ہے وہ اسکے موافق فیصلہ کرتا ہے اس کی تعلیم کرتا ہے۔

ف۱ یعنی دین کا علم قرآن حدیث کا۔

۲۴۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ هِيَ الَّتِي يُضْرَبُ بَطْنُهَا فَتُلْقِي جَنِينًا فَقَالَ: أَيُّكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا؟ فَقُلْتُ: أَنَا فَقَالَ مَا هُوَ قُلْتُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے والد (عروہ) سے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے یہ پوچھا کوئی کسی پیٹ والی عورت کے پیٹ پر مارے اس کا بچہ گر پڑے تو اس باب میں کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنی ہے میں نے کہا۔ ہاں میں نے سنی ہے انہوں نے کہا بیان کرو۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اس میں ایک بردہ دینا لازم

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ، فَقَالَ: لَا تَبْرَحْ حَتَّى تَجِيئَنِي بِالْمَخْرَجِ فِيمَا قُلْتَ فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَجِئْتُ بِهِ فَشَهِدَ مَعِي أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ۔

ہوتا ہے۔ غلام ہو یا لونڈی۔ حضرت عمرؓ نے کہا خبردار تو چھوٹ سکتا نہیں، جب تک اس حدیث پر دوسرا گواہ کوئی نہ لائے۔ یہ سُن کر میں نکلا، میں نے محمد بن مسلمہ صحابی کو پایا۔ میں اُن کو لے کر آیا۔ انہوں نے میرے ساتھ گواہی دی کہ انہوں نے بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سُنی ہے آپؐ فرماتے تھے اس میں ایک بردہ لازم ہوگا۔ غلام ہو یا لونڈی ؎۔ ہشام بن عروہ کے ساتھ اس حدیث کو ابن ابی الزناد نے بھی اپنے باپ سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے مغیرہ سے روایت کیا (اس کو محاملی نے وصل کیا)

؎ ترجمہ باب اس سے نکلا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفہ وقت تھے مگر انہوں نے دُوسرے صحابہؓ سے یہ مسئلہ پوچھا اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ حضرت عمرؓ نے جو صرف مغیرہ کا بیان قبول نہ کیا تو خبر واحد کیونکر حجت ہوگی حالانکہ وہ حجت ہے جیسے اوپر گزر چکا۔ کیوں کہ حضرت عمرؓ نے مزید احتیاط اور مضبوطی کے لئے دوسری گواہی طلب کی نہ اس لئے کہ خبر واحد انکے نزدیک حجت نہ تھی کیوں کہ محمد بن مسلمہ کی شہادت کے بعد یہ خبر واحد نہ رہی۔ اللھم اغفر لکاتبہ ولمن سعٰی فیہ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا تم لوگ (یعنی مُسلمان بھی) اگلے لوگوں کی چال پر چلو گے

۲۴۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْذِ الْقُرُونِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ كَفَارِسَ وَالرُّومِ فَقَالَ: وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أُولَئِكَ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت بھی اگلی امت کی چال پر نہ چلے گی۔ بالشت بالشت اور ہاتھ ہاتھ۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگلی امتوں سے کون لوگ مراد ہیں۔ پارسی اور نصرانی۔ آپؐ نے فرمایا پھر اور کون ؎۔

ول جب مسلمانوں کی سلطنت ہوئی پہلے انہوں نے ایرانیوں کی چال ڈھال وضع قطع اختیار کی پھر بعد کے زمانہ میں مغلیہ سلاطین کی سلطنت ۱۲۰۰ھ تک رہی تو انہیں کی سب باتیں جاری ہوئیں یہاں تک کہ دین الٰہی جاری ہو گیا۔ اس کے بعد انگریزوں کی حکومت ہوئی اب اکثر مسلمان ان کی مشابہت کر رہے ہیں۔ کھانے پینے لباس معاشرت نشست برخاست سب رسموں میں انہی کی پیروی کر رہے ہیں۔

٢٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ الصَّنْعَانِيُّ مِنَ الْيَمَنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ: فَمَنْ؟

ہم سے محمد بن عبدالعزیز رملی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوعمر صنعانی نے (جو یمن کے رہنے والے تھے) انہوں نے زید بن اسلم سے، انہوں نے عطاء بن یسار سے، انہوں نے ابوسعید خدری سے، انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپ نے فرمایا تم اگلے لوگوں کی چالوں پر چلوگے بالشت بالشت۔ ہاتھ ہاتھ یہاں تک کہ اگر وہ گوڑپھوڑ کی سوراخ میں گھسیں گے تو تم بھی گھس جاؤگے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ اگلے لوگوں سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا پھر کون ول۔

ول گوڑپھوڑ کے بل میں گھسنے کا مطلب یہ ہے کہ انہی کی سی چال ڈھال اختیار کروگے اچھی ہو یا بری ہر حال میں ان کی چال چلنا پسند کروگے۔ ہمارے زمانے میں بعینہٖ یہی ہے مسلمانوں سے قوت اجتہادی اور اختراعی کا مادہ بالکل سلب ہو گیا ہے بس جیسے انگریزوں کو کرتے دیکھا وہی کام خود بھی کرنے لگتے ہیں کچھ سوچتے ہی نہیں کہ آیا یہ کام ہمارے ملک اور ہماری آب و ہوا کے لحاظ سے مناسب اور قرین عقل بھی ہے یا نہیں۔ اللہ رحم کرے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى - وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ - الْآيَةَ.

باب جو شخص گمراہی کی طرف بلائے اسکا گناہ

اسی طرح جو شخص بری رسم قائم کرے ول اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نحل میں) فرمایا ان لوگوں کا بھی بوجھ اٹھائیں گے جن کو بے علمی کی وجہ سے گمراہ کرتے ہیں۔

ف اس باب میں صریح حدیثیں وارد ہیں۔ مگر امام بخاریؒ اپنی شرط پر نہ ہونے سے شاید ان کو نہ لا سکے۔ امام مسلمؒ ابوداؤد، اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے نکالا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گمراہی کی طرف بلائے گا اس پر اس کا گناہ اور ان لوگوں کا گناہ جو اس پر عمل کرتے رہیں گے پڑتا رہے گا۔ عمل کرنے والوں کا گناہ کچھ کم نہ ہوگا۔ اور امام مسلمؒ نے جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت کیا جو شخص سلام میں بری رسم قائم کرے اس پر اس کا بوجھ اور عمل کرنے والوں کا بوجھ پڑتا رہے گا عمل کرنے والوں کا بوجھ کچھ کم نہ ہوگا۔

۲۵۱- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ أَوَّلًا۔

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے عبداللہ بن مرہ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی آدمی ظلم سے ناحق مارا جاتا ہے اس کے گناہ کا ایک حصہ آدمؑ کے پہلے بیٹے (قابیل) پر ڈالا جاتا ہے (جس نے ہابیل اپنے بھائی کو ناحق مار ڈالا تھا) کبھی سفیان بن عیینہ نے اس حدیث میں یوں کہا اس کے خون کے گناہ کا ایک حصہ۔ کیونکہ (روئے زمین پر) ناحق خون کی بنا (رسم) اسی نے قائم کی ف۔

ف بدعت نکالنے والے کو اس حدیث سے ڈرنا چاہیئے اس کو ہلکا نہ سمجھے۔ قیامت تک اس کم بخت پر بوجھ پڑتا رہے گا۔



تَمَّ الْجُزْءُ التَّاسِعُ وَالْعِشْرُوْنَ وَيَتْلُوْهُ الْجُزْءُ الثَّلَاثُوْنَ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى۔

اللہ کے فضل و کرم سے انتیسواں (۲۹) پارہ تمام ہوا۔ اب تیسواں پارہ خدا چاہے تو شروع ہوگا۔

تیسواں ۳۰ پارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ وَمَا كَانَ بِهَا مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالموں کے اتفاق کرنیکا جو ذکر فرمایا ہے اسکی ترغیب دی ہے اور مکہ اور مدینہ کے عالموں کے اجماع کا بیان [ف۱] اور مدینہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین انصار کے متبرک مقامات ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے نماز گاہ اور منبر اور قبر کا بیان۔

ف۱ اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ اجماع جب معتبر ہوتا ہے کہ تمام جہان کے مجتہدین اسلام اس مسئلہ پر اتفاق کریں۔ ایک کا بھی اختلاف نہ ہو اور امام مالکؒ نے اہل مدینہ کا اجماع بھی حجت رکھا ہے۔ امام بخاریؒ کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ اہل مکہ اور اہل مدینہ دونوں کا اجماع بھی حجت ہے مگر حافظ نے کہا امام بخاریؒ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اہل مدینہ اور اہل مکہ کا اجماع حجت ہے بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ اختلاف کے وقت اس جانب کو ترجیح ہو گی۔ جس پر اہل مکہ اور مدینہ اتفاق کریں۔ بعضے لوگوں نے اہل بیت اور خلفائے اربعہ کا اتفاق بعضوں نے ائمہ اربعہ کا اتفاق اجماع سمجھا ہے مگر جمہور کا وہی قول ہے کہ ایسے اتفاقات اجماع نہیں ہو سکتے جب تک تمام جہان کے مجتہدین اسلام اتفاق نہ کریں۔ امام شوکانی نے کہا۔ اجماع کا دعوٰے ایک ایسا دعوٰے ہے کہ طالب حق کو اس سے خوف نہ کرنا چاہیئے میں کہتا ہوں اس وقت حرمین شریفین میں بہت سے بدعات اور امور خلاف شرع جاری ہیں اس لئے اہل حرمین کا اجماع کوئی حجت نہیں ہے۔ اور ہمیشہ طالب حق کو دلیل کی پیروی کرنا چاہیئے اور جس قول کی دلیل قوی ہو

اس کو اختیار کرنا چاہیئے۔ گو اس کے قائل قلیل ہوں۔ البتہ مسائل جن پر تمام جہان کے علماء نے شرقاً و غرباً اتفاق کیا ہے ایک مجتہد یا عالم سے بھی اس میں اختلاف منقول نہیں ہے ایسے مسائل میں بے شک اجماع کا خلاف کرنا جائز نہیں۔

۲۵۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السَّلَمِيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِينَةِ فَجَاءَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيبُهَا۔

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے، انہوں نے محمد بن منکدر سے۔ انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے کہ ایک گنوار (قیس بن ابی حازم یا قیس بن حازم یا اور کوئی) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر مدینہ میں اس کو تپ آنے لگا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یارسول اللہ میری بیعت فسخ کر دیجیئے۔ آپ نے انکار کیا پھر آیا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ میری بیعت فسخ کر دیجیے۔ آپ نے انکار کیا۔ پھر آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ میری بیعت فسخ کر دیجیے آپ نے انکار کیا۔ آخر وہ مدینہ سے نکل کر (اپنے جنگل کو) چل دیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ لوہار کی بھٹی کی طرح میل کچیل کو چھانٹ ڈالتا ہے اور کھرے پاکیزہ مال کو رکھ لیتا ہے ول۔

ول اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ جب مدینہ سب شہروں سے افضل ہوا تو وہاں کے علماء کا اجماع ضرور معتبر ہوگا۔ کیونکہ مدینہ میں بُرے اور بدکار لوگ ٹھہر ہی نہیں سکتے وہاں کے علماء سب اچھے اور نیک اور صالح ہی ہوں گے۔ میں کہتا ہوں یہ حکم خاص تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات سے ورنہ بعد آپؐ کی وفات کے بہت سے اجلائے صحابہؓ مدینہ سے نکل گئے اور دوسرے ملکوں میں جا کر مرے جیسے علیؓ اور ابن مسعودؓ اور ابو موسیٰؓ اور ابوذرؓ اور عمارؓ اور حذیفہؓ اور عبادہ بن صامت وغیرہم۔

۲۵۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے معمر بن راشد نے انہوں

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ
عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ
قَالَ: كُنْتُ أُقْرِئُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ
ابْنَ عَوْفٍ فَلَمَّا كَانَ آخِرُ حَجَّةٍ
حَجَّهَا عُمَرُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ
بِمِنًى لَوْ شَهِدْتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
أَتَاهُ رَجُلٌ قَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقُولُ
لَوْ مَاتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَبَايَعْنَا
فُلَانًا فَقَالَ عُمَرُ لَأُقُومَنَّ الْعَشِيَّةَ
فَأُحَذِّرُ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ
يُرِيدُونَ أَنْ يَغْصِبُوهُمْ، قُلْتُ:
لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ
النَّاسِ يَغْلِبُونَ عَلَى مَجْلِسِكَ
فَأَخَافُ أَنْ لَا يُنْزِلُوهَا عَلَى وَجْهِهَا
فَيُطِيرُوا بِهَا كُلُّ مُطِيرٍ فَأَمْهِلْ
حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ دَارَ الْهِجْرَةِ
دَارَ السُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِأَصْحَابِ
رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَيَحْفَظُوا
مَقَالَتَكَ وَيُنَزِّلُوهَا عَلَى وَجْهِهَا
فَقَالَ وَاللهِ لَأَقُومَنَّ بِهِ فِي أَوَّلِ
مَقَامٍ أَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَقَالَ:
إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ
فَكَانَ فِيمَا أُنْزِلَ آيَةُ الرَّجْمِ۔

نے زہری سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا میں عبدالرحمٰن بن عوف کو قرآن پڑھایا کرتا جب حضرت عمرؓ نے (اپنی خلافت میں) آخری حج کیا تو عبدالرحمٰن بن عوف منا میں مجھ سے کہنے لگے۔ ابن عباسؓ کاش تم (آج کے دن) امیرالمومنین کے پاس ہوتے ہوا یہ کہ ایک شخص (نام نامعلوم) ان کے پاس آیا کہنے لگا فلاں شخص (نام نامعلوم) کہتا ہے اگر عمرؓ مر جائیں تو ہم فلاں شخص ولے سے بیعت کرلیں گے یہ سن کر امیرالمومنین نے کہا میں آج سہ پہر کو کھڑے ہو کر خطبہ سناؤں گا اور ان لوگوں کو ڈراؤں گا جو (عام مسلمانوں کا حق) غصب کرنا چاہتے ہیں ولے میں نے کہا نہیں امیرالمومنین ایسا نہ کرو (یہاں پر یہ خطبہ نہ سناؤ) کیونکہ یہ حج کا موسم ہے یہاں ہر قسم کے (شریف) رذیل لوگ جمع ہیں یہ سب کثرت سے آپ کی مجلس میں اکٹھا ہو جاویں گے اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ کی کلام کا مطلب یہ سمجھ کر کچھ اور نہ معنے کرلیں۔ اور منہ در منہ اس کو اڑاتے پھریں آپ ٹھہر جائیے جب مدینہ میں پہنچیں جو ہجرت اور سنت نبویؐ کا مقام ہے وہاں آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ مہاجرین اور انصار خالص ایسے ہی لوگ ملیں گے جو آپ کا کلام یاد رکھیں گے اور اس کا مطلب بھی ٹھیک بیان کریں گے (وہاں فراغت سے خطبہ سنائیے) امیرالمومنین نے کہا خیر خدا کی قسم میں مدینہ پہنچ کر جو پہلا خطبہ کھڑے ہو کر سناؤں گا اس میں اس کا بیان کروں گا ابن عباسؓ کہتے ہیں پھر ہم مدینہ پہنچے (حضرت عمرؓ جمعہ کے دن دوپہر ڈھلی برآمد ہوئے اور خطبہ سنایا) انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا اور آپ پر قرآن بھیجا۔ اس قرآن میں رجم کی آیت بھی تھی (جو کتاب الحدود میں مفصل طور سے گذر چکا ہے ولے۔

ول طلحہ بن عبیدہؓ یا حضرت علیؓ۔ وٹ یا اپنی حیثیت سے زیادہ باتیں بناتے ہیں چھوٹا منہ بڑی بات۔ حضرت عمرؓ کا مطلب یہ ہے کہ خلافت میں رائے دینے کا حق تمام مسلمانوں کو ہے۔ پس جس پر اکثر لوگ اتفاق کریں اس سے بیعت کرنا چاہیئے یہ کیا بات ہے کہ ہم فلانے سے بیعت کرلیں گے فلانے سے بیعت کرلیں گے ایک تم ہی تھوڑے ہو۔ وٹ اس روایت کی مطابقت باب سے یہ ہے کہ اس میں مدینہ کی فضیلت مذکور ہے کہ وہ دارالسنت ہے یعنی حدیث شریف کا گھر ہے تو وہاں کے علماء کا اجماع بہ نسبت اور شہر والوں کے اجماع کے زیادہ معتبر ہوگا۔ حافظ نے کہا صحابہؓ کا اجماع حجت ہے یا نہیں۔ اس میں بھی اختلاف ہے۔

٢٥٤- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فَقَالَ: بَخٍ بَخٍ أَبُو هُرَيْرَةَ يَتَمَخَّطُ فِي الْكَتَّانِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَخِرُّ فِيمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَيَّ فَيَجِيءُ الْجَائِي فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى عُنُقِي وَيُرَى أَنِّي مَجْنُونٌ وَمَا بِي مِنْ جُنُونٍ مَا بِي إِلَّا الْجُوعُ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے کہا ہم ابوہریرہؓ کے پاس بیٹھے تھے وہ کتان کے دو کپڑے گیرو رنگے ہوئے پہنے تھے اتنے میں انہوں نے انہیں کپڑوں میں ناک سنکی اور کہنے لگے واہ واہ ابوہریرہؓ کو دیکھو کتان کے کپڑوں میں ناک سنکتا ہے اب ایسا مالدار ہوگیا اور میں نے (ایک زمانہ میں) خود اپنے تئیں دیکھا ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حضرت عائشہؓ کے حجرے کے درمیان (جہاں پر اب قبر شریف ہے) بے ہوش پڑا رہتا تھا کبھی کوئی آنے والا آتا تو اپنا پاؤں میری گردن پر رکھ دیتا وہ سمجھتا میں دیوانہ ہوں حالانکہ میں دیوانہ نہ تھا۔ جب تو رستے میں اس طرح چپٹ پڑا ہوں حالانکہ میں دیوانہ نہ تھا۔ بھوک کے مارے میرا یہ حال ہو جاتا ول۔

ول بے ہوش رہنے میں گر جانا تن بدن کا کچھ خیال نہ رہنا۔ ابوہریرہؓ کا مطلب یہ ہے کہ یا تو ایسے افلاس اور تنگی میں گرفتار تھے کہ کھانے کو روٹی کا ایک ٹکڑا نہ ملتا یا اب ایسے مالدار ہیں کہ کتان کے کپڑے میں جو بہت قیمتی ہوتے ہیں۔ ناک سنکتے ہیں۔ اس حدیث کا تعلق ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کا بیان ہے اور قبر شریف کا۔

٢٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے عبدالرحمن بن عابس سے انہوں نے کہا ابن عباسؓ سے

ابْنِ عَابِسٍ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشَهِدْتَ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْ لَا مَنْزِلَتِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصِّغَرِ فَأَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَ النِّسَاءُ يُشِرْنَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

پوچھا گیا کیا تم عید کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے انہوں نے کہا ہاں اور میں اسوقت کم سن تھا اگر آنحضرت سے مجھ کو اتنا نزدیک کا رشتہ نہ ہوتا اور میں کم سن نہ ہوتا تو آپ کے ساتھ کبھی نہیں رہ سکتا ول آنحضرت گھر سے نکل کر اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر کے قریب ہے وہاں عید کی نماز پڑھائی اس کے بعد خطبہ سنایا۔ ابن عباسؓ نے عید کی نماز میں اذان اور اقامت کا بیان نہیں کیا خیر خطبہ کے بعد آپ نے (عورتوں کو نصیحت کی ان کو) خیرات کرنے کا حکم دیا عورتیں اپنے کان اور گلے کی طرف ہاتھ بڑھانے لگیں وٹ آپ نے بلالؓ کو حکم دیا وہ عورتوں کے پاس آئے وٹ اس کے بعد بلالؓ لوٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے وٹ۔

ول کیونکہ آپ عورتوں کو بھی وعظ سنانے گئے تھے۔ وٹ عورتوں نے خیرات کا زیوران کے کپڑے میں ڈال دیا۔ وٹ اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کثیر بن صلت کے گھر کے پاس تشریف لے جانا وہاں عید کی نماز پڑھنا مذکور ہے۔

۲۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءً مَاشِيًا وَرَاكِبًا۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبا کی مسجد میں (جو مدینہ سے دو میل پر ہے) پیدل اور سوار ہو کر دونوں طرح آیا کرتے۔

۲۵۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لِعَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ ادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو سلمہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے (مرتے وقت) عبداللہ بن زبیر کو یہ وصیت کی مجھ کو میری سوکنوں کے ساتھ البقیع

وَلَا تَدْفِنِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُزَكَّى۔

وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ ائْذَنِي لِي أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ فَقَالَتْ: إِي وَاللهِ قَالَ وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَرْسَلَ إِلَيْهَا مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَتْ لَا وَاللهِ لَا أُوثِرُهُمْ بِأَحَدٍ أَبَدًا۔

ہیں) گاڑ دینا اور حجرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ گاڑنا میں نہیں چاہتی کہ آپ کی دوسری بیبیوں سے زیادہ لوگ میری تعریف کریں ول۔

اور اسی سند سے، ہشام سے مروی ہے انہوں نے اپنے والد سے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عائشہؓ کے پاس (جب وہ زخمی ہوئے تھے) کسی کو بھیجا اور اپنے دونوں ساتھیوں ول کے پاس گڑنے کی اجازت چاہی انہوں نے کہا بیشک خدا کی قسم میں اجازت دیتی ہوں عروہ کہتے ہیں دوسرے صحابہ جب حضرت عائشہؓ سے اس کی اجازت مانگتے تو وہ کہتیں نہیں خدا کی قسم میں ان کے ساتھ کسی اور کو نہیں گڑنے دونگی وسل۔

ول کہیں وہ بقیع میں دفن ہیں۔ یہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو ان کا درجہ بہت بڑا ہے۔ و۲ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ۔ و۳ حضرت عائشہؓ نے براہ تواضع یہ نہیں منظور کیا۔ کہ دوسری بیبیوں سے بڑھ چڑھ کر رہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہوں کہتے ہیں اب حجرہ شریفہ میں صرف ایک قبر کی جگہ اور باقی ہے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔ طبرانی نے ایسا ہی روایت کیا۔

۲۵۸- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَزَادَ اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ وَبُعْدُ الْعَوَالِي أَرْبَعَةُ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةٌ۔

ہم سے ایوب بن سلیمان نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے ابوبکر بن ابی اویس نے انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے صالح بن کیسان سے کہ ابن شہاب نے کہا۔ مجھ کو انس بن مالکؓ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے پھر آپؐ (عصر کی نماز پڑھ کر) ان گاؤں میں جاتے جو مدینہ کی بلندی پر واقع ہیں۔ وہاں پہنچ جاتے اور سورج بلند رہتا ول۔ لیث نے بھی اس حدیث کو یونس سے روایت کیا ول۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ گاؤں مدینہ سے تین یا چار میل پر واقع ہیں۔

ف۱ ترجمہ باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ مدینہ کے بلند گاؤں جن کو عوالی کہتے ہیں۔ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں وہ متبرک مقامات میں سے ہیں۔ ف۲ انہوں نے زہری سے اسکو امام بیہقی نے وصل کیا۔

۲۵۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ سَمِعْتُ السَّائِبَ ابْنَ يَزِيدَ يَقُولُ كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ وَقَدْ زِيدَ فِيهِ سَمِعَ الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْجُعَيْدَ۔

ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے قاسم بن مالک نے۔ انہوں نے جعید بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے کہا میں نے سائب بن یزید سے سُنا۔ وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صاع ایسا تھا جیسا تمہارے وقت کا ایک مد اور تہائی مد پھر صاع کی مقدار بڑھ گئی ف۱۔ امام بخاریؒ نے کہا قاسم بن مالک نے جعید بن عبدالرحمٰن سے سُنا ہے ف۲۔

ف۱ یعنی عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں وہ چار مد کا ہوگیا یک رطل عراقی کا ہوتا ہے۔ ف۲ اس حدیث کی مطابقت باب سے اس طرح ہے کہ باوجودیکہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں صاع کی مقدار بڑھ گئی۔ لیکن احکام شرعیہ میں جیسے صدقہ فطر وغیرہ ہے اسی صاع کا اعتبار رہا جو اہل مدینہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔

۲۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا۔ انہوں نے امام مالکؒ سے۔ انہوں نے اسحاق ابن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کو دُعا دی فرمایا یا اللہ ان کے ماپ میں برکت دے ان کے صاع اور مد میں برکت دے۔

۲۶۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ: حَدَّثَنَا مُوسَى

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوضمرہ (انس بن عیاض) نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے

ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيبًا مِنْ حَيْثُ تُوضَعُ الْجَنَائِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ۔

نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ یہودی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد (نام نامعلوم) ایک عورت (بسرہ) کو لیکر آئے جنہوں نے زنا کی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ دونوں مسجد کے قریب اس مقام پر سنگسار کئے گئے جہاں جنازے رکھے جاتے ہیں ف۱۔

ف۱ باب کی مطابقت اس طرح سے کہ مسجد کے قریب یہ مقام متبرک ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہیں کھڑے ہو کر آخر جنازے کی نماز پڑھاتے ہوں گے۔

۲۶۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا، تَابَعَهُ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُحُدٍ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے عمرو بن ابی عمرو سے جو مطلب کے غلام تھے انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (سفر سے لوٹتے وقت) احد پہاڑ دکھلائی دیا۔ آپؐ نے فرمایا یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم کو چاہتا ہے ہم اس کو چاہتے ہیں یا اللہ ابراہیم پیغمبر نے مکہ کو حرام بنایا تھا۔ میں مدینہ کو دونوں پتھریلے کناروں کے بیچ میں حرام بناتا ہوں انس بن مالکؓ کے ساتھ اس حدیث کو سہل بن سعد صحابیؓ نے بھی آنحضرت سے روایت کیا مگر اس میں صرف احد پہاڑ کا ذکر ہے تیسا مذکور نہیں یہ روایت اوپر معلقاً گذر چکی ہے۔

۲۶۳- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ أَنَّهُ كَانَ بَيْنَ جِدَارِ الْمَسْجِدِ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ وَبَيْنَ الْمِنْبَرِ مَمَرُّ الشَّاةِ۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے ابو غسان (محمد بن مطرف) نے کہا مجھ سے ابو حازم (سلمہ بن دینار) نے انہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے انہوں نے کہا مسجد کے قبلے کی دیوار اور منبر کے بیچ میں اتنا فاصلہ تھا کہ اس میں سے بکری نکل جائے ف۱۔

ف۱ یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گذر چکی ہے۔

٢٦٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي۔

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمن بن مہدی نے کہا۔ ہم سے امام مالکؒ نے انہوں نے خبیب بن عبدالرحمن سے۔ انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے حجرے (یا قبر) اور میرے منبر کے درمیان بہشت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے ۱؎ اور منبر میرا (قیامت کے دن) حوض کوثر پر رکھا جائے گا ۲؎۔

۱؎ اس حدیث کی شرح اوپر گذر چکی ہے۔ ۲؎ یعنی یہ منبر جو دنیا میں ہے۔ یا آخرت کا منبر۔

٢٦٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَابَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ فَأُرْسِلَتِ الَّتِي ضُمِّرَتْ مِنْهَا وَأَمَدُهَا الْحَيْفَاءُ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَالَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ أَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑ دوڑ کرائی اب جو گھوڑے شرط کے لئے تیار کئے گئے تھے ان کی دوڑ حفیا سے ثنیۃ الوداع تک رکھی (دونوں مقاموں کے نام ہیں) اور جو شرط کے لئے تیار نہیں کئے گئے تھے ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک رکھی (بنی زریق انصار کا ایک قبیلہ ہے) اور عبداللہ بن عمرؓ بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے شرط کے گھوڑے دوڑائے تھے۔

٢٦٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عِيسَى وَابْنُ إِدْرِيسَ وَابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا انہوں نے لیث بن سعد سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا اور مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو عیسےٰ بن یونس نے خبر دی اور عبداللہ بن ادریس اور یحییٰ بن عبدالملک بن حمید بن ابی غنیہ نے انہوں نے ابوحیان (یحییٰ بن سعید) سے

عُمَرَ عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر سنا و۱۔

و۱ یہ حدیث مختصر ہے اوپر کتاب الاشربہ میں تفصیل گذر چکی ہے کہ حضرت عمرؓ نے منبر پر فرمایا شراب وہ ہے جو عقل کو چھپالے۔

۲۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ ابْنُ يَزِيدَ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ خَطِيبًا عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا۔ کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے کہا۔ مجھ کو سائب بن یزید نے خبر دی انہوں نے حضرت عثمانؓ کو آنحضرت صلی اللہ وسلم کے منبر پر خطبہ پڑھتے سنا۔

۲۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ حَسَّانَ أَنَّ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ يُوضَعُ لِي وَلِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْمِرْكَنُ فَنَشْرَعُ فِيهِ جَمِيعًا۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے کہا۔ ہم سے ہشام بن حسان نے ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد عروہ سے انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہانے کے لئے یہ لگن رکھی جاتی تھی۔ ہم دونوں اس میں سے پانی لیتے جاتے (اور نہاتے)

۲۶۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْأَنْصَارِ وَقُرَيْشٍ فِي دَارِي الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عباد بن عباد نے کہا ہم سے عاصم احول نے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور انصار میں میرے گھر میں بھائی چارہ کرایا۔ مدینہ میں اور آپؐ ایک مہینہ تک (رکوع کے بعد نماز میں) قنوت پڑھتے رہے بنی سلیم کے چند قبیلوں پر بددعا کرتے تھے و۱۔

وا۔ جنہوں نے قاریوں کو دغا سے مار ڈالا تھا۔ یہ قصہ اوپر گذر چکا ہے۔

۲۷۰۔ حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لِي انْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ فَأَسْقِيكَ فِي قَدَحٍ شَرِبَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّي فِي مَسْجِدٍ صَلَّى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَسَقَانِي سَوِيقًا وَأَطْعَمَنِي تَمْرًا وَصَلَّيْتُ فِي مَسْجِدِهِ

مجھ سے ابو کریب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو اسامہ نے۔ کہا ہم سے برید بن عبداللہ نے۔ انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے کہا میں مدینہ میں آیا۔ تو عبداللہ بن سلامؓ مجھ سے ملے کہنے لگے میرے ساتھ گھر کو چلو میں تم کو اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا ہے اور تم اس جگہ نماز بھی پڑھنا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی تھی یہ سُن کر میں ان کے ساتھ گیا۔ انہوں نے مجھ کو ستو پلائے اور کھجوریں کھلائیں۔ اور ان کی نماز کی جگہ میں نے نماز پڑھی۔

۲۷۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي وَهُوَ بِالْعَقِيقِ أَنْ صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ وَحَجَّةٌ، وَقَالَ هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ.

ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن مبارک نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے کہا مجھ سے عکرمہ نے بیان کیا انہوں نے ابن عباسؓ سے ان سے حضرت عمرؓ نے وہ کہتے تھے مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ نے فرمایا رات کو ایک فرشتہ پروردگار کے پاس سے میرے پاس آیا۔ اس وقت میں عقیق میں تھا اس نے کہا اس برکت والے میدان میں نماز پڑھو اور کہو عمرہ اور حج (دونوں کی میں نیت کرتا ہوں وا) اور ہارون بن اسمٰعیل نے کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا (پھر یہی حدیث نقل کی) اس میں یوں ہے کہ عمرہ حج میں شریک ہو گیا وا۔

وا عقیق ایک میدان ہے مدینہ کے باہر یہ حدیث کتاب الحج میں گذر چکی ہے کہ آپ ہجرت کے نویں سال حج کے لئے چلے جب اس میدان میں پہنچے جس کا نام عقیق تھا تو یہ حدیث فرمائی۔ وا۲ اس کو عبد بن حمید نے اپنی مسند میں وصل کیا۔

۲۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: وَقَّتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْنًا لِأَهْلِ نَجْدٍ وَالْجُحْفَةَ لِأَهْلِ الشَّامِ وَذَا الْحُلَيْفَةِ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ، قَالَ سَمِعْتُ هَذَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَذُكِرَ الْعِرَاقُ فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ عِرَاقٌ يَوْمَئِذٍ۔

ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد والوں کا میقات قرن اور شام والوں کا جحفہ اور مدینہ والوں کا ذوالحلیفہ مقرر کیا ابن عمرؓ کہتے تھے یہ تینوں تو میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے اور دوسرے شخص کے ذریعے سے مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن والوں کا میقات یلملم مقرر کیا پھر عراق والوں کا ذکر آیا واہ۔ انہوں نے کہا عراق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کہاں فتح ہوا تھا۔

واہ یعنی کسی نے عبداللہ سے پوچھا عراق والے کہاں سے احرام باندھیں۔

۲۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أُرِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ

ہم سے عبدالرحمن بن مبارک نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ ذوالحلیفہ میں اخیر رات میں اترے ہوئے تھے وہاں خواب میں آپ سے کہا گیا۔ تم برکت والے میدان میں ہو واہ۔

واہ حافظ نے کہا امام بخاریؒ نے اس باب میں جو حدیثیں بیان کیں اس سے مدینہ کی فضیلت بیان کی اور اس کی فضیلت میں شک کیا ہے وہاں وحی اترتی رہی۔ وہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے اور منبر ہے جو بہشت کی ایک کیاری ہے کلام اس میں ہے کہ مدینہ کے عالم کیا دوسرے ملکوں کے عالموں پر مقدم ہیں تو اگر یہ مقصود ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب تک صحابہؓ مدینہ میں جمع تھے تو یہ مسلم ہے اگر یہ مراد ہو کہ ہر زمانہ میں تو اس میں نزاع

ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ مدینہ کے عالم ہر زمانہ میں دوسرے ملکوں کے عالموں پر مقدم ہوں۔ اس لئے کہ ائمہ مجتہدین کے زمانے کے بعد پھر مدینہ میں ایک بھی عالم ایسا نہیں ہوا جو دوسرے ملکوں کے کسی عالم سے بھی زیادہ علم رکھتا ہو چہ جائیکہ دوسرے ملکوں کے سب عالموں سے بڑھ کر ہو۔ بلکہ مدینہ میں ایسے ایسے بدعتی اور بد طینت لوگ جا کر رہے جن کی بدنیتی اور بد طینتی میں کوئی کلام نہیں ہو سکتی انتہےٰ مختصراً۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ آل عمران میں) یہ فرمانا: اے پیغمبر تجھ کو اس کام میں کوئی دخل نہیں اخیر آیت تک۔

۲۷۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فِي الْأَخِيرَةِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ۔

ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی۔ کہا ہم کو معمر نے انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے سالم سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپؐ نے فجر کی نماز میں اخیر رکعت میں رکوع سے سر اٹھا کر یوں فرمایا۔ اللھم ربنا ولک الحمد یا اللہ فلانے کافر کو لعنت کر۔ فلانے کافر پر لعنت کر۔ اس وقت یہ آیت اتری۔ لیس لک من الامر شیئ او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰی۔ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔ وَقَوْلِهِ تَعَالٰی۔ وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ کہف میں) یہ فرمانا: آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے (اور سورۂ عنکبوت میں) یوں فرمانا کتاب والوں یہود اور نصاریٰ سے جھگڑا نہ کرو ــ مگر اچھی طرح سے ف1۔

ف1 یعنی نرمی کے ساتھ اللہ کے پیغمبروں اور اس کی کتابوں کا ادب رکھ کر۔

۲۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ: أَخْبَرَنَا عَتَّابُ ابْنُ بَشِيرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ ابْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ: أَلَا تُصَلُّونَ؟ فَقَالَ عَلِيٌّ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهُ ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعَهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُولُ- وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا- قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ مَا أَتَاكَ لَيْلًا فَهُوَ طَارِقٌ، وَيُقَالُ الطَّارِقُ النَّجْمُ وَالثَّاقِبُ الْمُضِيءُ يُقَالُ: أَثْقِبْ نَارَكَ لِلْمُوقِدِ-

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے۔ دوسری سند امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو عتاب بن بشیر نے خبر دی۔ انہوں نے اسحٰق بن راشد سے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو امام زین العابدین علی بن حسینؑ نے ان کو ان کے والد ماجد امام حسین علیہ السلام نے انہوں نے کہا حضرت علیؓ کہتے تھے ایک رات ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو میرے اور حضرت فاطمۃ الزہرا اپنی صاحبزادی علیہا السلام کے پاس تشریف لائے فرمایا تم (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے (کیا ساری رات سویا ہی کرو گے) حضرت علیؓ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری جانیں سب اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جب چاہے گا تو ہم کو جگا دیگا (ہم نماز پڑھیں گے) جونہی میں نے یہ کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیٹھ موڑ کر چلے اور کچھ جواب نہ دیا۔ اب پیٹھ موڑ کر جب جا رہے تھے تو میں نے سنا آپؐ اپنی ران پر ہاتھ مارتے اور کہتے جاتے تھے آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے وا امام بخاری نے کہا رات کو جو شخص تیرے پاس آئے اس کو طارق کہیں گے اور قرآن میں جو والطارق کا لفظ آیا ہے اس سے مراد ستارہ ہے۔ ثاقب کا معنے چمکتا ہوا۔ عرب لوگ آگ سلگانے والے سے کہتے اثقب نارک یعنی آگ روشن کر۔

وا حضرت علیؓ نے یہ جواب بطریق انکار کے نہیں دیا۔ مگر ان سے نیند کی حالت میں یہ کلام نکل گیا۔ اس میں شک نہیں کہ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے تو اور زیادہ افضل ہوتا۔ اگرچہ حضرت علیؓ نے جو کہا وہ بھی درست تھا مگر کسی شخص کا جگانا اور بیدار کرنا بھی اللہ ہی کا جگانا اور بیدار کرنا ہے حضرت علیؓ کا اس موقع پر یہ کہنا کہ جب اللہ ہم کو جگائے گا تو اٹھیں گے محض مجادلہ اور بیکار تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم یہ آیت پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے اور تہجد کی نماز کچھ فرض نہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مجبور کرتے۔ دوسرے ممکن ہے کہ حضرت علیؓ اس کے بعد اٹھے ہوں اور تہجد کی نماز پڑھی ہو۔

٢٧٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا: قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ: فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَلِكَ أُرِيدُ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا: قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَلِكَ أُرِيدُ، ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَأَنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ انہوں نے سعید مقبری سے۔ انہوں نے اپنے والد سے (ابوسعید کیسان سے) انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا ایک مرتبہ ہم مسجد نبویؐ میں بیٹھے تھے۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے برآمد ہوئے فرمایا چلو یہودیوں کے پاس چلو۔ ہم آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئے جب ان کے مدرسے پر پہنچے تو آپؐ کھڑے ہو گئے ان کو آواز دی فرمایا یہودیو دیکھو مسلمان ہو جاؤ ہر آفت سے بچے رہو گے۔ وہ کہنے لگے ابوالقاسم تم نے (اللہ کا) پیغام پہنچا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا یہی مطلب تھا۔ (کہ تم اقرار کرلو کہ میں نے اللہ کا حکم تم کو پہنچا دیا) پھر آپؐ نے فرمایا دیکھو مسلمان ہو جاؤ ہر آفت سے بچے رہو گے۔ وہ کہنے لگے ابوالقاسم تم نے (اللہ کا) پیغام پہنچا دیا۔ آپؐ نے فرمایا میرا مطلب یہی تھا۔ پھر تیسری بار ان سے فرمایا۔ دیکھو مسلمان ہو جاؤ۔ اس کے بعد فرمایا یہ سمجھ رکھو ساری دنیا اللہ اور رسول کی ہے۔ اور میں تم کو اس ملک سے باہر کرنے والا ہوں۔ اگر کسی شخص کو تم میں سے اس کی جائیداد کی قیمت ملتی ہو تو بیچ ڈالے (ورنہ چھوڑ کر جانا ہوگا)۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى- وَكَذَلِكَ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بقرہ میں) یہ فرمانا

جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا۔ وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلُزُومِ الْجَمَاعَةِ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ۔

ہم نے تم کو اے مسلمانو! اس طرح بیچ کی ایک امت بنایا (یعنی معتدل اور سیدھی راہ پر چلنے والی) اور آنحضرت صلعم کا یہ فرمانا کہ جماعت کے ساتھ رہو۔ جماعت سے مراد اس امّت کے عالم لوگ ہیں۔

۲۷۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُجَاءُ بِنُوحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، يَا رَبِّ فَتُسْأَلُ أُمَّتُهُ هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيرٍ، فَيَقُولُ: مَنْ شُهُودُكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُونَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا۔

ہم سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابواسامہ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے ابوصالح (ذکوان) نے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایسا ہوگا فرشتے حضرت نوحؑ پیغمبر کو لے کر آئیں گے۔ ان سے کہا جائے گا کیا تم نے اللہ کا پیغام اپنی امّت کو پہنچا دیا تھا۔ وہ کہیں گے جی ہاں پروردگار ان کی امّت سے پوچھا جائے گا تو وہ مکر جائے گی کہے گی (دنیا میں تو) ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا پیغمبر آیا ہی نہیں اللہ تعالیٰ حضرت نوحؑ سے پوچھے گا تمہارے گواہ کون ہیں۔ وہ عرض کریں گے میرے گواہ حضرت محمدؐ اور ان کی امّت کے لوگ ہیں پھر تم مسلمانوں کو فرشتے لے کر آئیں گے اور تم گواہی دو گے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ وکذلک جعلناکم امة وسطاً۔ وسطا کا معنی عادل (میانہ رو) تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر تم پر گواہ و۱ بنے اسحٰق بن منصور نے اس حدیث کو جعفر بن عون سے بھی روایت کیا انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوسعید خدری سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

و۱ حالانکہ مسلمانوں نے حضرت نوحؑ کو دنیا میں نہیں دیکھا نہ ان کی امّت والوں کو مگر یقین کے ساتھ گواہی دیں گے کیونکہ جو بات اللہ اور رسول کے فرمانے سے اور تواتر کے ساتھ سنی جائے وہ مثل دیکھی ہوئی بات کے یقینی ہوتی ہے اور دنیا میں بھی ایسی گواہی لی جاتی ہے مثلاً ایک شخص کسی کا بیٹا ہو اور سب لوگوں میں مشہور ہو تو یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ وہ فلاں شخص کا بیٹا ہے حالانکہ اس کو پیدا ہوتے وقت آنکھ سے نہیں دیکھا۔ اس آیت سے بعضوں نے

یہ نکلا ہے کہ اجماع حجت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت کو اُمّت عادلہ فرمایا۔ اور یہ ممکن نہیں کہ ساری اُمّت کا اجماع ناحق اور باطل پر ہو جائے۔

بَابٌ إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَأَ خِلَافَ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ فَحُكْمُهُ مَرْدُودٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ۔

باب۔ اگر قاضی یا حاکم یا اور کوئی عہدے دار ایک مقدمہ میں کوشش کر کے رائے دے

لیکن کم علمی کی وجہ سے وہ رائے حدیث کیخلاف نکلے تو منسوخ کر دی جائے گی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسا کام کرے جس کا حکم ہم نے نہیں دیا تو وہ مردود ہے[1]

[1] اس کو امام مسلم نے وصل کیا۔

۲۷۸ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ وَاسْتَعْمَلَهُ عَلَى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟ قَالَ: لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلُوا وَلٰكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ أَوْ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے بھائی (ابوبکر) سے۔ انہوں نے سلیمان ابن بلال سے۔ انہوں نے عبدالمجید بن سہیل بن عبدالرحمٰن بن عوف سے۔ انہوں نے سعید بن مسیب سے سُنا وہ کہتے تھے ان سے ابوسعید خدریؓ اور ابوہریرہؓ دونوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عدی کے ایک شخص (سواد بن غزیہ) انصاری کو خیبر کا تحصیلدار بنایا۔ وہ ایک عمدہ قسم کی کھجور لے کر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہی (عمدہ) ہوتی ہیں۔ اس نے عرض کیا یا رسُول اللہ خدا کی قسم ہم اس کھجور کا ایک صاع دو صاع ام غلم کھجور دے کر خریدتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو کھجور جب کھجور کے بدل بیچو تو برابر برابر

بِيعُوا هٰذَا وَاشْتَرُوا بِثَمَنِهٖ مِنْ هٰذَا وَكَذٰلِكَ الْمِيزَانُ۔

یا یوں کرو الم غلم کھجور نقد داموں پر بیچ ڈالو پھر یہ کھجور اس کے بدل خرید کر لو اسی طرح ہر چیز کو جو تل کر بکتی ہے اس کا حکم اپنی چیزوں کا سا ہے جو ناپ کر بکتی ہیں۔

بَابُ أَجْرِ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ۔

باب اگر کوئی حاکم حق کی کوشش کر کے غلطی بھی کرے تب بھی اس کا ثواب

۲۷۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ الْمَكِّيُّ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ هٰكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

ہم سے عبداللہ بن یزید مقری مکیؓ نے بیان کیا کہا ہم سے حیوہ بن شریح نے کہا مجھ سے یزید بن عبداللہ بن ہاد نے انہوں نے محمد بن ابراہیم بن حارث سے انہوں نے بسر بن سعید سے انہوں نے ابو قیس (عبدالرحمٰن بن ثابت) سے جو عمرو بن عاص کے غلام تھے انہوں نے عمرو بن عاص سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب حاکم اجتہاد کرکے (یعنی حق کی بات دریافت کرنے کی کوشش کرکے) کوئی حکم دے پھر وہ حکم ٹھیک ہو تو اس کو دو اجر ملیں گے اور جب حاکم اجتہاد کرکے کوئی حکم دے اس میں (براہ بشریت) غلطی کرے تو اس کو ایک اجر ملے گا یزید بن عبداللہ نے کہا میں نے یہ حدیث ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے بیان کی انہوں نے کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے ابوہریرہؓ سے ایسی ہی حدیث روایت کی اور عبدالعزیز بن مطلب نے (جو مدینہ کا قاضی تھا) اس حدیث کو عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کیا ول۔ اس نے ابوسلمہ سے اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ول۔

ول جو ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کا بیٹا تھا یہ بھی مدینہ کا قاضی تھا۔ ول یعنی مرسلاً روایت کی اس کے

والد نے موصولاً روایت کی تھی اس حدیث سے یہ نکلا کہ ہر مسئلہ میں حق ایک ہی امر ہوتا ہے لیکن مجتہد اگر غلطی کرے تو بھی اس سے مواخذہ نہ ہوگا۔ بلکہ اس کو اجر اور ثواب ملے گا۔ یہ اس صورت میں ہے جب مجتہد جان بوجھ کر نص یا اجماع کا خلاف نہ کرے ورنہ گنہگار ہوگا۔ اور اس کی عدالت جاتی رہے گی۔ جیسے اوپر گذر چکا ہے اس حدیث سے بعضوں نے یہ بھی نکالا ہے کہ ہر قاضی مجتہد ہونا چاہیئے ورنہ اس کی قضا صحیح نہ ہوگی۔ اہلحدیث کا یہی قول ہے اور یہی راجح ہے اور حنفیہ نے مقلد قاضی کی بھی قضا جائز رکھی ہے اور یہ کہا ہے کہ مقلد کو اپنے امام کے حکم کے برخلاف حکم دینا جائز نہیں مگر اس پر کوئی دلیل نہیں ہے ممکن ہے کہ آدمی کچھ مسائل میں مقلد ہو کچھ مسائل میں مجتہد ہو جس مسئلہ میں آدمی تمام دلائل کو اچھی طرح دیکھ لے اس میں وہ مجتہد ہو جاتا ہے اور جب اس مسئلہ میں مجتہد ہو گیا تو اب اس کو اس مسئلہ میں تقلید درست نہیں ہے بلکہ دلیل پر عمل کرنا چاہیئے یہی قول حق اور یہی صواب ہے اور جس نے اس کے خلاف کہا ہے کہ دلیل معلوم ہونے پر بھی اس کو اپنے امام کے قول پر جمے رہنا چاہیئے اس کا قول نامعقول اور غلط ہے دلیل معلوم ہونے کے بعد دلیل کی پیروی کرنا ضرور ہے اور تقلید جائز نہیں اور اللہ تعالےٰ نے جا بجا قرآن مجید میں ایسے مقلدوں کی مذمت کی ہے جو دلیل معلوم ہو جانے پر بھی تقلید پر جمے رہتے ہیں یہ صریح جہالت اور ناانصافی ہے اللہ تعالےٰ مقلدوں کو آنکھ اور عقل دے۔

بَابُ الْحُجَّةِ عَلَى مَنْ قَالَ: إِنَّ أَحْكَامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ ظَاهِرَةً وَمَا كَانَ يَغِيبُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُورِ الْإِسْلَامِ۔

باب اس شخص کا رد جو یہ سمجھتا ہے کہ آنحضرتؐ کے تمام احکام ہر صحابیؓ کو معلوم رہتے تھے

اس باب میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ بہت سے صحابہؓ آنحضرت صلعم کے پاس سے غائب رہتے تھے اور ان کو اسلام کی کئی باتوں کی خبر نہ ہوتی تھی وا۔

وا تو بعضے بات اکابر صحابہؓ پر جیسے حضرت عمرؓ یا عبداللہ بن مسعودؓ تھے پوشیدہ رہ جاتی جب دوسرے صحابہؓ سے سنتے تو فوراً اس پر عمل کرتے اور اپنی رائے سے رجوع کرتے صحابہ تابعین ائمہ دین سب کے زمانوں میں یہی ہوتا رہا کہ کچھ حدیثیں ان کو پہنچیں کچھ نہ پہنچیں کیونکہ اس زمانہ میں حدیث کی کتابیں موجود نہ تھیں اب حنفیہ کا یہ سمجھنا کہ امام ابو حنیفہؒ کو سب حدیثیں پہنچیں تھیں بالکل خلاف عقل اور خلاف واقع ہے ایسا ہوتا تو خود امام ابو حنیفہؒ یہ کیوں فرماتے جہاں تم کو آنحضرتؐ کی حدیث مل جائے تو میرا قول چھوڑ دو۔ جب حضرت عمرؓ کو سب حدیثیں نہ پہنچی ہوں تو امام ابو حنیفہؒ کی نسبت یہ خیال کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اور جب حضرت عمرؓ سے بعضے مسائل میں غلطی ہوئی ہے تو اور امام یا مجتہدین کس شمار و قطار میں ہیں۔

۲۸۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن

يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: اسْتَأْذَنَ أَبُو مُوسَى عَلَى عُمَرَ فَكَأَنَّهُ وَجَدَهُ مَشْغُولًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوا لَهُ فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ فَقَالَ: إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا قَالَ: فَأْتِنِي عَلَى هَذَا بِبَيِّنَةٍ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ فَانْطَلَقَ إِلَى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا: لَا يَشْهَدُ إِلَّا أَصَاغِرُنَا فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ: قَدْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ.

سعید قطان نے انہوں نے ابن جریج سے کہا مجھ سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا انہوں نے عبید بن عمیر سے انہوں نے کہا ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمرؓ کے پاس جانے کی اجازت مانگی (لیکن اجازت نہ ملی) ابو موسیٰؓ یہ سمجھ کر کہ حضرت عمرؓ کسی کام میں مشغول ہیں لوٹ کر چلدیئے (تھوڑی دیر بعد) حضرت عمرؓ نے (لوگوں سے) کہا اجی ابو موسیٰؓ کی آواز آئی تھی نا۔ ان کو اندر آنے کی اجازت دو (دیکھا تو وہ چلدیئے ہیں) آخر ان کو بلا کر لائے جب آئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا (یعنی لوٹ کر کیوں چلے گئے تم کو انتظار کرنا چاہیئے تھا) انہوں نے کہا ہم کو (آنحضرتؐ کی طرف سے) یہی حکم ملا ہے ۱؎ حضرت عمرؓ نے کہا تم اس بات پر کسی اور کو گواہ لاؤ ورنہ میں تم کو سزا دونگا ۲؎۔ ابو موسیٰؓ یہ سن کر انصار کی مجلس میں گئے اور ان سے یہ قصہ بیان کیا اس وقت ابو سعید خدریؓ ان کے ساتھ کھڑے ہوئے انہوں نے بھی جا کر حضرت عمرؓ سے کہا۔ بیشک (آنحضرتؐ کی طرف سے) ہم کو ایسا حکم ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے ہیں نے آنحضرت صلعم سے یہ حدیث نہیں سنی مجھ پر پوشیدہ رہی بات یہ ہے کہ بازاروں میں خرید و فروخت کرنے کی وجہ سے میں (اس حدیث سے) غافل رہ گیا۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

۱؎ کہ تین بار اجازت مانگو اگر اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ۔ ۲؎ حضرت عمرؓ نے یہ مزید احتیاط کے لئے فرمایا تاکہ لوگ حدیث بیان کرنے میں احتیاط رکھیں، ابو موسیٰؓ اجلائے صحابہؓ میں تھے یہ نہیں کہ خبر واحد قبول کرنے کے لائق نہیں ہے خود حضرت عمرؓ نے عبد الرحمٰن بن عوف کی خبر واحد طاعون اور مجوس کے جزیہ کے باب میں اور عمرو بن حزم کی خبر واحد دیت کے باب میں قبول کی ہے اس حدیث کے مطابق باب سے ظاہر ہے کہ اس حدیث کی خبر حضرت عمرؓ کو نہ تھی، جب حدیث سن لی تو اپنی رائے سے رجوع کیا مسلمانو! دیکھو حضرت عمرؓ حدیث میں ایسی احتیاط برتتے تھے کہ ابو موسیٰؓ کے سے ثقہ صحابی کے نقل کرنے پر بھی انہوں نے اکتفا نہ کی اور ایک دوسرے صحابی کی شہادت چاہی پھر تمہارے سامنے ہر ایک ابو الفضل ہرزہ گو جو حدیث بیان کر دے تم اس کے بیان پر بھروسہ نہ کیا کرو بلکہ جب کوئی حدیث بیان کرے اس سے

پوچھو کہ یہ حدیث کس محدث نے باسناد روایت کی ہے اور اس کے راویوں کو رجال کتاب سے جانچو اور یہ بھی دیکھو۔ کہ حدیث کے اماموں نے اس کو صحیح اور معتبر کہا ہے یا نہیں ہمارے زمانہ میں یہ عجب بلا پھیلی ہے کہ جاہل صوفی اور درویش اور واعظ عوام کو بہکانے کے لئے جھوٹ موٹ بیان کر دیتے ہیں۔ حدیث میں یہ آیا ہے۔ یہ آیا ہے اور اس قصہ خوانی کو لوگ حدیث بیانی کہتے ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ بھی یاد رکھو کہ تصوف کی کتابوں میں یا اگلے درویشوں کے ملفوظات وغیرہ میں جو حدیثیں بلاسند ملیں ان پر ہرگز بھروسہ نہ کرنا چاہیئے جب تک حدیث کی کتابوں میں ان کی سند نہ ملے پھر سند مسلسل ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک موصول ہو راوی سب ثقہ اور معتبر ہوں۔

۲۸۱- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ مِنَ الأَعْرَجِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الحَدِيثَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ المَوْعِدُ أَنِّي كُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا أَلْزَمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي وَكَانَ المُهَاجِرُونَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالأَسْوَاقِ وَكَانَتِ الأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ القِيَامُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ فَشَهِدْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَالَ: مَنْ يَبْسُطْ رِدَاءَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي ثُمَّ يَقْبِضْهُ فَلَنْ يَنْسَى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي فَبَسَطْتُ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيَّ فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالحَقِّ مَا نَسِيتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا مجھ سے زہری نے انہوں نے عبدالرحمان اعرج سے سنا وہ کہتے تھے مجھ کو ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ نے، وہ لوگوں سے کہتے تھے تم سمجھتے ہو۔ کہ ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی حدیثیں نقل کیں ول، خیر اللہ تعالیٰ کے ایک روز ملنا ہے (اس روز جھوٹ سچ معلوم ہو جائیگا) بات یہ ہے کہ میں ایک فقیر محتاج آدمی تھا۔ اپنا پیٹ بھرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑتا اور دوسرے مہاجرین بازاروں میں اپنے اپنے دھندوں میں پھنسے رہتے اور انصاری لوگ اپنی کھیتی باڑی کے کام میں لگے رہتے۔ ایک دن ایسا ہوا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ آپ نے فرمایا جب تک میں اپنی تقریر ختم کروں، اس وقت تک اگر کوئی اپنی چادر بچھائے رکھے اور میری تقریر ختم ہونے پر اس کو سمیٹ لے تو وہ کوئی بات جو مجھ سے سنی ہو نہیں بھولنے کا میں نے یہ سن کر اپنی چادر بچھا دی ول قسم خدا کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا میں آپ کی کوئی بات نہیں بھولا جو آپ سے سنی تھی ول۔

ول دوسرے صحابہؓ نے اتنی نہیں نقل کیں۔ اس لئے ان کی حدیثوں میں شبہ رہتا ہے۔ ول پھر آپؐ کی تقریر

ختم ہونے پر سیمیٹ لی۔ ف۳ قسطلانی نے کہا ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ کبھی بڑے رتبے کے صحابیؓ پر جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت صحبت رہی ہو اور علم وسیع رکھتا ہو دین کی کوئی کوئی بات پوشیدہ رہتی۔ اور دوسرے صحابیؓ کو معلوم ہوتی جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جدّہ کی میراث محمد بن مسلمہ اور مغیرہ سے حدیث سُن کر معلوم کی۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے استیذان کا مسئلہ ابوموسیٰؓ سے سُن کر معلوم کیا۔

بَابُ مَنْ رَآى تَرْكَ النَّكِيرِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةً لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُولِ۔

باب آنحضرتؐ کے سامنے ایک بات کی جائے

اور آپ اس پر انکار نہ کریں (جس کو تقریر کہتے ہیں) تو حجت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی کی تقریر حجت نہیں ف۱۔

ف۱ کیونکہ آپؐ خطا سے معصوم اور محفوظ تھے اور آپؐ کا انکار نہ کرنا اس فعل کے جواز کی دلیل ہے دوسرے لوگوں کا سکوت جواز کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ بعضوں نے کہا ہے اگر ایک صحابی کے سامنے یا ایک مجتہد نے ایک بات کہی اور دوسرے صحابہؓ نے یا دوسرے مجتہدوں نے اس کو سُن کر اس پر سکوت کیا تو یہ اجماع سکوتی کہلایا جائے گا پھر بھی حجت ہے جیسے حضرت عمرؓ نے متعہ کی حرمت برسر منبر بیان کی اور دوسرے صحابہؓ نے اس پر انکار نہیں کیا تو گویا اس کی حرمت پر اجماع سکوتی ہو گیا۔

۲۸۲۔ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ أَنَّ ابْنَ الصَّائِدِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلَى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے حماد بن حمید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبید اللہ بن معاذ نے کہا ہم سے والد (معاذ بن حسان) نے کہا۔ ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ کو دیکھا۔ وہ اس بات پر قسم کھاتے تھے کہ ابن صیاد وہی دجال ہے میں نے کہا ہائیں تم اس بات پر قسم کیوں کھاتے ہو ف۱ انہوں نے کہا میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات پر قسم کھاتے تھے اور آپ نے انکار نہیں کیا ف۲۔

ف۱ معلوم نہیں شاید دجال ابن صیاد نہ ہو اور کوئی شخص ہو۔ ف۲ اگر ابن صیاد دجال نہ ہوتا تو

آپؐ ضرور حضرت عمرؓ کو اس پر قسم کھانے سے منع فرماتے یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ اوپر کتاب الجنائز میں گذر چکا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے اس کی گردن مارنا چاہی تو آپؐ نے فرمایا اگر وہ دجال ہے تو تو اس کی گردن نہ مار سکوگے۔ اگر دجال نہیں ہے تو اس کا مارنا تیرے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے دجال ہونے میں شبہ تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کے قسم کھانے پر انکار کیوں نہ کیا اس کا جواب یہ ہے کہ شاید پہلے آنحضرتؐ کو اس کے دجال ہونے میں شبہ ہو پھر جب حضرت عمرؓ نے قسم کھائی اس وقت معلوم ہو گیا کہ وہی دجال ہے۔ ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے نکالا وہ قسم کھاتے تھے اور کہتے تھے بیشک ابن صیاد وہی مسیح دجال ہے اور ممکن ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ پر اس لئے انکار نہ کیا کہ ابن صیاد بھی ان تیس دجالوں میں کا ایک دجال ہو جن کے نکلنے کا ذکر دوسری حدیث میں ہے اس معنی کر اس کا دجال ہونا یقینی ہوا۔ اور مسلم نے تمیم داری کا قصہ نکالا۔ کہ انہوں نے دجال کو ایک جزیرے میں دیکھا اور آنحضرتؐ سے یہ قصہ نقل کیا اور مسلم نے ابوسعید سے نکالا کہ ابن صیاد کا اور میرا مکہ تک ساتھ ہوا وہ کہنے لگا لوگوں کو کیا ہوگیا ہے مجھ کو دجال کہتے ہیں کیا تم نے آنحضرتؐ سے یہ نہیں سنا کہ دجال مکہ اور مدینہ میں نہیں جائے گا۔ میں نے کہا بیشک سنا ہے کیا تم نے آنحضرتؐ سے یہ نہیں سنا کہ اس کی اولاد نہ ہوگی میں نے کہا بیشک سنا ہے ابن صیاد نے کہا میری تو اولاد بھی ہوئی ہے اور میں مدینہ میں پیدا ہوا اور مکہ جا رہا ہوں۔ اور ابوداؤد نے جابرؓ سے روایت کیا کہ ابن صیاد واقعہ حرہ میں گم ہوگیا بعضوں نے کہا وہ مدینہ میں مرا اور لوگوں نے اس پر نماز پڑھی ایک روایت میں ہے کہ ابن صیاد نے کہا البتہ یہ تو ہے میں دجال کو پہچانتا ہوں اور اس کے پیدا ہونے کی جگہ جانتا ہوں یہ بھی جانتا ہوں اب وہ جہاں ہے یہ سنتے ہی ابوسعید خدریؓ نے کہا ارے کم بخت تیری تباہی ہو سارے دن یعنی تو نے پھر شبہ ڈال دیا۔ ایک روایت میں عبدالرزاق کی بہ سند صحیح ابن عمرؓ سے یوں ہے کہ ابن صیاد کی ایک آنکھ پھول گئی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا تیری آنکھ کب سے پھولی اس نے کہا میں نہیں جانتا میں نے کہا تو جھوٹا ہے آنکھ تیری سر میں ہے اور کہتا ہے میں نہیں جانتا یہ سن کر اس نے اپنی آنکھ پر ہاتھ پھیرا اور تین بار گدھے کی سی آواز نکالی میں نے اس کا ذکر ام المومنین حفصہؓ سے کیا انہوں نے کہا تو اس سے بچا رہ کیونکہ میں نے لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ دجال کو غصہ دلایا جائے گا اس وقت وہ نکل پڑے گا پھر صحابہ کو اس میں شبہ ہی رہا کہ ابن صیاد دجال ہے یا نہیں۔ امام احمد نے ابوذر سے نکالا اگر میں دس بار یہ قسم کھاؤں کہ ابن صیاد دجال ہے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ میں ایک بار قسم کھاؤں کہ وہ دجال نہیں ہے۔

بَابُ الأَحْكَامِ الَّتِي تُعْرَفُ بِالدَّلاَئِلِ وَكَيْفَ مَعْنَى الدَّلاَلَةِ وَتَفْسِيرُهَا، وَقَدْ أَخْبَرَ النَّبِيُّ

باب دلائل شرعیہ سے احکام کا نکالا جانا

اور دلالت کے کیا معنی ہیں؟

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ الْخَيْلِ وَغَيْرِهَا ثُمَّ سُئِلَ عَنِ الْحُمُرِ فَدَلَّهُمْ عَلَى قَوْلِهِ تَعَالَى ـ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ـ وَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ: لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ وَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضَّبُّ فَاسْتَدَلَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِأَنَّهُ لَيْسَ بِحَرَامٍ ـ

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں وغیرہ کے حکم بیان کئے پھر آپ سے گدھوں وغیرہ کا حکم پوچھا گیا تو یہ آیت بتائی. فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ (یہ حدیث آگے آتی ہے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا گھوڑ پھوڑ آپ نے فرمایا نہ میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں مگر دوسرے صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر اس کو کھایا. اس سے ابن عباسؓ نے یہ نکالا کہ وہ حرام نہیں ہے (یہ بھی دلالت کی مثال ہے یہ حدیث بھی آگے آتی ہے.)

ول دلائل شرعیہ یعنی اصول شرع وہ دو ہیں. قرآن اور حدیث اور بعضوں نے اجماع اور قیاس کو بھی بڑھایا ہے لیکن امام الحرمین اور غزالی نے قیاس کو خارج کیا ہے اور سچ یہ ہے کہ قیاس کوئی حجت شرعی نہیں ہے یعنی حجت ملزمہ اس لئے کہ ایک مجتہد کا قیاس دوسرے مجتہد کو کافی نہیں ہے تو حجت ملزمہ دو ہی چیزیں ہوئیں کتاب اور سنت البتہ قیاس حجت مظہرہ ہے یعنی ہر مجتہد جس مسئلہ میں کوئی نص کتاب اور سنت سے نہ ہو تو اپنے قیاس پر عمل کر سکتا ہے البتہ اجماع حجت ملزمہ ہو سکتا ہے بشرطیکہ اجماع ہو اگر ایک مجتہد کا بھی اس میں خلاف ہو تو اجماع باقی علماء کا حجت نہ ہوگا دلالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شے جس میں کوئی نص نہ ہو اس کو کسی شے منصوص کے حکم میں داخل کرنا بدلالت عقل جس کی مثال آگے خود امام بخاری نے بیان کی ہے.

۲۸۳ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَأَطَالَ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ

ہم سے اسمعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے ابو صالح سمان سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. گھوڑے تین طرح کے ہیں کسی کے لئے تو ثواب اور اجر ہیں کسی کے لئے برابر سرابر (نہ ثواب نہ عذاب) کسی کے لئے عذاب ہیں جو شخص گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے باندھے پھر کسی رمنے یا چمن میں ان کی رسی لمبی کر دے

فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ وَهِيَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً فَهِيَ عَلَى ذٰلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ: مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ ـ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ـ

وہ اس رسی کے لمباؤ میں اس رمنے یا چمن میں جہاں تک چریں اس کو نیکیاں ہی نیکیاں ملیں گی۔ اگر کہیں انہوں نے رسی تڑالی اور ایک یا دو ٹیلوں پر دوڑے (یا دو غن مارے) تو ان کے ٹاپوں کے نشان ان کی لیدیں سب اس کے لئے نیکیاں ہی نیکیاں ہوں گی اگر کسی ندی پر جا کر پانی پی لیں لیکن مالک کی نیت پانی پلانے کی نہ ہو جب بھی اس کے لئے نیکیاں ہی لکھی جائیں گی اور جو شخص گھوڑے اپنی ضرورت کام کاج کے لئے باندھے تاکہ دوسروں سے سواری مانگنے کی ضرورت نہ پڑے اور اللہ کا جو حق ان کی گردن اور پیٹھ میں ہے ول اس کو فراموش نہ کرے ول۔ تو اس کے لئے نہ ثواب ہے نہ عذاب اور جو شخص فخر اور تکبر اور نمائش کے لئے باندھے تو اس کے لئے عذاب ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا گدھوں کے باب میں کیا حکم ہے (پوچھنے والا شاید صعصعہ بن معاویہ تھا) آپ نے فرمایا ول۔ صرف ایک یہی اکیلی (بے نظیر) اور جامع آیت ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ۔

ول یعنی کسی سوار درماندہ کو سوار کر لینا یا ضرورت کے وقت کسی مسلمان کو مانگے پر دینا یا مجاہدین کو جہاد کرنے کے لئے دینا۔ ول حنفیہ نے کہا یعنی زکوٰۃ دے۔ ول گدھوں کے باب میں تو کوئی خاص حکم نہیں اترا۔

۲۸۴ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنَا

ہم سے یحییٰ بن جعفر بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے منصور بن صفیہ سے۔ انہوں نے اپنی والدہ (صفیہ بنت شیبہ) سے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ ایک عورت (اسماء بنت شکل) نے آنحضرت صلے اللہ علیہ

الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ شَيْبَةَ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ؟ قَالَ: تَأْخُذِينَ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِينَ بِهَا قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَوَضَّئِي، قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِينَ بِهَا، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَرَفْتُ الَّذِي يُرِيدُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَعَلَّمْتُهَا۔

وسلم سے پوچھا۔ دوسری سند۔ امام بخاریؒ نے کہا اور مجھ سے محمد بن عقبہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے کہا، ہم سے منصور بن عبدالرحمٰن نے کہا مجھ سے والدہ (صفیہ بنت شیبہ) نے انہوں نے کہا ایک عورت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حیض کو پوچھا۔ یعنی حیض کا غسل کیوں کر کرے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ایک لتہ مشک لگا ہوا لے۔ اس سے پاکی کرلے اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاکی کیوں کر کروں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اری پاکی کرلے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب سمجھ گئی میں نے اس کو پکڑ کر کھینچ لیا۔ اور اس کو سمجھا دیا ؎۔

؎ کہ پاکی سے آپؐ کا مطلب یہ ہے کہ اس لتے کو خون کے مقاموں پر پھیر تا کہ خون کی بدبو رفع ہو جائے ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ حضرت عائشہؓ بدلالت عقل سمجھ گئیں۔ کہ لتے سے وضو تو ہو نہیں سکتا تو توضائی سے آپؐ کی مراد یہ ہے کہ اس کو بدن پر پھیر کر پاکی کرے۔

۲۸۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے ابوبشر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا ام حفید بنت حارث بن حزن نے (جو ام المومنین میمونہ کی بہن تھیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھی اور پنیر اور گھوڑ پھوڑ تحفہ بھیجے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منگوا بھیجا۔ پھر

فَدَعَا بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُكِلْنَ عَلَى مَائِدَتِهِ فَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلَى مَائِدَتِهِ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ۔

یہ گھوڑ پھوڑ آنحضرتؐ کے دستر خوان پر کھائے گئے۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جیسے کوئی نفرت کرتا ہے ان کو نہ کھایا (یہ نفرت طبعی تھی) اگر گھوڑ پھوڑ حرام ہوتے تو آپؐ کے دستر خوان پر نہ کھائے جاتے نہ آپؐ (دوسرے صحابہ کو) ان کے کھانے کا حکم دیتے وا۔

وا گھوڑ پھوڑ حرام تو ہو ہی نہیں سکتا وہ تو عربوں کی اصلی غذا ہے خصوصاً ان عربوں کی جو صحرا نشین ہیں چنانچہ فردوسی کہتا ہے ؎ زشیر شتر خوردن و سوسمار ؂ عرب را بجائے رسیداست کار ؂ اس حدیث سے امام بخاری نے دلالت شرعیہ کی مثال دی کہ جب گھوڑ پھوڑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر دوسرے لوگوں نے کھائے تو معلوم ہوا کہ حلال ہیں اگر حرام ہوتے تو آپؐ اپنے دستر خوان پر رکھنے بھی نہ دیتے چہ جائیکہ کھانا۔

۲۸۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ وَإِنَّهُ أُتِيَ بِبَدْرٍ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ يَعْنِي طَبَقًا فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُولٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَسَأَلَ عَنْهَا فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ فَقَالَ قَرِّبُوهَا إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا قَالَ: كُلْ، فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لَا تُنَاجِي، قَالَ ابْنُ

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لہسن یا پیاز کھائے (یعنی کچی) وہ ہم سے الگ رہے یا یوں فرمایا ہماری مسجد سے الگ رہے اپنے گھر میں بیٹھا رہے (جمعہ اور جماعت میں شریک نہ ہو جب تک اس کے منہ میں بو رہے) جابرؓ نے یہ بھی کہا آنحضرتؐ کے پاس ایک طباق لایا گیا۔ اس میں کچھ بھاجیاں (ساگ ترکاریاں) تھیں آپؐ نے دیکھا تو اس میں سے بو آتی ہے پوچھا تو لوگوں نے بیان کر دیا فلاں فلاں بھاجیاں (ترکاریاں) ہیں آپؐ نے فرمایا یہ ان کے پاس لے جاؤ (یعنی ابو ایوب انصاریؓ کے پاس) جو آپؐ کے ساتھ رہتے تھے وا۔ ابو ایوبؓ نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں کھایا تو انہوں نے بھی اس کا کھانا پسند نہیں کیا لیکن آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا تم کھاؤ (میری اور بات ہے) میں ان (فرشتوں) سے سرگوشی کرتا ہوں جن سے تم سرگوشی نہیں کرتے سعید

عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ بِقِدْرٍ فِيهِ خُضَرَاتٌ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَأَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ قِصَّةَ الْقِدْرِ فَلَا أَدْرِي هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيثِ۔

بن کثیر بن عفیر نے (جو امام بخاری کے شیخ ہیں) عبداللہ بن وہب سے اس حدیث میں یوں روایت کیا آنحضرتؐ کے پاس ایک ہانڈی لائی گئی جس میں ترکاریاں تھیں اور لیث اور ابوصفوان (عبداللہ بن سعید اموی) نے بھی اس حدیث کو یونس سے روایت کیا پر انہوں نے ہانڈی کا قصہ بیان نہیں کیا اب میں نہیں جانتا کہ ہانڈی کا قصہ حدیث میں داخل ہے یا زہری نے بڑھا دیا ہے ؎۲۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

؎۱ کیونکہ آپؐ جب مدینہ میں آئے تو انہی کے مکان میں اترے تھے۔ ؎۲ لیث کی روایت کو زہریات میں ذہلی نے وصل کیا اور ابوصفوان کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے کتاب الاطعمہ میں وصل کیا ہے۔

۲۸۷۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي وَعَمِّي قَالَا حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ ابْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ أَجِدْكَ؟ قَالَ: إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: زَادَ الْحُمَيْدِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ كَأَنَّهَا تَعْنِي الْمَوْتَ۔

مجھ سے عبیداللہ بن سعد بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے والد (سعد) اور چچا ؎۱ نے۔ ان دونوں نے کہا ہم سے والد نے بیان کیا (ابراہیم بن سعد نے) کہا مجھ کو محمد بن جبیر بن مطعم نے خبر دی ان کو والد جبیر بن مطعم نے ایک انصاری عورت (نام نامعلوم) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کسی مقدمہ میں کچھ گفتگو کی۔ آپؐ نے حکم بھی دیا پھر وہ کہنے لگی یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر میں پھر آؤں اور آپؐ کو نہ پاؤں (تو کیا کروں) تو آپؐ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئیو۔ امام بخاری نے کہا حمیدی نے روایت میں ابراہیم بن سعد سے اتنا بڑھایا ہے۔ آپؐ کو نہ پاؤں اس سے مراد یہ ہے کہ آپؐ کی وفات ہو جائے ؎۲۔

؎۱ یعقوب بن ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف ؓ ؎۲ اس حدیث کو امام بخاریؒ دلالت کی مثال کے طور پر لائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے یہ کہنے سے اگر میں آپؐ کو نہ پاؤں یہ سمجھ لیا کہ مراد اس کی موت ہے بعضوں نے کہا اس میں دلالت ہے ابوبکر صدیقؓ کے خلیفہ ہونے کی اور حضرت عمرؓ نے جو کہا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ صراحت کے ساتھ باقی اشارے کے طور پر کئی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ کرنا چاہتے تھے۔ مثلاً یہ حدیث اور مرض موت میں ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کی حدیث اور حضرت عائشہؓ کی وہ حدیث کہ اپنے بھائی اور باپ کو بلا بھیج میں لکھ دوں ایسا نہ ہو کوئی آرزو کرنے والا کچھ اور آرزو کرے اور وہ حدیث کہ صحابہؓ نے آپؐ سے پوچھا ہم آپؐ کے بعد کس کو خلیفہ کریں فرمایا ابو بکرؓ کو خلیفہ کرو گے تو وہ ایسے ہیں عمرؓ کو کرو گے تو وہ ایسے ہیں۔ علیؓ کو کرو گے تو وہ ایسے ہیں۔ مگر مجھ کو امید نہیں کہ تم علیؓ کو کرو گے اس حدیث میں بھی ابو بکرؓ کو پہلے بیان کیا اور شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں اس بحث کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) سے دین کی کوئی بات نہ پوچھو۔

وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يُحَدِّثُ رَهْطًا مِنْ قُرَيْشٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَذَكَرَ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَقَالَ إِنْ كَانَ مِنْ أَصْدَقِ هٰؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِيْنَ الَّذِيْنَ يُحَدِّثُوْنَ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَإِنْ كُنَّا مَعَ ذٰلِكَ لَنَبْلُوْ عَلَيْهِ الْكَذِبَ۔

ابو الیمان نے کہا جو امام بخاری کے شیخ ہیں ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو حمید بن عبد الرحمٰن نے خبر دی انہوں نے معاویہ سے سُنا وہ قریش کے کئی لوگوں سے مدینہ میں تھے حدیث بیان کرتے تھے ؎۱ معاویہ نے کعب احبار کا ذکر کیا ؎۲ اور کہنے لگے جتنے لوگ اہل کتاب سے حدیثیں نقل کرتے ہیں۔ ان سب میں کعب احبار بہت سچے تھے۔ اور باوجود اس کے بھی کبھی ان کی بات جھوٹ نکلتی تھی (یعنی غلط نکلتی تھی) یہ مطلب نہیں ہے کہ کعب احبار جھوٹ بولتے تھے۔

؎۱ جب انہوں نے اپنی خلافت میں حج کیا تھا۔ ؎۲ جو یہود کے بڑے عالم اور حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت میں مسلمان ہو گئے تھے۔

۲۸۸- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عثمان بن عمر نے کہا ہم کو علی بن مبارک نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے۔ انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا کتاب والے (یہود)

هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمُ الْآيَةَ.

تورات کو عبرانی زبان میں پڑھتے اور عربی میں ترجمہ کرکے مسلمانوں کو سمجھاتے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اہل کتاب کو نہ سچا کہو نہ جھوٹا۔ یوں کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہم پر اترا (یعنی قرآن پر) اور اس پر جو تم پر اترا (تورات وغیرہ) اخیر آیت تک۔ ف۱

ف۱ (جو سورۂ بقر میں ہے)

۲۸۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ تَقْرَءُونَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوا كِتَابَ اللّٰهِ وَغَيَّرُوهُ وَكَتَبُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكِتَابَ وَقَالُوا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ.

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے کہ ابن عباسؓ نے کہا تم اہل کتاب (یہود اور نصارٰے) سے کیا پوچھتے ہو تمہاری کتاب تو نئی اللہ کے پاس سے اتری ہے تم خالص اس کو پڑھتے ہو اس میں کچھ ملونی نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے تم سے فرمادیا کہ کتاب والوں نے اپنا دین بدل ڈالا اور وہ اپنے ہاتھ سے ایک کتاب لکھتے تھے (معلوم نہیں اس میں کیا کیا ملاتے تھے) پھر کہتے تھے یہ اللہ کے پاس سے اتری ہے ان کا مطلب یہ تھا کہ دنیا کا تھوڑا سا مول کمالیں دیکھو تم کو جو اللہ نے علم دیا (قرآن اور حدیث) اس میں اس کی ممانعت ہے کہ تم اہل کتاب سے (دین کی باتیں) پوچھو خدا کی قسم ف۱۔ اور ہم نے اہل کتاب میں سے ایک شخص کو نہیں دیکھا جو وہ باتیں پوچھے جو تم پر اتریں (پھر تم کاہیکو ان سے پوچھتے ہو ف۲)۔

ف۱ یہ بڑے شرم کی بات ہے تم تو ان سے پوچھو۔ ف۲ بہت سے عالموں نے اس حدیث کی رو سے توراۃ اور

انجیل اور اگلی آسمانی کتابوں کا مطالعہ کرنا بھی مکروہ رکھا ہے کیونکہ ان میں تحریف اور تبدیلی ہوئی ہے ایسا نہ ہو ضعیف الایمان لوگوں کا اعتقاد بگڑ جائے لیکن جس شخص کو یہ ڈر نہ ہو اور وہ اہل کتاب سے مباحثہ کرنا چاہے اور اسلام پر جو اعتراضات وہ کرتے ہیں ان کا جواب دینا چاہے تو اس کیلئے مکروہ نہیں ہے بلکہ باعث اجر ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخِلَافِ۔

باب احکامِ شرعیہ میں جھگڑا کرنیکی کراہت کا بیان

۲۹۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ۔

ہم سے اسحٰق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے انہوں نے سلام بن ابی مطیع سے انہوں نے ابوعمران جونی سے۔ انہوں نے جندب بن عبداللہ بجلی سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھا کرو جب تک تمہارے دل ملے رہیں پس جب اختلاف کرو تو اٹھ کھڑے ہو۔

۲۹۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ وَقَالَ يَزِيدُ ابْنُ هَارُونَ عَنْ هَارُونَ الْأَعْوَرِ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ عَنْ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے اسحٰق بن منصور یا حنظلی نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے خبر دی کہا ہم سے ہمام (بن یحییٰ بصری) نے کہا ہم سے ابوعمران جونی نے انہوں نے جندب سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھا کرو۔ جب تک تمہارے دل ملے رہیں پس جب اختلاف واقع ہو تو اُٹھ جاؤ اور یزید بن ہارون واسطی نے کہا انہوں نے ہارون اعور سے روایت کی کہا ہم سے عمران نے جندب سے بیان کیا۔ انہوں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے (اس کو دارمی نے وصل کیا)۔

ف ۱ یعنی جب کوئی شبہ درپیش ہو اور جھگڑا بڑھے تو اختلاف نہ کرو بلکہ اس وقت قرات ختم کر کے علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ مراد حضرت کی جھگڑے سے ڈرانا ہے نہ قرات سے منع کرنا کیونکہ نفس قرات منع نہیں۔

۲۹۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا حُضِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ فَحَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالِاخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُومُوا عَنِّي، قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ الرَّزِيئَةَ كُلَّ الرَّزِيئَةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت ہوا۔ اس وقت گھر میں چند لوگ تھے جن میں حضرت عمرؓ بھی تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ میرے پاس (لکھنے کا سامان) لاؤ میں تمہیں ایسی نوشت لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپؐ پر بیماری کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے تو قرآن ہمیں گمراہی سے بچنے کے لئے کافی ہے (آپؐ کو لکھوانے کی تکلیف دینا مناسب نہیں اور جو لوگ گھر میں موجود تھے انہوں نے اختلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے بعض تو کہتے تھے۔ (قلم دوات وغیرہ) آپؐ کے پاس لاؤ تم کو آنحضرتؐ ایسا نوشتہ لکھوا دیں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو اور بعضے وہی بات کہتے تھے جو حضرت عمرؓ نے کہی جب جھگڑا اور شور آنحضرتؐ کے پاس زیادہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ عبید اللہ نے کہا ف ۱۔ ابن عباسؓ کہا کرتے تھے بھاری مصیبت تو وہ تھی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس نوشت لکھوانے کے درمیان حائل ہوئی یعنی جھگڑا اور شور۔

ف یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ پہلی سند سے موصول ہے۔

بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيمِ إِلَّا مَا تُعْرَفُ إِبَاحَتُهُ وَكَذٰلِكَ أَمْرُهُ نَحْوَ قَوْلِهِ حِينَ أَحَلُّوا أَصِيبُوا مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ جَابِرٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس کام سے منع کریں

وہ حرام ہوگا۔ مگر جس کا مباح ہونا (قرائن یا دوسری دلیلوں سے) معلوم ہو جائے اسی طرح آپ جس کام کا حکم کریں جیسے حجۃ الوداع میں (جب صحابہ نے احرام کھول ڈالا تھا تو آپ نے فرمایا عورتوں سے صحبت کرو جابرؓ نے کہا کچھ صحبت کرنا آپ نے واجب نہیں کر دیا۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ صحبت کرنا تم کو مباح ہو گیا ف اور ام عطیہؓ نے کہا ہم عورتوں کو جنازوں کے ساتھ ساتھ جانے سے منع کیا گیا لیکن حرام نہیں ہوا (یہ حدیث کتاب الجنائز میں گذر چکی ہے)۔

ف وہ واجب ہو جائے گا مگر جب قرینہ یا دلیل سے معلوم ہو جائے کہ واجب نہیں ہے۔ ف۲ اس اثر کو اسمٰعیل نے وصل کیا مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ اصل میں امر وجوب کے لئے اور نہی تحریم کے لئے موضوع ہے مگر جہاں قرائن یا دوسرے دلائل سے معلوم ہو جائے کہ وجوب یا تحریم مقصود نہیں ہے تو وہاں امر اباحت کیلئے اور نہی کراہت کیلئے ہو سکتی ہے

۲۹۳- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فِي أُنَاسٍ مَعَهُ قَالَ أَهْلَلْنَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ عُمْرَةٌ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے کہ عطاء ابن ابی رباح نے کہا جابرؓ نے کہا۔ دوسری سند۔ امام بخاری نے کہا محمد بن بکر برساتی نے کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے خبر دی کہا میں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا اس وقت میرے ساتھ اور لوگ بھی تھے وہ کہتے تھے ہم صحابہؓ نے خالص حج کی نیت سے احرام باندھا عمرے کی نیت نہ تھی، عطاء نے کہا جابرؓ نے کہا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چوتھی ذیحجہ صبح کو مکہ میں تشریف لائے۔ جب ہم لوگ مکہ پہنچے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو احرام

قَدِمْنَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنْ نَحِلَّ وَقَالَ: أَحِلُّوا وَ
أَصِيبُوا مِنَ النِّسَاءِ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ
جَابِرٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ
أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّا نَقُولُ لَمَّا لَمْ
يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ
أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ إِلَى نِسَائِنَا فَنَأْتِيَ
عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيرُنَا الْمَذْيَ
أَوِ الْمَنِيَّ قَالَ وَيَقُولُ جَابِرٌ بِيَدِهِ
هٰكَذَا وَحَرَّكَهَا فَقَامَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ
عَلِمْتُمْ أَنِّي أَتْقَاكُمْ لِلَّهِ وَأَصْدَقُكُمْ
وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِي لَحَلَلْتُ كَمَا
تَحِلُّونَ فَحِلُّوا فَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ
مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا
أَهْدَيْتُ فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا

کھولنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا احرام کھول ڈالو اور عورتوں سے صحبت کرو عطاء نے کہا جابرؓ نے کہا لیکن آپؐ نے کچھ صحبت کرنا واجب نہ کیا۔ پھر آپؐ کو یہ خبر پہنچی کہ ہم لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ عرفہ کے دن میں صرف پانچ دن باقی ہیں کیا ہم اپنی عورتوں سے صحبت کریں اور عرفات میں اس حال میں جائیں کہ ہمارے ذکر سے مذی یا منی ٹپک رہی ہو۔ عطاء نے کہا جابر نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس طرح مذی ٹپک رہی ہو اس کو ہلایا۔ آخر آنحضرتؐ (خطبہ سنانے کو) کھڑے ہوئے فرمایا لوگو تم جانتے ہو کہ میں تم سب میں اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور تم سب میں زیادہ سچا اور زیادہ نیک ہوں اور اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی تمہاری طرح احرام کھول ڈالتا اور اگر مجھ کو پہلے سے وہ معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں قربانی اپنے ساتھ نہ لاتا۔ جابرؓ کہتے ہیں آنحضرتؐ کے اس ارشاد پر ہم لوگوں نے احرام کھول ڈالا آپؐ کا حکم سن لیا اور مان لیا وا۔

وا۔ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ عورتوں سے صحبت کرنے کا جو حکم آپؐ نے دیا تھا وہ وجوب کے لئے نہ تھا۔ قرآن میں بھی ایسے امر موجود ہیں جیسے فرمایا واذا حللتم فاصطادوا یعنی جب تم احرام کھول ڈالو تو شکار کرو حالانکہ شکار کرنا کچھ واجب نہیں ہے۔

٢٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ
بُرَيْدَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ الْمُزَنِيُّ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ: صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے انہوں نے حسین بن ذکوان معلم سے انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے کہا مجھ سے عبداللہ بن مغفل نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا مغرب کی نماز سے پہلے (نفل کا دوگانہ پڑھو تین بار یہی فرمایا)

قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً۔

تیسری بار میں یوں فرمایا جو کوئی چاہے آپؐ کو برا معلوم ہوا کہیں لوگ اس کو لازمی سنت نہ سمجھ لیں ف۔

ف یعنی سنت موکدہ جو واجب کے قریب ہوتی ہے اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اصل میں امر وجوب کے لئے ہے جب تو آپؐ نے تیسری بار میں لمن شاء فرما کر یہ وجوب رفع کیا۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ وَأَنَّ الْمُشَاوَرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّبَيُّنِ لِقَوْلِهِ۔ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ۔ فَإِذَا عَزَمَ الرَّسُولُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لِبَشَرٍ التَّقَدُّمُ عَلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَشَاوَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي الْمُقَامِ وَالْخُرُوجِ فَرَأَوْا لَهُ الْخُرُوجَ فَلَمَّا لَبِسَ لَأْمَتَهُ وَعَزَمَ قَالُوا أَقِمْ فَلَمْ يَمِلْ إِلَيْهِمْ بَعْدَ الْعَزْمِ وَقَالَ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ يَلْبَسُ لَأْمَتَهُ فَيَضَعُهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ وَشَاوَرَ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ فِيمَا رَمَى أَهْلُ الْإِفْكِ عَائِشَةَ وَسَمِعَ مِنْهُمَا حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ فَجَلَدَ الرَّامِينَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَى تَنَازُعِهِمْ وَلَكِنْ حَكَمَ بِمَا أَمَرَهُ اللهُ وَكَانَتِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَشِيرُونَ الْأُمَنَاءَ مِنَ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ شوریٰ میں) فرمانا: مسلمانوں کا کام آپس کی صلاح اور مشورے سے چلتا ہے (اور سورۂ آل عمران میں) فرمانا اے پیغمبر ان سے کاموں میں مشورہ لے اور یہ بھی بیان ہے کہ مشورہ ایک کام کا مصمم عزم اور اس کے بیان کر دینے سے پہلے لینا چاہیئے جیسے (اسی سورۃ میں) فرمایا پھر جب ایک بات ٹھہرا لے (یعنی صلاح مشورے کے بعد) تو اللہ پر بھروسہ کر (اس کو کر گذر ف۱) پھر جب آنحضرتؐ مشورے کے بعد ایک کام ٹھہرا لیں اب کسی آدمی کو اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنا درست نہیں (یعنی دوسری رائے دینا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد میں اپنے اصحابؓ سے مشورہ لیا کہ مدینہ میں رہ کر لڑیں یا باہر نکل کر لوگوں نے آپ کو نکلنے کا مشورہ دیا جب آپ نے زرہ پہن لی اور باہر نکل کر لڑنا ٹھہرا لیا اب بعض لوگ کہنے لگے مدینہ ہی میں رہنا اچھا ہے آپ نے ان کے قول کی طرف التفات نہیں کیا کیونکہ (مشورے کے بعد) آپ ایک بات ٹھہرا چکے تھے ف۲ آپ نے فرمایا جب پیغمبر (لڑائی پر مستعد ہو کر) اپنی زرہ پہن لے (ہتھیار وغیرہ باندھ کر لیس ہو جائے) اب بغیر اللہ کے حکم کے اس کو اتار نہیں سکتا (اس حدیث کو طبرانی نے ابن عباسؓ سے وصل کیا) اور آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ اور اسامہ بن زیدؓ سے حضرت عائشہؓ پر جو بہتان لگایا گیا تھا اس مقدمہ میں مشورہ کیا اور ان کی رائے سنی

أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ لِيَأْخُذُوا بِأَسْهَلِهَا فَإِذَا وَضَحَ الْكِتَابُ أَوِ السُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ إِلَى غَيْرِهِ اقْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَى أَبُو بَكْرٍ قِتَالَ مَنْ مَنَعَ الزَّكَاةَ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَإِذَا قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ مَا جَمَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَابَعَهُ بَعْدُ عُمَرُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ أَبُو بَكْرٍ إِلَى مَشُورَةٍ إِذْ كَانَ عِنْدَهُ حُكْمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِينَ فَرَّقُوا بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَأَرَادُوا تَبْدِيلَ الدِّينِ وَأَحْكَامِهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ وَكَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابَ مَشُورَةِ عُمَرَ كُهُولًا كَانُوا أَوْ شُبَّانًا وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

یہاں تک کہ قرآن اترا اور آپ نے تہمت لگانے والوں کو کوڑے مارے اور علیؓ اور اسامہؓ میں جو اختلاف رائے تھا۔ اس پر کچھ التفات نہیں کیا (علیؓ کہتے تھے حضرت عائشہؓ کو چھوڑ دیجئے) بلکہ آپ نے اللہ کے ارشاد کے موافق حکم دیا[3]۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جتنے امام خلیفہ ہوئے وہ ایماندار لوگوں سے اور عالموں سے مباح کاموں میں مشورہ لیا کرتے تاکہ جو کام آسان ہوگا اس کو اختیار کریں پھر جب ان کو قرآن اور حدیث کا حکم مل جاتا تو اس کے خلاف کسی کی نہ سنتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سب پر مقدم ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان لوگوں سے جو زکوٰۃ نہیں دیتے تھے لڑنا مناسب سمجھا تو حضرت عمرؓ نے کہا تم ان لوگوں سے کیسے لڑو گے آنحضرتؐ نے تو یہ فرمایا ہے مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں جب انہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا تو اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچا لیا ابوبکرؓ نے جواب دیا میں تو ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو ان فرضوں کو جدا کریں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یکساں رکھا اس کے بعد عمرؓ کی بھی وہی رائے ہو گئی غرض ابوبکرؓ نے عمرؓ کے مشورے پر التفات نہ کیا کیونکہ ان کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم موجود تھا کہ جو لوگ نماز اور زکوٰۃ میں فرق کریں دین کے احکام اور ارکان کو بدل ڈالیں ان سے لڑنا چاہئیے (وہ کافر ہو گئے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا دین بدل ڈالیں (اسلام سے پھر جائے) اس کو مار ڈالو اور حضرت عمرؓ کے مشورے میں وہی صحابہ شریک تھے جو قرآن کے قاری تھے (یعنی عالم لوگ) جوان ہوں یا بوڑھے اور حضرت عمرؓ اللہ کی کتاب کا کوئی حکم سنتے بس ٹھہر جاتے اس کے موافق عمل کرتے اسکے خلاف کسی کا مشورہ نہ سنتے[5]۔

ف ۱ سبحان اللہ عمدہ اخلاق حاصل کرنے کے لئے قرآن سے زیادہ کوئی کتاب نہیں ہے اس آیت میں وہ طریقہ اختصار

کے ساتھ بیان کر دیا جو بڑی بڑی پوٹ کتابوں کا لب لباب ہے حاصل یہ ہے کہ آدمی کو دینی اور دنیاوی کاموں میں صرف اپنی منفرد رائے پر بھروسہ کرنا باعث تباہی اور بربادی ہے ہر کام میں عقلاء اور علماء سے مشورہ لینا چاہیئے پھر بعضے لوگ کیا کرتے ہیں مشورہ ہی لیتے لیتے وہمی مزاج ہو جاتے ہیں۔ ان میں قوت فیصلہ بالکل نہیں ہوتی ایسے آدمیوں سے بھی کوئی کام پورا نہیں ہوتا تو فرمایا جب مشورے کے بعد ایک کام ٹھہرائے اب کوئی وہم نہ کر اور اللہ کے بھروسے پر کر گذر یہی قوت فیصلہ ہے۔ ف۲ اب اگر پھر اس کو فسخ کر دیتے تو قوت فیصلہ کا ابطال ہوتا اور یہ آدمی میں بڑا عیب گنا جاتا ہے۔ ف۳ یہ قصہ اوپر موصولاً گذر چکا ہے۔ ف۴ اس میں کسی خرابی کا ڈر نہ ہو۔ ف۵ یہ سب حدیثیں اوپر موصولاً گذر چکی ہیں۔ امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ حاکم اور بادشاہ اسلام کو سلطنت کے کاموں میں علماء اور عقلمندوں سے مشورہ لینا چاہیئے لیکن جس کام میں اللہ اور رسولؐ کا حکم صاف صاف موجود ہے اس میں مشورہ کی حاجت نہیں اللہ اور رسول کے حکم پر عمل کرنا چاہیئے اگر مشورے والے اس کے خلاف مشورہ دیں تو اس کو گوز شتر سمجھنا چاہیئے۔ اللہ اور رسول پر کسی کی تقدیم جائز نہیں ہے۔

۲۹۵- حَدَّثَنَا الأُوَيْسِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَائِشَةَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الإِفْكِ، قَالَتْ: وَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَهُوَ يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ: لَمْ يُضَيِّقِ اللهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے۔ انہوں نے صالح بن کیسان سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے عروہ بن زبیرؓ اور سعید بن مسیبؓ اور علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے حضرت عائشہؓ سے بہتان کا قصہ روایت کیا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور اسامہ بن زیدؓ کو بلوا بھیجا کیونکہ وحی اترنے میں دیر ہوئی۔ آپؐ نے ان دونوں کی رائے پوچھی ان سے مشورہ لیا۔ کیا میں اس بی بی سے جدا ہو جاؤں (اس کو طلاق دے دوں) اسامہ تو جانتے تھے کہ آپؐ کی بیبیاں ایسی ناپاک باتوں سے پاک ہیں۔ ویسا ہی انہوں نے مشورہ دیا ف۱۔ اور حضرت علیؓ نے یہ کہا کہ اللہ تعالے نے کچھ تنگی آپؐ پر نہیں کی۔ عائشہؓ کے سوا بہت سی عورتیں ہیں آپ ذرا بریرہؓ سے تو پوچھئے وہ سچ سچ عائشہؓ کا حال بیان کردے گی۔ آخر آپؐ نے بریرہؓ کو بلوا بھیجا اور

بَرِيرَةَ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يُرِيبُكِ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَمْرًا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِي وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا فَذَكَرَ بَرَاءَةَ عَائِشَةَ وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّاءَ الْغَسَّانِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ مَا تُشِيرُونَ عَلَيَّ فِي قَوْمٍ يَسُبُّونَ أَهْلِي مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُوءٍ قَطُّ، وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ: لَمَّا أُخْبِرَتْ عَائِشَةُ بِالأَمْرِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَنْطَلِقَ إِلَى أَهْلِي فَأَذِنَ لَهَا وَأَرْسَلَ مَعَهَا الْغُلَامَ وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔

اس سے فرمایا عائشہ کی تو نے کبھی کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے بدگمانی پیدا ہو۔ وہ کہنے لگی یارسول اللہ میں نے کبھی کوئی بات بدگمانی کی نہیں دیکھی میں اتنا جانتی ہوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ کم سن چھوکری ہے آٹا گندھا چھوڑ کر سو جاتی ہے۔ بکری آن کر کھا جاتی ہے وا یہ سنتے ہی آپ منبر پر کھڑے ہوئے فرمایا مسلمانو! اگر میں اس شخص سے بدلہ لوں جس نے میری بیوی پر تہمت اٹھا کر مجھ کو ستایا۔ تو کون کون لوگ مجھ کو معذور رکھیں گے وا۳۔ خدا کی قسم میں تو اپنی بیوی کو نیک ہی (باعصمت) سمجھتا ہوں اور حضرت عائشہ رض کی پاکدامنی کا قصہ بیان کیا وا۴۔ اور ابو اسامہ نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا امام بخاری نے کہا مجھ سے محمد بن حرب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحیٰی بن ابی زکریا غسانی نے بیان کیا انہوں نے ہشام سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے عائشہ رض سے کہ آں حضرت نے خطبہ سنایا پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر کہنے لگے تم لوگ کیا رائے دیتے ہو میں ان شخصوں کو کیا سزا دوں جو میری بی بی کو بدنام کرتے ہیں۔ میں نے تو اس کی کوئی برائی کبھی نہیں دیکھی۔ اور عروہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب حضرت عائشہ رض کو اس بہتان کی خبر ہوئی تو انہوں نے کہا یارسول اللہ آپ مجھ کو اپنے گھر والوں کے ہاں جانے کی ذرا اجازت دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جا۔ اور ایک چھوکرا ان کے ساتھ کر دیا۔ انصار کے ایک آدمی (ابو ایوب رض) کہنے لگے۔ سبحانک مایکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک ہذا بہتان عظیم (اللہ تعالٰے نے ایسا ہی فقرہ قرآن میں اتارا)۔

ف۱ کہنے لگے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ سب جھوٹ ہے حضرت عائشہؓ بالکل پاک دامن اور معصوم بی بی ہیں۔
ف۲ بالکل بیچاری بھولی بھالی ہے وہ ایسے برے کاموں کو کیا جانیں۔ ف۳ میری حمایت اور طرفداری کریں گے۔
ف۴ جو اللہ نے کتاب میں اتارا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔

كتاب التوحيد والرد على الجهمية وغيرهم

کتاب اللہ تعالیٰ کی توحید اس کی ذات اور صفات کے بیان میں اور جہمیوں وغیرہ کا رد

ف۱ امام بخاری جب اعمال کے بیان سے فارغ ہوئے تو عقائد کا بیان شروع کیا گویا ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کی اوپر خوارج اور روافض کا رد ہو چکا تھا۔ اب قدریوں اور جہمیوں کا رد اس کتاب میں کیا۔ یہی چار فرقے بدعتیوں کے سرکردہ ہیں۔ جہمیہ منسوب ہے جہم بن صفوان کی طرف جو ایک بدعتی شخص ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ظاہر ہوا تھا۔ یہ اللہ کی صفات کی جو قرآن وحدیث میں وارد ہیں۔ بالکل نفی کرتا تھا۔ گویا اپنے نزدیک تنزیہ میں مبالغہ کرتا تھا اور اہل حدیث کو مشبّہ اور مجسّمہ قرار دیتا۔ آخر مسلم بن احوز نے اس کی گردن کاٹی کم بخت کا منہ کالا ہو گیا امام ابو حنیفہؒ نے کہا جہم نے نفی تشبیہ میں یہاں تک مبالغہ کیا کہ اللہ کو لاشے اور معدوم بنا دیا۔ میں کہتا ہوں ہمارے زمانے میں بھی اللہ رحم کرے جہم کے متبعین کا ہجوم ہو رہا ہے اور اللہ تعالےٰ کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کسی مکان اور جہت میں نہیں ہے نہ اترتا ہے نہ چڑھتا ہے نہ بات کرتا ہے نہ سنتا ہے نہ تعجب کرتا ہے۔ معاذ اللہ اہل حدیث ان سب صفات کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں اللہ جل جلالہٗ کی ذات مقدس عرش کے اوپر ہے مگر وہ عرش کا محتاج نہیں۔ عرش فرش سب اس کے محتاج ہیں وہ جب چاہتا ہے آواز اور حروف کے ساتھ بات کرتا ہے جس لغت میں چاہتا ہے کلام کرتا ہے جہاں چاہتا ہے اترتا ہے۔ تجلی فرماتا ہے پھر عرش کی طرف چڑھ جاتا ہے وہ دیکھتا ہے سنتا ہے ہنستا ہے تعجب کرتا ہے عرش پر رہ کر رتی رتی تحت الثریٰ تک سب جانتا ہے اس کے علم سمع اور بصر سے کوئی چیز باہر نہیں ہو سکتی وہ علم سے سب کے ساتھ ہے مدد سے مومنوں کے ساتھ ہے اور رحمت اور کرم سے نیک بندوں کے ساتھ ہے اس کے ہاتھ ہیں۔ پاؤں ہیں منہ ہے آنکھ ہے انگلیاں ہیں کمر ہے جیسے اس کی ذات مقدس کو لائق ہے نہ یہ کہ مخلوق کے ہاتھوں اور پاؤں

یا منہ انگلیوں یا آنکھوں یا کمر کی طرح جیسے اس کی ذات مخلوق کی ذات کے مشابہ نہیں ہے ویسے ہی اس کی صفات بھی مخلوقات کی صفات سے نہیں ملتیں منہ اس کی کسی صفت کی ہم تعبیر دے سکتے ہیں وہ جس صورت میں چاہے تجلی فرما سکتا ہے آنحضرتؐ نے اسے ایک جوان مرد کی صورت میں دیکھا اور قیامت کے دن بھی ایک صورت میں ظاہر ہوگا۔ پھر دوسری صورت میں اور مؤمنین اور نیک بندے اس کے دیدار سے مشرف ہوں گے یہ خلاصہ ہے اہل حدیث اور اہل سنت کے اعتقاد کا جس میں کسی اگلے امام کا اختلاف نہیں اللہ تعالیٰ سچے مسلمانوں کو اسی اعتقاد پر قائم رکھے اور اسی اعتقاد پر مارے اسی اعتقاد پر حشر کرے اور پچھلے مولویوں کی گمراہی سے بچائے رکھے جنہوں نے اپنے عقائد بدل ڈالے اور صحابہ اور تابعین اور مجتہدین امت یعنی امام ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ اور امام مالکؒ اور احمد بن حنبلؒ اور سفیان ثوریؒ اور اوزاعیؒ اور اسحٰق بن راہویہؒ اور امام بخاریؒ اور ترمذیؒ اور طبرانیؒ اور ابن جریرؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور ابن حزم اور ابن تیمیہ اور ابن قیم اور عبداللہ بن مبارک وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے خلاف اپنا اعتقاد یوں قائم کیا کہ اللہ کی کلام میں حرف اور صوت نہیں ہے نہ وہ عرش کے اوپر ہے نہ فرش پر نہ آگے نہ پیچھے نہ دائیں نہ بائیں نہ اوپر نہ نیچے نہ وہ اتر سکتا ہے نہ چڑھ سکتا ہے نہ بات کر سکتا ہے نہ کسی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے نہ اسکو منہ نہ ہاتھ نہ پاؤں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى۔

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اُمت کو توحید خداوندی کی طرف بلانا

۲۹۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ

ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے زکریا بن اسحاق نے۔ انہوں نے یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی سے۔ انہوں نے ابو معبد سے۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا۔ دوسری سند۔ امام بخاری نے کہا اور مجھ سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا۔ کہا ہم سے فضل بن علاء نے۔ کہا ہم سے اسمٰعیل بن امیہ نے۔ انہوں نے یحییٰ بن محمد بن عبداللہ بن صیفی سے۔ انہوں نے ابو معبد سے سنا۔ جو عبداللہ بن عباسؓ کے غلام تھے۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا وہ کہتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ

لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذًا اِنَحْوَ الْيَمَنِ قَالَ لَهُ إِنَّكَ تَقْدُمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللهَ تَعَالَى فَإِذَا عَرَفُوا ذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا صَلَّوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فَقِيرِهِمْ فَإِذَا أَقَرُّوا بِذَلِكَ فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ۔

علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن جبل کو (حاکم بنا کر) یمن کی طرف بھیجا۔ تو ان سے فرمایا دیکھو تم کو اہل کتاب کے کچھ لوگ ملیں گے تو پہلے ان کو اللہ کی توحید کی طرف بلائیو ف۱ جب وہ یہ توحید سمجھ لیں (اس کو مان لیں) تو اب ان سے یہ کہیو کہ اللہ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ نماز بھی پڑھنے لگیں تو اب ان سے کہیو اللہ نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ بھی فرض کی ہے ان میں جو مالدار ہے اس سے لیجائے گی اور ان میں جو محتاج ہے اس کو دے دی جائے گی جب وہ اس کو بھی مان لیں تو اس سے زکوٰۃ وصول کر ف۲ اور زکوٰۃ میں عمدہ عمدہ مال لینے سے بچا رہ ف۳۔

ف۱ جو سورۂ اخلاص میں مذکور ہے اللہ اکیلا ہے اللہ بے نیاز ہے کسی چیز کا محتاج نہیں نہ اس نے کسی کو جنا ہے نہ جنا گیا اس کے جوڑ کا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ ف۲ معلوم ہوا زکوٰۃ بھی ایک فرض ہے نماز کی طرح اور جو کوئی زکوٰۃ نہ دے اس سے لڑنا چاہیئے اور امام اس کو سزائے مالی بھی دے سکتا ہے اور سزائے مالی کی دلیل وہ ہے جو ابوداؤد اور نسائی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے روایت کی اور کہا صحیح ہے بہز بن حکیم سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو زکوٰۃ نہ دے تو ہم اس سے بالجبر لیں گے اور اس کا آدھا مال تاوان ہے خدا کی طرف سے اہلحدیث نے اس حدیث کی رو سے تعزیر بمال درست رکھی ہے جیسے اوپر گذر چکا۔ لیکن حنفیہ نے اس کو جائز نہیں رکھا۔ یہ حدیث ان پر حجت ہے۔ ف۳ بلکہ اوسط درجہ کا مال لے۔

۲۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَالْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ سَمِعَا الْأَسْوَدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ مُعَاذِ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابو حصین (عثمان بن عاصم) ہندی اور اشعث بن سلیم سے ان دونوں نے اسود بن ہلال سے سنا انہوں نے معاذ بن جبل سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ابْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مُعَاذُ أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ؟ قَالَ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ۔

نے فرمایا معاذ بن جبل تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے۔ مُعاذ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسُول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی پوجا کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں پھر فرمایا مُعاذ تو جانتا ہے بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسُول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے۔

٢٩٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ، زَادَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالکؒ نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے۔ انہوں نے کہا ایک شخص نے (نام نامعلوم) دُوسرے شخص (قتادہ بن نعمان) کو سُنا وہ بار بار قل ہو اللہ احد پڑھ رہا تھا صبح کو سننے والا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ سے بیان کیا وہ قل ہو اللہ کا پڑھنا ایک کم درجہ کی عبادت سمجھتا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قل ہو اللہ احد (ثواب میں) تہائی قرآن کے برابر ہے[ف۱] اسمٰعیل بن جعفر نے امام مالکؒ سے انہوں نے عبدالرحمٰن سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوسعید سے یوں روایت کیا میرے بھائی قتادہ بن نعمانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی تو قتادہ بن نعمان کا ذکر زیادہ کیا (یہ روایت اوپر مذکور ہو چکی ہے فضائل القرآن میں)

ف۱ قرآن کے تین حصے ہیں ایک حصہ توحید الٰہی اور اس کی صفات و افعال کا بیان۔ دُوسرا قصص کا بیان۔

تیسرا احکام شریعت کا بیان۔ تو قل ہو اللہ میں ایک حصہ موجود ہے اس لئے تہائی قرآن کے برابر ہوا۔

۲۹۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَتْ فِي حَجْرِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: سَلُوهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ؟ فَسَأَلُوهُ فَقَالَ: لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ۔

ہم سے محمد بن یحییٰ (ذہلی) نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن صالح نے کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا ہم سے عمرو بن حارث مصری نے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے ان سے ابوالرجال محمد بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا انہوں نے اپنی والدہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی پرورش میں تھیں انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص (کلثوم بن زہدم یا کسی اور) کو ایک لشکر کا سردار بنا کر بھیجا وہ نماز میں (ہر رکعت میں) اپنی قرأت قل ہو اللہ احد پر ختم کرتا وا۔ جب لشکر کے لوگ لوٹ کر مدینہ میں آئے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اس سے پوچھو ایسا کیوں کرتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کہنے لگے اس سورت میں اللہ کی صفتیں مذکور ہیں مجھ کو اس کا پڑھنا اچھا لگتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس سے کہو اللہ تجھ سے محبت رکھتا ہے۔

وا یعنی دوسری سورتوں کے ساتھ قل ہو اللہ بھی ضرور پڑھتا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بنی اسرائیل میں) یہ فرمانا اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دے اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو

أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى۔

یا رحمٰن کہہ کر پکارو، جس نام سے پکارو اس کے تو سب نام اچھے ہیں وا۔

وا ننانوے نام تو بہت مشہور ہیں، ترمذی کی حدیث میں وارد ہیں۔ اور ان کے سوا بھی بہت اسماء اور صفات قرآن و حدیث میں وارد ہیں۔ ان سب سے اللہ کی یاد کر سکتے ہیں لیکن اپنی طرف سے کوئی نام یا صفت تراشنا جائز نہیں۔ حضرات صوفیہؒ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے مبارک ناموں میں عجیب آثار ہیں۔ بشرطیکہ آدمی باطہارت ہو کر ادب سے ان کو پڑھا کرے اور یہ بھی ضرور ہے کہ حلال کا لقمہ کھاتا ہو حرام سے پرہیز کرتا ہو مثلاً غنا اور تونگری کے لئے یاغنی یا یامغنی کا ورد رکھے شفا اور تندرستی کے لئے یاشافی یا کافی یا معافی کا حصول مطالب کے لئے یاقاضی الحاجات یا کافی المہمات کا دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے یا عزیز یا قہار کا ازد یاد عزت اور آبرو کے لئے یا رافع یا معز کا علیٰ ہذا القیاس۔

۳۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ وَأَبِي ظَبْيَانَ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو ابو معاویہ (محمد بن حازم) نے خبر دی انہوں نے اعمش سے انہوں نے زید بن وہب اور ابو ظبیان سے انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ان لوگوں پر رحم نہیں کرتا (یا آخرت میں رحم نہیں کرے گا) جو اس کے بندوں پر (دنیا میں) رحم نہیں کرتے وا۔

وا عبادت بجز خدمت خلق نیست بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست ؛ اللہ کے بندوں پر رحم کرنا ان کے آرام اور راحت کی فکر کرنا ایسی عبادت ہے جو ہر شریعت میں تمکنت اور نجات کی باعث ہے باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ اللہ کی صفت رحم ہے تو رحمٰن اور رحیم کے نام سے اس کو پکار سکتے ہیں۔

۳۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَسُولُ

ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عاصم احول سے انہوں نے ابو عثمان نہدی سے انہوں نے اسامہ بن زید سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں آپؐ کی ایک صاحبزادی (علیا حضرت زینب) کی طرف سے

إِحْدَى بَنَاتِهِ يَدْعُوهُ إِلَى ابْنِهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْجِعْ فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَعَادَتِ الرَّسُولَ أَنَّهَا أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ ابْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَدُفِعَ الصَّبِيُّ إِلَيْهِ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِي شَنٍّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا هٰذَا؟ قَالَ: هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ۔

ایک شخص آپؐ کو بلانے کے لئے آیا ف۱ کہنے لگا ان کا بچہ مرنے کے قریب ہو رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اور زینبؓ سے کہہ دے اللہ ہی کا سب مال ہے جو چاہے لے لے اور جو چاہے دے اور ہر ذی روح کی حیات کا اللہ کے پاس ایک وقت مقرر ہے (وہ اتنا ہی جئے گا) اس سے کہہ دے کہ صبر کر اور اللہ سے صبر کا ثواب مانگ ف۲ لیکن حضرت زینبؓ نے دوبارہ اس کو بھیجا اور قسم دی آپؐ ضرور تشریف لائیے اس وقت آپؐ کے ساتھ سعد بن عبادہؓ اور معاذ بن جبلؓ بھی گئے حضرت زینبؓ نے بچہ کو آپؐ کی گود میں ڈال دیا اسکی جان نکل رہی تھی (دم ٹوٹ رہا تھا) جیسے پرانی مشک کا حال ہوتا ہے۔ یہ کیفیت دیکھ کر آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے سعد بن عبادہؓ نے کہا یا رسول اللہ یہ رونا کیسا ف۳ آپؐ نے فرمایا یہ رونا رحم کی وجہ سے ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھا ہے اور اللہ انہی بندوں پر رحم کرتا ہے جو (دوسروں پر) رحم کرتے ہیں ف۴۔

ف۱ اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ف۲ یہ سن کر وہ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔ ف۳ آپؐ کی شان کے تو خلاف ہے۔ ف۴ ترجمہ باب یہیں سے نکلا کہ اللہ کے لئے رحم کی صفت کا اثبات ہوا۔

بَابٌ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى - أَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ والذاریات میں) فرمانا روزی دینے والا میں ہوں زوردار مضبوط ف۱

ف۱ قرآن میں یوں ہے ان اللہ ہو الرزاق ذو القوۃ المتین۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ باب میں یوں لکھا۔ انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین۔ ابن مسعودؓ کی یہی قرأت ہے۔

۳۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي

ہم سے عبدان نے بیان کیا انہوں نے ابو حمزہؓ سے

حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَدٌ أَصْبَرُ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللّٰهِ يَدَّعُونَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ۔

انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے۔ انہوں نے ابوموسٰے اشعری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے زیادہ تکلیف کی بات سُن کر صبر کرنیوالا کوئی نہیں ہے کم بخت مشرک کہتے ہیں اللہ اولاد رکھتا ہے ول باوجود ایسی باتوں کے وہ ان مشرکوں کو چنگا بھلا کرتا ہے ان کو روزی دیتا ہے وس۔

ول یعنی مہلت دینے والا عذاب میں دیر کرنے والا۔ وس حالانکہ وہ اولاد وغیرہ سے پاک اور برتر ہے وس اس حدیث میں صفت رزاقیت کا اثبات ہے اللہ تعالےٰ کو تکلیف نہیں ہوسکتی مطلب یہ ہے کہ اس کے پیغمبروں اور نیک بندوں کو مشرک ایسی باتیں کر کے تکلیف دیتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا

وَأَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ وَأَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ۔ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ۔ إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَحْيَى الظَّاهِرُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَالْبَاطِنُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ جن میں) فرمانا غیب کا جاننے والا وہ اپنا غیب کسی پر نہیں کھولتا

اور (سورۂ لقمان میں) فرمانا اللہ ہی کو معلوم ہے قیامت کب آئیگی اور (سورۂ نسا میں) فرمانا اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے جو اس نے تجھ پر اتارا جان بوجھ کر (یعنی علم کیساتھ) اسکو اتارا اور سورۂ حم سجدہ میں) فرمانا اور کسی مادہ کو پیٹ نہیں رہتا نہ وہ جنتی ہے مگر اس کو معلوم ہے (اور اسی سورۃ میں) فرمانا قیامت کب آئیگی، اس کا علم اسی کے حوالے ہے یحییٰ بن زیاد فراء نے کہا ہر چیز پر ظاہر ہے یعنی علم کی وجہ سے اور ہر چیز پر باطن ہے یعنی علم کی وجہ سے۔ ول

ول تو صفت علم کا اثبات ہوا۔

۳۰۳۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ لَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللهُ وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِلَّا اللهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللهُ.

بلال نے کہا مجھ سے عبداللہ بن دینار نے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے۔ انہوں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا۔ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جن کو اللہ ہی جانتا ہے (پیٹوں کا گھٹنا بڑھنا ان میں ایک بچہ ہے یا زیادہ پورا ہے یا ادھورا ہے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا مینہ کب برسے گا۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جاندار کس سرزمین میں مرے گا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا قیامت کب ہوگی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ف۱۔

ف۱ اس باب کی دونوں حدیثوں میں صفت علم کا اثبات ہے۔

۳۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُولُ: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُولُ: لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ.

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد بجلی سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا جو کوئی تجھ سے یہ کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے پروردگار کو دیکھا وہ جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ تو (سورۃ انعام میں) فرماتا ہے آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں ف۱۔ اور جو کوئی تجھ سے یہ کہے حضرت محمد غیب کی بات جانتے تھے وہ جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ سورۃ نمل میں فرماتا ہے کسی کو غیب کا علم بجز خدا کے نہیں ہے ف۱۔

ف۱ یہ حضرت عائشہؓ کا اجتہاد تھا دوسرے صحابہؓ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کہتے ہیں لاتدرکہ الابصار سے یہ مراد ہے کہ دنیا میں اس کو آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں اور مطلق رؤیت کی نفی مراد نہیں ہے ورنہ آخرت میں مومنوں کو دیدار کیونکر ہو سکے گا جو صحیح صحیح حدیثوں سے ثابت ہے ابن عباسؓ نے کہا اللہ تعالیٰ

نے کلام سے حضرت موسیٰؑ کو سرفراز فرمایا اور رؤیت سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ ف۲ اس پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ غیب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہ تھا۔ مگر جو بات اللہ آپؐ کو بتلا دیتا وہ معلوم ہو جاتی ابن اسحاق نے مغازی میں نقل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی تو ابن صلیت کہنے لگا محمدؐ اپنے تئیں پیغمبر کہتے ہیں اور آسمان کے حالات تم سے بیان کرتے ہیں لیکن ان کو اپنے تئیں اپنی اونٹنی کی خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا ایک شخص ایسا ایسا کہتا ہے اور میں تو قسم خدا کی وہی بات جانتا ہوں جو اللہ نے مجھ کو بتلائی اور اب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتلا دیا وہ اونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے ایک درخت پر اٹکی ہوئی ہے آخر صحابہؓ گئے اور اس کو لے کر آئے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ حشر میں) فرمانا وہ سلام ہے (یعنی تمام عیبوں سے پاک) اور مومن ہے ف۱

ف۱ اپنے بندوں کو امن دینے والا اپنے وعدے کو سچ کرنے والا۔

۳۰۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ: حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَقُولُ: السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَلَكِنْ قُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے زہیر بن معاویہ جعفی نے کہا ہم سے مغیرہ بن مقسم نے کہا ہم سے شقیق بن سلمہ نے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے تو یوں کہتے (یعنی تشہد میں) اللہ پر سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب نماز سے فارغ ہوئے) فرمایا (یوں نہ کہو اللہ پر سلام) اللہ تو خود سلام ہے (سب کا بچانے والا) بلکہ یوں کہا کرو التحیات للہ والصلوات الطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین۔
اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - مَلِكِ النَّاسِ - فِيهِ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۃ الناس میں) فرمانا ملک الناس یعنی سب آدمیوں کا بادشاہ۔

اس باب میں ابن عمرؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے ول

ول جو آگے موصولاً مذکور ہوگی۔ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمان زمین اپنے ہاتھ میں لیکر فرمائے گا۔ انا الملک۔

۳۰۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ -

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس بن یزید نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو داہنے ہاتھ پر لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں اب زمین کے (جھوٹے) بادشاہ کہاں گئے (کوئی بولتا تک نہیں)، اس حدیث کو شعیب اور محمد بن ولید زبیدی اور اسحاق بن یحییٰ کلبی نے بھی زہری سے روایت کیا۔ انہوں نے ابوسلمہؓ سے ول۔

ول شعیب کی روایت کو دارمی نے اور زبیدی کی روایت کو ابن خزیمہ نے اور اسحاق بن یحییٰ کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ - سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ - وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ - وَمَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهِ - وَقَالَ أَنَسٌ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ جَهَنَّمُ: قَطْ قَطْ، وَعِزَّتِكَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْقَى

باب اللہ تعالیٰ کا (کئی جگہ قرآن میں) فرمانا وہ پروردگار عزت والا حکمت والا۔

اور سورۃ والصافات میں اے پیغمبر تیرا مالک جو عزت والا ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ کافر بناتے ہیں اور (سورۃ منافقون میں) عزت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے اور جو شخص اللہ کی عزت اور دوسری صفات کی قسم کھائے تو وہ قسم منعقد ہو جائیگی اگر قسم کیخلاف کریگا تو کفارہ دینا ہوگا ول۔ اور انسؓ نے کہا یہ

رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ: رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ وَقَالَ أَيُّوبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ۔

حدیث کتاب التفسیر میں موصولاً گذر چکی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا (جب اللہ تعالیٰ دوزخ میں اپنا پاؤں رکھ لیگا تو وہ کہے گی بس بس قسم تیری عزت کی (میں بھر گئی) اور ابوہریرہؓ نے کہا ولے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص (جہینہ) دوزخ اور بہشت کے بیچ میں رہ جائیگا۔ یہ ان دوزخیوں میں سے ہوگا جو سب کے بعد بہشت میں جائے گا وہ کہے گا پروردگار ایک ذرا میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھرا دے تیری عزت کی قسم بس اور کوئی سوال تجھ سے نہیں کرونگا ولے۔ اس حدیث میں ابوسعید خدریؓ نے یوں کہا آں حضرتؐ نے کہا اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ بھی لے اور اس سے دس گنی (نعمتیں) اور لے اور ایوبؑ پیغمبر علیہ السلام ولے نے عرض کیا پروردگار قسم تیری عزت کی کہاں میں تیری عنایت اور سرفرازی سے کبھی بے پرواہ ہو سکتا ہوں ولے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

ولے بعضوں نے کہا صفات ذاتیہ جیسے علم قدرت سمع بصر کلام حیٰوۃ کی قسم کھائے تو قسم منعقد ہوگی اگر صفات فعلیہ جیسے استوا و نزول صعود رزق وغیرہ کی قسم کھائے تو حانث نہ ہوگا۔ ولے یہ حدیث کتاب الرقاق میں موصولاً گذر چکی ہے۔ ولے پھر سارا قصہ بیان کیا جو اوپر گذر چکا ہے۔ ولے جب سونے کی ٹڈیاں ان پر برسیں وہ کپڑے میں بٹورنے لگے ولے یہ حدیث بھی کتاب الطہارت میں موصولاً گذر چکی ہے۔

۳۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِي لَا تَمُوتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ۔

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے کہا، ہم سے حسین معلم نے کہا مجھ سے عبداللہ بن بریدہ نے۔ انہوں نے یحییٰ بن یعمر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے۔ انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں کہتے اس پروردگار کی عزت کی پناہ مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے پروردگار تجھ ہی کو موت نہیں ہے۔ باقی جنات اور آدمی سب کو موت ہے۔

۳۰۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُلْقَى فِي النَّارِ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ ح وَعَنْ مُعْتَمِرٍ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ يُلْقَى فِيهَا وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ فِيهَا رَبُّ الْعَالَمِينَ قَدَمَهُ فَيَنْزَوِي بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ ثُمَّ تَقُولُ قَدْ قَدْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا تَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْضُلُ حَتَّى يُنْشِئَ اللهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ۔

ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا کہا ہم سے حرمی بن عمارہ نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس رضؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا دوزخ میں لوگ برابر پڑتے رہیں گے دُوسری سند۔ امام بخاری نے کہا مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس رضؓ سے۔ تیسری سند۔ اور خلیفہ بن خیاط نے اس حدیث کو معتمر بن سلیمان سے بھی روایت کیا کہا میں نے اپنے والد سے سُنا انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس رضؓ سے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برابر گنہگار لوگ دوزخ میں پڑتے رہیں گے اور وہ یہی کہتی جائے گی اور کچھ ہیں اور کچھ ہیں وا۔ آخر پروردگار اپنا (مبارک) قدم اس پر رکھ دیگا۔ اسوقت وہ سمٹ کر (چھوٹی ہو جائیگی) عرض کرے گی بس بس تیری عزت اور بزرگی کی قسم (میں بھر گئی اب گنجائش نہیں رہی) اور بہشت کسی طرح نہیں بھرے گی (اس میں بہت خالی جگہ رہے گی) آخر اللہ تعالےٰ ایک اور مخلوق پیدا کرے گا اور بہشت کی خالی جگہ ان کو رہنے کے لئے دے گا وے۔

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

وا یعنی ابھی بہت جگہ خالی ہے اور لاؤ اور لاؤ۔ وے اس حدیث سے قدم کا ثبوت ہوتا ہے اہل حدیث نے ید اور وجہ اور عین اور حقوا اور اصبع کی طرح اس کی بھی تاویل نہیں کی۔ لیکن تاویل کرنے والے کہتے ہیں قدم رکھنے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کو ذلیل کر دے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى - وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ انعام میں) فرمانا

وہی خُدا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق کیساتھ پیدا کیا وا

وا یعنی اپنا وجُود پہچاننے کے لئے اس لئے مصنوع سے صانع پر استدلال ہوتا ہے بعضوں نے کہا مطلب امام بخاری رحؒ

کا یہ ہے کہ اس آیت سے یہ ثابت کریں کہ اس کے کلام پر حق کا اطلاق ہوتا ہے یعنی آسمان زمین کو کلمہ کُن سے جو حق ہے پیدا کیا حق کا اطلاق خود پروردگار پر بھی ہوتا ہے یعنی ہمیشہ قائم اور باقی کبھی فنا ہونے والا نہیں۔

۳۰۹- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو مِنَ اللَّيْلِ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ قَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ لِي غَيْرُكَ۔

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے سلیمان احول سے۔ انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو یوں دعا کرتے (یعنی تہجد کے وقت) یا اللہ تجھ ہی کو تعریف سزا وار ہے تو آسمان اور زمین کا مالک ہے تجھ ہی کو تعریف سزا وار ہے۔ تو آسمان اور زمین کا قائم رکھنے والا ہے اور ان کا بھی جو ان دونوں میں رہتے ہیں۔ (آدمی جن فرشتے) تجھی کو تعریف سزاوار ہے تو زمین اور آسمان کا نور ہے تیرا کلام سچا تیرا وعدہ سچا۔ تجھ سے ملنا سچ ہے بہشت سچ ہے دوزخ سچ ہے قیامت سچ ہے یا اللہ میں تیرا تابعدار بن گیا تجھ پر ایمان لایا تجھ پر بھروسہ کیا تیری ہی طرف رجوع ہوا اور تیری ہی مدد سے میں نے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور تجھ ہی سے ہر جھگڑے میں انصاف چاہتا ہوں میرے اگلے اور پچھلے اور چھپے اور کھلے سب گناہ بخش دے تو ہی میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی میرا معبود نہیں۔

۳۱۰- حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا وَقَالَ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ۔

ہم سے ثابت بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے پھر یہی حدیث نقل کی اس میں یوں ہے تو حق ہے تیرا کلام حق ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا بَصِيرًا۔ وَقَالَ الْأَعْمَشُ

باب اللہ تعالیٰ کا (قرآن میں کئی جگہ) فرمانا اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے۔

عَنْ تَمِيمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا۔

اور اعمش نے تمیم بن سلمہ سے روایت کی اس نے عروہ بن زبیرؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ساری تعریف اللہ ہی کے لئے سزاوار ہے جو ساری آوازوں کو سنتا ہے (پھر خولہ بنت ثعلبہ کا قصہ بیان کیا اور کہا) پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری (سورۃ مجادلہ کی)

۱۳۱۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ: ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا قَرِيبًا ثُمَّ أَتَى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ لِي يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكَ بِهِ

مجھ سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابو عثمان نہدی سے انہوں نے ابو موسےٰ اشعریؓ سے انہوں نے کہا ہم ایک سفر میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم جب کسی چڑھاؤ پر چڑھتے تو زور سے چلا کر (اللہ اکبر کہتے آنحضرتؐ نے فرمایا لوگو اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہو۔ آہستہ اللہ کی یاد کرو) کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو تھوڑے پکارتے ہو۔ تم اس (پروردگار) کو پکارتے ہو جو (رتی رتی) سنتا اور دیکھتا ہے اور (علم اور سمع اور بصر کے لحاظ سے) نزدیک ہے پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں دل ہی دل میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ رہا تھا آپؐ نے فرمایا عبداللہ بن قیس لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا رہ یہ کلمہ بہشت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے راوی نے کہا یا آپؐ نے یوں فرمایا عبداللہ بن قیس میں تجھ کو بہشت کا ایک خزانہ بتلاؤں ول۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

ول وہ بھی لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ غائب نہیں ہے اس کا یہ معنی ہے کہ وہ ہر جگہ ہر چیز کو ہر آواز دیکھ اور سن رہا ہے آواز کیا چیز ہے وہ تو دلوں تک کی بات جانتا ہے یہ جو کہا کرتے ہیں اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اس کا بھی یہی معنی ہے کہ کوئی چیز اس کے علم اور سمع اور بصر سے پوشیدہ نہیں ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ جیسے جہمیہ ملاعنہ سمجھتے ہیں کہ اللہ اپنی ذات قدسی صفات سے ہر مکان یا ہر جگہ میں موجود ہے ذات مقدس تو بالائے عرش ہے مگر اس کا علم اور سمع اور بصر ہر جگہ ہے حضور کا یہی معنے ہے خود امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں اللہ آسمان پر

پر ہے زمین میں نہیں ہے یعنی اس کی ذات مقدس بالائے آسمان اپنے عرش پر ہے اور دین کے کل اماموں کا یہی مذہب ہے جیسے اوپر بیان ہو چکا ہے یہ کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ عجب پراثر کلمہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کلمہ میں یہ اثر رکھا ہے کہ جو کوئی اس کو ہمیشہ پڑھا کرے وہ ہر شے سے محفوظ رہتا ہے ہمارے پیر مرشد حضرت مجددؒ کا ختم روزانہ یہی تھا کہ سو سو بار اول و آخر درود شریف پڑھتے اور پانچ سو مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور دنیا و آخرت کے کے تمام مہمات اور مقاصد حاصل ہونے کے لئے یہ بارہ کلمے میں نے تجربہ کئے ہیں جو کوئی ان کو ہر وقت جب فرصت ہو بلا قید پڑھتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی کل مرادیں پوری ہوں گی۔ ایسا ہوا۔ ایک ملحد بے دین شخص اہلحدیث اور اہل علم کا بڑا دشمن تھا اور اس قدر طاقت ور ہو گیا تھا کہ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ہر شخص کو خصوصاً دینداروں کو اس کے شر سے اپنی عزت و آبرو سنبھالنا دشوار ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلموں کے طفیل سے اس کا قلع قمع کر دیا۔ اور اپنے بندوں کو راحت دی جب اس کے فی النار والسقر ہونے کی خبر آئی تو دفعتاً یہ مادہ تاریخ دل میں گذرا م چونکہ بوجہل رفت از دنیا ؎ گشتہ تاریخ او بجاذمہ ﴿ رائے بیرون کن و بگیر حدیث۔

٣١٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ: قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے ابو الخیر (مرثد بن عبداللہ) سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے سنا کہ ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو کوئی ایسی دعا بتلایئے جس کو میں نماز میں پڑھا کروں آپؐ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو۔ اللّٰھم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی من عندک مغفرۃ انک انت الغفور الرحیم ؎۔

؎ اس حدیث میں مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے بعضوں نے کہا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اسی وقت فائدہ دیگا جب وہ سنتا دیکھتا ہو تو آپ نے جو ابوبکر صدیقؓ کو یہ دعا مانگنے کا حکم دیا تو معلوم ہوا وہ سنتا دیکھتا ہے میں کہتا ہوں سبحان اللہ امام بخاری کی باریک فہم اس دعا میں اللہ تعالیٰ کو مخاطب کیا ہے یہ صیغہ امر اور

بکاف خطاب اور اللہ تعالیٰ کا مخاطب کرنا اسی وقت صحیح ہوگا جب وہ سنتا دیکھتا اور حاضر ہو ورنہ غائب شخص کو کون مخاطب کریگا۔ پس اس دعا سے باب کا مطلب ثابت ہوگیا۔ دوسرے یہ کہ حدیث میں وارد ہے جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہے تو اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے اور سرگوشی کی حالت میں کوئی بات کہنا اسی وقت مؤثر ہوگی جب مخاطب بخوبی سنتا ہو تو اس حدیث کو اس حدیث کے ساتھ ملانے سے یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا سمع بے انتہا ہے وہ عرش پر رہ کر بھی نمازی کی سرگوشی سن لیتا ہے اور یہی باب کا مطلب ہے۔

۳۱۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَادَانِي قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی کہا مجھ کو یونس بن یزید ایلی نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا ان سے حضرت عائشہؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریلؑ نے مجھ کو پکارا کہنے لگے اللہ نے تمہاری قوم قریش کی باتیں سن لیں اور جو انہوں نے تم کو جواب دیا وہ بھی سن لیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ انعام میں) فرمانا کہہ دے وہ پروردگار قدرت والا ہے۔

۳۱۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَمِيُّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے کہا مجھ سے عبدالرحمن بن ابی الموالی نے کہا میں نے محمد بن منکدر سے سنا وہ عبداللہ بن حسن (بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام) سے حدیث بیان کرتے تھے کہتے تھے میں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سنا وہ کہتے تھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ کو ہر کام میں جو مباح ہے استخارہ کرنا سکھاتے تھے اور اس طرح سکھاتے تھے (احتیاط کے ساتھ) جیسے قرآن کی سورۃ سکھاتے تھے۔ آپؐ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی کسی کام کا قصد کرے۔

إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هَذَا الْأَمْرَ ثُمَّ يُسَمِّيهِ بِعَيْنِهِ خَيْرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ قَالَ أَوْ فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ اللَّهُمَّ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ۔

تو پہلے دو رکعتیں نفل پڑھے پھر سلام کے بعد یا تشہد کے بعد یا سجدے میں یہ دُعا پڑھے یا اللہ میں تیرے علم کی طفیل سے اس کام میں خیریت چاہتا ہوں۔ (یعنی دین دنیا کی بھلائی) اور تجھ سے قدرت چاہتا ہوں تیری قدرت کی طفیل سے اور تیرا فضل چاہتا ہوں تو ہی قدرت رکھتا ہے مجھ کو یہ قدرت نہیں ہے اور تو ہی علم رکھتا ہے اگر آئندہ کیا ہونے والا ہے مجھ کو یہ علم نہیں ہے تو ہی غیب کی باتوں کو خوب جانتا ہے یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام یہاں پر اس کام کا بیان کرے جس کے لئے استخارہ کرتا ہے (زبان سے اس کا نام لے یا دل میں تصور کرے) میرے لئے فی الحال اور دنیا اور انجام کیلئے بہتر ہے تو اس کو میری قسمت میں (مقدّر میں) کر دے اور اس کو آسان کر پھر اس میں برکت دے یا اللہ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین اور دنیا اور انجام کیلئے بُرا ہے یا یوں فرمایا۔ فی الحال اور آئندہ کے لئے بُرا ہے تو اس کو مجھ پر سے ہٹا دے (دور کر دے کہ میں اس کو نہ کر سکوں) اور پھر جو امر بہتر ہو جہاں ہو میرے لئے مقدر کر دے پھر اس پر مجھ کو راضی اور خوش رکھ دلے۔

ولے یہ حدیث اوپر کتاب التہجد اور کتاب الدعوات میں گذر چکی ہے۔ یہاں اس کو اس لئے لائے کہ اس میں قدرت آلہی کا اثبات ہے۔

بَابُ مُقَلِّبِ الْقُلُوبِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى۔ وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ۔

باب اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ بھی ہے

مقلب القلوب یعنی دلوں کا پھیرنے والا۔

(اور سُورۂ انعام میں) اللہ نے فرمایا اور ہم ان کے دل اور آنکھیں پھیر دیںگے

۳۱۵۔ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى بْنِ

ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا انہوں نے عبد اللہ بن مبارکؒ سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم بن

عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ

عبداللہ بن عمرؓ سے ، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یوں فرمایا کرتے تھے ۔ نہیں ف۱ قسم اس کی جو دلوں کا پھیرنے والا ہے۔

ف۱ میں یہ کام نہیں کروں گا یا یہ بات نہیں کہوں گا۔

باب
إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ اسْمٍ إِلَّا وَاحِدًا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُوالْجَلَالِ الْعَظَمَةِ الْبَرُّ اللَّطِيفُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو نام ہیں
ابن عباسؓ نے کہا (اسکو ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں نقل کیا) ذوالجلال کا معنی بڑائی اور بزرگی والاف۱ ۔ اور برّ کا معنی لطیف باریک بین ف۲۔

ف۱ ابن عباسؓ نے کہا اس کو طبری نے وصل کیا۔ ف۲ یا نیکی اور احسان کرنے والا۔

۳۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ. أَحْصَيْنَاهُ: حَفِظْنَاهُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا۔ کہا ہم کو شعیب نے خبر دی ۔ کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے ، انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) نام ہیں (یعنی ایک کم سو) جو کوئی ان کو یاد کرے (یعنی ان پر عمل کرے) تو وہ جنت میں جائے گا ف۱۔

ف۱ یہ ننانوے نام ایک روایت میں وارد ہیں لیکن اس کا اسناد ضعیف ہے اس لئے امام بخاری اس کو اس کتاب میں نہ لاسکے اہلحدیث کے نزدیک اللہ کے اسماء اور صفات اس کی ذات کی طرح غیر مخلوق ہیں ۔ اور جہمیہ نے ان کو مخلوق کہا ہے ۔ لعنہم اللہ تعالےٰ ننانوے (۹۹) کا عدد کچھ حصر کے لئے نہیں ہے ان کے سوا بھی اور نام قرآن اور حدیثوں میں وارد ہیں جیسے مقلب القلوب ذوالجبروت ذوالملکوت ذوالکبر یا ذوالعظمۃ کافی دائم صادق ذی المعارج ذی الفضل غالب غیرہ۔

بَابُ السُّؤَالِ بِأَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى وَالْإِسْتِعَاذَةُ بِهَا۔

باب اللہ تعالیٰ کے نام لیکر مانگنا ان کی پناہ چاہنا ؎

؎ یہ باب لاکر امام بخاری نے اہل حدیث کا مذہب ثابت کیا کہ اسم عین مسمی ہے اور مسمی کی طرح غیر مخلوق ہے اور جہمیوں کا رد کیا۔ کیونکہ اگر اسم مخلوق ہوتا اور مسمی کا غیر ہوتا تو غیر خدا سے مانگنا اور غیر خدا سے پناہ چاہنا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے۔

۳۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ فِرَاشَهُ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَاغْفِرْ لَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ، تَابَعَهُ يَحْيَى وَبِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ زُهَيْرٌ وَأَبُو ضَمْرَةَ وَإِسْمَاعِيلُ ابْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا تم میں جب کوئی اپنے بچھونے پر سونے کے لئے آئے تو اپنی چادر (رومال) کے کونے سے اس کو تین بار جھٹک لے ؎ اور یہ دعا پڑھے (مالک) پروردگار میں تیرا نام لے کر ؎ اپنی کروٹ بچھونے پر رکھتا ہوں اور تیرا ہی نام لے کر اٹھاؤں گا اگر تو میری جان روک رکھے (پھر بدن میں نہ آنے دے یعنی مر جاؤں) تو اس کے گناہ بخش دے اور اگر تو اس کو پھر بدن میں جانے کے لئے چھوڑ دے تو اس کو ہر بلا سے اس طرح محفوظ رکھ جیسے اپنے نیک بندوں کو محفوظ رکھتا ہے عبدالعزیز کے ساتھ اس حدیث کو یحییٰ بن سعید قطان اور بشر بن مفضل نے بھی عبیداللہ سے انہوں نے سعید سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ؎ اور زہیر بن معاویہ اور ابوضمرہ اور اسمٰعیل بن زکریا نے اس حدیث کو یوں روایت کیا عبیداللہ سے انہوں نے سعید سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے (تو سعید کے والد کا واسطہ زیادہ کیا ؎) اور محمد بن عجلان نے اس حدیث کو سعید سے روایت کیا۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے

وَسَلَّمَ، تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ وَأُسَامَةُ ابْنُ حَفْصٍ۔

انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ف۵ محمد بن عجلان کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی اور عبدالعزیز دراوردی اور اسامہ بن حفص نے بھی روایت کیا۔

ف۱ ایسا نہ ہو کوئی کیڑا وغیرہ بیٹھا ہو۔ ف۲ یعنی تیرے نام کی مدد سے۔ ف۳ یحییٰ کی روایت کو امام نسائی نے اور بشر کی روایت کو مسدد نے وصل کیا۔ ف۴ زہیر کی روایت اوپر اسی کتاب میں کتاب الدعوات میں گزر چکی ہے۔ اور ابوضمرہ کی روایت کو امام مسلم نے اور اسمٰعیل کی روایت کو حارث بن ابی سلمہ نے اپنی سند میں وصل کیا۔ ف۵ اس کو امام احمد نے وصل کیا۔

۳۱۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَى وَأَمُوتُ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے ربعی بن حراش سے انہوں نے حذیفہ بن یمان سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بچھونے پر سونے کے لئے تشریف لے جاتے تو فرماتے یا اللہ تیرا ہی نام لے کر میں جیتا ہوں اور تیرے ہی نام پر مروں گا اور جب صبح ہوتی تو فرماتے شکر اس پروردگار کا جس نے مرے بعد ہم کو جلایا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے (یعنی حشر کے دن)

۳۱۹۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: بِاسْمِكَ نَمُوتُ وَنَحْيَا وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ربعی بن حراش سے انہوں نے خرشہ بن حر سے۔ انہوں نے ابوذرؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر جاتے (خوابگاہ) پر تو فرماتے (یا اللہ) تیرے ہی نام پر ہم جیتے ہیں تیرے ہی نام پر مرتے ہیں (یعنی سوتے ہیں) پھر جب نیند سے جاگتے تو فرماتے شکر اس خدا کا جس نے مرے بعد ہم کو جلایا اور اسی کی

أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔

طرف (قبر سے) اٹھ کر جانا ہے۔

۳۲۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ فَقَالَ: بِاسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباسؓ سے۔ انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی جب اپنی بی بی سے صحبت کرنے لگے اس وقت یوں کہے میں اللہ کا نام لے کر صحبت کرتا ہوں یا اللہ ہم کو شیطان سے بچائے اور شیطان کو اس سے دُور رکھ جو اولاد تو ہم کو عنایت فرمائے تو اگر ان کی قسمت میں اولاد ہوگی تو شیطان اس کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

۳۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: أُرْسِلُ كِلَابِي الْمُعَلَّمَةَ قَالَ: إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَأَمْسَكْنَ فَكُلْ وَإِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل بن عیاض (مشہور ولی کامل) نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے ہمام بن حارث سے انہوں نے عدی بن حاتم طائی سے انہوں نے کہا میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں اپنے تعلیم یافتہ کتوں کو شکار کے جانور پر چھوڑتا ہوں (کیا وہ جانور کھاؤں) آپ نے فرمایا جب تو اپنے تعلیم یافتہ کتوں کو اللہ کا نام لے کر چھوڑے اور وہ جانور کو پکڑ لیں (مار ڈالیں پر اس کو کھائیں نہیں) تو اس جانور کو کھا اور جب تو بن بھال کے تیر (یعنی لکڑی) سے کوئی شکار مارے لیکن وہ نوک سے لگ کر جانور کا گوشت چیر دے (اس میں گھس جائے) تو اس کو کھا وا۔

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤
✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

وا اگر عرض کی طرف سے پڑے اور جانور اس کی وجہ سے مر جائے تو مت کھاؤ وہ مردار ہے۔

۳۲۲ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هُنَا أَقْوَامًا حَدِيثًا عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ يَأْتُونَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِي يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا أَمْ لَا قَالَ اذْكُرُوا أَنْتُمُ اسْمَ اللَّهِ وَ كُلُوا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ وَأُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ

ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابوخالد احمر نے کہا میں نے ہشام بن عروہؓ سے سُنا وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے وہ حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا لوگوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یہاں چند ایسے آدمی ہیں (جو نومسلم ہیں) ابھی ان کا شرک کا زمانہ گذرا ہے وہ ہمارے پاس کٹا ہوا گوشت (بیچنے کو) لاتے ہیں ہم کو معلوم نہیں انہوں نے (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا یا نہیں لیا آپؐ نے فرمایا تم اللہ کا نام لے کر کھالو۔ ابوخالد کے ساتھ اس حدیث کو محمدّ بن عبدالرحمٰن اور دراوردی اور اسامہ بن حفص نے بھی (ہشام بن عروہؓ سے) روایت کیا ف۱۔

ف۱ محمدّ بن عبدالرحمٰن طفاوی اور اسامہ بن حفص کی روایتیں خود اسی کتاب میں موصولاً گذر چکی ہیں اور عبدالعزیز کی روایت کو عدی نے وصل کیا۔

---

۳۲۳ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ يُسَمِّي وَ يُكَبِّرُ۔

ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشام نے۔ انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈوں کی اللہ تعالےٰ کا نام لے کر قربانی کی اور اللہ اکبر کہا۔

---

۳۲۴ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ صَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ

ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے۔ انہوں نے اسود بن قیس سے انہوں نے جندب بن عبداللہ بجلی سے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ موجود تھے۔ آپؐ نے نماز پڑھی پھر خطبہ سُنایا۔ پھر فرمایا جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر لی

فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللهِ۔

وہ دوسری قربانی کرے اور جس نے نہ کی ہو وہ اللہ کے نام پر قربانی کاٹے۔

۳۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا. کہا ہم سے ورقا بن عمر خوارزمی نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ دادا کی قسم مت کھاؤ جس شخص کو قسم کھانا منظور ہو وہ اللہ کی قسم کھائے ول۔

ول ورنہ خاموش رہے ترمذی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا اور حاکم نے کہا صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔ اس باب میں امام بخاری نے متعدد حدیثیں لاکر یہ ثابت کیا کہ اسم مسمیٰ کا عین ہے اگر غیر ہوتا تو نہ اسم سے مدد لی جاتی نہ اسم پر ذبح کرنا جائز ہوتا۔ نہ اسم پر کتا چھوڑنا جائز ہوتا۔ علی ہذا القیاس۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ وَالنُّعُوتِ وَأَسَامِي اللهِ،

باب اللہ تعالیٰ کو ذات کہہ سکتے ہیں

(اسی طرح شخص) اس کے صفات اور اسماء ہیں

وَقَالَ خُبَيْبٌ وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ فَذَكَرَ الذَّاتَ بِاسْمِهِ تَعَالَى۔

اور خبیب بن عدی صحابیؓ نے مرتے وقت کہا یہ سب تکلیف اللہ کی ذات مقدس کے لئے ہے تو اللہ کے نام کے ساتھ انہوں نے ذات کا لفظ لگایا ول۔

ول اس کے سوا احادیث الانبیاء میں گذر چکا ہے حضرت ابراہیمؑ کے قصے میں ثنتین فی ذات اللہ اور ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے تفکروا فی کل شیئے ولا تفکروا فی ذات اللہ اور قرآن میں ویحذرکم اللہ نفسہ نفس اور ذات ایک ہی ہے۔

۳۲۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عمرو بن ابی سفیان بن اسید بن جاریہ نے جو بنی زہرہ کا حلیف

ابْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفٌ لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ ابْنَةَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ قَالَ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ:

وَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي
وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ يَوْمَ أُصِيبُوا۔

اور ابوہریرہؓ کے ساتھیوں میں سے تھا۔ کہا ابوہریرہؓ نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (عضل اور قارہ والوں کی درخواست پر) دس آدمیوں کو (ان کے پاس) بھیجا ان میں خبیب بن عدی انصاری بھی تھے (اور عاصم اس ٹکڑی کے سردار تھے ول) ابن شہاب نے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عیاض نے خبر دی۔ ان کو حارث کی بیٹی زینب نے کہ جب بنی حارث خبیب کو قتل کرنے کے لئے اکٹھا ہوئے تو انہوں نے زینب سے ایک استرہ صفائی کرنے کے لئے مانگا جب وہ خبیب کو حرم کے باہر قتل کرنے کے لئے لے چلے تو انہوں نے یہ شعریں پڑھیں ؎

جب مسلمان رہ کے دُنیا سے چلوں
مجھ کو کیا ڈر ہے کسی کروٹ گروں
میرا مرنا ہے خدا کی ذات میں — وہ اگر چاہے نہ ہوں گا میں زبوں
تن جو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا — اس کے جوڑوں پر وہ برکت دے فزوں

آخر عقبہ بن حارث نے ان کو مار ڈالا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن اپنے اصحابؓ کو ان کے مارے جانے کی خبر کر دی۔

ول یہ قصہ اوپر گزر چکا ہے کہ بنی لحیان کے دو سو آدمیوں نے ان کو گھیر لیا آخر سات شخص شہید ہوئے۔ اور تین آدمیوں کو قید کر کے لے گئے ان میں خبیب کو بنی حارث نے خرید کر لیا اور ایک مدت تک قید رکھ کر انکو قتل کیا۔

بَابُ
باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ آل عمران میں) فرمانا

قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى۔ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ۔ اللہ اپنے نفس (ذات سے) تم کو ڈراتا ہے

وَقَوْلِ اللَّهِ۔ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ۔

اور (سورۂ مائدہ میں) تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے۔

۳۲۷- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ابْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرَ مِنَ اللهِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللهِ.

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے شقیق سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر کوئی غیرت دار نہیں ہے اسی لئے اس نے بے حیائی کی باتیں (جیسے زنا وغیرہ) حرام کی ہیں اور اللہ سے زیادہ کسی کو تعریف کرنا پسند نہیں ہے ول۔

ول آدمی کے لئے یہ عیب ہے کہ اپنی تعریف پسند کرے لیکن پروردگار کے حق میں عیب نہیں ہے کیونکہ وہ تعریف کے سزاوار ہے اس کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے اس حدیث کی مطابقت باب سے اس طرح ہے کہ امام بخاری نے اس کو لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اپنی عادت کے مطابق اشارہ کیا یہ طریق تفسیر سورۃ انعام میں گذر چکا ہے اس میں اتنا زائد ہے۔ و لذلک مدح نفسہ تو نفس کا اطلاق پروردگار پر ثابت ہوا۔ کرمانی نے اس پر خیال نہیں کیا، اور جس حدیث کی شرح کتاب التفسیر میں کر آئے تھے۔ اس کو یہاں بھول گئے انہوں نے کہا مطابقت اس طرح سے ہے کہ احد کا لفظ بھی نفس کے لفظ کے مثل ہے۔

۳۲۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلَى نَفْسِهِ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهُ عَلَى الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي.

ہم سے عبدان نے بیان کیا انہوں نے ابو حمزہ سے۔ انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جب خلقت کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں خود اپنے نفس (ذات) پر یہ کہا میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے یہ کتاب عرش پر اس کے پاس رکھی ہوئی ہے۔

۳۲۹- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے کہا میں نے ابو صالح سے

أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً۔

سنا انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں ول۔ اور وہ جب میری یاد کرے تو میں اپنے علم اور اپنے فضل و کرم سے اسکے ساتھ ہوں اگر اپنے دل میں میری یاد کرے تو میں بھی اپنے دل میں اسکی یاد کرتا ہوں اور اگر اک جماعت میں (اعلانیہ) میری یاد کرے تو میں اس سے بہتر جماعت (یعنی مقرب فرشتوں کی جماعت) میں اسکی یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ مجھ سے نزدیک ہو تو میں ایک بام (یعنی دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر) اس سے نزدیک ہوتا ہوں اور اگر میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے تو میں دوڑتا ہوا اسکی طرف جاتا ہوں ول۔

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊
❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

ول یعنی میرا بندہ جیسا میرے ساتھ گمان رکھے گا میں اسی طرح اس سے پیش آؤں گا۔ اگر یہ گمان رکھے گا کہ میں اس کے قصور معاف کر دونگا تو ایسا ہی ہوگا۔ اگر یہ گمان رکھے گا۔ کہ میں اس کو عذاب کروں گا تو ایسا ہی ہوگا۔ حدیث سے یہ نکلا کہ رجا کا جانب بندے میں غالب ہونا چاہیئے اور پروردگار کے ساتھ نیک گمان رکھنا چاہیئے۔ اگر گناہ بہت ہیں تو بھی یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ غفور اور رحیم ہے۔ اس کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ ھو الغفور الرحیم۔ ول قسطلانی نے کہا یعنی اس کی ہر نیکی کا ثواب اس کی نیکی سے کسی حصّہ زیادہ دیتا ہوں۔ دوڑنا اور ایک ہاتھ یا ایک بام نزدیک ہونا یہ صرف مجازات میں بطور مشاکلت کے ہیں جیسے جزا سیئۃ سیئۃ مثلھا یا فانا نسخر منکم کما تسخرون۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ قصص میں) فرمانا ہر چیز سوا پروردگار کے ہلاک اور برباد ہونیوالی ہے ول

ول غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ منہ کا اطلاق پروردگار پر قرآن اور حدیث دونوں میں آیا ہے اور گمراہ جہمیہ نے اس کا انکار کیا ہے انہوں نے منہ سے ذات اور ہاتھ سے قدرت مراد لی ہے امام ابوحنیفہؒ نے اس کا رد کیا ہے۔

۳۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعُوذُ بِوَجْهِكَ فَقَالَ۔ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعُوذُ بِوَجْهِكَ۔ فَقَالَ۔ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا أَيْسَرُ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے۔ انہوں نے عمرو بن دینار سے۔ انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے انہوں نے کہا جب یہ آیت (سورۃ انعام کی) اتری اے پیغمبر کہہ دے وہ اللہ ایسی قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اوپر سے عذاب بھیجے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ میں تیرے (مبارک) منہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر یہ اترا یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے تو آپ نے فرمایا: اللہ میں تیرے (مبارک) منہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر یہ اترا یا تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اور آپس میں لڑا دے۔ تو فرمایا یہ (بہ نسبت اگلے عذابوں کے) آسان ہے کیونکہ ان میں سب تباہ ہو جاتے ہیں

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ وَلِتُصْنَعَ عَلَى عَيْنِي۔ تُغَذَّى وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ۔ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ طٰہٰ میں) یہ فرمانا

اور اس لئے کہ تو میری نگاہ کے سامنے تیار ہو مطلب یہ تھا کہ تو میری آنکھ کے سامنے پرورش پائے۔ اور (سورۂ قمر میں) فرمایا نوحؑ کی کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے پانی میں تیر رہی تھی ؎

؎ اس باب کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں ہیں۔ اہل حدیث کا یہی قول ہے مخالفین نے تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ آنکھ سے صفت بصر مراد ہے۔

۳۳۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: ذُكِرَ الدَّجَّالُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ لَا يَخْفَى عَلَيْكُمْ إِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى عَيْنِهِ وَ أَنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ نے۔ انہوں نے نافع سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دجال کا ذکر آیا۔ تو فرمایا سچا خدا تم پر چھپ نہیں سکتا (وہ مردود تو کانا ہوگا) اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے (اسکی دونوں آنکھیں سالم اور بے عیب ہیں) آنحضرتؐ نے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا ؎ فرمایا دجال

الیُمنٰی کَاَنَّ عَیْنَہٗ عِنَبَۃٌ طَافِیَۃٌ۔ داہنی آنکھ کا کانا ہوگا اسکی آنکھ ایسی ہوگی جیسے پھولا انگور۔

ف اس سے ان لوگوں کا رد ہوا جو آنکھ کی تاویل بصر سے کرتے ہیں۔

۳۳۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ: أَخْبَرَنَا قَتَادَۃُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَعَثَ اللّٰہُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ قَوْمَہُ الْأَعْوَرَ الْکَذَّابَ إِنَّہُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِأَعْوَرَ مَکْتُوبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ کَافِرٌ۔

ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا کہا ہم کو شعبہ نے کہا ہم کو قتادہ نے خبر دی کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سنا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ نے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امّت کو جھوٹے کانے دجّال سے نہ ڈرایا ہو۔ یاد رکھو وہ مردود کانا ہو گا۔ اور تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں لکھا ہوگا کافر۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ۔ ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ حشر میں) فرمانا

وہی اللہ ہر چیز کا بنانیوالا پیدا کرنے والا نقشہ کھینچنے والا

۳۳۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ: حَدَّثَنَا مُوسٰی ھُوَ ابْنُ عُقْبَۃَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ یَحْیَی بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَیْرِیزٍ عَنْ أَبِي سَعِیدٍ الْخُدْرِيِّ فِي غَزْوَۃِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ أَنَّھُمْ أَصَابُوا سَبَایَا فَأَرَادُوا أَنْ یَسْتَمْتِعُوا بِھِنَّ وَلَا یَحْمِلْنَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ: مَا عَلَیْکُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا فَإِنَّ اللّٰہَ قَدْ کَتَبَ مَنْ ھُوَ خَالِقٌ إِلَى یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَقَالَ

ہم سے اسحٰق بن منصور (یا اسحاق بن راہویہ) نے بیان کیا کہا ہم سے عفان نے کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھ سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے ابن محیریز سے۔ انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے انہوں نے کہا غزوہ بنی مصطلق میں لوگوں نے قیدی عورتیں پکڑیں۔ انہوں نے چاہا۔ ان سے صحبت کریں۔ لیکن ان کو پیٹ نہ رہے آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عزل کرنا کیسا ہے ف آپؐ نے فرمایا عزل کیوں نہ کرو (عزل کرنے میں کوئی قباحت نہیں) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک جس کا پیدا ہونا لکھ دیا ہے وہ ضرور پیدا ہوگا اور مجاہد نے قزعہ سے روایت کیا۔

مُجَاهِدٌ عَنْ قَزَعَةَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَتْ نَفْسٌ مَخْلُوقَةٌ إِلَّا اللّٰهُ خَالِقُهَا۔

کہا میں نے ابوسعید خدریؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی جان ایسی نہیں جس کی قسمت میں پیدا ہونا لکھا ہے مگر اللہ تعالیٰ ضرور اس کو پیدا کرے گا۔

ف۱ عزل کے معنی اوپر گذر چکے ہیں یعنی انزال کے وقت ذکر باہر نکال لینا تاکہ عورت کو حمل نہ رہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ ص میں) فرمانا (یعنی شیطان سے) تو نے اسکو کیوں نہیں سجدہ کیا جسکو میں نے خاص اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ ف۱

ف۱ اس باب میں صفت ید کا بیان ہے اہل حدیث اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کو ثابت کرتے ہیں انکی تاویل نہیں کرتے امام ابوحنیفہؒ نے کہا ید کی تاویل قدرت یا نعمت سے کرنا قدریہ معتزلہ کا طریق ہے۔

۳۳۴- حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَجْمَعُ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذٰلِكَ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا آدَمُ أَمَا تَرَى النَّاسَ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ شَفِّعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكَ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ وَلٰكِنِ ائْتُوا نُوحًا فَإِنَّهُ أَوَّلُ

مجھ سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے قتادہ بن دعامہ سے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی طرح جیسے ہم دنیا میں جمع ہوتے ہیں مؤمنوں کو اکٹھا کریگا وہ گرمی وغیرہ سے پریشان ہو کر کہیں گے کاش ہم کسی کی سفارش بھی تو اپنے مالک کے پاس کرائیں وہ ہم کو اس جگہ سے (جہاں سخت تکلیف ہے) نکال کر آرام دے پھر (سب مل کر) آدمؑ کے پاس آئیں گے ان سے کہیں گے آدمؑ آپ لوگوں کا حال نہیں دیکھتے کس بلا میں گرفتار ہیں۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے ہاتھ سے بنایا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور ہر چیز کے نام آپؑ کو بتلائے ہر لغت میں بولنا بات کرنا سکھلایا ف۱۔ اب اس وقت پروردگار کے پاس ہماری کچھ سفارش کیجئے تاکہ ہم کو اس جگہ سے نجات ہو کر آرام ملے آدمؑ کہیں گے میں اس لائق نہیں ان کو وہ گناہ یاد آجائیگا جو انہوں نے کیا تھا ممنوع درخت میں سے کھانا مگر تم لوگ ایسا کرو نوحؑ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ پہلے

رَسُولٍ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَهْلِ الأَرْضِ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ وَلَكِنِ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمَنِ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِي أَصَابَهَا وَلَكِنِ ائْتُوا مُوسَى عَبْدًا آتَاهُ اللَّهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ تَكْلِيمًا فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ وَلَكِنِ ائْتُوا عِيسَى عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ وَكَلِمَتَهُ وَرُوحَهُ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُونِّي فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ

پیغمبر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف بھیجا تھا[1]۔ آخر وہ لوگ سب نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی جواب دینگے میں اس لائق نہیں اپنی خطا جو انہوں نے (دنیا میں) کی تھی یاد کرینگے کہیں گے تم لوگ ایسا کرو ابراہیم پیغمبرؑ کے پاس جاؤ جو اللہ کے خلیل ہیں انکے پاس جائیں گے، وہ بھی اپنی خطائیں یاد کر کے کہیں گے میں اس لائق نہیں تم موسیٰ پیغمبرؑ کے پاس جاؤ اللہ نے انکو توراۃ عنایت فرمائی ان سے بول کر باتیں کیں۔ یہ لوگ موسیٰؑ کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی کہیں گے میں اس لائق نہیں اپنی خطا جو انہوں نے دنیا میں کی تھی یاد کریں گے مگر تم ایسا کرو عیسےٰ پیغمبرؑ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے اس کے رسول اس کے خاص کلمہ اور خاص روح ہیں یہ لوگ عیسیٰؑ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں تم ایسا کرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے ایسے ہیں جنکی اگلی پچھلی سب خطائیں بخش دی گئی ہیں آخر یہ سب لوگ (جمع ہو کر) میرے پاس آئیں گے میں چلوں گا اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت مانگوں گا۔ مجھ کو اجازت ملے گی میں اپنے پروردگار کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑونگا اور جب تک[2] اس کو منظور ہے وہ مجھ کو سجدے میں پڑا رہنے دیگا[3] اس کے بعد حکم ہوگا محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری عرض سنی جائیگی تمہاری درخواست منظور ہوگی تمہاری سفارش مقبول ہوگی اس وقت میں اپنے مالک کی ایسی ایسی تعریفیں کرونگا جو وہ مجھ کو سکھا چکا ہے (یا سکھلائے گا) پھر لوگوں کی سفارش شروع کرونگا سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائیگی[4] میں ان کو بہشت میں لے جاؤں گا پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس حاضر ہوں گا اور اس کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑونگا جب تک پروردگار چاہے گا مجھ کو سجدے میں پڑا رہنے دیگا۔ اس کے بعد ارشاد ہوگا محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ جو تم کہو گے سنا جائے گا اور سفارش کرو گے تو قبول ہوگی پھر میں اپنے پروردگار کی ایسی تعریفیں کروں گا

مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا رَبِّي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً۔

جو اللہ نے مجھ کو سکھلائیں (یا سکھلائے گا) اس کے بعد سفارش کروں گا لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائیگی ہیں ان کو بہشت میں لیجاؤں گا پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس حاضر ہوں گا۔ اس کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا جب تک پروردگار چاہے گا مجھ کو سجدہ میں پڑا رہنے دیگا اس کے بعد حکم ہوگا محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ جو تم کہو گے سنا جائیگا اور سفارش کرو گے تو قبول ہوگی پھر میں اپنے پروردگار کی ایسی تعریفیں کرونگا جو اللہ نے مجھ کو سکھلائیں (یا سکھلائے گا) اس کے بعد سفارش شروع کروں گا لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ میں ان کو بہشت میں لے جاؤنگا۔ پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس حاضر ہوں گا عرض کرونگا یا پروردگار اب تو دوزخ میں ایسے ہی لوگ رہ گئے ہیں جو قرآن کے بموجب دوزخ ہی میں ہمیشہ رہنے کے لائق ہیں (یعنی کافر اور مشرک) انسؓ نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ سے وہ لوگ بھی نکال لئے جائیں گے جنھوں نے دنیا میں لا الٰہ الا اللہ کہا ہو گا اور ان کے دل میں ایک جو کے برابر ایمان ہو گا۔ پھر وہ لوگ بھی نکال لئے جائیں گے جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو گا۔ اور ان کے دل میں گیہوں برابر ایمان ہو گا (گیہوں جو سے چھوٹا ہوتا ہے) پھر وہ بھی نکال لئے جائیں گے جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو گا اور ان کے دل میں چیونٹی برابر (یا بھنگے برابر) ایمان ہو گا ف۔

ف بعضے بیوقوفوں نے اگلے زمانہ میں یہ خیال کیا تھا کہ عالم قدیم ہے اور ہمیشہ سے ایسا ہی چلا آتا ہے اور اس پر دلیل یہ قائم کی تھی کہ کئی بچوں کو پیدائش سے لے کر الگ مکان میں رکھا ان کو بات نہ کرنے دی جب وہ بڑے ہوئے تو بالکل گونگے تھے کوئی بات نہیں کر سکتے تھے۔ اس سے انہوں نے نکالا کہ اگر عالم حادث ہوتا تو سب لوگ گونگے ہی ہوتے یہ استدلال جدید فلسفہ کی رو سے غلط نکلا۔ علم جیالوجی سے صاف عالم کا حدوث ثابت ہو گیا اب یہ کہ لوگ گونگے کیوں نہ ہوئے اس کا جواب یہی ہے کہ جیسا قرآن و حدیث میں وارد ہے وہی حق ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو

سب زبانیں تعلیم کیں انہوں نے اپنی اولاد سے مختلف زبانوں میں باتیں کیں اور اس طرح دنیا میں بولنا اور بات کرنا لوگوں نے سیکھا۔ ف۲ ہمارے پیغمبر کے سوا کوئی پیغمبر ساری زمین والوں کی طرف نہیں بھیجا گیا تو مراد یہ ہو گی کہ طوفان کے بعد جو لوگ دنیا میں بچے تھے وہ اس وقت ساری زمین والے تھے۔ کیونکہ باقی سب لوگ ڈوب کر ہلاک ہو گئے تھے۔ گو حضرت شیثؑ حضرت نوحؑ سے پہلے تھے مگر ان کی کوئی نئی شریعت نہ تھی۔ بلکہ آدم علیہ السلام کی ہی شریعت پر چلتے تھے تو شریعت والے پیغمبروں میں آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے نوحؑ آئے تھے۔ ف۳ بڑی دیر تک پروردگار آپ کو سجدے میں ہی پڑا رہنے دے گا تاکہ عبودیت اور الوہیت کی شان سب پر کھل جائے حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنے ہی مقرب اور شان والے سہی۔ مگر پروردگار کے بندے اور غلام ہیں اپنے پروردگار کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑیں گے جیسے غلام اپنے مالک کے پاؤں پر گرتا ہے۔ ف۴ اور اس قسم کے بندوں کی سفارش کردہ۔ ف۵ جو لوگ اس حد کے اندر ہوں گے۔ ف۶ یہ حدیث اوپر کتاب التفاسیر میں گذر چکی ہے یہاں اس کو اس لئے لائے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا بیان ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں خاص اپنے ہاتھ سے بنائیں۔ توراۃ اپنے ہاتھ سے لکھی۔ آدم علیہ السلام کا پتلہ اپنے ہاتھ سے بنایا۔ جنت العدن کے درخت اپنے ہاتھ سے بٹھائے۔

۳۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَدُ اللَّهِ مَلْأَى لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَقَالَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا۔ کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا۔ انہوں نے اعرج سے۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے خرچ کرنے سے اس میں کمی نہیں ہوتی۔ رات دن اس کی بخشش جاری ہے (جود و عطا کا دریا بہا رہا ہے) فرمایا بتلاؤ اللہ نے جب سے آسمان اور زمین پیدا کئے کتنا کچھ خرچ کیا ہو گا مگر اس کے ہاتھ میں جو تھا وہ کچھ کم نہیں ہوا ف۱ فرمایا اس کا عرش ف۲ پانی پر تھا ف۳ پروردگار کے دوسرے ہاتھ میں ف۴ ترازو ہے کسی کو پست کرتا ہے کسی کو بلند ف۵۔

ف۱ ویسا ہی ہاتھ بھرا ہے جیسے پہلے بھرا تھا۔ ف۲ آسمان زمین پیدا کرنے سے پہلے۔ ف۳ ہندوؤں کی قدیم کتابوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ دنیا میں نرا پانی ہی پانی اور نارایں یعنی پروردگار کا تخت پانی پر تھا

پانی میں سے ایک بخار نکلا جس سے ہوا پیدا ہوئی۔ ہواؤں کے آپس میں لڑنے سے آگ پیدا ہوئی۔ پانی کی تلچھٹ اور درد سے زمین کا مادہ بنا واللہ اعلم۔ ف۴ خلقت کے چڑھاؤ اتار کا۔ ف۵ کسی کا اقبال ہوتا ہے کسی کا ادبار ہر ایک قوم کا چڑھاؤ اس کے ہاتھ میں ہے۔

۳۳۶۔ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَرْضَ وَتَكُونُ السَّمٰوَاتُ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ رَوَاهُ سَعِيدٌ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ سَمِعْتُ سَالِمًا سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ

ہم سے مقدم بن محمد نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے میرے چچا قاسم بن یحییٰ نے انہوں نے عبید اللہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا۔ قیامت کے دن پروردگار (ساتوں) زمینوں کو ایک مٹھی میں لے لے گا اور (ساتوں) آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے پھر فرمائے گا (سچا) بادشاہ میں ہوں۔ اس حدیث کو سعید بن داؤد بن ابی زبیرؒ نے امام مالکؒ سے روایت کیا ف۱۔ اور عمر بن حمزہ نے کہا ف۲۔ میں نے سالم سے سُنا۔ کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث اور ابوالیمان نے کہا (یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے) ہم کو شعیب نے خبردی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو ابوسلمہ نے خبردی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ زمین کو ایک مٹھی میں لے لے گا۔

ف۱ اس کو دارقطنی اور لالکائی نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو امام مسلمؒ اور ابوداؤدؒ نے وصل کیا۔

۳۳۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعَ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ يَهُودِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید قطان سے سُنا۔ انہوں نے سفیان ثوری سے کہا مجھ سے منصور بن معتمر اور سلیمان اعمش دونوں نے بیان کیا انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے عبیدہ سلمانی سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ایک یہودی (نام

فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ۔ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَزَادَ فِيهِ فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيقًا لَهُ۔

نامعلوم یا یہودیوں کا عالم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یا محمد اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر درختوں کو ایک انگلی پر سار ی خلقت کو ایک انگلی پر اٹھائے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں۔ یہ سن کر آپ اتنا ہنسے کہ آپ کے (مبارک) دانت کھل گئے اور آپ نے یہ آیت (سورۂ زمر کی) پڑھی ان لوگوں نے اللہ کا مرتبہ جیسے چاہیئے تھا ویسا نہیں جانا۔ یحییٰ بن سعید قطان نے کہا۔ اس حدیث میں فضیل بن عیاض نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے عبیدہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اتنا بڑھایا ہے پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس دیئے۔ اس کی بات پر تعجب کر کے اور اس کے قول کی تصدیق کر کے (اس کو امام مسلم نے وصل کیا ول)

ولے جب تو اس کے لئے شریک ٹھہرائے اولاً ثابت کی ان حدیثوں سے اللہ کے لئے مٹھی اور انگلیوں کا ثبوت ہوتا ہے۔ امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے آپ تعجب سے ہنسے۔ اس یہودی کے کلام کی تصدیق کرنے کے لئے ابن خزیمہ کی روایت میں ہے۔ تصدیقا لقولہ اب بعضوں نے جو کہا ہے کہ انگلی کا ذکر صحیح حدیثوں میں نہیں ہے یہ ان کی غلطی ہے۔ اس حدیث کے سوا مسلم کی ایک حدیث میں ان قلب ابن آدم بین اصبعین من اصابع الرحمٰن۔ اسی طرح بعضوں نے جو کہا ہے۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس یہودی کی جہالت پر ہنسے آپ کا ہنسنا گویا انکار تھا اس کے کلام کا یہ بھی غلط ہے۔ امام حافظ ابن خزیمہ نے اس قول کو خوب رد کیا ہے اور ابن صلاح نے کہا ہے کہ اگر آپ کی ہنسی کا مطلب انکار ہوتا تو راوی لوگ یہ کیسے کہتے تصدیقا لہ یا تصدیقا لقولہ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سے یہ بعید تھا۔ کہ آپ لوگوں کو اللہ کی ذات اور صفات کے مقدمہ میں باطل اور غلط خیال پر قائم رکھتے اور اوپر ایک صحیح حدیث میں گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری زمین کو قیامت کے دن ایک روٹی کی طرح اپنے ہاتھ سے الٹ پلٹ کر دیگا۔ ولے حافظ ابن صلاح نے کہا جب ثقہ راویوں کے نقل سے یہ لفظ ثابت ہو یعنی تصدیقا لہ اور شیخین یعنی بخاری، مسلم دونوں اس پر متفق ہوں تو یہ مثل متواتر کے ہوگا اور اس کا انکار کرنا ثقہ راویوں کو مطعون کرنا ہے اور صحیح حدیث کو رد کرنا ہے اللہ تعالیٰ ایسی جرأت اور بہادری اور دلیری سے بچائے۔

۴۳۸- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ابْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَرَأَ- وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ-

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا۔ میں نے ابراہیم نخعی سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے علقمہ بن قیس سے وہ کہتے تھے علقمہ بن مسعود بیان کرتے تھے کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ ابوالقاسم اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور درخت اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور خلقت کو ایک انگلی پر روک لے گا (تھام لے گا) پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں۔ عبداللہ نے کہا میں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ یہ سُن کر اتنا ہنسے کہ آپ کے دانت کھل گئے پھر یہ آیت اتری۔ وماقدروا اللہ حق قدرہ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ-

باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر غیرت دار نہیں ہے ولے

اور عبیداللہ بن عمرؓ نے کہا انہوں نے عبدالملک سے لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ کے معنی وہی ہیں۔

ولے اس باب میں امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ اللہ تعالےٰ کو شخص کہہ سکتے ہیں اور جنہوں نے اس کا انکار کیا ہے ان کا رد کیا حافظ صاحب نے کہا عبیداللہ کے سوا اور راویوں کی روایت میں بھی شخص کا لفظ وارد ہے اس صورت میں خطابی کا یہ اعتراض کہ عبیداللہ اس لفظ سے منفرد ہے۔ غلط ہے اور صحیح روایتوں کا رد کرنا اور حدیث کے اماموں پر طعن کرنا زیبا نہیں۔ باوجود ممکن ہونے کے تاویل کی میں کہتا ہوں تاویل کی کوئی ضرورت نہیں شخص کے لئے جسم لازم ہونا ضروری نہیں بلکہ شخص ایک فرد کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرد ہے اس کے علاوہ ہماری شریعت میں کوئی ایک دلیل بھی اس امر کی نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ جسم نہیں ہے یا جسم ہے اور جسم کا اطلاق جیسے پروردگار

پر درست نہیں ایسے ہی جسم کی نفی بھی درست نہیں اور پچھلے متکلمین نے جو اللہ کے تنزیہ میں یہ بڑھایا ہے کہ وہ جسم نہیں۔ یہ ان کی تراشی ہوئی تنزیہ ہے۔ شرعی تنزیہ نہیں ہے۔

۳۳۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللهُ أَغْيَرُ مِنِّي وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللهِ وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ بَعَثَ الْمُبَشِّرِينَ وَالْمُنْذِرِينَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللهِ وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ وَعَدَ اللهُ الْجَنَّةَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے انہوں نے وارد سے جو مغیرہ بن شعبہ کے منشی تھے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا سعد بن عبادہ (انصار کے رئیس) نے کہا اگر میں اپنی جورو کے پاس غیر مرد کو پاؤں تو تلوار کی دھار سے ماروں (اس کا کام ہی تمام کردوں) یہ خبر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی۔ آپ نے (انصار) سے فرمایا تم کو سعد کی غیرت (اور حمیت) پر تعجب آتا ہوگا۔ خدا کی قسم میں سعد سے زیادہ غیرت دار ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت دار ہے اور غیرت ہی کی وجہ سے اس نے بے شرمی کے چھپے اور کھلے سب کام حرام کر دیئے ہیں اور اللہ سے زیادہ کسی کو حجت قائم کرنا عذر کا کوئی موقعہ باقی نہ رکھنا پسند نہیں ہے اس لئے اس نے پیغمبروں کو (دنیا میں) بھیجا جو (مومنوں) کو خوشخبری اور کافروں کو ڈراوا دینے والے ہیں ف۱ اور کسی کو اپنی تعریف ف۲ ہونا اللہ سے زیادہ پسند نہیں ہے اور اس لئے اس نے ف۳ بہشت کا وعدہ کیا ہے۔

ف۱ تاکہ آخرت میں اس کے بندوں کا کوئی عذر کا موقع نہ رہے۔ ف۲ اپنے نیک بندوں کے لئے جو اس کی تعریف کرتے ہیں۔ ف۳ اس حدیث کو عبیداللہ بن عمرو نے بھی عبدالملک بن عمیر سے روایت کیا ہے۔ اس کو دارمی نے وصل کیا ہے اس میں یوں ہے اللہ سے زیادہ کوئی شخص غیرت دار نہیں ہے۔

بَابٌ۔ قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً، قُلِ اللهُ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۃ انعام میں) فرمانا:

اے پیغمبر ان سے پوچھ کس شے کی گواہی سب سے بڑی گواہی ہے آپ کہہ دیجئے اللہ کی۔

وَسَمَّى اللّٰهُ تَعَالٰى نَفْسَهُ شَيْئًا وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ شَيْئًا وَهُوَ صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِ اللّٰهِ وَقَالَ. كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے تئیں شے فرمایا ف۱ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو شے فرمایا حالانکہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اس کی ایک صفت ہے ف۲ اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ قصص میں) فرمایا ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کا منہ ف۳۔

ف۱ عربی میں شے کہتے ہیں موجود کو اللہ تعالیٰ موجود ہے بلکہ درحقیقت وجود اسی کا وجود ہے تو وہ شے بھی ہوا امام بخاری نے یہ باب لاکران کارد کیا جو اللہ کو شے نہیں کہتے۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں اللہ شے ہے مگر اور اشیا کیطرح نہیں ہے جب بے وقوف اللہ کو شے نہیں کہتے ان سے پوچھنا چاہیئے جب اللہ شے نہ ہوا تو معاذ اللہ لا شے ہوگا اسلیئے کہ ارتفاع نقیضین محال ہے اور لا شے کہتے ہیں تو معدوم ٹھہرا۔ تعالی اللہ عما یقول الظٰلمون علواً کبیرا۔ وہ تو موجود ہے اور موجود بھی کیسا موجود حقیقی کہ اس کے وجود کے مقابل کسی کا وجود نہیں ہے۔ پناہ بلندی و پستی تو ئی۔ ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی۔ ف۲ اور جب صفت شے ہوئی تو موصوف بطریق اولیٰ شے ہوگا۔ ف۳ تو معلوم ہوا کہ پروردگار کا منہ بھی ایک شے ہے۔ ع۵ جیسے آگے باب کی حدیث میں آتا ہے۔

۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ: أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ، سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوحازم (سلمہ بن دینار) سے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (نام نامعلوم) سے فرمایا ف۱ تیرے پاس قرآن میں سے کوئی شے ہے وہ کہنے لگا جی ہاں فلانی سورۃ کئی سورتوں کا اس نے نام لیا۔

ف۱ جب اس نے کہا یا رسول اللہ اگر اس عورت کی آپ کو خواہش نہیں تو مجھ سے اس کا نکاح کر دیجئے۔

بَابُ قَوْلِهِ. وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ. وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ. اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ ارْتَفَعَ. فَسَوَّاهُنَّ خَلَقَهُنَّ وَقَالَ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ ھود میں) فرمانا اس کا عرش پانی پر تھا (یعنی تخت) اور سورہ توبہ میں فرمایا: وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔ ابوالعالیہ نے کہا استوی إلی السماء یعنی آسمان کی طرف (چڑھ

مُجَاهِدٌ۔ اِسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۔ عَلَا عَلَى الْعَرْشِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْمَجِيْدُ الْكَرِيْمُ، وَالْوَدُوْدُ: الْحَبِيْبُ، يُقَالُ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ كَاَنَّهُ فَعِيْلٌ مِنْ مَاجِدٍ وَمَحْمُوْدٌ مِنْ حَمِيْدٍ۔

گیا) بلند ہوا ۲؎ فسوّٰھن (جو سورۃ بقرہ میں ہے) اس کا معنے بنایا۔ اور مجاہد نے کہا (اس کو فریابی نے وصل کیا) استویٰ علی العرش یعنی عرش پر بلند ہوا ۳؎۔ اور ابن عباسؓ نے کہا (اس کو ابن ابی حاتم نے تفسیر میں وصل کیا) مجید کے معنی (ذوالعرش المجید میں) بزرگی والا۔ اور ودود کا معنی (جو سورۃ بروج میں ہے) محبت رکھنے والا۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ حمید مجید۔ مجید ماجد سے نکلا ہے (یعنی بزرگی والا) اور محمود حمید سے نکلا ہے یعنی تعریف کیا گیا ۴؎۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞
۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞
۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

۱؎ اس باب کی حدیث میں امام بخاری نے عرش کا اور اللہ کے عرش پر ہونے کا اثبات کیا اور جہمیہ کا رد کیا جو استویٰ علی العرش کے منکر ہیں ان کا پیشوا جہم ابن صفوان کہا کرتا تھا کہ اگر مجھ سے ہو سکتا تو میں استوا کی آیتیں مصحف میں سے چھیل ڈالتا۔ ۲؎ اس کو طبری نے وصل کیا۔ ۳؎ یعنی عرش پر بیٹھا استوا کا سب سے صحیح معنی یہی ہے اور معتزلہ اور جہمیہ نے کہا استویٰ کا معنی زور زبردستی سے غالب ہوا ہم کہتے ہیں اس کا مقابل کون تھا جس پر وہ زور زبردستی سے غالب ہوا۔ اور ہم نے خاص اس صفت یعنی صفت استویٰ کے بیان میں ایک جداگانہ کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے الانتہائی الاستوی۔ ۴؎ اس نسخہ میں یوں ہے اور صحیح نسخہ وہ معلوم ہوتا ہے جس میں یوں ہے۔ وحمید من محمود کہ حمید محمود سے نکلا ہے مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ حمید اور مجید گو دونوں فعیل کے وزن پر ہیں مگر مجید بمعنی اسم فاعل اور حمید بمعنی اسم مفعول ہے۔

۷۴۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: إِنِّي عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ: اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا: بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا، فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا

ہم سے عبدان نے بیان کیا، انہوں نے ابوحمزہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے جامع بن شداد سے انہوں نے صفوان بن محرز سے انہوں نے عمران بن حصینؓ سے انہوں نے کہا میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اتنے میں بنی تمیم کے کچھ لوگ آئے آپ نے فرمایا بنی تمیم کے لوگو تم خوشخبری قبول کرو انہوں نے کہا آپ ہم کو بہشت کی خوشخبری دیتے ہیں ۱؎ کچھ ۲؎ دلوایئے۔ اس کے بعد کچھ یمن کے لوگ ۳؎ آئے آپ نے فرمایا یمن والو! تم تو خوشخبری قبول کرو۔ بنی تمیم والوں نے تو نہیں قبول کی (اور دنیا کے طالب ہوئے) انہوں نے کہا یا رسول اللہ

أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا: قَبِلْنَا، جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّينِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ أَوَّلِ هَذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ قَالَ: كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ أَتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ: يَا عِمْرَانُ أَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ، فَانْطَلَقْتُ أَطْلُبُهَا فَإِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ دُونَهَا وَأَيْمُ اللَّهِ لَوَدِدْتُ أَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ أَقُمْ۔

ہم کو یہ خوشخبری قبول (اور بدل منظور) ہے، ہم آپؐ کے پاس تو اس لئے آئے ہیں کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور یہ دریافت کریں کہ عالم کی ابتدائے پیدائش کیونکر ہوئی ف۵؟ آپؐ نے فرمایا ایسا ہوا ف۵ اللہ تعالیٰ موجود تھا اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اس کا تخت پانی پر تھا ف۶ پھر آسمان اور زمین پیدا کئے اور لکھنے کے مقام (یعنی لوح محفوظ) میں ہر چیز کو لکھا (جو قیامت تک پیدا ہونے والی تھی) عمرانؓ کہتے ہیں آپؐ یہی بیان کر رہے تھے اتنے میں ایک آدمی (نام نامعلوم) آیا اور کہنے لگا۔ عمران (بیٹھا کیا ہے) تیری اونٹنی چل دی میں یہ سن کر اس کے ڈھونڈنے کو چلا۔ دیکھا تو (اتنی دور چل دی ہے) چمکتی ریتی ف۷ اس کے بھی پرے نکل گئی ہے خدا کی قسم مجھ کو یہ آرزو رہی اونٹنی چل دیتی تو چل دیتی مگر میں آنحضرتؐ کے پاس سے نہ اٹھتا ف۸۔

ف۱ ہم تو دنیا کی طلب میں آئے ہیں۔ ف۲ دنیا کا مال۔ ف۳ اشعریؓ لوگ ابوموسیٰؓ کی قوم والے۔ ف۴ اہل اللہ اور نیک بندوں کے پاس جانے کا اصل مقصد خدا کی طلب ہونا چاہیئے۔ اگر دنیا کی طلب منظور ہے تو تجارت زراعت، نوکری وغیرہ دنیا کے دھندوں میں مشغول ہوں۔ اہل اللہ کے پاس جا کر پھر دنیا کی خواہش کرنا بڑی کم نصیبی اور بدبختی ہے ہمارے زمانہ میں مرید اور مرشد دونوں بگڑ گئے مرید تو اس لئے مرید ہوتے ہیں کہ پیر صاحب کی بدولت دنیا کے فوائد حاصل کریں حکومت اور عہدے ملے دنیا و آبرو حاصل ہو۔ پیر صاحب ایسے مریدوں کی فکر میں رہتے ہیں جس سے خوب خوب نذریں ہاتھ آئیں۔ رات دن حلوے مانڈے پر ہاتھ چلے۔ اے لعنت خدا یہ پیری مریدی ہے یا مکاری اور دنیا طلبی ہے۔ ایسے پیر اور ایسے مرید دونوں سے بھاگنا چاہیئے اگلے اہل اللہ کے پاس اگر کوئی شخص دنیا طلبی کی نیت سے آتا تو اس کو نکال کر باہر کرتے اور کہتے فقیروں کے پاس تمہارا کیا کام ہے۔ امیروں اور نوابوں کے پاس جاؤ۔ ف۵ عالم کی خلقت سے پہلے ہمیشہ سے۔ ف۶ پہلے اس نے پانی پر تخت بنایا۔ ف۷ سراب جو دور سے پانی معلوم ہوتی ہے ف۸ یعنی مزے کی باتیں ابتدائے آفرینش عالم کی سنتا رہتا۔

٣٤٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو معمر بن راشد نے خبر دی انہوں نے ہمام بن منبہ سے کہا ہم سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا انہوں نے

النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَمِينُ اللهِ مَلْأَى لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَ الْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مَا فِي يَمِينِهِ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْفَيْضُ أَوِ الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَ يَخْفِضُ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ سے روایت کی آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ بھرا ہوا ہے کوئی خرچ اس میں جو خزانہ ہے اس کو کم نہیں کرتا رات اور دن فیض کا چشمہ اس میں سے جاری ہے بتلاؤ تو آسمان زمین جب سے بنے ہیں اس نے (اب تک) کتنا کچھ خرچ کیا ہوگا مگر اس پر بھی جو خزانہ اس کے داہنے ہاتھ میں تھا وہ کم نہیں ہوا (بلکہ جوں کا توں ہے) اس کا تخت پانی پر ہے اس کے دوسرے ہاتھ میں بھی فیض (یعنی جود اور عطا) ہے بعضے راویوں نے فیض کے بدل قبض نقل کیا ہے یعنی دوسرے ہاتھ سے جانیں قبض کرتا ہے ف ا۔ یعنی بعضے لوگوں کو بڑھاتا ہے ترقی دیتا ہے بعضوں کو گراتا ہے (تنزل کرتا ہے)۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ف ا گویا داہنے ہاتھ سے تمام مخلوقات کو نعمتیں اور غذائیں دے کر پرورش کرتا ہے بائیں ہاتھ سے فنا کرتا ہے یہ جو ہندو مشرک اعتقاد رکھتے ہیں کہ برہما الگ ذات ہے جو پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح بشن پالتا ہے۔ مہادیو مارتا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ ہوالخالق وہوالمحیی وہوالممیت جل شانہ۔

۳۴۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ يَشْكُو فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اتَّقِ اللهَ وَأَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ قَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا لَكَتَمَ هٰذِهِ، قَالَ: فَكَانَتْ زَيْنَبُ تَفْخَرُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيكُنَّ

ہم سے احمد بن سیار مروزی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ثابت بنانی سے۔ انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا زید بن حارثہ اپنی بی بی (حضرت زینبؓ) کا شکوہ کرنے آئے (کہ وہ مجھ سے بدزبانی کرتی ہیں مجھ کو حقیر سمجھتی ہیں) آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرماتے تھے اے مرد خدا اللہ سے ڈر اپنی بی بی کو رہنے دے (اس کو طلاق نہ دے) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن میں سے کچھ چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے ف ا انسؓ کہتے ہیں بی بی زینبؓ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیبیوں پر فخر کیا کرتیں کہ تم کو تمہارے لوگوں نے بیاہا اور مجھ کو تو اللہ تعالیٰ نے

وَزَوَّجَنِي اللهُ تَعَالَى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ وَعَنْ ثَابِتٍ. وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ. نَزَلَتْ فِي شَأْنِ زَيْنَبَ وَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

سات آسمانوں کے اوپر (اپنے عرش پر) سے بیاہ دیا۔ اور اسی سند سے ثابت بنانی سے مروی ہے یہ آیت (سورۂ احزاب کی) وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس۔ زینب اور زید بن حارثہ کی شان میں اتری ہے۔

ف ۱ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر عتاب فرمایا کہ دل میں اور کچھ اور زبان پر اور کچھ یہ پیغمبروں کی شان نہیں۔ ہوا یہ تھا کہ آپؐ زبان سے تو زید کو یہ نصیحت کر رہے تھے کہ اپنی بی بی کو رہنے دے اس کو مت چھوڑ وہ کہہ رہے تھے نہیں میرا اس کا گذر نہیں ہو سکتا میں طلاق دے دیتا ہوں آپؐ طلاق سے منع کرتے تھے۔ مگر آپؐ کے دل میں بی بی زینبؓ کی محبت آ گئی تھی چونکہ وہ قریش کی شریف زادی اور بڑی حسین اور جمیل تھیں۔ دل میں آپؐ کے یہ تھا۔ کہ اگر زید طلاق دے دے گا تو میں ان سے نکاح کر لوں گا۔ یہ امر عوام کے حق میں کچھ گناہ نہیں ہے لیکن پیغمبروں کی شان بڑی ہوتی ہے۔ ان کو اتنی سی بات پر تنبیہ کی گئی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں ایک شرم کی بات مذکور ہے اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف میں سے کچھ چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپا رکھتے عام لوگوں کو نہ سناتے لیکن آپ نے نہیں چھپایا بلکہ اترتے ہی سنا دیا معلوم ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی میں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی اور جس نے ایسا گمان کیا اس کا گمان غلط ہے۔ ف ۲ فرمایا ہم نے تیرا نکاح زینب سے کر دیا۔ اسی لئے آپ نے نہ ان سے عقد کیا نہ کچھ بس ایک ہی ایکا ان کے پاس چلے گئے ان سے صحبت کی۔

۳۴۴۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَأَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّ اللهَ أَنْكَحَنِي

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عیسےٰ بن طہمان نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سنا وہ کہتے تھے۔ حجاب کی آیت (یاایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی جو سورۂ احزاب میں ہے) زینب بنت جحش ام المومنین کے باب میں اتری آپ نے انکے ولیمہ کا کھانا کیا گوشت روٹی لوگوں کو اس دن کھلایا۔ وہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسری بی بیوں پر فخر کرتی تھیں کہتی تھیں اللہ

فِي السَّمَاءِ۔

نے میرا نکاح آسمان پر سے کر دیا۔

۳۴۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالےٰ جب خلقت پیدا کر چکا۔ تو اس نے عرش کے اوپر اپنے پاس یہ لکھا۔ میرا رحم میرے غضب سے آگے بڑھ گیا ہے۔

۳۴۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنِي هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذَلِكَ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا مجھ سے محمد بن فلیح نے کہا مجھ سے والد (فلیح بن سلیمان) نے کہا مجھ سے ہلال نے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز درستی سے ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر اس کا یہ حق ہے کہ اس کو بہشت میں لے جاوے خواہ اس نے اپنے ملک سے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہو یا نہ کی ہو۔ وہیں رہا ہو جہاں پیدا ہوا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگوں کو اس کی خبر کر دیں (ان کو خوش خبری دے دیں) آپؐ نے فرمایا (اور سنو) بہشت میں اوپر تلے سو درجے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں ہر درجے میں دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ آسمان زمین میں ہے پھر جب تم اللہ تعالےٰ سے مانگو تو فردوس مانگو وہ بہشت کا بیچا بیچ اور سب سے بلند درجہ ہے (یا بہشت کا عمدہ

الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ۔

ترین اور بلند ترین درجہ ہے ولے۔ اس کے اوپر اللہ کا عرش ہے۔ اور فردوس ہی سے بہشت کی سب نہریں نکلتی ہیں۔ (ان کا منبع وہیں ہے)

ولے اگر بہشت کے درجے بطور دوائر کے ہوں۔ تب تو فردوس بیچا بیچ اور بلند ترین دونوں ہو سکتا ہے اگر اور طرح پر ہوں تو اوسط سے عمدہ ترین مراد ہوگی۔ ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے۔ کرسی پانی کے اوپر ہے۔ اور اللہ تعالے عرش پر ہے اور تمہارا کوئی کام اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔

۳۴۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ؟ قَالَ قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ تَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا ثُمَّ قَرَأَ۔ ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا۔ فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ

ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا کہا ہم سے ابو معاویہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم تیمی سے انہوں نے اپنے والد (یزید بن شریک) سے انہوں نے ابوذر غفاریؓ سے۔ انہوں نے کہا میں مسجد میں گیا دیکھا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں بیٹھے ہیں جب سورج ڈوبنے لگا تو آپؐ نے فرمایا ابوذر تو جانتا ہے یہ سورج کہاں جاتا ہے میں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ جا کر سجدے کی اجازت مانگتا ہے اس کو اجازت ملتی ہے اس وقت آگے بڑھ جاتا ہے ایک دن ایسا ہوگا اس سے یوں کہا جائے گا جا جہاں سے آیا ہے ادھر ہی لوٹ جا۔ وہ لوٹ کر پچھم سے نکلے گا (اور پورب کی طرف چلے گا) اس کے بعد آپؐ نے (سورۃ یٰسین کی) یہ آیت پڑھی۔ ذالک مستقرلہا۔ عبداللہ بن مسعود کی قرأت یوں ہی ہے ولے۔

ولے یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سورج حرکت کرتا ہے اور زمین ساکن ہے۔ جیسے اگلے فلاسفر کا قول تھا اور ممکن ہے حرکت سے مراد یہ ہو کہ ظاہر میں جو سورج حرکت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر اس صورت میں لوٹ جانے کا لفظ ذرا غیر چسپاں ہوگا دوسرا شبہ اس حدیث میں یہ ہوتا ہے کہ طلوع اور غروب سورج کا باعتبار اختلاف اقالیم اور بلدان تو ہر آن میں ہو رہا ہے پھر لازم آتا ہے سورج ہر آن میں سجدہ کر رہا ہے اس کا جواب

یہ ہے کہ بیشک ہر آن میں وہ ایک ملک میں طلوع دوسرے ملک میں غروب کر رہا ہے۔ اور ہر آن میں اللہ تعالیٰ کا سجدہ گذار اور طالب حکم ہے اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے سجدے سے یہ سجدہ ٹھوڑے مراد ہے۔ جیسے آدمی سجدہ کرتا ہے بلکہ سجدہ قہری اور حالی یعنی اطاعت ادا امر خداوندی دوسری روایت میں ہے کہ وہ عرش کے تلے سجدہ کرتا ہے یہ بالکل صحیح ہے معلوم ہوا پروردگار کا عرش بھی کردی ہے اور سورج ہر طرف سے اس کے تلے واقع ہے کیوں کہ عرش عالم کے اوپر اور تمام عالم کو محیط ہے اب یہ اشکال رہے گا کہ انتہا تذہب حتیٰ تسجد تحت العرش میں حتیٰ کے کیا معنے رہیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ حتیٰ یہاں تعلیل کے لئے ہے یعنی وہ اس لئے چل رہا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ عرش کے تلے سر بسجود اور مطیع ادا امر خداوندی رہے۔ ع مشہور قرات لمستقر لہا ہے۔

۳۴۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ حَتَّى وَجَدْتُّ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ۔ حَتَّى خَاتِمَةِ بَرَاءَةَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ انہوں نے ابراہیم بن سعد سے کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا۔ انہوں نے عبید بن سباق سے کہ زید بن ثابت نے کہا۔ دوسری سند۔ اور لیث بن سعد نے کہا۔۔۔ مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے ابن سباق سے ان سے زید بن ثابت نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے مجھ کو بلا بھیجا (میں گیا پھر سارا قصہ جو اوپر گذر چکا بیان کر کے انہوں نے کہا) میں نے قرآن کی جابجا تلاش شروع کی سورۃ توبہ کے اخیر یہ آیت۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم۔ اخیر سورۃ تک یعنی۔ رب العرش العظیم۔ تک کسی کے پاس نہ ملی۔ ایک ابوخزیمہ کے پاس (لکھی ہوئی) ملی (گو یاد بہتوں کو تھی) ۱؎

۱؎ باب کی مناسبت یہ ہے کہ اس میں عرش عظیم کا ذکر ہے

۳۴۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ بِهٰذَا وَقَالَ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے یونس سے پھر یہ حدیث نقل کی اس میں یوں ہے ابوخزیمہ انصاری کے پاس یہ آیت ملی۔

۳۵۰۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْعَلِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ۔

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے وہیب نے انہوں نے سعید بن ابی عروبہ سے انہوں نے قتادہ سے۔ انہوں نے ابوالعالیہ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سختی اور مصیبت کے وقت یہ دُعا پڑھتے تھے۔
لا الہ الا اللہ العلیم الحلیم ف۔ لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم۔ لا الہ الا اللہ رب السمٰوت ورب الارض و رب العرش الکریم۔

ف بعض روایتوں میں العظیم الحلیم ہے۔

۳۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ وَقَالَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عمرو بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے والد (یحییٰ بن عمارہ) سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے۔ انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن لوگ بیہوش ہو جائیں گے (پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا) کیا دیکھوں گا موسیٰ پیغمبر عرش کا ایک پایہ پکڑے (کھڑے) ہیں۔ اور عبدالعزیز ماجشون نے عبداللہ بن فضل سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کیا میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا کیا دیکھوں گا موسیٰؑ عرش تھامے ہوئے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ، وَقَوْلُهُ

باب، اللہ تعالیٰ کا (سورۃ معارج میں) فرمانا فرشتے اور روح اس پروردگار تک ایک دن میں چڑھتے ہیں۔

جَلَّ ذِكْرُهُ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَقَالَ أَبُو جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَخِيهِ إِعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ يُقَالُ: ذِي الْمَعَارِجِ الْمَلَائِكَةُ تَعْرُجُ إِلَى اللهِ.

اور (سورۃ فاطر میں) فرمایا پاکیزہ کلمہ یعنی (لا الہ الا اللہ) اس پاک پروردگار تک چڑھ جاتا ہے ۲؎ اور ابوجمرہ (نصر بن عمران ضبعی) نے ابن عباسؓ سے روایت کی ابوذرؓ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی (انیس) سے کہا تم (جاؤ) اس پیغمبر کی خبر لاؤ جو کہتا ہے مجھ پر آسمان سے خبر آتی ہے ۲؎ اور مجاہد نے کہا اس کو فریابی نے وصل کیا نیک عمل پاکیزہ کلمے کو اٹھا لیتا ہے (اللہ تک پہنچا دیتا ہے) ۳؎ بعضوں نے کہا ذوالمعارج سے یہی مراد ہے کہ وہ پاک پروردگار فرشتوں والا ہے جو اس کی طرف چڑھتے رہتے ہیں۔

۱؎ اس باب میں امام بخاری نے اللہ جل جلالہ کے علو اور فوقیت کے اثبات کے دلائل بیان کئے ہیں اہلحدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت فوق میں ہے اور اللہ کو اوپر سمجھنا یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ جاہل سے جاہل شخص جب مصیبت کے وقت دعا کرتا ہے تو منہ اوپر اٹھا کر فریاد کرتا ہے مگر جہمیہ اور ان کے اتباع نے خلاف شریعت و برخلاف فطرت انسانی علو و فوقیت ربانی کا انکار کیا ہے چنانچہ منقول ہے کہ جہم نماز میں بھی بجائے سبحان ربی الاعلیٰ کے بجائے سبحان ربی الاسفل کہا کرتا۔ لعنۃ اللہ علیہ۔ ۲؎ یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس سے یہ حدیث اوپر موصولاً گذر چکی ہے۔ ۳؎ بیہقی نے ابن عباسؓ سے نکالا۔ کہ پاکیزہ کلمہ سے ذکر الٰہی مراد ہے اور نیک عمل سے دین کے فرائض اور آیت کا مطلب ہے کہ جو شخص اللہ کے فرائض ادا کرے گا اس کا ذکر مقبول ہوگا۔ اللہ تک پہنچے گا اور جو فرائض ادا نہ کرے اس کا ذکر واپس کر دیا جائے گا پروردگار تک پہنچنے نہ پائے گا۔

۳۵۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے فرشتے تمہارے پاس باری باری آتے رہتے ہیں کچھ رات کو کچھ دن کو اور فجر اور عصر کے وقت دن اور رات دونوں کے فرشتے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ بعد اس کے جو فرشتے رات کو تمہارے پاس رہ چکے تھے وہ چڑھ جاتے ہیں پروردگار ان

فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ فَيَقُولُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَقَالَ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللهِ إِلَّا الطَّيِّبُ فَإِنَّ اللهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ وَرَوَاهُ وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللهِ إِلَّا الطَّيِّبُ۔

سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ کہتے ہیں جب ہم ان کے پاس سے نکلے (یعنی فجر کے وقت) اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے (یعنی عصر کے وقت) اسوقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے امام بخاری نے کہا خالد بن مخلد نے کہا ف۱ ہم سے سلیمان بن ہلال نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے عبداللہ بن دینار نے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حلال کمائی میں سے ایک کھجور برابر خیرات نکالے اور اللہ کی طرف وہی خیرات چڑھتی ہے جو حلال کمائی میں سے ہو تو اللہ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اس کی پرورش اس طرح سے کرتا رہتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خیرات (جو کھجور کے برابر تھی) پہاڑ برابر ہو جاتی ہے اس حدیث کو ورقاء بن عمر نے بھی عبداللہ بن دینار سے روایت کیا انہوں نے سعید بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں بھی یہ فقرہ ہے کہ اللہ کی طرف وہی خیرات چڑھتی ہے جو حلال کمائی میں سے ہو ف۲۔

ف۱ جو امام بخاری کے شیخ ہیں اس کو ابوبکر جوزقی نے جمع بین الصحیحین میں وصل کیا۔ ف۲ اس کو امام بیہقی نے وصل کیا امام بخاری کی غرض اس سند کے لانے سے یہ ہے کہ ورقاء اور سلیمان دونوں نے روایت میں اتنا اختلاف کیا ہے کہ ورقاء اپنا شیخ الشیخ سعید بن یسار کو بیان کرتا ہے اور سلیمان ابوصالح کو باقی سب باتوں سے اتفاق ہے۔

۳۵۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ

ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے ابوالعالیہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُو بِھِنَّ عِنْدَ الْکَرْبِ لَا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ۔

کرب اور سختی کی حالت میں ان کلموں سے دُعا کرتے تھے لا الہ الا اللہ العظیم الحلیم۔ لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم۔ لا الہ الا اللہ رب السمٰوات و رب العرش الکریم۔

۳۵۴۔ حَدَّثَنَا قَبِیْصَۃُ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ أَبِیْہِ عَنِ ابْنِ أَبِیْ نُعْمٍ أَوْ أَبِیْ نُعْمٍ شَكَّ قَبِیْصَۃُ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ: بُعِثَ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذُھَیْبَۃٍ فَقَسَمَھَا بَیْنَ أَرْبَعَۃٍ وَحَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْیَانُ عَنْ أَبِیْہِ عَنِ ابْنِ أَبِیْ نُعْمٍ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ: بَعَثَ عَلِیٌّ وَھُوَ بِالْیَمَنِ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذُھَیْبَۃٍ فِیْ تُرْبَتِھَا فَقَسَمَھَا بَیْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِیِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِیْ مُجَاشِعٍ وَبَیْنَ عُیَیْنَۃَ ابْنِ حِصْنِ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِیِّ وَبَیْنَ عَلْقَمَۃَ بْنِ عُلَاثَۃَ الْعَامِرِیِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِیْ کِلَابٍ وَبَیْنَ زَیْدِ الْخَیْلِ الطَّائِیِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِیْ نَبْھَانَ فَتَغَضَّبَتْ قُرَیْشٌ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوْا یُعْطِیْہِ صَنَادِیْدَ أَھْلِ نَجْدٍ وَیَدَعُنَا قَالَ: إِنَّمَا أَتَأَلَّفُھُمْ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اپنے والد (سعید بن مسروق) سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی نعم سے یا ابو نعم سے یہ شک قبیصہ راوی کو ہوا... انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے کہا حضرت علیؓ نے جب وہ یمن میں تھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کا ایک ٹکڑا بھیجا آپؐ نے کیا کیا وہ سونا چار شخصوں میں تقسیم کر دیا دُوسری سند اور مجھ سے اسحاق بن ابراہیم بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی اپنے باپ سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی نعم سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے کہا حضرت علیؓ نے جب وہ یمن میں تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کا ایک ٹکڑا بھیجا آپؐ نے کیا کیا وہ سونا اقرع بن حابس حنظلی جو بنی مجاشع میں سے تھا اور عیینہ بن حصن بن بدر فزاری اور علقمہ بن علاثہ عامری کو جو بنی کلاب میں سے تھا اور زید خیل طائی کو جو بنی نبہان میں سے تھا ان چار آدمیوں کو تقسیم کر دیا یہ حال دیکھ کر قریش اور انصار کے لوگ غصے ہوئے اور کہنے لگے آنحضرتؐ کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ نجد کے رئیسوں کو تو دیتے ہیں مگر ہم کو نہیں دیتے ولے۔ آپؐ نے فرمایا میں نے یہ مال نجد والوں کو دیا ہے تو ایک مصلحت کے لئے میں ان کا دل ہلاتا ہوں ولے اتنے میں ایک

غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِي الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَنْ يُطِيْعُ اللّٰهَ إِذَا عَصَيْتُهُ فَيَأْمَنُنِيْ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُوْنِيْ فَسَأَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ فَمَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ۔

شخص آن پہنچا (عبداللہ ذوالخویصرہ) جس کی آنکھیں اندر گھسی ہوئیں پیشانی اوپر اٹھی ہوئی۔ داڑھی بہت گھنی ہوئی گالے پھولے ہوئے سر گھٹا ہوا ف۱ (مردود کیا) کہنے لگا محمدؐ خدا سے ڈرو آپؐ نے فرمایا اگر میں اللہ کا رسول ہو کر اس کی نافرمانی کرونگا تو پھر اس کی اطاعت کون کریگا وہ تو زمین والوں پر مجھ کو امین جانتا ہے (جب تو اس نے مجھ کو پیغمبر اور اپنا نائب بنا کر بھیجا) اور تم میرا اعتبار نہیں کرتے ایک شخص مسلمانوں میں سے (خالد بن ولید یا عمر بن خطابؓ) کہنے لگے یا رسول اللہ حکم ہو تو اس کی گردن اڑا دیں آپؐ نے اجازت نہ دی جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپؐ نے فرمایا (کم بخت) اس کی نسل سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو قرآن کے صرف لفظ پڑھیں گے۔ لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اتریگا ف۴ یہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکاری جانور سے پار نکل جاتا ہے (اس میں کچھ لگا نہیں رہتا) یہ کم بخت کیا کرینگے مسلمانوں کو تو ماریں گے (کہیں گے تم کافر ہو گئے) اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے (ان پر جہاد نہیں کریں گے) اگر میں نے کہیں انکا زمانہ پایا تو عادی قوم کی طرح ان کو نیست و نابود کر دوں ف۵ گا۔

* * * * * * * * *

ف۱ حالانکہ ہمارا حق کہیں زیادہ ہے۔ ف۲ تاکہ وہ اسلام پر قائم رہیں ابھی تو نو مسلم ہیں اور تم لوگ تو پرانے مسلمان ہو۔ ف۳ معاذ اللہ خدا اس حلیے سے پناہ میں رکھے اکثر ایسا آدمی اُجڈ اور بے ایمان اور مکار ہوتا ہے۔ ف۴ کیونکہ سمجھ کر نہیں پڑھیں گے ان کے دل میں کچھ اثر نہ ہوگا۔ ف۵ یہ حدیث اوپر کئی بار گذر چکی ہے اس باب میں امام بخاری اس کو اس لئے لائے کہ اس کے دوسرے طریق میں یوں ہے جو کتاب المغازی میں گذرا کہ میں اس پاک پروردگار کا امین ہوں جو آسمان کے اوپر عرش پر ہے امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے موافق اس طریق کی طرف اشارہ کیا۔

۳۵۵۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع نے۔ انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم تیمی سے

إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ - وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا - قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ -

انہوں نے اپنے والد (یزید بن شریک) سے انہوں نے ابوذر غفاریؓ سے انہوں نے کہا میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کو پوچھا والشمس تجری لمستقرلہا (جو سورۂ یٰسین میں ہے) آپؐ نے فرمایا سورج کا مستقر عرش کے تلے ہے وا۔

وا اب تک کی سب حدیثوں سے امام بخاری نے علو اور فوقیت باری تعالےٰ کی اور اس کے لئے جہت فوق ثابت کی۔ جیسے اہلحدیث کا مذہب ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں جو رب العرش ہے اس سے بھی یہی مطلب نکالا کیونکہ عرش تمام اجسام کے اوپر ہے اور رب العرش عرش کے اوپر ہوگا اور تعجب ہے ابن منیر سے کہ انہوں نے امام بخاری کے مشرب کے خلاف یہ کہا کہ اس باب سے ابطال جہت مقصود ہے اگر امام بخاری کی یہ غرض ہوتی تو وہ معود اور عروج کی آیتیں اور علو کی حدیثیں اس باب میں کیوں لاتے معلوم نہیں کہ فلاسفہ کے چوزوں کا اثر ابن منیر اور ابن حجر اور ایسے علماء حدیث پر کیونکر پڑ گیا جو اثبات جہت کی دلیلوں سے الٹا مطلب سمجھتے ہیں یعنی ابطال جہت ان ہذا الشئی عجاب۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى - وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ -

باب۔ اللہ تعالیٰ کا (سورۂ قیامت میں) فرمانا۔ کچھ منہ اس دن تروتازہ اور خوش و خرم ہوں گے اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہوں گے وا۔

وا یہ تشبیہ رؤیت کی ہے ساتھ رؤیت کے جیسے چاند کی رؤیت ہر شخص کو بے دقت اور تکلیف کے میسر ہوتی ہے اسی طرح آخرت میں پروردگار کا دیدار بھی ہر مومن کو بے دقت اور تکلیف کے حاصل ہوگا اب قسطلانی نے جو صعلوکی سے نقل کیا کہ اس کی رؤیت بلاجہت ہوگی تمام جہات میں کیونکہ وہ جہت سے پاک ہے یہ عجیب کلام ہے جس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور منشاء ان خیالات کا وہی تقلید ہے فلاسفہ اور پچھلے متکلمین کی کیسے اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسولؐ نے کہاں فرمایا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ جہت یا جسمیت سے پاک اور منزہ ہے یہ دل کی تراشی ہوئی باتیں ہیں۔

۳۵۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَهُشَيْمٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى

ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا کہا ہم سے خالد طحان نے اور ہشیم نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے انہوں نے کہا ہم آنحضرتؐ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں آپؐ نے چودھویں رات کے

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذْ نَظَرَ إِلَی الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ، إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ، لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَافْعَلُوا۔

چاند کو دیکھا فرمایا تم ضرور (یعنی مرنے کے بعد آخرت میں) اپنے پروردگار کو اس طرح (بے تکلف) دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اس کے دیکھنے میں کوئی اڑچن (یعنی کشمکش) نہیں ہو گی ؎۔ اب اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کرو کہ سورج نکلنے سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے یعنی فجر کی اسی طرح سورج ڈوبنے سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے (یعنی عصر کی یہ دونوں نمازیں تم سے فوت نہ ہونے پائیں۔

؎ اس باب میں امام بخاری نے دیدار الٰہی کا اثبات کیا جس کا جہمیہ اور معتزلہ اور روافض نے انکار کیا ہے۔

۳۵۷۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ الْيَرْبُوعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا۔

ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عاصم بن یوسف یربوعی نے کہا ہم سے ابوشہاب نے انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے۔ انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے پروردگار کو کھلم کھلا ضرور آنکھوں سے دیکھو گے (حجاب اٹھ جائے گا)۔

۳۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّونَ فِي

ہم سے عبدہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے حسین بن علی جعفی نے۔ انہوں نے زائدہ سے کہا ہم سے بیان بن بشر نے۔ انہوں نے قیس بن ابی حازم سے کہا ہم سے جریر بن عبداللہ نے بیان کیا انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں شب کو ہم پر برآمد ہوئے اور فرمایا تم اپنے پروردگار کو قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے اس طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اس کے دیکھنے میں تم کو کوئی

رُؤْيَتِهِ۔ اڑچن (کشمکش) نہ ہوگی۔

۳۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ تُضَارُّونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟ قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ فَهَلْ تُضَارُّونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ؟ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذَلِكَ يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيتَ الطَّوَاغِيتَ وَتَبْقَى هَذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا شَافِعُوهَا أَوْ مُنَافِقُوهَا شَكَّ إِبْرَاهِيمُ فَيَأْتِيهِمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ هَذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيهِمُ اللهُ فِي صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُونَهُ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عطاء بن یزید لیثی سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم اپنے پروردگار کو قیامت کے دن دیکھیں گے آپ نے فرمایا بتاؤ تم کو چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے انہوں نے کہا نہیں یارسول اللہ آپ نے فرمایا جس وقت سورج صاف ہو ابر نہ ہو اس کے دیکھنے میں تم کو کوئی اڑچن ہوتی ہے انہوں نے کہا نہیں یارسول اللہ آپ نے فرمایا بس اسی طرح واللہ تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے ہوگا یہ کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن سب لوگوں کو (مومن ہوں یا کافر مشرک) اکٹھا کریگا اس کے بعد فرمائیگا (دیکھو دنیا میں) جو جس کو پوجتا تھا اس کے ساتھ ہو جائے جو شخص سورج کو پوجتا تھا وہ سورج کے ساتھ ہو جائے جو شخص بتوں شیطانوں کو پوجتا تھا وہ انکے ہمراہ ہو جائے (یہ سن کر ہر قوم اپنے معبود کے ساتھ چل دیگی) اور اس امت کے لوگ رہ جائیں گے ان میں وہ لوگ بھی ہوں گے جو (بڑے درجے کے) شفاعت کرنیوالے ہیں۔ یا یوں فرمایا جو دنیا میں منافق تھے ؎۲ خیر پھر اللہ تعالیٰ ؎۳ ان کے پاس آئیگا ؎۴ اور فرمائے گا میں تمہارا خدا ہوں وہ کہیں گے (اللہ کی پناہ) ہم تو اسی جگہ ٹھہرے رہیں گے۔ جب تک ہمارا مالک تشریف لائے تشریف لاتے ہی ہم اس کو پہچان لیں گے پھر اللہ تعالیٰ اس صورت میں تجلی فرمائیگا (تشریف لائے گا) جس کو وہ پہچانتے ہوں اور فرمائیگا میں تمہارا خدا ہوں وہ کہیں گے بیشک تو ہمارا خدا ہے اور اس کے ساتھ ہو جائیں گے ؎۵ اور صراط کا پل دوزخ کی پشت پر نصب کیا جائیگا آنحضرت فرماتے ہیں سب سے پہلے میں پار ہوں گا میری امت کے لوگ پار

وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْ
جَهَنَّمَ فَأَكُونُ أَنَا وَأُمَّتِي أَوَّلَ
مَنْ يُجِيزُهَا وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ
إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ
اللَّهُمَّ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ
مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، هَلْ رَأَيْتُمُ
السَّعْدَانَ؟ قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ
قَالَ: فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ،
غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا
إِلَّا اللَّهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ
فَمِنْهُمُ الْمُوبَقُ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ
الْمُخَرْدَلُ أَوِ الْمُجَازَى أَوْ نَحْوُهُ ثُمَّ
يَتَجَلَّى حَتَّى إِذَا فَرَغَ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ
بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ
مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ
أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا
يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ
يَرْحَمَهُ مِمَّنْ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ فَيَعْرِفُونَهُمْ فِي النَّارِ بِأَثَرِ السُّجُودِ
تَأْكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ
حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ
السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ قَدِ
امْتُحِشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ
فَيَنْبُتُونَ تَحْتَهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ
فِي حَمِيلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللَّهُ مِنَ
الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقَى رَجُلٌ

ہونگے اسوقت پیغمبروں کے سوا کوئی بات نہیں کر سکے گا اور پیغمبر بھی یہی کہیں گے یا اللہ بچا ئیو یا اللہ بچائیو (اُدھر دوزخ میں سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہوں گے تم نے سعدان کا کانٹا دیکھا ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جی ہاں دیکھا ہے (اسکی نوک خم ہوتی ہے) آپ نے فرمایا بس اسی کانٹے کی طرح وہاں آنکڑے ہونگے مگر اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ آنکڑے کتنے بڑے بڑے ہونگے یہ آنکڑے لوگوں کو ان کے اعمال کے موافق اچک لیں گے (دوزخ میں گھسیٹ لیں گے) کوئی تو اپنے (بُرے) عمل کی وجہ سے بالکل ہی تباہ ہو جائے گا (جیسے کافر مشرک) کوئی چل چلا کر گر جائیگا کسی کو تکلیف پہنچے گی (لیکن بچ جائیگا) یا کچھ ایسا ہی کلمہ فرمایا راوی کو شک ہے۔ خیر پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ ظاہر ہوگا (دربار میں بیٹھے گا) جب لوگوں کا فیصلہ کر چکے گا تو اپنی رحمت سے بعضے دوزخیوں کے لئے جن کو دوزخ سے نکالنا چاہیگا فرشتوں کو یہ حکم دیگا دیکھو جن لوگوں نے دنیا میں میرے ساتھ شرک نہیں کی تھی (بلکہ موحد تھے) ان کو دوزخ سے نکال لو یہ وہ لوگ ہوں گے جن پر کلمہ گویوں یعنی لا الہ الا اللہ کہنے والوں میں سے اللہ تعالیٰ رحم کرنا چاہے گا فرشتے دوزخ میں جا کر ان لوگوں کو سجدے کے نشانوں سے پہچان لیں گے کیونکہ دوزخ کی آگ سارے بدن کو کھا لے گی پر سجدے کے مقام یعنی پیشانی ناک ہتھیلیاں وغیرہ سالم رہیں گی اللہ تعالیٰ نے وہ دوزخ پر حرام کر دیئے ہیں یہ لوگ کالے کوئلے کی طرح دوزخ سے نکلیں گے پھر ان پر آب حیات چھڑکا جائیگا تو اس پانی کے پڑتے ہی ایسے اگ آئیں گے جیسے دانہ بہیا کے کوڑے کچرے میں (کس زور سے) اگتا ہے، آخر اللہ تعالیٰ سب بندوں کے فیصلے سے فراغت کرے گا لیکن ایک شخص رہ جائے گا۔ اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا یہ شخص تمام دوزخیوں کا آخری

مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ هُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَشَبَنِي رِيحُهَا وَأَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللَّهَ بِمَا شَاءَ أَنْ يَدْعُوَهُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ فَيَقُولُ: لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي رَبَّهُ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ مَا شَاءَ اللَّهُ فَيَصْرِفُ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَآهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ: أَيْ رَبِّ قَدِّمْنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ أَلَسْتَ قَدْ أُعْطِيتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتَ أَبَدًا وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ وَيَدْعُو اللَّهَ حَتَّى يَقُولَ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ: لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي مَا شَاءَ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ فَيُقَدِّمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَى مَا فِيهَا مِنَ الْحَبْرَةِ وَالسُّرُورِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ

شخص ہوگا جو بہشت میں جائیں گے آخر میں جو سب سے بہشت میں جائیگا۔ وہ عرض کریگا پروردگار اتنا احسان کر میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر لے اس کی بدبو نے میرا ناک میں دم کر دیا ہے اس کی لپٹ نے مجھ کو جلا ڈالا ہے اور جو دعائیں اللہ چاہے گا وہ کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا اچھا خیر اگر میں تیری یہ درخواست قبول کر لوں تب تو دوسری اور درخواست کریگا (آدمی کی عادت میں یہ داخل ہے) وہ کہے گا نہیں تیری عزت کی قسم اب میں تجھ سے کوئی درخواست نہیں کرونگا اور جیسے جیسے اللہ کو منظور ہوں گے ویسے مضبوط عہد و پیمان کریگا اس وقت اللہ تعالیٰ دوزخ کی طرف سے اس کا منہ پھرا کر بہشت کی طرف ——— کر دیگا جب وہ بہشت کو دیکھے گا تو جب تک جتنی مدت تک (اللہ کو منظور ہے خاموش رہے گا ۸ پھر عرض کرے گا پروردگار اتنا احسان کر مجھ کو بہشت کے دروازے پر ڈال دے ۹ پروردگار فرمائے گا اے تو نے کیا کیا عہد و پیمان (کیسے زور کے ساتھ) کئے تھے کہ اب میں کبھی کوئی اور درخواست نہیں کرونگا اے آدم زاد تو بھی کیا دغاباز ہے وہ کہے گا بیشک پروردگار میں نے یہ قول قرار کیا تھا۔ پر اللہ سے دعا کرتا رہے گا ۱۰۔ آخر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اب میں تیری یہ درخواست بھی منظور کر لوں تب تو کوئی اور درخواست کریگا وہ عرض کریگا۔ پروردگار نہیں تیری عزت کی قسم اب اور کوئی درخواست نہیں کرونگا ۱۱۔ اور جیسے جیسے اللہ کو منظور ہیں ویسے ویسے قول قرار بڑی سختی کے ساتھ کریگا۔ اسوقت اللہ تعالیٰ اس کو بہشت کے دروازے پر پہنچا دیگا جونہی بہشت کے دروازے پر کھڑا ہوگا اور بہشت اس پر نمود ہوگی تو وہاں کی آرائشیں چین لذتیں خوشیاں دیکھ کر جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہے خاموش رہے گا

يَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللهُ: أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَ مَوَاثِيقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أُعْطِيتُكَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ لَا أَكُونَنَّ أَشْقَى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللهَ حَتَّى يَضْحَكَ اللهُ مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ اللهُ مِنْهُ قَالَ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللهُ لَهُ تَمَنَّهْ فَسَأَلَ رَبَّهُ وَتَمَنَّى حَتَّى إِنَّ اللهَ لَيُذَكِّرُهُ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا حَتَّى انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللهُ لَهُ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّى إِذَا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَ مِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَشْهَدُ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذَلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ۔

(بہشتیوں کو دیکھ کر ترستا رہے گا) آخر نہ رہا جائے گا۔ کہہ اٹھے گا پروردگار مجھ کو بہشت میں پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا واہ رے آدمی تو نے کیا کیا اقرار عہد پیمان کئے تھے کہ اب کوئی اور درخواست نہیں کرونگا۔ ارے تیری خرابی تو کیا دغاباز نکلا وہ عرض کریگا بیشک (میں نے سب کچھ قول قرار کئے تھے) مگر کیا میں ہی ایک تیرے تمام (موحد) بندوں میں سے بدنصیب ہوں گا پھر برابر دعا (اور گریہ زاری) کا تار باندھ دے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پر ہنس دیگا ہنستے ہی حکم صادر ہو گا چل جا بہشت میں جا جب وہ بہشت میں جائے گا تو پروردگار فرمائیگا اب کچھ آرزوئیں تو کر وہ جو اس کے دل میں آئے گا مانگے گا پروردگار اس کو یاد دلاتا جائے گا یہ بھی تو مانگ یہ بھی تو مانگ یہاں تک کہ اس کی سب آرزوئیں ختم ہو جائیں گی اس وقت پروردگار فرمائے گا یہ سب تجھ کو دیا اور اتنا ہی اور عطاء بن یزید راوی کہتے ہیں ابوہریرہؓ نے جب یہ حدیث بیان کی تو ابوسعید خدری صحابیؓ بیٹھے ہوئے تھے وہ چپ چاپ سنتے رہے ابوہریرہؓ کی کسی بات پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ جب ابوہریرہؓ نے یہ آخر کا فقرہ بیان کیا۔ پروردگار فرمائے گا یہ سب تجھ کو دیا۔ اور اتنا ہی اور تو ابوسعیدؓ کہنے لگے ابوہریرہؓ اور اس کا دس گنا۔ ابوہریرہؓ نے کہا میں نے تو یہی آپ کا قول یاد رکھا ہے یہ سب تجھ کو دیا اور اتنا اور ابوسعیدؓ نے کہا میں یہ گواہی دیتا ہوں۔ کہ میں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو یوں یاد رکھا ہے یہ سب تجھ کو دیا۔ اور اس کا دس گنا اور خیر ابوہریرہؓ نے کہا یہ شخص وہ ہو گا جو سب بہشتیوں کے بعد بہشت میں جائے گا۔

ف۱ بے تکلف بے مشقت بے ہجوم۔ ف۲ لیکن بظاہر مسلمان گنے جاتے تھے۔ ابراہیم بن سعد کو شک ہے کونسا لفظ کہا۔ ف۳ ایک اور صورت میں اُس صورت کے سوا جس میں پہلے اس کو دیکھ چکے تھے۔ ف۴ قسطلانی نے یہاں فلاسفہ اور پچھلے متکلمین کی تقلید کر کے آنے کی تاویل کی اور کہا اللہ تعالےٰ کے آنے سے اس کے کسی فرشتے کا آنا مراد ہے یا آنا وہ آنا ہے جس میں حرکت اور انتقال نہ ہو یہ بالکل فاسد تاویل ہے بھلا فرشتہ اگر آتا تو وہ یہ کیسے کہتا انا ربکم جیسے آگے مذکور ہے اور اللہ تعالیٰ پر حرکت اور ایک مکان سے دُوسرے مکان میں جانا یہ کس دلیل کی رو سے منع ہے اس کی مخلوق تو یہ قدرت رکھیں اور وہ نہ رکھے معاذ اللہ ان لوگوں کے دل میں شیطان کے اغواء سے کیسے کیسے وسوسے جم گئے ہیں کیا ہمارا پروردگار معاذ اللہ مجبور یا اپاہج ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت نہیں کر سکتا وہ تو ایسی جلد حرکت کر سکتا ہے کہ کوئی مخلوق اس قدر جلد حرکت نہیں کر سکتی اور دم بھر میں آسمان سے زمین۔ زمین سے آسمان پر وہاں سے عرش پر جا سکتا ہے حالانکہ یہ ہزاروں برس کی راہ ہے۔ ارے لوگو غور کرو تم کو کیا خبط ہو گیا ہے تمہاری روح یا نگاہ تو دم بھر میں آسمان تک پہنچ سکتی ہے باوجودیکہ وہ پروردگار کی ادنیٰ مخلوق ہے اور خالق کریم کو اس کی قدرت نہ ہو وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکتا ہو یہ کیسی واہی بات ہے حافظ ابن سے جو بڑے محدث ہیں کسی نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ جب نزول فرماتا ہے اس وقت عرش اس سے خالی ہو جاتا ہے انہوں نے کہا ہاں خالی ہو جاتا ہے مطلب حافظ صاحب کا یہ تھا کہ نزول سے اس کا حقیقی معنے یعنی اترنا بلا تاویل سمجھو گو اللہ تعالیٰ کی قدرت ایسی عجیب ہے کہ وہ نزول بھی فرماتا ہے اور عرش پر بھی رہتا ہے یہ امر کہ کوئی چیز ایک وقت میں دو جگہ نہیں رہ سکتی ان چیزوں میں محال ہے جو مخلوق کی طرح تمکن رکھتی ہیں خالق کریم کی شان بہت اعلیٰ اور ارفع ہے وللہ المثل الاعلیٰ۔ ف۵ سبحان اللہ کیا عمدہ وقت ہو گا جو لوگ اللہ کی محبت میں غرق ہیں ان کو نہ قیامت کا ڈر اور نہ وہاں کے اہوال کا نہ موت کا نہ موت کی سختیوں کا۔ وہ تو کہتے ہیں خدا کرے جلد مر جائیں ابھی قیامت آجائے اپنے محبوب پروردگار کی قدم بوسی نصیب ہو۔ عاشقاں را روز محشر با قیامت کار نیست ۔ کار عاشق جز تماشائی رخ دلدار نیست۔ ف۶ کہیں دوزخ میں نہ گر پڑیں۔ معاذ اللہ کیسا سخت اور ہولناک وقت ہو گا۔ ف۷ حذیفہ کی حدیث میں ہے یہ شخص بنی اسرائیل میں کا ایک کفن چور ہو گا۔ اور دارقطنی نے غرائب مالک میں نکالا کہ وہ جہینہ کا ایک شخص ہو گا سہیلی نے کہا اس کا نام ہناد ہو گا۔ ف۸ اس کو شرم آئے گی کہ اتنا جلد اپنا قرار کیسے توڑ دوں۔ ف۹ خیر بہشت میں نہیں گیا تو نہیں گیا۔ دروازے ہی پر پڑا رہے گا یا اللہ صدقے تیرے کرم اور رحم کے ہم گنہگاروں کے لئے تو یہی معراج ہے کہ بہشت کے دروازے ہی پر پڑے رہیں بہشتوں کی کفش برداری کیا کریں تو اپنے فضل و کرم سے بچاوے۔ ف۱۰ صدقے اس کے رحم و کرم کے ہم کیا ہمارا قول و قرار کیا۔ ف۱۱ اب کے خطا ہوئے۔ اب نہیں ہو گی۔ ف۱۲ سب کو بہشت ملے چین اڑائیں۔ میں ترستا رہوں۔ ف۱۳ سبحان اللہ نہے قسمت اس شخص کی کہ ملک اس کو دیکھ کر ہنس دیگا۔ جب پروردگار ہنس دیا تو پھر کیا ہے ساری نعمتیں مار لیں۔ قسطلانی وغیرہ نے اپنی عادت کے موافق یہاں بھی تاویل کی ہے کہ ہنسنے سے اس کا لازم رضامندی مراد ہے میں کہتا ہوں یہ تاویل فاسد ہے ہنسنا پروردگار

کی ایک صفت ہے. رضامندی دُوسری چیز ہے افسوس ان لوگوں نے اتنا نہ سوچا کہ اگر ہنسنے سے رضامندی مراد ہو تو رضامندی سے بھی ہنسنا مراد ہو سکتا ہے. پھر جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا. رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ وہاں اگر کوئی یہ معنے کرے کہ اللہ ان سے ہنستا ہے گا اور وہ اللہ سے ہنستے رہیں گے تو کیا کہوگے اس کو منظور نہ کروگے پس معلوم ہوا کہ رضا اور ایک صفت ہے اس کا استعمال اپنے موقع پر ہوا ہے اور ہنستا ایک دوسری صفت ہے اس کا استعمال اپنے موقع پر ہوا ہے ایک کو دوسرے پر لے جانا نری نادانی اور نافہمی ہے افسوس یہ لوگ سننے اور دیکھنے کی تو اس کے لازم یعنی علم کے ساتھ تعبیر نہیں کرتے اور کہتے ہیں سمع اور بصر علم کے سوا علیحدہ صفتیں ہیں اور ضحک کی تاویل کرتے ہیں اس کا لازمی معنے رضا مراد لیتے ہیں لغت اور عقل سلیم دونوں کا خلاف کرتے ہیں. وہل ہذا الاّ تحکم. ف۱۴ے یعنی بہشت کے لوازم سامان عیش وعشرت تو مانگ. ف۱۵ے سبحان اللہ تو وہ داتا ہے کہ سیری نہیں دینے سے تجھے الذت جود نے پھر مانگنا سکھایا مجھ کو.

٣٦٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِذَا كَانَتْ صَحْوًا؟ قُلْنَا: لَا قَالَ: فَإِنَّكُمْ لَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا كَمَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَتِهِمَا ثُمَّ قَالَ: يُنَادِي مُنَادٍ لِيَذْهَبْ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ فَيَذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيبِ مَعَ صَلِيبِهِمْ وَأَصْحَابُ الْأَوْثَانِ مَعَ أَوْثَانِهِمْ وَأَصْحَابُ كُلِّ آلِهَةٍ مَعَ آلِهَتِهِمْ حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ وَغُبَّرَاتٌ مِنْ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے ۔ انہوں نے خالد بن یزید سے ۔ انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے ۔ انہوں نے زید بن اسلم سے ۔ انہوں نے عطاء بن یسار سے ۔ انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے ۔ انہوں نے کہا ہم لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے مالک کو دیکھیں گے ۔ آپؐ نے فرمایا بھلا جب آسمان صاف ہو تو تم کو چاند اور سورج کے دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے ہم نے کہا نہیں ۔ آپؐ نے فرمایا بس اسی طرح تم قیامت کے دن اپنے پروردگار کے دیدار میں بھی کوئی تکلیف نہیں ہوگی ۔ اس کے بعد یوں فرمایا ۔ قیامت کے دن ایک منادی ہوگی دیکھو ہر گروہ اپنے اس معبود کی طرف جائے جس کو وہ دنیا میں پوجا کرتا تھا اس منادی ہونے پر تر سول (صلیب) پوجنے والے نصاری صلیب کے ساتھ اور بتوں کو پوجنے والے اپنے بتوں کے ساتھ اور ہر ایک معبود والے اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ ہو جائیں گے وا صرف وہ لوگ

أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ تُعْرَضُ كَأَنَّهَا سَرَابٌ فَيُقَالُ لِلْيَهُودِ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالُوا: كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرًا ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ: كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ، فَمَا تُرِيدُونَ قَالُوا: نُرِيدُ أَنْ تَسْقِيَنَا، فَيُقَالُ: اشْرَبُوا، فَيَتَسَاقَطُونَ فِي جَهَنَّمَ ثُمَّ يُقَالُ لِلنَّصَارَى مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ فَيَقُولُونَ: كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ: كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ، فَمَا تُرِيدُونَ؟ فَيَقُولُونَ: نُرِيدُ أَنْ تَسْقِيَنَا فَيُقَالُ اشْرَبُوا فَيَتَسَاقَطُونَ حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَا يَحْبِسُكُمْ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ فَيَقُولُونَ: فَارَقْنَاهُمْ وَنَحْنُ أَحْوَجُ مِنَّا إِلَيْهِ الْيَوْمَ وَإِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِيَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ وَإِنَّمَا نَنْتَظِرُ رَبَّنَا قَالَ: فَيَأْتِيهِمُ الْجَبَّارُ فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ رَبُّنَا وَلَا يُكَلِّمُهُ إِلَّا الْأَنْبِيَاءُ فَيَقُولُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُونَهُ فَيَقُولُونَ: السَّاقُ، فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَ

رہ جائیں گے جو (دنیا میں) خدا پرست تھے خواہ نیک ہوں یا گنہگار اور کچھ بچے ہوئے یہود اور نصاریٰ لے اس کے بعد دوزخ کو سامنے لائیں گے وہ اس چمکتی ریتی کی طرح معلوم ہوگی جو دور سے پانی معلوم ہوتی ہے اب یہودیوں سے پوچھا جائے گا تم دنیا میں کس کو پوجتے تھے۔ وہ کہیں گے حضرت عزیر کو جو خدا کے فرزند تھے ان کو جواب ملے گا تم جھوٹے ہو۔ اللہ کی تو نہ کوئی جورو ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے خیر اب تم چاہتے کیا ہو کہو۔ وہ کہیں گے ہم کو پانی پلواؤ۔ حکم ہوگا پیو (اسی چمکتی ریتی کی طرف جو دور سے پانی معلوم ہوتی ہے چلیں گے) تو دوزخ میں جاکر گر پڑیں گے۔ اب نصاریٰ سے پوچھا جائے گا کہو تم دنیا میں کس کی پرستش کرتے تھے وہ کہیں گے۔ خداوند یسوع مسیح کی جو اللہ کے فرزند تھے۔ جواب ملے گا تم جھوٹے ہو اللہ کی تو نہ کوئی جورو ہے نہ اس کی کوئی اولاد (بیٹی بیٹا) ہے اب تم کیا چاہتے ہو کہو۔ کہیں گے ہم کو پانی پلواؤ حکم ہوگا اچھا اس ریتی کی طرف جاؤ (پیو جاتے ہی) دوزخ میں گریں گے۔ اب وہی لوگ رہ جائیں گے جو خالص اللہ کے پوجنے والے تھے۔ ان میں اچھے برے سب طرح کے لوگ ہوں گے ان سے کہا جائے گا تم لوگ یہاں کیوں ٹھہرے ہوئے ہو اور لوگ تو سب چل دیئے۔ وہ کہیں گے (چل دیئے تو اچھا ہوا) ہم دنیا میں ان سے الگ رہے جہاں ان کے زیادہ محتاج تھے وہ بات یہ ہے کہ ہم نے ایک منادی

يَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ رِيَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْجُدَ فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا ثُمَّ يُؤْتَى بِالْجَسْرِ فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا الْجَسْرُ قَالَ مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيفُ وَكَلَالِيبُ وَحَسَكَةٌ مُفَلْطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عُقَيْفَاءُ تَكُونُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ يَمُرُّ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيحِ وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَنَاجٍ مَخْدُوشٌ وَمَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ لِي مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِي إِخْوَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِخْوَانُنَا كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا وَيَصُومُونَ مَعَنَا وَيَعْمَلُونَ مَعَنَا فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى: اذْهَبُوا، فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ وَيُحَرِّمُ اللّٰهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ فَيَأْتُونَهُمْ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمِهِ وَإِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ فَيُخْرِجُونَ مَنْ

سنی کہ ہر گروہ اس معبود سے مل جائے جس کو وہ دنیا میں پوجا کرتا تھا ف۳۔ اسی انتظار میں کھڑے ہیں۔ (وہ آئے تو اس کے ساتھ چلے جائیں گے) اس کے بعد کیا ہوگا۔ پروردگار اس صورت کے سوا جس صورت میں یہ لوگ اس کو پہلے دیکھ چکے ہوں گے ایک دوسری صورت میں نمودار ہوگا اور فرمائے گا (ادھر آؤ) میں تمہارا معبود ہوں (جب اس کو پہچان لیں گے) تو کہیں گے بیشک تو ہمارا معبود ہے اس سے کوئی بات نہ کر سکے گا صرف پیغمبر بات کریں گے وہ ارشاد فرمائے گا تم اپنے معبود کو کس نشانی سے پہچانتے ہو۔ عرض کریں گے ساق (یعنی پنڈلی) کی نشانی سے ف۴۔ پھر پروردگار اپنی پنڈلی کھولے گا۔ اور ہر مومن اس کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑے گا ف۵۔ اور جو شخص دنیا میں ریا (دکھلاوے) کے لئے اور لوگوں کو سنانے کے لئے سجدہ کرتا تھا (اس کے دل میں ایمان نہ تھا) وہ بھی سجدہ کرنا چاہے گا لیکن اس کی پیٹھ کی ہڈیاں جڑ کر ایک تختہ ہو جائیں گی۔ (وہ سجدہ نہ کر سکے گا) اس کے بعد پل صراط کو لائیں گے اور دوزخ کی پشت پر رکھیں گے ف۶۔ ہم نے پوچھا۔ یارسول اللہ یہ پل صراط کیا چیز ہے آپ نے فرمایا ایک پھسلوان گرنے کا مقام ہے اس پر سنسیاں ہیں آنکڑے ہیں چوڑے چوڑے

عَرَفُوا ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَقُولُ اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَقُولُ: اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُونِي فَاقْرَءُوا- إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا۔ فَيَشْفَعُ النَّبِيُّونَ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُؤْمِنُونَ فَيَقُولُ الْجَبَّارُ بَقِيَتْ شَفَاعَتِي فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدِ امْتُحِشُوا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ فِي حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ قَدْ رَأَيْتُمُوهَا إِلَى جَانِبِ الشَّجَرَةِ فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ فَيُجْعَلُ فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيمُ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَهْلُ الْجَنَّةِ هَؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمَنِ أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلَهُ مَعَهُ۔

کانٹے ہیں۔ ان کا سر خم دار سعدان کے کانٹوں کی طرح ہے جو نجد کے ملک میں ہوتے ہیں۔ مسلمان اس پر سے پلک مارنے کی طرح اور بجلی کی طرح اور آندھی کی طرح اور تیز گھوڑوں کی طرح سانڈنیوں کی طرح گذر جائیں گے کہ بعضے تو صحیح سلامت وہاں سے بچ کر نکل جائیں گے بعضے کچھ زخمی ہو کر چھل چھلا کر بعضے دوزخ میں گر پڑیں گے اخیر شخص جو پل صراط سے پار ہوگا اس کو کھینچ کھینچ کر پار کریں گے تم لوگ آج کے دن اپنے حق کا کھلے بعد جتنا تقاضہ اور مطالبہ مجھ سے کرتے ہو اس سے زیادہ مسلمان لوگ اللہ سے تقاضے اور مطالبہ کریں گے یعنی خود جب نجات پائیں گے تو اپنے بھائی مسلمانوں کو دوزخ سے نجات دلانے کے لئے بار بار پروردگار سے عرض کریں گے کہیں گے پروردگار یہ لوگ ہمارے مسلمان بھائی تھے ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے دوسرے نیک اعمال کیا کرتے تھے ان کو بھی دوزخ سے نجات عطا فرما) پروردگار فرمائے گا اچھا جاؤ جس شخص کے دل میں ایک اشرفی برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو۔ اللہ تعالیٰ ان گنہگار مسلمانوں کے منہ دوزخ پر حرام کر دیگا جب یہ نیک مسلمان ان کو نکالنے وہاں آئیں گے تو دیکھیں گے بعضے تو پاؤں تک آگ میں ڈوبے ہونگے بعضے آدھی پنڈلیوں تک خیر جن جن لوگوں کو یہ نیک مسلمان پہچانیں گے ان کو نکال لیں گے پھر دوبارہ پروردگار کے پاس حاضر ہونگے اور عرض معروض کرینگے حکم ہوگا اچھا جاؤ جس کے دل میں آدھی اشرفی برابر ایمان ہو اس کو بھی نکال لو وہ ایسے لوگوں کو بھی نکال لیں گے پھر لوٹ کر پروردگار کے پاس حاضر ہونگے عرض معروض کرینگے حکم ہوگا اچھا جاؤ جس کے دل میں

چیونٹی برابر بھی ایمان دیکھو اس کو بھی نکال لو وہ آن کر جن جن کو پہچانیں گے وہ انکو بھی نکال لیں گے ابو سعید خدریؓ نے کہا اگر تم مجھکو سچا نہیں سمجھتے تو قرآن کی یہ آیت (جو سورۃ النساء میں ہے) پڑھو۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کریگا بلکہ اگر کوئی نیکی ہو تو اس کو دونا کر دیگا غرض پیغمبر اور فرشتے اور (نیک) مسلمان سب (اپنے اپنے درجہ اور محل پر) شفاعت کریں گے ف۸ پروردگار فرمائے گا اب خاص میری شفاعت باقی رہی اور دوزخ میں سے ایک مٹھی نکال لے گا یہ لوگ جل کر کوئلہ ہو رہے ہونگے لیکن بہشت کے سرے پر جو آب حیات کی نہر ہے اس میں ڈال دیئے جائیں گے اس نہر کے دونوں کناروں پر ایسے ابھریں گے جیسے بھیا کے کچرے کوڑے میں دانہ (خوب وسے) ابھرتا ہے تم نے دیکھا ہوگا یہ دانہ کبھی پتھر کے نزدیک اگتا ہے کبھی درخت کے نزدیک پھر جس پر دھوپ پڑتی ہے وہ تو سبز رہتا ہے اور جو سایہ میں ابھرتا ہے وہ سفید رہتا ہے غرض یہ لوگ اس نہر میں سے جب نکلیں گے تو موتی کی طرح چمکتے دھمکتے ان کی گردنوں پر مہر کر دیجائے گی۔ (کہ یہ اللہ کے آزاد کئے ہوئے غلام ہیں) وہ پھر بہشت میں جائیں گے تو بہشتی کہیں گے یہ لوگ اللہ کے آزاد کئے ہوئے ہیں انہوں نے نہ کوئی عمل کیا نہ کوئی ثواب کا کام کر کے آگے بھیجا ف۹ اب ان لوگوں سے ارشاد ہوگا تم نے جو نعمتیں (بہشت میں) دیکھیں وہ سب اور اتنی ہی اور لو ف۱۔

ف۱ جیسے قبر پوجنے والے قبروں کے ساتھ شدے تعزیے جھنڈے علم پوجنے والے ان کے ساتھ۔ ف۲ تو آج ہم کو ان کے ساتھ رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ ف۳ ہم دنیا میں ایک اکیلے پروردگار کو پوجا کرتے تھے شرک سے بیزار تھے۔ ف۴ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے سے اپنے بندوں کو بشارت دی ہے کہ اس دن پروردگار اپنی نورانی پنڈلی کھولے گا تو بندے یہی عرض کریں گے کہ ہمارے پروردگار کی نشانی پنڈلی کھولنا ہے بعضوں نے پنڈلی سے ایک عظیم الشان نور مراد لیا ہے لیکن یہ تاویل ہے اور اہلحدیث کا محقق مذہب وہی ہے کہ جیسے ید اور

وجہ اور عین وغیرہ سے معانی ظاہرہ مراد ہیں، ویسے ہی ساق سے بھی ظاہری معنے پنڈلی مراد ہے بلاتشبیہ اور تمثیل کے اور اس کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔ ف۵ سبحان اللہ کیا خوشی ہوگی جب اپنے مالک کے قدم دیکھیں گے۔ ف۶ اس پل صراط کا ذکر ژندوستا میں بھی ہے یعنی پارسیوں کی کتاب میں اس کا نام چنیودپل لکھا ہے۔ ف۷ یعنی درجہ بدرجہ جو اعلیٰ درجے کے ہیں وہ اس قدر جلد پار ہو جائیں گے جیسے آنکھ کی جھپک یا بجلی کی چمک پھر ان سے اتر کر آندھی کی طرح پھر ان سے اتر کر گھوڑوں کی طرح پھر ان سے اتر کر تیز اونٹوں کی طرح۔ ف۸ جب سب کی شفاعت ختم ہو چکے گی۔ ف۹ بلکہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ان کو آزاد کر دیا۔ ف۱۰ اس میں اختلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اپنی خاص مٹھی سے نکالے گا۔ یہ کون لوگ ہوں گے بعضوں نے کہا جنہوں نے توحید اور رسالت کو مانا ہو لیکن بالکل اعمال خیر نہ کئے ہوں بعضوں نے کہا مراد وہ کفار ہیں جو موحد رہے ہیں لیکن انہوں نے کسی پیغمبر کو نہیں مانا لیکن یہ قول ضعیف ہے چونکہ دوسری بہت سی آیتوں اور حدیثوں سے کافروں کا دوزخ میں ۔۔۔ ابدالا باد رہنا نکلتا ہے۔ قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اس امت کے گنہ گار لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ پھر شفاعت سے نکالے جائیں گے اور صحیح مذہب یہی ہے اور اس پر بہت سے نصوص دلالت کرتے ہیں۔ بعضوں نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس امت کے گنہگار جو مومن ہوں گے وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے لیکن یہ قول غلط ہے البتہ یہ صحیح ہے کہ ان گنہ گار مسلمانوں کا عذاب کافروں اور مشرکوں کی طرح کا نہیں ہوگا ان کا سارا بدن نہیں جلے گا نہ آگ میں غرق ہوں گے۔ بلکہ اعضائے سجود اور منہ وغیرہ محفوظ رہیں گے اور دوزخ میں جاتے ہی بے ہوش ہو جائیں گے یعنی مر جائیں گے۔ ابوسعیدؓ کی حدیث میں اس کی صراحت ہے تو ان کا عذاب یہی ہوگا کہ ان کے بدن کے کچھ حصے جلیں گے اور بہشت میں فوراً داخل ہونے سے رکے رہیں گے جیسے زیر دریافت قیدی ہوتے ہیں برخلاف کفار کے کہ ان کی موت نہ ہوگی تاکہ خوب عذاب کی تکلیفیں چکھیں۔

۳۶۱- وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُهِمُّوا بِذَلِكَ فَيَقُولُونَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيُرِيحُنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ

اور حجاج بن منہال نے کہا (جو امام بخاری کے شیخ ہیں) ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے قتادہ بن دعامہ نے انہوں نے انسؓ بن مالک سے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا قیامت کے دن ایماندار لوگ (گرم میدان میں) رکے ملول ہو جائیں گے آخر (صلاح کر کے) کہیں گے چلو بھائی اپنے مالک کے پاس کسی کی سفارش بھی لے کر جائیں تاکہ اس تکلیف سے نجات پائیں آخر سب مل کر حضرت آدمؑ پیغمبر کے پاس آئیں گے ان سے کہیں گے آپ آدم ہیں سب لوگوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کا پتلہ خاص اپنے

أَنْتَ آدَمُ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ
بِيَدِهٖ وَأَسْكَنَكَ جَنَّتَهُ وَأَسْجَدَ
لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ
كُلِّ شَيْءٍ لِتَشْفَعَ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ
حَتّٰى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا
فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ
خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ أَكْلَهُ مِنَ
الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا وَلٰكِنِ
ائْتُوا نُوحًا أَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ
إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ نُوحًا
فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ
خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ سُؤَالَهُ
رَبَّهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلٰكِنِ ائْتُوا
إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمٰنِ، قَالَ:
فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ إِنِّي
لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَلِمَاتٍ
كَذَبَهُنَّ وَلٰكِنِ ائْتُوا مُوسٰى عَبْدًا
آتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ
نَجِيًّا قَالَ فَيَأْتُونَ مُوسٰى فَيَقُولُ
إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ
الَّتِي أَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلٰكِنِ
ائْتُوا عِيسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُولَهُ
وَرُوحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ فَيَأْتُونَ
عِيسٰى فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ
ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

ہاتھ سے بنایا آپ کو بہشت میں بسایا اپنے فرشتوں سے آپ کو
سجدہ کروایا ہر چیز کا نام آپ کو بتلایا (ہر زبان میں بات کرنا سکھلایا)
اب ہماری پروردگار کے پاس کچھ سفارش کیجئے ہم اس تکلیف
سے نجات پائیں۔ (دھوپ میں جھلس رہے ہیں پسینے میں غرق
ہیں) وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنے گناہ کو یاد کریں
گے جو انہوں نے اس درخت میں سے کھالیا تھا جس کا
کھانا اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا تھا مگر تم ایسا کرو نوحؑ پیغمبر کے
پاس جاؤ وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو (نئی شریعت کے ساتھ) اللہ تعالیٰ
نے زمین والوں کی طرف بھیجا تھا۔ آخر یہ لوگ حضرت نوحؑ کے
پاس آئیں گے (ان سے عرض کریں گے) وہ کہیں گے میں اس لائق
نہیں اپنا گناہ یاد کریں گے جو انہوں نے ناوانستہ اپنے بیٹے
(کنعان) کے مقدمہ میں معروضہ کیا تھا مگر تم ایسا کرو ابراہیمؑ پیغمبر
کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خلیل ہیں پھر سب لوگ ابراہیمؑ کے پاس
آئیں گے وہ بھی یہی کہیں گے میں اس لائق نہیں ہوں اور اپنے
تین جھوٹ جو انہوں نے دنیا میں بولے تھے ان کو یاد کریں گے مگر
تم ایسا کرو موسیٰ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ (ایسے شان والے) بندے
ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے توراۃ عنایت فرمائی۔ ان سے بات کی
نزدیک کرکے ان سے سرگوشی کی یہ سن کر سب لوگ موسیٰؑ کے پاس
آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنا وہ گناہ یاد
کریں گے جو ایک قبطی کا خون ان کے ہاتھ سے ہوگیا تھا مگر تم ایسا
کرو عیسیٰ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے اس کے رسول اس
کے روح خاص اس کے کلمہ خاص ہیں یہ سن کر سب لوگ عیسیٰؑ کے
پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں تم ایسا کرو محمد صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جاؤ وہ (ایسے شان والے) بندے ہیں جن کے
اگلے پچھلے گناہ سب اللہ تعالیٰ نے بخش دیئے ہیں آں حضرتؐ فرماتے
ہیں یہ سن کر سب لوگ میرے پاس آئیں گے دل میں پروردگار

ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ: فَيَأْتُونِّي
فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ
لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ لَهُ
سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ
يَدَعَنِي فَيَقُولُ: ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ
تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ
قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِي عَلَى
رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ
فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ
الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا
يَقُولُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ
النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ
قَتَادَةُ ثُمَّ أَعُودُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى
رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا
رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي
مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يَقُولُ
ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ
تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ: فَأَرْفَعُ
رَأْسِي فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَ
تَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ
فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ
الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ
فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ
الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ الثَّالِثَةَ فَأَسْتَأْذِنُ
عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ
فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي

کے درِ دولت یعنی عرش معلی[2] جا کر اذن چاہونگا مجھ کو اذن
ملے گا میں پروردگار کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑونگا پروردگار
جب تک اس کو منظور ہوگا مجھ کو سجدے میں پڑا رہنے دیگا۔
اس کے بعد فرمائے گا محمد اپنا سر اٹھا کہہ تیرا کہنا ہم سنیں گے۔
سفارش کریگا تو ہم مانیں گے مانگے گا تو ہم دیں گے آں حضرتؐ
نے فرمایا اس ارشاد پہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے پروردگار
کی وہ وہ تعریف اور ثنا کرونگا جو (اسوقت) مجھ کو سکھلائے
گا پھر سفارش شروع کردونگا لیکن میری سفارش کے لئے ایک
حد مقرر کردی جائے گی میں پروردگار کے درِ دولت سے نکل کر
ان لوگوں کو (دوزخ سے نکال کر) بہشت میں لے جاؤں گا
قتادہ نے کہا میں نے انسؓ سے یہ بھی سنا آنحضرتؐ نے فرمایا
میں ان لوگوں کو بہشت میں داخل کرکے پھر لوٹ کر اپنے پروردگار
کے پاس آؤں گا اور درِ دولت پہ پہنچ کر اذن مانگوں گا۔ مجھ کو
اذن ملے گا میں اس کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑونگا۔ اور
جب تک وہ چاہے گا مجھ کو سجدے میں پڑا رہنے دیگا پھر فرمائیگا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھا اور کہہ ہم سنیں گے سفارش کر ہم مانیں
گے مانگ ہم دیں گے آں حضرتؐ نے فرمایا پھر میں اپنا سر اٹھاؤں
گا اور پروردگار کی وہ وہ ثنا اور تعریف کروں گا جو اسوقت مجھ کو سکھلائے
گا پھر سفارش شروع کردونگا لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کردی
جائے گی۔ میں وہاں سے نکل کر (دوزخ) پر جا کر ان لوگوں کو نکال
لوں گا اور بہشت میں داخل کردونگا۔ قتادہ نے کہا میں نے انسؓ
سے سنا آپ نے فرمایا جب میں انکو دوزخ سے نکالکر بہشت میں داخل
کر چکوں گا اسوقت پھر لوٹ کر تیسری بار اپنے پروردگار کے پاس
آؤنگا اور درِ دولت پہ پہنچ کر اذن چاہوں گا مجھ کو اذن ملے گا
میں اس کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑونگا اور جب تک اس
کو منظور ہے وہ مجھ کو سجدے ہی میں پڑا رہنے دیگا اس کے

مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهُ قَالَ: فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتَّى مَا يَبْقَى فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ، قَالَ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا، وَهَذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ الَّذِي وُعِدَهُ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بعد فرمائے گا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اٹھا کہہ کیا کہتا ہے ہم سنیں گے سفارش کرتا ہے تو کر ہم مانیں گے مانگتا ہے تو مانگ ہم دیں گے ولے میں اس ارشاد پر سر اٹھاؤں گا اور اپنے پروردگار کی (اس کی عنایت اور نوازش شاہانہ کے شکریہ میں) وہ وہ ثنا اور تعریف کروں گا جو (اسوقت) مجھ کو سکھلائے گا پھر سفارش شروع کر دونگا لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائیگی میں وہاں سے نکل کر (دوزخ پر جاؤں گا اور ف۲ بہشت میں لے جاؤں گا قتادہ نے کہا میں نے انسؓ سے سنا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں ان لوگوں کو بھی دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر چکوں گا۔ تو اب دوزخ میں وہی لوگ رہ جائیں گے جو قرآن کے رو سے ہمیشہ دوزخ ہی میں رہنے کے لائق ہیں (یعنی کافر اور مشرک) پھر انسؓ نے یہ حدیث بیان کر کے (سورۃ بنی اسرائیل کی) یہ آیت پڑھی عسیٰ أن یبعثک ربک مقاما محمودا کہنے لگے مقام محمود یہی ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا ف۳۔

ول اور عرض کریں گے سب در ہو آئے اب آپ ہی کا در باقی ہے مرحبا سیّد مکی مدنی العربی۔ دل وجان تجھ پر فدایت چہ عجب خوش لقبی۔ ما ہمہ تشنہ لبانیم وتو ہی آب حیات۔ رحم فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی۔ یہاں یہ اعتراض نہ ہوگا جبکہ مسلمان لوگ یہ حدیث سن چکے ہیں اور جان چکے ہیں کہ دوسرے پیغمبر سب جواب ایسے دیں گے تو پھر ان کے پاس کیوں جائیں گے کیوں کہ ایماندار لوگ حضرت آدمؑ کے وقت سے قیامت تک کے سب یہ صلاح کریں گے اور اگلے پیغمبروں کی امت کے لوگ اس حدیث سے واقف نہ ہوں گے دوسرے قیامت کا دن ایسا ہولناک ہوگا کہ اس وقت کوئی بات یاد نہ رہے گی جیسے لوگ صلاح دیں گے اس پر عمل کریں گے۔ ف۲ بعضوں نے کہا پروردگار کے گھر سے بہشت مراد ہے اور اضافت تشریف کے لئے ہے جیسے کہتے ہیں بیت اللہ مصابیح والے نے کہا ترجمہ یوں ہے میں اپنے مالک سے اجازت چاہوں گا جب میں اس کے گھر یعنی جنت میں ہوں گا میں کہتا ہوں کہ سب تاویلات فاسد ہیں اور یہاں گھر سے مراد خاص وہ مقام ہے جہاں پروردگار اس وقت تجلی فرما ہوگا وہ کیا ہے عرش معلےٰ اور عرش معلےٰ کو

صحابہؓ نے خدا کا گھر کہا ہے ایک صحابیؓ فرماتے ہیں وکان مکان اللہ اعلٰی وارفعا۔ ف۳ یہاں سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ بارگاہ خداوندی میں معلوم کرنا چاہیئے کہ تین تین بار آپؐ اجازت چاہیں گے اور آپؐ کو اجازت دی جائے گی۔ اتنا تقرب کسی پیغمبر کو حاصل نہیں ہے حضرات صوفیہ نے فرمایا ہے حقیقت محمدیہ تمام حقائق سے بالاتر اور بالکل مرتبہ الوہیت سے نزدیک ہے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ ف۴ حد کے اندر جو لوگ ہوں گے ان کو وہاں سے نکال کر۔ ف۵ تو مقام محمود وہ رفیع الشان درجہ ہے جو خاص ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت ہو گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس مقام پر اگلے اور پچھلے سب رشک کریں گے اب جس جاہل فقیر نے اپنے پیر مرشد کی تعریف میں یہ کہا ہے کہ مقام محمود ان کا ایک ادنیٰ مقام ہے وہ بڑا بے ادب اور سخت سزا کے لائق ہے۔ اس کے پیر مرشد تو کیا بڑے بڑے پیغمبر اس مقام کو نہیں پہنچ سکیں گے۔

۳۶۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي عَمِّي، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ وَقَالَ لَهُمْ اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ۔

ہم سے عبید اللہ بن سعد بن ابراہیم نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے چچا (یعقوب بن ابراہیم بن سعد) نے کہا ہم سے والد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا بھیجا جب انہوں نے لوٹ کی تقسیم پر ناراضگی ظاہر کی تھی اور ایک ڈیرے میں ان سب کو اکٹھا کیا فرمایا دیکھو اس وقت تک صبر کیے رہو کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ سے مل جاؤ کیونکہ میں قیامت کے دن حوض کوثر پر ہوں گا ف۱۔

ف۱ ترجمہ باب کی مطابقت اس سے نکلی کہ فرمایا تم اللہ سے مل جاؤ یعنی اللہ کا دیدار تم کو حاصل ہو۔

۳۶۳۔ حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ

مجھ سے ثابت بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے۔ انہوں نے ابن جریج سے۔ انہوں نے سلیمان احول سے۔ انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو تہجد پڑھتے تو فرماتے یا اللہ مالک ہمارے تجھ ہی کو ساری تعریف سجتی ہے تو آسمان

قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَبِكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ قَيَّامُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقَيُّومُ الْقَائِمُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَأَ عُمَرُ الْقَيَّامُ وَكِلَاهُمَا مَدْحٌ۔

زمین کا تھامنے والا اور قائم رکھنے والا ہے تجھی کو تعریف سجتی ہے تو آسمان زمین کا مالک ہے اور ان کا جو آسمان زمین کے درمیان رہتے ہیں تجھ ہی کو تعریف سجتی ہے تو آسمان اور زمین کا اور ان کا جو آسمان زمین کے بیچ میں ہے روشن کرنیوالا ہے تو سچا تیرا قول سچا تیرا وعدہ سچا۔ تجھ سے ملنا سچ ول بہشت سچ دوزخ سچ قیامت سچ ہے یا اللہ میں تیرا تابعدار بن گیا۔ تجھ پر ایمان لایا۔ تجھ پر بھروسہ کیا۔ تیرے ہی پاس اپنا جھگڑا لاتا ہوں تجھ ہی سے فیصلہ چاہتا ہوں۔ میرے اگلے پچھلے چھپے کھلے سب گناہ بخش دے۔ وہ گناہ بھی بخش دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ امام بخاری نے کہا قیس بن سعد اور ابوالزبیر نے اس حدیث میں طاؤس سے بجائے قیم السموات کے قیام السموات نقل کیا ہے ول اور مجاہد نے کہا (اس کو فریابی نے وصل کیا) قیوم کے معنی ہر چیز کو قائم رکھنے والا ف۳ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (آیۃ الکرسی میں) اللہ لا الہ الا ہو الحی القیام پڑھا ہے۔

ف۱ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے۔ ف۲ قیام مبالغہ کا صیغہ ہے معنی وہی ہے یعنی خوب سنبھالنے والا۔ قیس کی روایت کو مسلم اور ابوداؤد نے اور ابوالزبیر کی روایت کو امام مالک نے موطا میں وصل کیا۔ ف۳ کیونکہ سب چیزیں اپنے وجود اور بقاء میں ہر آن اپنے مالک کی محتاج ہیں۔

۳۶۴۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ

ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابواسامہ نے۔ کہا مجھ سے اعمش نے۔ انہوں نے خیثمہ بن عبدالرحمٰن سے۔ انہوں نے عدی بن حاتم سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ہر شخص سے اللہ تعالیٰ ضروربات کرے گا۔ وہ بھی اسطرح

رَبِّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يَحْجُبُهُ۔

کہ بیچ میں کوئی مترجم نہ ہوگا نہ حجاب (بلکہ ہر مومن اللہ تعالیٰ کو بے حجاب دیکھے گا)۔

۳۶۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن عبدالصمد نے انہوں نے ابو عمران سے انہوں نے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس سے انہوں نے اپنے والد ابو موسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا بہشت میں دو باغ چاندی کے ہیں ان کے برتن اور سب سامان چاندی کے اور دو باغ سونے کے ہیں ان کے برتن اور سب سامان سونے کے اور جنّتہ عدن میں لوگوں اور اللہ پاک کے دیکھنے میں کوئی چیز حائل نہ ہوگی فقط ایک بزرگی کی چادر حائل ہوگی جو پروردگار کے منہ پر پڑی ہوگی ول۔

ول جب پروردگار کو منظور ہوگا اس چادر کو اپنے منہ سے ہٹا دے گا اور بہشتی اس کے دیدار سے مشرف ہوں گے معلوم ہوا کہ جنّتہ العدن خاص پروردگار کا دولت ہے اور تمام حجابوں کے پرے ہے جنّتہ العدن میں جب آدمی پہنچ گیا تو اس نے سارے حجابوں کو طے کر لیا اگر یہ بزرگی کی چادر پروردگار پر نہ پڑی رہتی تو ہر وقت اس کا دیدار ہوتا رہتا۔

۳۶۶- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ وَجَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينٍ كَاذِبَةٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عبدالملک بن اعین اور جامع بن ابی راشد نے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال مارے تو وہ جب (قیامت کے دن) اللہ سے ملے گا۔ اللہ اس پر غصے ہوگا۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ حدیث بیان کر کے (سورۃ آل عمران کی) یہ آیت پڑھی۔

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَہُ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ جَلَّ ذِکْرُہُ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَاَیْمَانِھِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِکَ لَاخَلَاقَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَلَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ۔ اَلْاٰیَۃَ۔

ان الذین یشترون بعھد اللّٰہ وایمانھم ثمنا قلیلا اولئک لاخلاق لھم فی الاٰخرۃ ولا یکلمھم اللّٰہ۔ اخیر تک ف۱۔

ف۱ یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے باب کی مطابقت اس سے نکلی۔ لقی اللّٰہ وھو علیہ غضبان۔

۳۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی سِلْعَۃٍ لَقَدْ اُعْطِیَ بِھَا اَکْثَرَ مِمَّا اُعْطِیَ وَھُوَ کَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ کَاذِبَۃٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِیَقْتَطِعَ بِھَا مَالَ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الْیَوْمَ اَمْنَعُکَ فَضْلِیْ کَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ یَدَاکَ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے ابوصالح سمان سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تین آدمیوں سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بات تک نہ کرے گا نہ ان پر (شفقت کی نگاہ ڈالے گا ایک تو وہ شخص جو کسی چیز کی نسبت جھوٹی قسم کھائے کہ مجھ کو اس کا اتنی قیمت ملتی تھی حالانکہ اتنی قیمت نہ ملتی ہو بلکہ کم دوسرے وہ شخص جو عصر کی نماز کے بعد جھوٹی قسم کھائے اس لئے کہ کسی مسلمان کا مال (ناحق) مارلے تیسرے وہ شخص جو بچا ہوا (اپنی ضرورت سے زیادہ) پانی روک رکھے (کسی کو پینے یا پلانے نہ دے) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے فرمائے گا میں بھی آج اپنا فضل تجھ سے روک لیتا ہوں جیسے تو نے وہ بچا ہوا چیز روک رکھی جس کو تیرے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا ف۱۔

ف۱ ترجمہ باب یہیں سے نکلا۔ ف۲ بلکہ اللہ نے بنایا تھا۔ یعنی پانی۔

۳۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ: حَدَّثَنَا

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے محمد بن سیرین سے

أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ
عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ: الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ
كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمٰوَاتِ وَ
الْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا
مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ
ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ
وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى
وَشَعْبَانَ، أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ قُلْنَا: اللهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا
أَنَّهُ يُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: أَلَيْسَ
ذَا الْحَجَّةِ؟ قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: أَيُّ بَلَدٍ
هٰذَا؟ قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ
حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ
اسْمِهِ قَالَ: أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟ قُلْنَا: بَلَى
قَالَ: فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قُلْنَا: اللهُ وَ
رَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا
أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ:
قَالَ: أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قُلْنَا: بَلَى،
قَالَ: فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ، قَالَ
مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَأَعْرَاضَكُمْ
عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا
فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا وَ
سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ
أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي
ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ

انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے انہوں نے ابوبکرہؓ سے
انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا زمانہ گھوم
گھما کر پھر اصلی حالت پر آ گیا جس حالت پر اس دن تھا جس دن اللہ
نے زمین اور آسمان پیدا کئے تھے دیکھو سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے
ان مہینوں میں چار ادب والے مہینے ہیں۔ تین تو پے در پے
ذیقعد اور ذوالحجہ اور محرم اور ایک الگ یعنی مضر کا رجب
والے جو جمادی الآخر اور شعبان کے بیچ میں پڑتا ہے بتلاؤ یہ
مہینہ کون سا مہینہ ہے ہم نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول
خوب جانتا ہے۔ آپؐ خاموش رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے آپؐ
اس مہینے کا کوئی دوسرا نام رکھیں گے پھر آپؐ نے خود ہی فرمایا
کیا یہ ذیحجہ کا مہینہ نہیں ہے ہم نے عرض کیا بیشک ذیحجہ کا مہینہ
ہے پھر فرمایا یہ کون سا شہر ہے ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا
رسول خوب جانتا ہے اس کے بعد آپؐ خاموش رہے یہاں تک کہ
ہم سمجھے آپؐ اس شہر کا کوئی اور نام رکھیں گے پھر فرمایا کیا یہ مکہ
کا شہر نہیں ہے ہم نے کہا بے شک مکہ کا شہر ہے آپؐ نے
فرمایا اچھا یہ دن کون سا دن ہے ہم نے کہا اللہ اور
اس کا رسول خوب جانتا ہے اس کے بعد آپؐ خاموش ہو رہے
ہم سمجھے آپؐ اس کا نام کچھ اور رکھیں گے۔ پھر فرمایا کیا
یہ یوم النحر نہیں ہے ہم نے کہا بے شک یوم النحر ہے۔ آپؐ
نے فرمایا دیکھو تمہارے خون اور مال محمد بن سیرین نے کہا میں سمجھتا
ہوں ابوبکرہ نے یہ بھی کہا تمہاری عزتیں اور آبروئیں آپس میں
ایک دوسرے پر ایسی حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس
شہر اس مہینے میں اور تم (ایک دن) ضرور اپنے پروردگار سے
ملو گے وہ تمہارے اعمال کی تم سے پرسش کریگا تو ایسا
نہ کرنا میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر گمراہ بن جاؤ دیکھو
جو لوگ اس وقت موجود ہیں وہ میری یہ حدیث ان لوگوں کو

بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يَبْلُغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ: صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ

سُنا دیں جو موجود نہیں ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جس کو ایک بات پہنچائی جاتی ہے وہ اس سے زیادہ یاد رکھتا ہے جس نے خود سنی ہوتی ہے محمد بن سیرین حدیث کے اس فقرے کو بیان کر کے کہتے تھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا و۳ اس کے بعد آپ نے (لوگوں سے) فرمایا دیکھو میں نے (خدا کا حکم) تم کو پہنچا دیا دیکھو (خدا کا حکم) میں نے تم کو پہنچا دیا۔

ول اس حدیث کی شرح اوپر گذر چکی ہے یہاں اس کو اس لئے لائے کہ اس میں پروردگار سے ملنے کا ذکر ہے۔ مضر کا رجب اس لئے کہا کہ مضر اس مہینے کا بہت ادب کرتے تھے تو یہ مہینہ انہی کی طرف منسوب ہو گیا۔ و۲ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے۔ و۳ بہت سے پچھلے حدیث کے سننے والے اگلوں سے زیادہ حافظ ہوئے چنانچہ آخری زمانہ میں امام بخاری اور امام مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی حدیث کے بڑے بڑے حافظ پیدا ہوئے جنہوں نے ہزاروں لاکھوں حدیثوں کو یاد رکھا اور صحیح حدیثوں کو ضعیف حدیثوں سے جدا کیا اللہ ان کو جزائے خیر دے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى إِنَّ رَحْمَةَ اللهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ

باب، اللہ تعالیٰ کا (سورۃ اعراف میں) یوں فرمانا اللہ کی رحمت نیک لوگوں سے نزدیک ہے

۳۶۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ قَالَ: كَانَ ابْنٌ لِبَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهَا فَأَرْسَلَ أَنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ فَأَقْسَمَتْ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے عاصم احول نے انہوں نے ابوعثمان نہدی سے انہوں نے اسامہؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی (حضرت زینبؓ) کا بیٹا گذر رہا تھا انہوں نے آں حضرتؐ کو بلا بھیجا آپ نے جواب میں یہ کہلا بھیجا اللہ ہی کا سب مال ہے جو اس نے لیا اور جو دیا اور ہر چیز کی ایک میعاد مقرر ہے تو صبر کرو اللہ سے ثواب چاہو انہوں نے پھر قسم دے کر آپ کو بلا بھیجا آخر آپ اٹھے میں بھی اٹھا۔ اور معاذ بن جبلؓ اور ابی بن کعبؓ اور عبادہ بن صامتؓ یہ سب آپ کے ساتھ چلے جب صاحبزادی صاحبہ کے گھر پہنچے

مَعَهُ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تَقَلْقَلُ فِي صَدْرِهِ حَسِبْتُهُ قَالَ كَأَنَّهَا شَنَّةٌ فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: أَتَبْكِي فَقَالَ إِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ.

تو ان لوگوں نے کیا کیا بچہ کو لا کر آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیا۔ اس کی جان سینے میں تڑپ رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پرانی مشک۔ یہ حال دیکھ کر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم رو دیئے سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ روتے ہیں۔ (آپ سے تعجب ہے) فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں بندوں پر رحم کرے گا جو دوسرے بندوں پر رحم کرتے ہیں ف۱۔

ف۱ دوسری روایت میں ہے یہ رحم اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالا ہے مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کی مصیبت اور تکلیف دیکھ کر دل کو رنج اور صدمہ ہونا ایک فطری بات ہے اور جس شخص کا دل پتھر کی طرح سخت ہو وہ کسی کی تکلیف پر رحم نہ کرے تو یہ کوئی خوبی کی بات نہیں ہے بلکہ اس کو حق تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا بھی اس پر رحم نہ کرے۔

۳۷۰- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اخْتَصَمَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ إِلَى رَبِّهِمَا فَقَالَتِ الْجَنَّةُ يَا رَبِّ مَا لَهَا لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَقَالَتِ النَّارُ يَعْنِي أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي وَقَالَ لِلنَّارِ: أَنْتِ عَذَابِي أُصِيبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ وَلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ

ہم سے عبیداللہ بن سعد بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے والد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا پروردگار کے سامنے دوزخ اور بہشت دونوں میں جھگڑا ہوا بہشت نے کہا پروردگار میرا کیا حال ہے مجھ میں وہی لوگ آ رہے ہیں جو (دنیا میں) کمزور ناتواں مفلس محتاج تھے اور دوزخ کہنے لگی مجھ میں تو وہ لوگ آ رہے ہیں جو بڑائی کرنے والے تھے (یعنی دنیا کے متکبر مغرور) اس وقت اللہ تعالےٰ نے بہشت سے فرمایا تو میری رحمت ہے ف۱ اور دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے میں جس کو چاہتا ہوں اس کو تیری وجہ سے عذاب دیتا ہوں اور تم دونوں میں سے ہر ایک

مِنْكُمَا مِلْؤُهَا قَالَ فَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا وَإِنَّهُ يُنْشِئُ لِلنَّارِ مَنْ يَشَاءُ فَيُلْقَوْنَ فِيهَا فَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ ثَلَاثًا حَتّٰى يَضَعَ فِيهَا قَدَمَهُ فَتَمْتَلِئُ وَيُرَدُّ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ وَتَقُولُ قَطْ قَطْ قَطْ۔

کی بھرتی ہونے والی ہے بہشت کی تو اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا وا اور دوزخ کی اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے گا دوزخ کے لئے پیدا کرے گا وہ اس میں ڈالی جائے گی اس کے بعد دوزخ کہے گی اور کچھ مخلوق ہے (میں ابھی خالی ہوں) تین بار ایسا ہی ہوگا وس آخر پروردگار اپنا پاؤں اس پر رکھ دیگا اس وقت بھر جائے گی ایک پر ایک الٹ کر سمٹ جائے گی کہنے لگے گی بس بس میں بھر گئی۔

وا ترجمہ باب یہیں سے نکلا۔ وی اس لئے جو نیک بندے ہیں وہ ضرور اپنی نیکی کا بدلہ پائیں گے۔ وس یعنی لوگ اس میں جھونکے جائیں گے وہ کہے گی اور ہیں اور ہیں۔

۳۷۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيُصِيبَنَّ أَقْوَامًا سَفْعٌ مِنَ النَّارِ بِذُنُوبٍ أَصَابُوهَا عُقُوبَةً ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ يُقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّونَ وَقَالَ هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگوں پر ان کے گناہ کی وجہ سے دوزخ میں جلنے کا ایک دھبہ رہ جائے گا یہ ان کے گناہ کی سزا ہوگی پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت سے ان کو بہشت میں لے جائے گا ان کو لوگ جہنمی کہا کریں گے ہمام نے کہا یہ حدیث ہم سے قتادہ نے بیان کی کہا ہم سے انسؓ نے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (یہ روایت کتاب الرقاق میں موصولاً گذر چکی ہے وا)۔

وا اس طریق کے بیان کرنے سے امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ قتادہ کا سماع انس سے ثابت کریں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کا سورۃ فاطر میں یہ فرمانا آسمانوں اور زمینوں کو اللہ ہی تھامے ہوئے ہے وہ اپنی جگہ سے ٹل نہیں سکتے۔

۳۷۲- حَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ اللَّهَ يَضَعُ السَّمَاءَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرْضَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالْأَنْهَارَ عَلَى إِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ بِيَدِهِ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ- وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ-

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوعوانہ (وضاح یشکری) نے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا یہود کا ایک عالم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) وہ کہنے لگا یا محمدؐ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ آسمان کو ایک انگلی پر اور زمین کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور درخت اور ندیوں کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر رکھے گا پھر ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمائے گا میں بادشاہ ہوں یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے اور یہ آیت پڑھی۔ وما قدروا اللہ حق قدرہ (یہ سورۃ زمر میں ہے)۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْخَلَائِقِ وَهُوَ فِعْلُ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَأَمْرُهُ فَالرَّبُّ بِصِفَاتِهِ وَفِعْلِهِ وَأَمْرِهِ وَكَلَامِهِ هُوَ الْخَالِقُ هُوَ الْمُكَوِّنُ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَمَا كَانَ بِفِعْلِهِ وَأَمْرِهِ وَتَخْلِيقِهِ وَتَكْوِينِهِ فَهُوَ مَفْعُولٌ مَخْلُوقٌ مُكَوَّنٌ-

باب۔ آسمان اور زمین اور دوسری مخلوقات کے پیدا کرنے کا بیان، پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا ایک فعل

ہے اور اس کا حکم ہے تو پروردگار اپنے صفات اور افعال اور امر اور کلام سمیت خالق ہے سب کا پیدا کرنے والا اس کے صفات اور افعال اور امر اور کلام (اس کی ذات کی طرح) مخلوق نہیں ہیں لیکن جو چیزیں اس کے فعل یا امر یا خلق یا تکوین سے بنی ہیں وہ سب مخلوق اور مکون ہیں والے۔

۳۷۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی کہا مجھ کو شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے۔ انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا میں ایک رات اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ کے

بِتُّ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا لِأَنْظُرَ كَيْفَ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ۔ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ ثُمَّ صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ۔

پاس رہ گیا اس رات کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہی کے پاس تھے میرا مطلب یہ تھا دیکھوں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز (تہجد) کیونکر پڑھتے ہیں خیر آپ نے (عشاء کی نماز کے بعد) تھوڑی دیر اپنی بی بی (ام المومنین میمونہ) سے باتیں کیں۔ اس کے بعد سو رہے جب آخری تہائی حصہ رات کا آن پہنچا یا اس کا کوئی حصہ باقی رہا اس وقت (نیند سے اٹھ کر) بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف دیکھا (سورۂ آل عمران کی) یہ آیت پڑھی۔ ان فی خلق السموات والارض اولی الالباب تک اس کے بعد کھڑے ہوئے مسواک کی۔ وضو کیا پھر گیارہ رکعتیں پڑھیں پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی اذان دی آپ نے دو رکعتیں (فجر کی سنت کی) پڑھیں۔ پھر باہر نکلے اور صبح کی نماز لوگوں کو پڑھائی ؂۲۔

؂۱ یہ باب لاکر امام بخاری نے اہل سنت کا مذہب ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے صفات خواہ ذاتیہ ہوں جیسے علم قدرت خواہ افعالیہ ہوں جیسے خلق ترزیق کلام نزول استواء وغیرہ۔ یہ سب غیر مخلوق ہیں اور معتزلہ اور جہمیہ کا رد کیا امام بخاری نے رسالہ خلق افعال العباد میں لکھا ہے کہ قدریہ تمام افعال کا خالق بشر کو جانتے ہیں اور جبریہ تمام افعال کا خالق اور فاعل خدا کو کہتے ہیں اور جہمیہ کہتے ہیں فعل اور مفعول ایک ہے اسی وجہ سے کلمہ کن کو بھی مخلوق کہتے ہیں اور سلف اہل سنت کا یہ قول ہے کہ تخلیق اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور مخلوق ہمارے افعال ہیں نہ اللہ تعالیٰ کے افعال وہ تو اللہ کی صفات ہیں اللہ کی ذات صفات کے سوا باقی سب چیزیں مخلوق ہیں۔ ؂۲ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کے پیدائش اور اس میں غور کرنے کا ذکر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے صفات فعلیہ میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے ان کو بھی قدیم کہا ہے اور اشعریہ اور محققین اہل حدیث کہتے ہیں کہ صفات فعلیہ جیسے کلام نزول استواء تکوین وغیرہ یہ سب حادث ہیں اور ان کے حدوث سے پروردگار کا حادث لازم نہیں آتا اور یہ قاعدہ فلاسفہ کا باندھا ہوا کہ حادث کا عمل بھی حادث ہوتا ہے محض لغو اور غلط ہے اللہ تعالیٰ ہر روز ہزاروں کام کرتا ہے فرمایا کل یوم ھو فی شان پر کیا اللہ تعالیٰ حادث ہے ہرگز نہیں وہ قدیم ہے اب جن لوگوں نے صفات فعلیہ کو بھی قدیم کہا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ اصل صفت قدیم ہے مگر اس کا تعلق حادث ہے مثلاً خلق کی صفت قدیم ہے

لیکن زید سے اس کا تعلق حادث ہے اس طرح صفت استوا قدیم ہے مگر عرش سے اس کا تعلق حادث ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ۔ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا (سورہ والصافات میں) فرمانا ہم تو پہلے ہی اپنے بھیجے ہوئے بندوں کے باب میں یہ فرما چکے ہیں کہ (ایک روز) انکی مدد ہوگی اور ہمارا ہی لشکر غالب ہوگا۔ ف

ف یہ باب لا کر امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا کہ صفات افعال جیسے کلام وغیرہ قدیم نہیں ہیں ورنہ ان میں سبقت اور تقدم اور تاخر کیوں کر ہوسکتا۔

۳۷۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی ادریس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ رضؓ سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب خلقت کو پیدا کر چکا تو اس نے اپنے عرش کے اوپر ایک کتاب میں یوں لکھا میری رحمت میرے غضب سے آگے بڑھ گئی ہے ف۔

ف معلوم ہوا کہ رحم اور غصہ دونوں صفات افعالیہ میں سے ہیں جب تو ایک دوسرے سے آگے ہوسکتا ہے۔ آیت سے کلام کے قدیم نہ ہونے کا اور حدیث سے رحم اور غصے کے قدیم نہ ہونے کا اثبات کیا۔

۳۷۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَأَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَهُ ثُمَّ يَكُوْنُ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا میں نے زید بن وہب سے سنا کہا میں نے عبداللہ بن مسعود رضؓ سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا آپ سچے تھے آپ سے جو وعدہ کیا گیا وہ بھی سچ تھا تم میں سے ہر شخص کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن یا چالیس رات جمع رہتا ہے پھر ایک چلہ کے بعد وہ ایک خون کی پھٹکی بن جاتا ہے پھر ایک چلہ کے بعد گوشت کا پارچہ ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اس کے پاس بھیجتا ہے

مُضْغَةً مِثْلَهُ ثُمَّ يُبْعَثُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيُؤْذَنُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ رِزْقَهُ وَعَمَلَهُ وَأَجَلَهُ وَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى لَا يَكُونُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا۔

اس کو چار باتوں کا حکم ہوتا ہے اس کی روزی اس کا عمل اس کی عمر اس کی نیک بختی یا بد بختی لکھنے کا پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے (یعنی روح انسانی جس کو نفس ناطقہ کہتے ہیں ف۱) اور تم میں سے کوئی ساری عمر بہشتیوں کے سے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے اس وقت اللہ کا لکھا (جو اس کی پیدائش کے وقت لکھا گیا تھا) پورا ہوتا ہے اور وہ دوزخیوں کا سا کام کر کے دوزخ میں جاتا ہے اور کوئی تم میں سے (ساری عمر) دوزخیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے جب اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے اس وقت اللہ کا لکھا اس پر پورا ہوتا ہے۔ وہ بہشتیوں کا سا کام کر کے بہشت میں جاتا ہے (تو اعتبار خاتمہ کا ہے) ف۲۔

ف۱ یہ روح حیوانی پر سوار ہے اسی روح کی وجہ سے آدمی دوسرے جانوروں سے ممتاز ہے اور اسی روح کی وجہ سے اس کے لئے عذاب ثواب رکھا گیا ہے موت کیا ہے اس روح کی سواری کا بدلا جانا۔ موت سے روح حیوانی تو تحلیل اور فنا ہو جاتی ہے لیکن روح انسانی اس سواری کو چھوڑ کر دوسری سواری لیتی ہے وہ فنا نہیں ہوتی۔ بدستور باقی رہتی ہے البتہ نفخ صور کے وقت بے ہوش ہو جائے گی پھر دوسرے نفخہ پر ہوش میں آجائے گی اور کہے گی ہم کیا میٹھی نیند سو رہے تھے کس نے ہم کو جگا دیا۔ ف۲ اس حدیث سے امام بخاری نے یہ دلیل لی کہ اللہ کا کلام حادث ہوتا ہے کیونکہ جب نطفے پر چار مہینے گذر لیتے ہیں اس وقت فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان چار باتوں کے لکھنے کا اس کو حکم دیتا ہے۔

۳۷۶۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا جِبْرِيلُ مَا يَمْنَعُكَ

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عمر بن ذر نے کہا میں نے اپنے والد (ذر بن عبداللہ) سے سنا وہ سعید بن جبیر سے نقل کرتے تھے وہ ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ سے فرمایا تم جتنا ہمارے پاس آیا کرتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آیا کرتے اس وقت یہ آیت

أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا، فَنَزَلَتْ۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔ قَالَ هٰذَا كَانَ الْجَوَابَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(سورۂ مریم) کی اتری ہم فرشتے توجب تیرے پروردگار کا حکم ہوتاہے اسی وقت اترتے ہیں (بن حکم نہیں آسکتے) اسی کا ہے جو ہمارے سامنے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو ان کے بیچ میں ہے اور تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ سے جو فرمایا تھا اس کا جواب اس آیت میں اترا وا۔

وا اس حدیث اور آیت سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور حکم حادث ہوتاہے کیونکہ فرشتوں کو وقتاً فوقتاً ارشادات اور احکام صادر ہوتے رہتے ہیں اور رد ہوا ان لوگوں کا جو اللہ کا کلام قدیم اور ازلی جانتے ہیں البتہ یہ صحیح ہے کہ اللہ کا کلام مخلوق نہیں ہے بلکہ اس کی ذات کی طرح غیر مخلوق ہے باقی اس میں آواز ہے حروف ہیں جس لغت میں منظور ہوتاہے اللہ تعالیٰ اس میں کلام کرتاہے یہی اعتقاد ہے اہلحدیث کا اور جن متکلمین نے اس کے خلاف اعتقاد قائم کئے ہیں وہ آپ بھی بہک گئے دوسروں کو بھی بہکا گئے۔ ضلوا فاضلوا۔

۳۷۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَسِيبٍ فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ، فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَسِيبٍ وَأَنَا خَلْفَهُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقَالَ۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا

ہم سے یحییٰ (بن جعفر یا یحییٰ بن موسیٰ) نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع بن جراح نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے ایک کھیت میں جا رہا تھا آپ ایک کھجور کی لکڑی پر ٹیکا دیئے چل رہے تھے اتنے میں چند یہودیوں پر گذر ہوا۔ وہ آپس میں کہنے لگے ان سے پوچھو روح کیا چیز ہے بعضوں نے کہا نہ پوچھو۔ آخر انہوں نے پوچھا ہی آنحضرتؐ یہ سنتے ہی اس لکڑی پر ٹیکا دے کر کھڑے ہوئے میں آپؐ کے پیچھے تھا میں سمجھ گیا کہ آپؐ پر وحی آرہی ہے۔ تھوڑی دیر میں آپؐ نے (سورۂ بنی اسرائیل کی) یہ آیت سنائی تجھ سے پوچھتے ہیں روح کیا چیز ہے کہہ دے روح میرے مالک کا حکم ہے اور تم بندوں کو اکیا کچھ بہت علم ملاہے نہیں تھوڑا

قَلِيلًا - فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ قَدْ قُلْنَا لَكُمْ لَا تَسْأَلُوهُ -

ہی سا علم ہے۔ اب آپس میں یہودی کہنے لگے کیوں ہم نے (نہیں) کہا تھا کہ مت پوچھو وا۔

وا مگر تم نے نہ مانا پوچھ ہی کر چھوڑا۔ اب لو ان کی پیغمبری کا ایک اور ثبوت ہو گیا انہوں نے آپس میں صلاح کی تھی اگر یہ روح کی کچھ حقیقت بیان کریں تب تو معلوم ہو جائے گا یہ حکیم ہیں پیغمبر نہیں ہیں کیونکہ حکیموں نے اپنی عقل کے موافق روح کی تفسیر کی ہے اور پیغمبروں نے روح کی حقیقت بیان نہیں کی اس کا حکم اللہ ہی پر رکھا ہے روح اللہ کا ایک حکم ہے یعنی ایک ارشاد ہے اس ارشاد کی مدت ختم ہوتے ہی آدمی وہی رہتا ہے وہی آنکھ وہی ناک وہی جسم مگر وہ عہدہ جو اللہ تعالٰے نے آدمی کو دیا تھا جس کی وجہ سے اس کو بہت سی قدرت بہت سا اختیار تھا وہ نکل جاتا ہے۔ اب آدمی کنکر پتھر کی طرح بے حس اور بے ارادہ رہ جاتا ہے جیسے ایک آدمی سرکار کی طرف سے مجسٹریٹ ہو ایک ہی ایکا مجسٹریٹی چھن جائے فرمایئے اس میں سے کیا چیز کم ہو گئی جس سے اس کا اختیار جو رعایا پر تھا جاتا رہا۔ نہ اس کا رعب داب رعایا کے دلوں پر باقی رہا روح کی بعینہٖ یہی مثال ہے۔

---

۳۷۸ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَكَفَّلَ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ -

ہم سے اسمٰعیل بن ابی ادریس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابو الزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص محض اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی نیت سے اپنے گھر سے نکلے اس کو اللہ کے کلام کا جو اس نے قرآن میں فرمایا ہے (دل سے) یقین ہو۔ تو اللہ اس کا ضامن ہے کہ یا تو اس کو شہادت کا درجہ دے کر بہشت میں لیجائے گا۔ یا اپنے گھر کو ثواب اور لوٹ کا مال دلا کر مع الخیر لوٹا لائے گا وا۔

وا اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اس میں اللہ کے کلام کا ذکر ہے۔

---

۳۷۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے

وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَأَيُّ ذٰلِكَ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ قَالَ: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ۔

ابوموسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص (لاحق بن ضمیرہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پوچھنے لگا یارسول اللہ بعض آدمی اپنی (عزت بچانے کے لئے) حمیت اور غیرت کی وجہ سے لڑتا ہے بعضا بہادری کی وجہ سے بعضا دکھلانے اور سنانے کی نیت سے (تاکہ لوگوں میں تعریف ہو) تو ان میں سے کون لڑنا اللہ کی راہ میں لڑنا ہے آپ نے فرمایا جس لڑائی سے یہ غرض ہو کہ اللہ کا بول بالا ہو (شرک اور کفر دب جائے) وہ اللہ کی راہ میں لڑنا ہے ف۔

ف باقی ان لڑائیوں میں سے کوئی لڑائی اللہ کی راہ میں نہیں ہے۔ اسی طرح اگر مال و دولت یا حکومت یا ملک کے لئے لڑے وہ بھی اللہ کی راہ میں لڑنا نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ۔

باب (اللہ تعالیٰ کا (سورۂ نحل میں) یہ فرمانا ہم تو جب کوئی چیز بنانا چاہتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں ہو جا وہ ہو جاتی ہے

ف اور سورۂ یٰسین میں یوں فرمایا۔ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔ مطلب اس باب سے امام بخاری کا یہ ہے کہ قول اور امر دونوں سے ایک ہی چیز مراد ہے یعنی حق تعالیٰ کا کلمہ کن فرمانا۔ بویطی نے کہا اللہ نے سب مخلوق کو کلمہ کن سے پیدا کیا اگر کن بھی مخلوق ہوتا تو مخلوق کا مخلوق سے پیدا کرنا لازم آتا۔

۳۸۰۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ ظَاهِرِينَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ۔

ہم سے شہاب بن عباد نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن حمید نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت میں سے ایک گروہ حق پر غالب رہے گا یہاں تک کہ اللہ کا امر آئے (قیامت کا حکم صادر ہو)۔

۳۸۱۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا

ہم سے حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ولید بن مسلم

الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: هَذَا مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّامِ۔

نے کہا ہم سے (عبدالرحمٰن بن زید) ابن جابر نے کہا مجھ سے عمیر بن ہانی نے انہوں نے معاویہ (بن ابی سفیان) سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے میری امت کا ایک گروہ برابر اللہ کے حکم پر (قرآن حدیث پر) قائم رہے گا کوئی ان کو جھٹلائے اور ان کا خلاف کرے تو ان کا کچھ نقصان نہ ہوگا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آن پہنچے گا اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔ (قرآن وحدیث پر چل رہے ہوں گے) یہ سن کر مالک بن یخامر نے کہا میں نے معاذ بن جبلؓ سے سُنا وہ کہتے تھے یہ گروہ شام کے ملک میں ہوگا اس وقت معاویہ نے کہا مالک بن یخامر یہ کہتا ہے کہ اس نے معاذؓ سے سُنا کہ یہ گروہ شام کے ملک میں ہوگا۔

۳۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللَّهِ فِيكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللَّهُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن ابی حسین سے کہا ہم سے نافع بن جبیر نے بیان کیا انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا جب مسیلمہ کذاب اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے مدینہ میں آیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس کھڑے ہوئے فرمایا اگر تو یہ لکڑی کا ٹکڑا (جو اس وقت آپؐ کے ہاتھ میں تھا) مجھ سے مانگے تو بھی میں نہیں دوں گا ول اور اللہ نے جو حکم تیرے باب میں دے رکھا ہے تو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور اگر تو اسلام سے پھر جائیگا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ہلاک کریگا ۲۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ول چہ جائیکہ میں اپنے بعد تجھ کو خلیفہ کروں مسیلمہ کی یہی درخواست تھی۔ و۲ مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں نبوت کا دعوےٰ کیا تھا اور بہت سے لوگ اس کے پیرو ہوگئے تھے وہ بڑا شعبدہ باز آدمی تھا لوگوں کو شعبدے دکھا کر دام میں لے آیا تھا وہ مدینہ آیا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی اگر آپؐ اپنے بعد مجھ کو خلیفہ کر

جائیں۔ تو میں مع اپنے ساتھیوں کے آپ کا تابعدار ہو جاتا ہوں اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی کہ خلافت تو بڑی چیز ہے یہ ایک چھڑی کا ٹکڑا بھی تجھ کو نہیں دینے کا۔ آخر مسیلمہ اپنے ساتھیوں کو لے کر چلا گیا اور یمامہ کے ملک میں اس کی جماعت بہت ہو گئی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی ابوبکر صدیق کی خلافت میں مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں پر لشکر کشی ہوئی اس میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے لیکن بالآخر مسلمان غالب آئے اور وحشی نے مسیلمہ کو فی النار والسقر کیا جیسا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویسا ہی ہوا مسیلمہ ہلاک ہوا اس کے ساتھی سب تتر بتر ہو گئے کہتے ہیں اب بھی کہیں شاذ و نادر مسیلمہ کے پیرو باقی ہیں ان کو صادقیہ کہتے ہیں مسیلمہ نے دو کتابیں چھوڑیں جن کو وہ کتاب آسمانی کہتا تھا ایک فاروق اول دوسری فاروق ثانی۔ مسیلمہ نے کئی باتوں میں برخلاف شریعت اسلامی حکم دیا تھا مثلاً آخر میں چل کر اس نے زنا کو حلال کر دیا تھا۔ لعنۃ اللہ علیہ وعلی اتباعہ۔

۳۸۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ حَرْثِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ مَعَهُ فَمَرَرْنَا عَلَى نَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ أَنْ يَجِيءَ فِيهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوحُ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقَالَ۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتُوا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ انہوں نے عبدالواحد بن زیاد سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ بن قیس سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا میں مدینہ کے ایک کھیت میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اتنے میں چند یہودیوں پر سے گذر ہوا وہ آپس میں کہنے لگے ان سے روح کو پوچھو۔ بعضوں نے کہا مت پوچھو ایسا نہ ہو۔ وہ ایسی بات کہیں جو تم کو بری لگے اس پر دوسروں نے کہا نہیں ہم ضرور پوچھیں گے آخر ان میں کا ایک شخص کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا ابوالقاسم بتلاؤ تو روح کیا چیز ہے۔ آپ خاموش ہو رہے میں سمجھ گیا آپ پر وحی آ رہی ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتوم من العلم الا قلیلا۔ اعمش نے کہا ہم نے اس آیت کو یوں ہی پڑھا ہے (عبداللہ بن مسعودؓ کی قراءت یہی ہے مشہور قراءت

قَالَ الْأَعْمَشُ هٰكَذَا فِي قِرَاءَتِنَا۔

میں وما اوتیتم ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا۔ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ۔ سَخَّرَ ذَلَّلَ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ کہف میں) فرمانا اے پیغمبر کہہ دے اگر میرے مالک کی باتیں لکھنے کے لئے سارا سمندر روشنائی ہو جائے تو میرے مالک کی باتیں ختم نہ ہوں۔ اور سمندر تمام ہو جائے گو اتنا ہی ایک اور سمندر ہم اس کی مدد کو لائیں اور (سورہ لقمان میں) فرمانا اگر زمین میں جتنے درخت ہیں ان سب کے قلم بنائے جائیں اور سمندر روشنائی بنے اس کے بعد سات سمندر اور اتنی ہو بڑے روشنائی بنیں جب بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں اور (سورہ اعراف میں) فرمانا بے شک تمہارا مالک اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر تخت پر بیٹھ گیا رات سے دن کو ڈھانپتا ہے اور دن کو رات سے رات دن کے پیچھے لگی دوڑی آرہی ہے اور سورج اور چاند اور تاروں کو بنایا وہ سب اس کے حکم کے تابعدار ہیں سن لو اسی کی خلقت ہے اسی کا حکم چلتا ہے بڑی برکت والا ہے اللہ جو سارے جہان کا مالک ہے۔ سخر کا معنے تابعدار کیا ف۔

ف ان آیتوں کو لا کر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ امر خلق میں داخل نہیں جب تو فرمایا۔ الا له الخلق والامر اور دوسری آیتوں اور حدیثوں میں کلمات سے وہی اوامر اور ارشادات الٰہی مراد ہیں۔

۳۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَتِهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابو الزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے صرف اسی وجہ سے نکلے کہ اس کو اللہ کے کلموں کا یقین ہوا اور اس کی یہی نیت ہو کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے تو اللہ اس کا ضامن ہے یا تو شہادت کا درجہ دے کر اس کو بہشت میں

أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ.

لے جائے گا یا ثواب اور لوٹ کا مال دے کر اس کو (مع الخیر) اس کے گھر لوٹا لائے گا۔

بَابٌ فِي الْمَشِيئَةِ وَالْإِرَادَةِ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ. وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى. تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ. وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ. إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ. قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِبٍ. يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ.

باب، مشیت اور ارادہ کا بیان ۱؎

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ انفطرت میں) فرمایا تم کچھ نہیں چاہ سکتے جب تک اللہ نہ چاہے (اور سورۃ آل عمران میں) فرمایا تو جس کو چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور (سورۂ کہف میں) فرمایا کسی بات کو مت کہہ کل میں اس کو کرونگا مگر یہ شرط لگا کر اگر اللہ چاہے اور (سورۂ قصص میں) فرمایا تو جس کو چاہے اس کو راہ پر نہیں لگا سکتا یہ اللہ تعالےٰ کا کام ہے وہ جس کو چاہتا ہے راہ پر لگاتا ہے سعید بن مسیب نے اپنے والد سے نقل کیا (یہ روایت کتاب التفسیر میں موصولاً گذر چکی ہے) یہ آیت ابو طالب کے باب میں اتری اور (سورۂ بقر میں) فرمایا اللہ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم پر سختی کرنا نہیں چاہتا۔ ۲؎

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

۱؎ اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ مشیت اور ارادہ دونوں کو ثابت کریں دونوں ایک ہی ہیں امام شافعی سے بیہقی نے نکالا انہوں نے کہا مشیت اللہ کا ارادہ ہے کرامیہ نے ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ قرآن کی آیتوں سے دونوں کا ایک مطلب ثابت ہوتا ہے۔ ۲؎ یہاں یرید کا لفظ جو ارادہ سے نکلا ہے۔

۳۸۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَعَوْتُمُ اللَّهَ فَاعْزِمُوا فِي الدُّعَاءِ وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي فَإِنَّ اللَّهَ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم اللہ سے دعا کرو تو قطعی طور سے مانگو (یعنی فلاں چیز ہم کو عنایت فرما) یوں نہ کہو اگر تو چاہے تو ہم کو دے کیونکہ اللہ پر کوئی جبر کرنیوالا نہیں (پھر مشیت کی قید لگانا لغو ہے)

۱؎ تو ہر کام اپنے ارادے سے کرتا ہے۔

۳۸۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ لَهُمْ أَلَا تُصَلُّونَ؟ قَالَ عَلِيٌّ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قُلْتُ لَهُ ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَيَقُولُ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے۔ دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے بھائی عبدالحمید نے۔ انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے محمد بن ابی عتیق سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام سے ان سے امام حسینؓ نے بیان کیا ان سے حضرت علیؓ نے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے اور حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے ان سے فرمایا تم نماز نہیں پڑھتے (یعنی تہجد کی نماز) حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (بات یہ ہے) ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب ہم کو اٹھانا چاہے گا اٹھاوے گا حضرت علیؓ کہتے ہیں جب میں نے یہ کہا تو یہ جواب سن کر آں حضرتؐ لوٹ گئے۔ کچھ جواب نہیں دیا پھر جب آپ پیٹھ موڑ کر جا رہے تھے اس وقت میں نے سنا۔ اپنی ران پر ہاتھ مارتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھ رہے تھے (جو سورہ کہف میں ہے) وکان الانسان اکثر شئے جدلا۔

۳۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الزَّرْعِ يَفِيءُ وَرَقُهُ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ تُكَفِّئُهَا فَإِذَا سَكَنَتْ اعْتَدَلَتْ وَكَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ يُكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَ

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے کہا ہم سے ہلال بن علیؓ نے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثال کھیتی کے نرم پودے کی سی ہے جدھر کی ہوا آتی ہے اُدھر اس کے پتے جھکتے ہیں وہ بھی جھک جاتا ہے پھر جب ہوا تھم جاتی ہے تو سیدھا ہو جاتا ہے یہی حال مسلمان کا ہے بلاؤں اور مصیبتوں سے وہ جھک جاتا ہے (پھر ایمان کی وجہ سے صبر کر کے سیدھا ہو جاتا ہے) اور کافر کی مثال شمشاد کے درخت

مَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتَّى يَقْصِمَهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ

کی سی ہے وہ سخت اور سیدھا ہی رہتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اس کو جڑ سے اکھیڑ ڈالتا ہے ف۱۔

ف۱ بس جہاں کافر پر مصیبت آئی پھر نہیں بچتا بلکہ دنیا سے چلتا ہوتا ہے کیونکہ اس کو ایمان نہیں اور اللہ کے فضل وکرم پر بھروسہ نہیں مصیبت آتے ہی اس کا دل ٹوٹ جاتا ہے کم بخت خدا کی رحمت سے ناامید ہو جاتا ہے اور دنیا سے چل بستا ہے اس حدیث کا مجھ کو متواتر تجربہ ہو چکا ہے کافر ملحد او جڈ جاہل دنیا پرست اپنی دولت واقبال پر مغرور رہتے ہیں بیمار تک نہیں ہوتے مگر جہاں ان کے اقبال کا زمانہ ختم ہوا کوئی بلا آئی وہی جان دے دیتے ہیں یا تو رنج کے مارے خود مر جاتے یا خودکشی کر لیتے ہیں مومن پر ہزاروں مصائب آتے ہیں مگر وہ خدا سے پھر بھلائی کی امید رکھ کر صبر کئے رہتا ہے اور اسی امید پر اس کی زندگی قائم رہتی ہے ان مع العسر یسراً۔

ف۲ رسید شرنکہ ایام غم نخواہد ماندہ بین الناس خود میری نسبت بعضے دشمنوں نے یہ خیال کیا تھا کہ زوال عہدہ اور فقدان معاش اور کثرت اخراجات وغیرہ سے ان کا زندہ رہنا مشکل ہے مگر اللہ تعالیٰ نے سب کام آسان کر دیئے جب میں عہدے پر مامور تھا اس سے بھی زیادہ مجھ کو متموّل اور غنی اور مال دار کر دیا تھا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور ایسی عظیم الشان خدمت مجھ سے متعلق کی جس کا فیض اور ثواب قیامت تک باقی رہے گا کسی دشمن کے مٹائے مٹ نہ سکے گا تمام دنیاداروں کی اور دنیادار بادشاہوں کی یادگاریں مٹ جائیں گی مگر میری یادگار قیامت تک لازوال اور مستحکم ہے فاللہ ہو الولی وہو یحیی الموتی وہو علی کل شیٔ قدیر۔

۳۸۸- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا

ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ منبر پر کھڑے تھے فرماتے تھے تمہاری (یعنی تم مسلمانوں کی عمر دنیا میں بقا) اگلی امتوں کے مقابل ایسی ہے۔ جیسے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک ہوا یہ کہ توراۃ والوں کو توراۃ ملی۔ انہوں نے دوپہر دن تک اس پر عمل کیا پھر عاجز ہوگئے (دن پورا نہ کر سکے) آخر ایک ایک قیراط ان کو مزدوری ملی اس کے بعد انجیل والوں کو انجیل

قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا بِهِ حَتَّى صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتَّى غُرُوبَ الشَّمْسِ فَأُعْطِيتُمْ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ قَالَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ رَبَّنَا هٰؤُلَاءِ أَقَلُّ عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا، قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ قَالُوا: لَا، فَقَالَ: فَذٰلِكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ۔

ملی انہوں نے دوپہر سے عصر کی نماز تک اس پر عمل کیا اس کے بعد عاجز ہوگئے (سارا دن پورا نہ کر سکے) ان کو بھی ایک ایک قیراط کی مزدوری ملی پھر تم کو قرآن دیا گیا تو تم نے سورج ڈوبے تک اس پر عمل کیا (کام پورا کر دیا) تم کو دو دو قیراط مزدوری کے ملے اب توراۃ والے کہنے لگے ف۔ پروردگار ان مسلمانوں نے کام تو کم کیا اور ان کو مزدوری زیادہ ملی پروردگار نے فرمایا پھر تم کو کیا میں نے تمہارا کچھ حق دبا رکھا انہوں نے کہا نہیں (حق تو ہمارا پورا ملا) پروردگار نے فرمایا پھر یہ میرا فضل ہے میں جس پر چاہتا ہوں کرتا ہوں (اس میں تمہارا کیا اجارہ ہے)

ف اس روایت میں اتنا ہے کہ توراۃ والوں نے یہ کہا اور ان کا وقت مسلمانوں کے وقت سے زیادہ ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے جس روایت میں یہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ دونوں نے یہ کہا اس سے حنفیہ نے دلیل لی ہے۔ کہ عصر کی نماز کا وقت دو مثل سایہ سے شروع ہوتا ہے مگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ اور اس روایت کے الفاظ پر تو استدلال کا کوئی محل ہی نہیں ہے۔

۳۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ فَقَالَ: أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف صنعانی نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوادریس (عائذ اللہ) سے انہوں نے عبادہ بن صامتؓ سے انہوں نے کہا میں نے اور کئی آدمیوں کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی آپ نے فرمایا میں تم سے ان شرطوں پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے چوری نہ کرو گے اپنی اولاد کا خون نہ کرو گے کوئی بہتان اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے اٹھا کر کھڑا نہ کرو گے اور اچھی بات میں میری نافرمانی

أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَطَهُورٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللَّهُ فَذَلِكَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ۔

نہ کروگے پھر جو کوئی تم میں سے ان شرطوں کو پورا کرے اللہ اس کو ثواب دے گا اور جو کوئی ان گناہوں میں سے کوئی گناہ کر بیٹھے اور دنیا ہی میں اس کی سزا مل جائے (حد شرعی پڑ جائے) تو یہی اس کی کفارہ اور پاکیزگی ہوگی۔ (گناہ معاف ہوجائے گا) اگر (دنیا میں سزا نہ ملے) اللہ اس کا گناہ چھپائے رکھے تو (آخرت میں) اللہ کا اختیار ہے چاہے اسکو عذاب دے چاہے اسکا گناہ بخش دے۔

۳۹۰۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَهُ سِتُّونَ امْرَأَةً فَقَالَ: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى نِسَائِي فَلْيَحْمِلْنَ كُلُّ امْرَأَةٍ وَلْتَلِدْنَ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَطَافَ عَلَى نِسَائِهِ فَمَا وَلَدَتْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَلَدَتْ شِقَّ غُلَامٍ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كَانَ سُلَيْمَانُ اسْتَثْنَى لَحَمَلَتْ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ فَوَلَدَتْ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے۔ انہوں نے ایوب سختیانی سے۔ انہوں نے محمد ابن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ حضرت سلیمانؑ پیغمبر کی ساٹھ بیبیاں تھیں۔ انہوں نے کہا میں آج شب کو اپنی سب عورتوں کے پاس ہو آؤں گا اور ہر ایک عورت حاملہ ہوکر ایک بچہ جنے گی جو گھوڑے پر سوار ہوکر اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا خیر انہوں نے ایسا ہی کیا رات کو اپنی سب بی بیوں کے پاس گئے (ان سے صحبت کی) پھر کوئی عورت نہ جنی (کسی کو حمل نہ رہا) ایک عورت جنی وہ بھی ادھورا بچہ۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر سلیمانؑ انشاء اللہ کہتے تو ہر عورت کو پیٹ رہ جاتا اور اس کا بچہ پیدا ہوتا جو سوار ہوکر اللہ کی راہ میں جہاد کرتا وا۔

وا۔ ترجمہ باب انشاء اللہ کے لفظ سے نکلا کیونکہ اس میں مشیّت الٰہی کا ذکر ہے۔

۳۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ

مجھ سے محمد (ابن سلام یا محمد بن مثنی) نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی نے کہا ہم سے خالد حذاء نے

الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ فَقَالَ: لَا بَأْسَ عَلَيْكَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ: قَالَ الْأَعْرَابِيُّ طَهُورٌ بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ تُزِيرُهُ الْقُبُورَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذَنْ۔

انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گنوار (قیس بن ابی حازم) اس کے پوچھنے کو تشریف لے گئے (وہ بخار سے بیمار تھا) آپؐ نے فرمایا کچھ فکر نہیں انشاء اللہ یہ بیماری تجھ کو گناہوں سے پاک کر دے گی (یا تو اچھا ہو جائیگا) وہ کیا کہنے لگا واہ واہ یہ تو بخار ہے جو ایک بڑے بوڑھے شخص پر زور مار رہا ہے اس کو قبر تک پہنچا کر چھوڑے گا آپؐ نے فرمایا ہاں تجھ کو ایسا خیال ہے تو ایسا ہی ہوگا وا۔

وا طبرانی کی روایت میں ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو ہماری بات نہیں مانتا تو جیسا تو سمجھتا ہے ویسا ہی ہوگا اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہے گا پھر دوسرے دن شام بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ دنیا سے گذر گیا۔

۳۹۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ حِينَ نَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ وَرَدَّهَا حِينَ شَاءَ فَقَضَوْا حَوَائِجَهُمْ وَتَوَضَّئُوا إِلَى أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَضَّتْ فَقَامَ فَصَلَّى۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو ہشیم بن بشیر نے خبر دی انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سلمی سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے وہ قصہ بیان کیا جب لوگ سو گئے تھے اور صبح کی نماز قضا ہو گئی تھی وا تو کہا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری جانیں جب تک چاہا روک رکھیں اور جب چاہا چھوڑ دیں (تم جاگ اٹھے) آخر لوگوں نے حاجت پوری کی اور وضو کیا اتنے میں سورج پورا نکل آیا اور سفید ہو گیا اس وقت آپؐ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی۔

وا یہ قصہ باب الاذان میں گذر چکا ہے۔

۳۹۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَالْأَعْرَجِ ح

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن ہرمز اور اعرج سے دوسری سند امام بخاری

وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ فِي قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ الْيَهُودِيَّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يُصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللَّهُ۔

نے کہا اور ہم سے اسمٰعیل بن ابی ادریس نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے انہوں نے سلیمان بن بلال سے۔ انہوں نے محمد بن ابی عتیق سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سعید بن مسیب سے۔ کہ ابوہریرہؓ نے کہا کہ ایک مُسلمان (حضرت ابوبکر صدیقؓ) اور یہودی (فنحاص) میں تکرار ہوئی مُسلمان کہنے لگا قسم اس پروردگار کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان والوں پر چن لیا۔ یہودی کہنے لگا قسم اس پروردگار کی جس نے حضرت موسیٰؑ کو سارے جہان والوں پر چن لیا یہ سن کر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کو ایک طمانچہ رسید کیا۔ یہودی آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس فریاد کرنے کو گیا اور سارا قصہ جو اس میں اور مسلمان میں گذرا تھا آپؐ سے بیان کیا آپؐ نے فرمایا مسلمانو دیکھو مجھ کو موسیٰ سے مت بڑھاؤ[1] قیامت کے دن (پہلا صور پھونکنے پر) لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پھر (دوسرا صور پھونکنے پر) سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا۔ کیا دیکھوں گا موسیٰ پیغمبر (مجھ سے پہلے) عرش کا کونہ تھامے کھڑے ہیں اب میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہو کر مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا وہ ان لوگوں میں داخل ہیں جن کا اللہ نے اس آیت میں استثناء کیا ہے[2]۔

[1] یعنی موسیٰؑ پر فضیلت نہ دو یہ آپؐ نے تواضع کی راہ سے فرمایا یا مطلب یہ ہے کہ اس طرح سے فضیلت نہ دو کہ حضرت موسیٰؑ کی توہین نکلے یا یہ واقعہ پہلے کا ہے جب تک آپؐ کو یہ نہیں بتلایا گیا تھا کہ آپ سب پیغمبروں سے افضل ہیں۔ [2] فصعق من فی السموٰت ومن فی الارض الا من شاء اللہ (جو سورۂ زمر میں ہے) باب کا مطلب اس سے نکلا۔ کہ آیت میں الا من شاء اللہ کا لفظ ہے اللہ کی مشیت مذکور ہے الا من شاء اللہ سے جبرائیل میکائیل اسرافیل عزرائیل رضوان خازن بہشت مالک خازن دوزخ حاملان عرش مراد ہیں یہ بے ہوش نہ ہوں گے۔

۳۹۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي عِيسَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُونُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

ہم سے اسحاق بن ابی عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی کہا ہم کو شعبہ بن حجاج نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال مدینہ پر آئے گا دیکھے گا تو وہاں فرشتے پہرہ دے رہے ہیں۔ تو اگر خدا نے چاہا مدینہ میں دجال نہ آسکے گا نہ طاعون۔

۳۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فَأُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ابوہریرہؓ نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کو ایک ایک دعا ایسی ملی ہے جس کے قبول کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کرلیا ہے میں خدا چاہے تو اپنی یہ دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے چھپا رکھوں گا۔

۳۹۶- حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ ابْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ فَنَزَعْتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَنْزِعَ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ

ہم سے یسرہ بن صفوان بن جمیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے زہریؒ سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار میں سو رہا خواب میں کیا دیکھتا ہوں ایک کنویں پر کھڑا ہوں میں نے اس میں سے جتنا اللہ کو منظور تھا اتنا پانی نکالا پھر پانی کا ڈول (میرے ہاتھ سے) ابوبکر صدیق نے لے لیا انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے وہ بھی ناتوانی کے ساتھ سے اللہ ان کو بخشے پھر وہ ڈول عمر بن خطابؓ نے (ابوبکرؓ کے ہاتھ سے) لے

يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ حَوْلَهُ بِعَطَنٍ۔

لیا ان کے لیتے ہی وہ یا تو ڈول تھا یا چرسہ ہوگیا (جس سے کھیت سینچتے ہیں) میں نے عمر کا سا شہ زور شخص نہیں دیکھا جو ان کی طرح پانی نکالتا ہو اتنا پانی نکالا کہ لوگ اپنے جانوروں کو سیراب کر کے بٹھلانے کی جگہ لے گئے۔

ف ترجمہ باب یہیں سے نکلا کیونکہ حدیث میں مشیّت کا ذکر ہے۔

۳۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ وَرُبَّمَا قَالَ جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوا فَلْتُؤْجَرُوا وَيَقْضِي اللهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ مَا شَاءَ۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے۔ انہوں نے برید سے انہوں نے ابو بردہ سے۔ انہوں نے ابو موسیٰؓ سے۔ انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب کوئی سائل یا کوئی احتیاج والا آتا تو آپ صحابہؓ سے فرماتے تم بھی اس کی سفارش کرو تم کو ثواب ملے گا اور اللہ کو تو جو منظور ہے وہ اپنے پیغمبر کی زبان پر ڈالے گا ف۔

ف تم کو نیک کام میں سفارش کرنے کا یا کسی مسلمان کی کاربرداری کے لئے سفارش کرنے کا ثواب مل جائے گا۔ مطلب حاصل ہو یا نہ ہو یہ اللہ کا اختیار ہے باب کا مطلب حدیث کے اس لفظ سے نکلا ویقضی اللہ علی لسان رسولہ ماشاء۔

۳۹۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقُلْ أَحَدُكُمُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ ارْزُقْنِي إِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ مَسْأَلَتَهُ إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ لَا مُكْرِهَ لَهُ۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ جعفی نے (یا یحییٰ بلخی) نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الرزاق نے انہوں نے معمر سے انہوں نے ہمام سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی یوں نہ کہے یا اللہ اگر تو چاہے تو مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے تو مجھ کو روزی دے بلکہ قطعی طور سے مانگے (یا اللہ مجھ کو بخش دے رحم کر روزی دے) اس لئے کہ اللہ تو وہی کام کرتا ہے جو

چاہتا ہے اس پر زبردستی کرنیوالا کوئی نہیں ف۱۔

* * * * * * * * * * *

ف۱ باب کا مطلب اس سے نکلا یفعل ما یشاء۔

۳۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرٌو: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى أَهُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هٰذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ؟ قَالَ نَعَمْ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ يَقُولُ: بَيْنَا مُوسَى فِي مَلَإٍ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ؟ فَقَالَ مُوسَى: لَا، فَأُوحِيَ إِلَى مُوسَى بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوتَ آيَةً وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ مُوسَى يَتْبَعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ابو حفص عمرو بن ابی سلمہ نے کہا ہم سے امام اوزاعی نے کہا مجھ سے ابن شہاب نے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ ابن عتبہ بن مسعودؓ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے حر بن قیس بن حصن فزاری سے۔ اس میں جھگڑا کیا کہ موسیٰ علیہ السلام جن صاحب سے جا کر ملے تھے وہ خضر تھے یا اور کوئی اتنے میں ابی ابن کعب صحابی ادھر سے گذرے ابن عباسؓ نے ان کو بلایا اور کہا مجھ میں اور میرے اس ساتھی میں یہ بحث ہو رہی ہے کہ موسیٰؑ نے جن صاحب سے ملاقات کی خواہش کی تھی وہ کون تھے کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ سنا ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ سنا ہے آپ فرماتے تھے ایک بار موسیٰؑ پیغمبر بنی اسرائیل کے سرداروں (یا جماعت) میں بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص ان کے پاس آیا پوچھنے لگا تم اپنے سے بڑھ کر بھی کسی عالم کو جانتے ہو انہوں نے کہا نہیں (حضرت موسیٰؑ کا یہ کہنا جناب احدیت کو ناگوار ہوا) وحی آئی تجھ سے بڑھ کر عالم ہمارا ایک بندہ خضر موجود ہے حضرت موسیٰ نے پروردگار سے درخواست کی مجھ کو اس بندے سے ملا دے اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کو ان کیلئے نشانی مقرر کیا۔ اور فرمایا جہاں یہ مچھلی گم ہو جائے وہیں لوٹ آ۔ وہ بندہ تجھ سے ملے گا تو حضرت موسیٰ دریا میں اسی مچھلی کے نشان پر جا رہے تھے اتنے میں موسیٰ کے خادم (یوشع) نے کہا سنو تو جب ہم صخرے کے پاس ٹھہرے تھے (تم سو گئے تھے) تو میں مچھلی کا قصہ ہی کہنا بھول گیا اور یہ شیطان

الْبَحْرِ فَقَالَ فَتَى مُوسَى لِمُوسَى أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ فَقَالَ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا وَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللَّهُ۔

ہی کا کام تھا۔ اس نے مجھ کو مچھلی کی یاد بھلا دی۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہا۔ واہ واہ ہم تو اسی فکر میں تھے ف۱ آخر دونوں باتیں کرتے ہوئے اپنے قدموں کی نشانی پر لوٹے (کیونکہ آگے بڑھ گئے تھے) وہاں خضر سے ملاقات ہوئی پھر وہ قصہ گذرا جو اللہ نے قرآن میں بیان فرمایا ف۲۔

ف۱ کہ مچھلی گم ہوگئی ہے وہیں تو خضر سے ملاقات ہوگی۔ ف۲ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ اس میں حضرت خضرؑ اور حضرت موسےٰؑ کے قصے کی طرف اشارہ ہے جو قرآن میں بیان ہوا ہے اور قرآن میں حضرت موسےٰؑ کا یہ قول اسی قصہ میں مذکور ہے ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لک امرا۔

۴۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ أَحْمَدُ ابْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ يُرِيدُ الْمُحَصَّبَ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے دوسری سند اور احمد بن صالح نے کہا (جو امام بخاری کے شیخ تھے) ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہا مجھ کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا کل ہم خدا چاہے تو بنی کنانہ کے ٹیکرے (محصب) پر اتریں گے جہاں پر قریش کے لوگوں نے کافر رہنے کی (اور بنی ہاشم اور بنی مطلب سے ترک معاملہ کرنیکی) قسم کھائی تھی۔

۴۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: حَاصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے ابوالعباس (سائب بن فروخ) سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سَلَّمَ أَهْلَ الطَّائِفِ فَلَمْ يَفْتَحْهَا فَقَالَ: إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: نَقْفُلُ وَلَمْ تُفْتَحْ قَالَ: فَاغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَأَصَابَتْهُمْ جِرَاحَاتٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَكَأَنَّ ذَلِكَ أَعْجَبَهُمْ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

نے طائف والوں کو گھیر لیا اس کو فتح نہیں کیا آخر آپ نے فرمایا کل خدا چاہے تو ہم (مدینہ کو) لوٹ کر چلیں گے۔ اس پر مسلمان بولے واہ ہم بغیر فتح کئے لوٹ جائیں آپ نے فرمایا ایسا ہے تو پھر کل سویرے لڑائی شروع کرو صبح کو مسلمان لڑنے گئے لیکن (قلعہ فتح نہیں ہوا) مسلمان زخمی ہوئے وا پھر آپ نے فرمایا صبح کو خدا نے چاہا تو ہم (مدینہ) میں لوٹ چلیں گے۔ اس پر مسلمان خوش ہوئے (اب کسی نے یہ نہیں کہا ہم بغیر فتح کئے کیسے جائیں) یہ حال دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔

وا قلعہ والوں نے اندر سے تیر مارے مسلمانوں کے تیر وہاں تک نہیں پہنچتے تھے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ، وَلَمْ يَقُلْ مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَقَالَ مَسْرُوقٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ إِذَا تَكَلَّمَ اللَّهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمٰوَاتِ شَيْئًا فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ وَسَكَنَ الصَّوْتُ عَرَفُوا أَنَّهُ الْحَقُّ وَنَادَوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُنَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ سبا میں) فرمانا اور خدا کے پاس سفارش کام نہیں آتی۔

مگر جس کو وہ حکم دے جب ان کے (یعنے فرشتوں کے) دل سے گھبراہٹ جاتی رہتی ہے تو آپس میں کہتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا دوسرے کہتے ہیں حق فرمایا (بجا ارشاد ہوا) اور وہ بلند ہے بڑا فرشتوں نے یوں کہا پروردگار نے فرمایا۔ یوں نہیں کہا پروردگار نے کیا بنایا کیا پیدا کیا وا اور (آیۃ الکرسی میں) فرمایا کون ایسا ہے جو اس کے بن حکم یعنی بن اجازت اس کے پاس سفارش کرے اور مسروق بن اجدع تابعی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے وا اللہ تعالیٰ جب وحی بھیجنے کے لئے بولتا ہے تو آسمان والے فرشتے کچھ سنتے ہیں وا پھر جب ان کی گھبراہٹ جاتی رہتی ہے اور پروردگار کی آواز تھم جاتی ہے پہچان لیتے ہیں کہ یہ کلام برحق ہے اور ایک دوسرے

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَحْشُرُ اللّٰہُ الْعِبَادَ فَیُنَادِیْھِمْ بِصَوْتٍ یَسْمَعُہٗ مَنْ بَعُدَ کَمَا یَسْمَعُہٗ مَنْ قَرُبَ أَنَا الْمَلِکُ أَنَا الدَّیَّانُ۔

کو پکارتے ہیں کیوں پروردگار نے کیا فرمایا دوسرے کہتے ہیں بجا ارشاد فرمایا اور جابر رضؓ نے عبداللہ بن انیس صحابی رضؓ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ (قیامت کے دن) بندوں کا حشر کریگا پھر آواز سے ان کو پکارے گا اس کی آواز نزدیک اور دور والے سب برابر سنیں گے فرمائے گا میں بادشاہ ہوں میں ہر ایک کے اعمال کا بدلہ دینے والا ہوں۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ف۱ یہ باب لاکر امام بخاری نے معتزلہ اور متکلمین کا رد کیا معتزلہ کہتے ہیں کہ اللہ کا کلام معاذاللہ مخلوق ہے اور مخلوقات کی طرح متکلمین کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں نہ حروف ہیں نہ آواز ہے بلکہ اللہ کا کلام عبارت ہے ایک کلام نفسی سے جو ایک صفت ازلی ہے اس کی ذات سے قائم ہے اور سکوت کے منافی ہے اسی کلام سے اگر عربی میں تعبیر کرو تو قرآن ہے اور عبرانی میں تعبیر کرو تو وہ تورات ہے میں کہتا ہوں یہ ایک لغو خیال ہے جو متکلمین نے ایک قاعدہ فاسدہ کی بناپر باندھا ہے انہوں نے یہ تصور کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے کلام میں حروف اور اصوات ہوں اور وہ ہر وقت جب اللہ چاہے اس سے صادر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ حوادث کا محل ہو جائے گا اور جو حوادث کا محل ہوتا ہے وہ حادث ہوتا ہے حالانکہ یہ قاعدہ خود ایک ڈھکوسلا ہے اور بناء الفاسد علی الفاسد ہے ایک ذات قدیم فاعل مختار سے نئی نئی باتیں صادر ہونا اس کے حدوث کو مستلزم نہیں۔ بلکہ اس کے کمال پر دال ہیں اور ہماری شریعت اور نیز اگلی شریعتیں سب اس بات سے بھری ہوئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے اس وقت کلام کرتا ہے اور فرشتے اس کا کلام سنتے ہیں اس کے حکم کے موافق تعمیل کرتے ہیں حضرت موسیٰ نے اس کا کلام سنا جس میں آواز تھی اللہ تعالیٰ ہر روز ہر آن نئے نئے احکام صادر فرماتا ہے نئی نئی مخلوقات پیدا کرتا ہے کیا اس سے اس کے قدیم اور ازلی ہونے میں کوئی فرق آیا ہرگز نہیں آیا خود فلاسفہ جنہوں نے اس قاعدہ فاسدہ کی بنا ڈالی ہے وہ کہتے ہیں عقل فعال قدیم ہے حالانکہ ہزارہا حوادث اور اشیاء اس سے صادر ہوتے ہیں غرض مسئلہ کلام میں ہزاروں آدمی گمراہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے جادہ مستقیم سے منہ موڑ کر واہی تاویلات اختیار کی ہیں اور اپنی دانست میں یہ لوگ بڑے محقق اور دانشمند بنے ہیں حالانکہ محض بے عقلی ہیں اللہ تعالیٰ جو ہر شے پر قادر اور تمام کمالات سے موصوف ہے اور اس نے اپنے ایک ادنیٰ مخلوق انسان کو کلام کی طاقت دی ہے وہ تو کلام نہ کر سکے نہ اپنی آواز کسی کو سنا سکے اور اس کی مخلوق فراغت سے جب چاہیں باتیں کیا کریں یہ کیا نادانی کا خیال ہے صحیح مذہب اہل حدیث اور محققین حنابلہ کا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے اور جس زبان میں چاہے کلام فرماتا ہے اور قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں اس کے کلام ہیں اور ازلی اور غیر مخلوق ہیں اس کے کلام میں حروف و صوات ہیں وہ جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے۔ ف۲

اس کو امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں وصل کیا۔ ف۳ے ایک آواز سنتے ہیں جیسے زنجیر کو گھسیٹو ویسی آواز ہوتی ہے ف۴ے اس کو امام بخاری نے ادب مفرد میں اور امام احمد اور ابو یعلیٰ اور طبرانی نے وصل کیا۔

٤٠٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهُ صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ، قَالَ عَلِيٌّ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهٰذَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ عَلِيٌّ قُلْتُ لِسُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فُزِّعَ قَالَ سُفْيَانُ هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هٰكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَاءَتُنَا۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آسمان میں جب کوئی حکم دیتا ہے ف۱ے تو فرشتے عاجزی سے اپنے پنکھ مارنے لگتے ہیں یعنی اس کا ارشاد سُن کر جس میں ایسی آواز ہوتی ہے جیسے ایک لوہے کی زنجیر چکنے پتھر پر چلاؤ۔ علی بن مدینی کہتے ہیں سفیان کے سوا دوسرے راویوں نے اس حدیث میں بجائے صفوان کے بہ فتحۂ فاء صَفَوان روایت کیا ہے ف۲ے۔ یہ آواز فرشتوں تک پہنچتی ہے جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ جاتی رہتی ہے۔ تو وہ مقرب فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ پروردگار نے کیا ارشاد فرمایا وہ کہتے ہیں۔ بجا ارشاد فرمایا وہ بلند بڑا ہے۔ علی بن مدینی نے کہا اور ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ عمرو بن دینار نے عکرمہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے یہی حدیث روایت کی سفیان بن عیینہ نے کہا عمرو بن دینار نے کہا میں نے عکرمہ سے سُنا وہ کہتے تھے ہم سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا۔ علی بن مدینی نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کیا عمرو بن دینار نے یوں کہا میں نے عکرمہ سے سُنا انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہا ہاں۔ علی نے یہ بھی کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا ایک آدمی نے عمرو بن دینار سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً یوں روایت کی ہے کہ آیت میں فُرِّغَ (یعنی جیسے مشہور قرات ہے) سفیان نے کہا عمرو بن دینار اس آیت میں اسی طرح پڑھتے تھے اب میں یہ نہیں جانتا

* * * * * * *
* * * * * * *
* * * * * * *

کہ انہوں نے یہ قرات عکرمہ سے سُنی یا نہیں سفیان نے کہا ہم بھی یوں ہی پڑھتے تھے۔ (یعنی فزّع ف۳)۔

ف۱ طبرانی کی روایت میں ہے جب اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے۔
ف۲ ابوسفیان نے صفوان بہ سکون فا روایت کیا دونوں کے معنے ایک ہیں یعنی چکنا صاف سپاٹ پتھر۔
ف۳ اور ابن عامر نے فزع پڑھا ہے بہ صیغہ معروف بعضوں نے فرّغ پڑھا ہے رائے مہملہ سے جب ان کے دلوں کو فراغت حاصل ہو جاتی ہے مطلب وہی ہے کہ ڈر جاتا رہتا ہے ان سندوں کو بیان کرکے امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ اوپر کی روایت جو عن عن کے ساتھ ہے وہ متصل ہے۔

۴۰۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ وَ قَالَ صَاحِبٌ لَهُ يُرِيدُ أَنْ يَجْهَرَ بِهِ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی انہوں نے ابوہریرہؓ سے وہ کہتے تھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کسی بات کو اتنا متوجہ ہو کر نہیں سُنتا جتنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن متوجہ ہو کر سُنتا ہے جو خوش آوازی سے اس کو پڑھتا ہے۔ ابوہریرہؓ کے ایک ساتھی نے کہا اس حدیث میں یتغنی بالقرآن کے یہ معنے ہے کہ اس کو پکار کر پڑھتا ہے ف۱۔

ف۱ بظاہر اس حدیث کا تعلق باب سے معلوم نہیں ہوتا کرمانی نے کہا امام بخاری نے اذن کے معنے اجازت دینے کے سمجھے نہ متوجہ ہو کر سننے کے اور اسی لئے وہ اس حدیث کو اس باب میں لائے میں کہتا ہوں امام بخاری کا مطلب اس حدیث کے یہاں لانے سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا متوجہ ہو کر سُننا اس حدیث سے ثابت ہوا اور سُننا بھی ایک صفت ہے مخلوق کی جیسے بولنا پھر سننے کا تو اقرار کرتے ہیں یعنی حق تعالیٰ کے سمع کے قائل اور کلام کا انکار کرتے ہیں یہ نری ہٹ دھرمی ہے۔

۴۰۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ابْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم

الأعمش: حدثنا أبو صالح عن أبي سعيد الخدري قال قال النبي صلى الله عليه وسلم: يقول الله يا آدم فيقول لبيك وسعديك فينادى بصوت إن الله يأمرك أن تخرج من ذريتك بعثا إلى النار۔

سے ابو صالح (ذکوان) نے۔ انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) آدمؑ سے فرمائے گا آدم! وہ عرض کریں گے حاضر ہوں تیری خدمت کے لئے مستعد ہوں پھر بلند آواز سے ان کو پکارے گا وا۔ اللہ تجھ کو یہ حکم دیتا ہے تو اپنی اولاد میں سے دوزخ کا لشکر نکال۔

وا یہاں سے اللہ کے کلام میں آواز ثابت ہوئی اور ان نادانوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں اللہ کے کلام میں نہ آواز ہے نہ حروف ہیں معاذ اللہ اللہ کے لفظوں کو کہتے ہیں یہ اللہ کے کلام نہیں ہیں کیونکہ الفاظ اور حروف اور اصوات سب حادث ہیں امام احمد نے فرمایا یہ کم بخت لفظیہ جہمیہ سے بدتر ہیں۔

۷۰۵۔ حدثنا عبيد بن إسماعيل حدثنا أبو أسامة عن هشام عن أبيه عن عائشة قالت: ما غرت على امرأة ما غرت على خديجة ولقد أمره ربه أن يبشرها ببيت في الجنة۔

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا مجھ کو اتنی رشک اپنی کسی سوکن پر نہیں آتی جتنی حضرت خدیجہؓ پر آئی۔ اللہ تعالیٰ نے آں حضرتؐ کو حکم دیا کہ خدیجہؓ کو بہشت میں ایک گھر کی بشارت دیں وا۔

وا اس حدیث سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ اللہ کا کلام صرف نفسی اور قدیم نہیں ہے بلکہ وقتاً فوقتاً وہ کلام کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت خدیجہؓ کو بشارت دینے کے لئے اس نے کلام کیا۔

باب كلام الرب مع جبريل ونداء الله الملائكة وقال معمر: وإنك لتلقى القرآن أي يلقى عليك وتلقاه أنت أي تأخذه

باب اللہ تعالیٰ کا حضرت جبریلؑ سے بات کرنا اور فرشتوں کو پکارنا معمر بن مثنیٰ (ابو عبیدہ) نے کہا یہ جو اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نمل میں) فرمایا اے پیغمبر تجھ کو قرآن اس کی طرف سے ملتا ہے جو حکمت والا خبردار ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن تجھ پر ڈالا

عَنْهُمْ وَمِثْلُهُ فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ۔

جانتا ہے اور تواس کو لیتا ہے جیسے (سورۃ بقر میں) فرمایا فتلقی آدم من ربہ کلمات یعنی آدمؑ نے اپنے پروردگار سے چند کلمے حاصل کئے ان کا استقبال کیا۔ ف۱

ف۱ اصل میں تلقی کے معنے آگے جاکر ملنے یعنی استقبال کرنے کے ہیں چونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے انتظار میں رہتے اس وقت وحی اترتی تو گویا آپؐ وحی کا استقبال کرتے اس قول سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ اللہ کے کلام میں حروف اور الفاظ ہیں ورنہ پیغمبر لوگ اس کو کیسے لے سکتے۔ سورۃ بقر کی آیت میں صاف کلمات کا لفظ ہے یعنے آدمؑ نے جو الفاظ سیکھے تھے وہ اللہ تعالی کے بتلائے ہوئے تھے۔

۷۰۶۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي جِبْرِيلُ فِي السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ وَيُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ۔

مجھ سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالصمد نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریلؑ کو پکارتا ہے (آواز دیتا ہے) دیکھو اللہ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے تو بھی اس سے محبت رکھ پھر جبریلؑ بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اس کے بعد جبریلؑ سارے آسمان میں منادی کر دیتے ہیں دیکھو اللہ تعالی کو فلاں شخص سے محبت ہے تم سب بھی اس سے محبت رکھو پھر سارے آسمان والے فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور زمین کے لوگوں میں بھی وہ شخص مقبول ہو جاتا ہے۔ ف۱

ف۱ اس کی تعظیم اور محبت سب کے دل میں سما جاتی ہے مراد یہ ہے کہ زمین میں جو نیک لوگ ہیں ان کے دلوں میں اس کی محبت سما جاتی ہے نہ یہ کہ فساق فجار بدعتی لوگوں کے دلوں میں وہ تو اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں اللہ کا جو دوست ہوگا اس کے بھی دشمن ہوں گے کیونکہ دشمن کا دوست بھی دشمن ہوتا ہے۔

۷۰۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا انہوں نے امام مالک

عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ

سے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات دن کے فرشتے باری باری تمہارے پاس آتے رہتے ہیں اور عصر اور فجر کی نماز میں رات اور دن دونوں کے فرشتے اکٹھا ہو جاتے ہیں پھر جو فرشتے رات کو تمہارے پاس رہے تھے وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں پروردگار ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب ان کے پاس گئے تھے اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے ف۔

ف اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کلام کرتا ہے۔

---

۴۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنِ الْمَعْرُورِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قُلْتُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے کہا سے واصل سے انہوں نے معرور بن سوید سے انہوں نے کہا میں نے ابوذرؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جبریلؑ میرے پاس آئے مجھ کو یہ خوشخبری دی کہ جو شخص مر جائیگا وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو (بلکہ موحد ہو) تو ایک نہ ایک دن وہ ضرور بہشت میں جائے گا میں نے کہا اگر وہ زنا اور چوری کرتا ہو انہوں نے کہا گو زنا اور چوری کرتا ہو ف۔

ف اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے بعضوں نے کہا دوسری آیت میں یہ ہے کہ وماتتنزل الا بامر ربک تو حضرت جبریلؑ اسی وقت اترتے تھے جب اللہ کا حکم ہوتا تھا اس لئے یہ بشارت جو انہوں نے آں حضرتؐ کو دی بامر الٰہی تھی گویا اللہ نے حضرت جبریلؑ سے فرمایا کہ جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت دے بس باب کی مطابقت حاصل ہو گئی۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى - أَنْزَلَهُ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ نساء میں) فرمانا اللہ تعالیٰ

بِعِلْمِهِ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ قَالَ مُجَاهِدٌ۔ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْأَرْضِ السَّابِعَةِ

نے اس قرآن کو جان کر اتارا ہے اور فرشتے بھی گواہ ہیں ول اور مجاہد نے کہا (اس کو فریابی نے وصل کیا) یہ جو سورۂ طلاق میں فرمایا ان ساتوں آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کے حکم اترتے رہتے ہیں یعنی ساتویں آسمان سے لیکر ساتویں زمین تک۔

ول اس باب میں امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ قرآن اللہ کا اتارا ہوا کلام ہے یعنی اللہ تعالیٰ حضرت جبریلؑ کو یہ کلام سناتا تھا اور جبریلؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو یہی قرآن یعنی الفاظ اور معانی اللہ کا کلام ہیں اسی کو اللہ نے اتارا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ مخلوق نہیں ہے جیسے جہمیہ اور معتزلہ نے گمان کیا ہے۔

۷۰۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ فِي لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصَبْتَ أَجْرًا۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالاحوص (سلام بن سلیم) نے کہا ہم سے ابواسحاق ہمدانی نے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلانے (یعنی براء بن عازبؓ سے) جب تو سونے کے لئے اپنے بستر پر جائے تو یوں کہہ یا اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کردی اور اپنا منہ تیری طرف کر لیا اور اپنا کام سب تجھ کو سونپ دیا اور اپنی پیٹھ تیرے فضل و کرم کے بھروسے پر ٹیک دی یہ سب تیرے ثواب کی امید اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھ سے بھاگ کر یا بچ کر جانے کا ٹھکانا بجز تیرے ہی پاس کے اور کہیں نہیں ہے میں اس کتاب پر ایمان لایا جس کو تو نے اتارا ول اور اس پیغمبر پر جس کو تو نے بھیجا جب تو یہ دعا پڑھ کر سوئے گا پھر اگر اسی رات کو مرجائیگا تو اسلام پر مرے گا اور اگر جیتا رہا صبح ہوئی تو ثواب کمائے گا۔

ول ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے۔

۷۱۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے۔

خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ وَ زَلْزِلْ بِهِمْ، زَادَ الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا۔ یااللہ کتاب (قرآن) کے اتارنے والے ول۔ جلدی حساب لینے والے۔ ان کافروں کی فوجوں کو بھگا دے ان کا پاؤں ڈگمگا دے حمیدی نے اس کو یوں روایت کیا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے سُنا۔ کہا میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ول۔

ول ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے۔ ول اس سند میں سفیان کے سماع کی ابن ابی خالد سے اور ابن ابی خالد کے سماع کی عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے صراحت ہے۔

۷۱۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ: أُنْزِلَتْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ فَسَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ حَتَّى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا أَسْمِعْهُمْ وَلَا تَجْهَرْ حَتَّى يَأْخُذُوا عَنْكَ الْقُرْآنَ۔

ہم سے مُسدّد نے بیان کیا اُنہوں نے ہشیم بن بشیر سے انہوں نے ابو بشر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا سورۂ بنی اسرائیل کی یہ آیت اور نماز نہ اتنی چلا کر پڑھ نہ اتنی آہستہ یہ اسوقت اتری جب آپ مکہ میں چھپ کر بسر کرتے تھے پھر جب آپ قرآن پکار کر پڑھتے اور مشرک سنتے تو قرآن مجید کو برا بھلا کہتے اسی طرح اس کو جس نے قرآن اتارا (یعنی جبریلؑ) کو اسی طرح اس کو جو قرآن لے کر آیا (یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تب اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا اور نماز نہ اتنی چلا کر پڑھ کہ مشرکوں کے کان تک آواز جائے اور نہ اتنی آہستہ کہ اپنے اصحابؓ کو بھی (جو تیرے مقتدی ہوں) نہ سنائی دے اور بیچ بیچ کا رستہ اختیار کر لے مطلب یہ ہے کہ اتنی آواز سے پڑھ کہ تیرے اصحابؓ سُن لیں۔ اور قرآن سیکھ لیں۔ چلا کر نہ پڑھ۔

بِعِلْمِهِ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ قَالَ مُجَاهِدٌ - يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْأَرْضِ السَّابِعَةِ

نے اس قرآن کو جان کر اتارا ہے اور فرشتے بھی گواہ ہیں ول اور مجاہد نے کہا (اس کو فریابی نے وصل کیا) یہ جو سورۂ طلاق میں فرمایا ان ساتوں آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کے حکم اترتے رہتے ہیں یعنی ساتویں آسمان سے لیکر ساتویں زمین تک۔

ول اس باب میں امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ قرآن اللہ کا اتارا ہوا کلام ہے یعنی اللہ تعالیٰ حضرت جبریلؑ کو یہ کلام سناتا تھا اور جبریلؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو یہی قرآن یعنی الفاظ اور معانی اللہ کا کلام ہیں اسی کو اللہ نے اتارا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ مخلوق نہیں ہے جیسے جہمیہ اور معتزلہ نے گمان کیا ہے۔

۴۰۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلْ اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ فِي لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصَبْتَ أَجْرًا۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابو الاحوص (سلام بن سلیم) نے کہا ہم سے ابو اسحاق ہمدانی نے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلانے (یعنی براء بن عازبؓ سے) جب تو سونے کے لئے اپنے بستر پر جائے تو یوں کہہ یا اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی اور اپنا منہ تیری طرف کر لیا اور اپنا کام سب تجھ کو سونپ دیا اور اپنی پیٹھ تیرے فضل و کرم کے بھروسے پر ٹیک دی یہ سب تیرے ثواب کی امید اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھ سے بھاگ کر یا بچ کر جانے کا ٹھکانا بجز تیرے ہی پاس کے اور کہیں نہیں ہے میں اس کتاب پر ایمان لایا جس کو تو نے اتارا ول اور اس پیغمبر پر جس کو تو نے بھیجا جب تو یہ دعا پڑھ کر سوئے گا پھر اگر اسی رات کو مر جائیگا تو اسلام پر مرے گا اور اگر جیتا رہا صبح ہوئی تو ثواب کمائے گا۔

ول ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے۔

۴۱۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے۔

خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ وَ زَلْزِلْ بِهِمْ، زَادَ الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا۔ یا اللہ کتاب (قرآن) کے اتارنے والے واے جلدی حساب لینے والے۔ ان کافروں کی فوجوں کو بھگا دے ان کا پاؤں ڈگمگا دے حمیدی نے اس کو یوں روایت کیا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے سُنا۔ کہا میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا وا۔

وا ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے۔ وا اس سند میں سفیان کے سماع کی ابن ابی خالد سے اور ابن ابی خالد کے سماع کی عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے صراحت ہے۔

٤١١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ: أُنْزِلَتْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ فَسَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ حَتَّى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا أَسْمِعْهُمْ وَلَا تَجْهَرْ حَتَّى يَأْخُذُوا عَنْكَ الْقُرْآنَ۔

ہم سے مُسدّد نے بیان کیا اُنہوں نے ہشیم بن بشیر سے انہوں نے ابو بشر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا سورۂ بنی اسرائیل کی آیت اور نماز نہ اتنی چلا کر پڑھ نہ اتنی آہستہ یہ اس وقت اتری جب آپ مکہ میں چھپ کر بسر کرتے تھے پھر جب آپ قرآن پکار کر پڑھتے اور مشرک سنتے تو (قرآن مجید) کو برا بھلا کہتے اسی طرح اس کو جس نے قرآن اتارا (یعنی جبریلؑ) کو اسی طرح اس کو جو قرآن لے کر آیا (یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تب اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا اور نماز نہ اتنی چلا کر پڑھ کہ مشرکوں کے کان تک آواز جائے اور نہ اتنی آہستہ کہ اپنے اصحابؓ کو بھی (جو تیرے مقتدی ہوں) نہ سنائی دے اور بیچ بیچ کا رستہ اختیار کر لے مطلب یہ ہے کہ اتنی آواز سے پڑھ کہ تیرے اصحابؓ سُن لیں۔ اور قرآن سیکھ لیں۔ چلا کر نہ پڑھ۔

باب

قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ یُرِیْدُوْنَ أَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلاَمَ اللّٰہِ۔ لَقَوْلٌ فَصْلٌ حَقٌّ، وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ: بِاللَّعِبِ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ فتح میں) فرمانا یہ گنوار لوگ

چاہتے ہیں اللہ کا کلام بدل ڈالیں (یعنی اللہ نے جو وعدے حدیبیہ کے مسلمانوں سے کئے تھے کہ انکو بلا شرکت غیرے ایک لوٹ ملیگی ف) اور سورۂ طارق میں فرمانا) یہ قرآن فیصلہ کرنیوالا کلام ہے وہ کچھ ہنسی دل لگی نہیں ہے۔

ف اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اللہ کا کلام کچھ قرآن سے خاص نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے بحسب ضرورت اور موقع کلام کرتا ہے چنانچہ صلح حدیبیہ میں جب مسلمان بہت رنجیدہ تھے اپنے پیغمبر کے ذریعے سے ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ان کو بلا شرکت غیرے ایک لوٹ ملے گی یہ بھی اللہ کا کلام تھا اسی طرح باب کی حدیثوں میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے کلام نقل کئے ہیں وہ سب اسی کے کلام ہیں

۴۱۲۔ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: یُؤْذِیْنِیْ ابْنُ آدَمَ یَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِیَدِیَ الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ۔

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے آدم کا بیٹا مجھ کو تکلیف دیتا ہے وہ کیا کرتا ہے زمانہ کو برا کہتا ہے (اس کو کاٹتا کوستا ہے) حالانکہ زمانہ کیا کرسکتا ہے) میں زمانہ کا پیدا کرنے والا ہوں سارا کام میرے ہاتھ میں ہے میں رات اور دن کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔

۴۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَیْمٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ۔ الصَّوْمُ لِیْ وَأَنَا أَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ شَهْوَتَہٗ وَأَکْلَہٗ وَشُرْبَہٗ مِنْ أَجْلِیْ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِیْنَ یُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِیْنَ

ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا کہا ہم سے اعمشؒ نے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے کہا اللہ فرماتا ہے روزہ خاص میرے لئے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا روزہ دار اپنی خواہش کی چیزیں (پان تمباکو جماع وغیرہ) کھانا پینا سب میری (رضامندی) کے لئے چھوڑ دیتا ہے اور روزہ (درحقیقت) گناہوں کی سپر ہے روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک خوشی تو افطار کے وقت ہوتی ہے (دنیا میں) اور ایک خوشی

يَلْقَى رَبَّهُ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ۔

(آخرت میں) اس وقت ہوگی جب اپنے پروردگار سے ملے گا اور روزہ دار کی منہ کی باس اللہ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے ول۔

ول سبحان اللہ شریعت اسلامی بھی کیسا سچا فلسفہ اور سچی حکمت ہے انسان کی عمدہ زندگی یہی ہے کہ اس کی اوقات خوشی اور خرمی میں گذریں ہر وقت ہر کام میں اس کو فرحت اور لذت تازہ ملے اگر خوشی نہ ہو تو ہفت اقلیم کی سلطنت بھی ایک بلائے جان ہے بات یہ ہے کہ جس کام کو آدمی ہمیشہ کرتا ہے اور اس کی عادت کرے تو پھر اسکی خوشی مٹ جاتی ہے انسان کی بڑی خوشی دنیاوی خوشیوں میں کھانے پینے جماع کرنے کی ہے جب کوئی شخص روزانہ ان کاموں کو کرتا ہے تو وہ عادت کے طور پر کرنے لگتا ہے اس کو مطلق خوشی ان کاموں میں نہیں آتی اور زندگی سے جو مقصود ہے وہ فوت ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے روزہ فرض کر کے یہ چاہا کہ اپنے بندوں کی یہ خوشی بھی از سر نو قائم کر دے آخرت کے فوائد روزے میں ہیں وہ تو الگ رہے یہ فائدہ کہ از سر نو آدمی کو کھانے پینے اور جماع میں فرحت تازہ اور لذت بے اندازہ ملنے لگے کیا کم ہے۔ و۲ے ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس حدیث کو اللہ کا کلام فرمایا۔

---

٤١٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَحْثِي فِي ثَوْبِهِ فَنَادَى رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى قَالَ: بَلَى يَا رَبِّ وَلَكِنْ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے ہمام سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ایک بار ایسا ہوا۔ ایوبؑ پیغمبر ننگے نہا رہے تھے اتنے میں سونے کی ٹڈیوں کا دل ان پر گرا (آسمان سے ہن برسے) وہ کیا کرنے لگے اپنے کپڑے میں بٹورنے لگے اسوقت اللہ تعالیٰ نے ان کو پکارا (آواز دی) ایوب کیا میں تجھ کو (مالدار بنا کر) ان ٹڈیوں سے بے پرواہ نہیں کر دیا ہے انہوں نے عرض کیا۔ کیوں نہیں بیشک تو نے مجھ کو بے پرواہ (مالدار) کیا ہے مگر تیرے (فضل وکرم اور) برکت سے بھی میں کہیں بے پرواہ ہو سکتا ہوں ول۔

ول کتنا ہی مالدار بنوں بادشاہ ہفت اقلیم ہو جاؤں جب بھی تیرا محتاج رہوں گا سبحان اللہ حضرت ایوبؑ

نے کیسا عمدہ جواب دیا کہ پروردگار اور خوش ہوگیا۔ ہمارے مالک خداوند ہم تو ہمیشہ تیرے در سے بھیک مانگتے ہیں ہم تجھ سے بھیک مانگنا چھوڑ دیں یہ نہیں ہوسکتا تو ساری دنیا کی بادشاہت دے جب بھی ہاتھ پھیلا کر تجھ سے اور مانگیں گے ہم تیرے بندے ہیں تو ہمارا آقا ہے بندے کا کام ہی یہی ہے کہ ہر وقت اپنے مالک کے سامنے ہاتھ پھیلاتا بھیک مانگتا پاؤں پڑتا گڑگڑاتا عاجزی کرتا تڑپتا رہے یا اللہ ہم کو ایسی مالداری سے بچائے رکھ جس کے نشہ میں ہم تجھ کو بھول جائیں تیرے سامنے ہاتھ پھیلانا بھیک مانگنا چھوڑ دیں ہم ایسی مالداری سے مفلسی بہت پسند کرتے ہیں ہم کو نہ تو روپیہ سے اتنی خوشی ہوتی ہے نہ مال سے نہ دولت سے نہ دنیا کے دوسرے سامان اور شوکت سے جتنی خوشی ہم کو اس میں ہے کہ اخیر رات میں اٹھ کر تیرے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوں تجھ سے مانگ رہے ہوں تیرے قدموں پر گر رہے ہوں بار بار تیرے قدموں میں اپنے سر رکھ رہے ہوں بس یہ خوشی ہم کو کافی اور وافی ہے۔

۴۱۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابو عبداللہ (سلیمان) اغر سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا مالک بلند برکت والا ہر رات کو نزدیک والے آسمان پر اس وقت اترتا ہے جب رات کا آخری تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے اور یوں ارشاد فرماتا ہے کوئی دعا کرنے والا ہے میں اس کی دعا قبول کروں کوئی مانگنے والا ہے میں اس کو سرفراز کروں کوئی (اپنے گناہوں کی) بخشش چاہنے والا ہے میں اس کو بخش دوں۔

۴۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ اللَّهُ أَنْفِقْ أُنْفِقْ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے ان سے اعرج نے بیان کیا اس نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ہم دنیا میں گو سب امتوں کے بعد آئے لیکن آخرت میں سب سے آگے رہیں گے اور اسی سند سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اللہ کے بندوں پر اپنا روپیہ خرچ کریں میں بھی اپنا

عَلَيْكَ۔

روپیہ) تجھ پر خرچ کروں گا لہ۔

لہ تجھ کو مال دولت عنایت کروں گا۔

۴۱۷۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ هَذِهِ خَدِيجَةُ أَتَتْكَ بِإِنَاءٍ فِيهِ طَعَامٌ أَوْ إِنَاءٍ فِيهِ شَرَابٌ فَأَقْرِئْهَا مِنْ رَبِّهَا السَّلَامَ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ۔

ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے انہوں نے عمارہ بن قعقاع سے انہوں نے ابوزرعہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے (حضرت جبریلؑ نے آنحضرتؐ سے کہا) یہ خدیجہؓ ہیں جو کھانے یا پانی کا برتن تمہارے پاس لے کر آئیں ہیں ان کو پروردگار کی طرف سے سلام کہو اور (بہشت میں) ایک گھر کی خوشخبری دو جو خول دار موتی کا بنا ہوا ہے نہ اس میں غل شور ہے نہ کوئی رنج اور تکلیف ہے (بلکہ چین ہی چین ہے)۔

۴۱۸۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ۔

ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا کہا ہم کو معمر نے خبر دی۔ انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ بہشت کی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا نہ کسی آدمی کے خیال پر گذریں۔

۴۱۸۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو سلیمان احول نے ان کو طاؤس یمانی نے انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو یہ دعا کرتے یا اللہ تجھ کو تعریف سجتی ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے (اگر تو نہ ہوتا تو نہ آسمان

الحمد أنت قيم السموات والأرض
ولك الحمد أنت رب السموات و
الأرض ومن فيهن أنت الحق و
وعدك الحق وقولك الحق ولقاءك الحق والجنة
حق والنار حق والنبيون حق و
الساعة حق اللهم لك أسلمت
وبك آمنت وعليك توكلت و
إليك أنبت وبك خاصمت وإليك
حاكمت فاغفر لي ما قدمت وما
أخرت وما أسررت وما أعلنت
أنت إلهي لا إله إلا أنت۔

ہوتے نہ زمین) تجھی کو تعریف سجتی ہے تو آسمانوں اور
زمین کا تھامنے والا ہے۔ تجھی کو تعریف سجتی ہے تو آسمانوں
اور زمین کا مالک ہے اور ان چیزوں کا جو آسمان اور
زمین کے درمیان ہیں تو سچا تیرا وعدہ سچا تیرا کلام
سچا[1]۔ تجھ سے ملنا سچ بہشت سچ دوزخ سچ یہ پیغمبر سچے
قیامت سچ ہے۔ یا اللہ میں تیرا تابعدار بن گیا۔ تجھ پر
ایمان لایا۔ تجھ پر ہی بھروسہ کیا تیری ہی طرف میں
رجوع ہوا۔ تیرے ہی سامنے اپنا جھگڑا پیش کرتا ہوں
تجھ ہی سے فیصلہ چاہتا ہوں میرے اگلے اور پچھلے
اور چھپے اور کھلے سب گناہ بخش دے تو ہی میرا معبود ہے
تیرے سوا میں کسی کی پوجا نہیں کرتا۔

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے۔

٤١٩۔ حدثنا حجاج بن منهال
حدثنا عبد الله بن عمر النميري
حدثنا يونس بن يزيد الأيلي
قال سمعت الزهري قال سمعت
عروة بن الزبير وسعيد بن
المسيب وعلقمة بن وقاص و
عبيد الله بن عبد الله عن حديث
عائشة زوج النبي صلى الله عليه
وسلم حين قال لها أهل الإفك
ما قالوا فبرأها الله مما قالوا و
كل حدثني طائفة من الحديث
الذي حدثني عن عائشة قالت

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا
ہم سے عبداللہ بن عمرؓ نمیری نے کہا ہم سے یونس بن
یزید ایلی نے کہا میں نے زہری سے سنا کہا میں نے
عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص اور
عبیداللہ بن عبداللہ بن مسعودؓ سے ان سبھوں نے حضرت عائشہؓ سے
طوفان کا قصہ نقل کیا۔ جب طوفان لگانے والوں نے
یہ طوفان لگایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی پاک دامنی
اتاری۔ زہری کہتے ہیں ان چاروں شخصوں
نے مجھ سے اس حدیث کا ایک ایک ٹکڑا بیان
کیا جو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل
کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں خدا
کی قسم بات یہ تھی مجھ کو کبھی یہ گمان نہ تھا کہ اللہ

وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ فِي بَرَاءَتِي وَحْيًا يُتْلَى وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى وَلٰكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ بِهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ۔ الْعَشْرُ الْآيَاتِ۔

تعالیٰ میری پاک دامنی کے لئے وحی اتارے گا جو (قیامت تک پڑھی جائے گی میں اپنے دل میں اپنی شان اس سے کہیں حقیر جانتی تھی کہ اللہ جل شانہٗ (اتنا بڑا بادشاہ) میرے مقدمہ میں ایسا کلام کرے جس کو لوگ (قیامت تک پڑھتے رہیں ولے۔ بلکہ مجھ کو یہ امید تھی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی خواب ایسا دیکھیں گے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ کو اس طوفان سے پاک کر دے گا ولے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں (سورۂ نور کی) اتار دیں (برابر دس آیتیں ان الذین جاؤوا بالافک سے اخیر تک و۳ے۔

ولے یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے۔ و۲ے پیغمبروں کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ و۳ے یہ قصہ تفصیل سے اوپر کئی بار گذر چکا ہے۔

۴۲۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُولُ اللّٰهُ إِذَا أَرَادَ عَبْدِي أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْمَلَهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِي فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِمِائَةٍ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمان نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا کوئی بندہ گناہ کا قصد کرے تو ابھی اس پر یہ گناہ مت لکھو جب تک وہ اس کو کرے نہیں اگر کر ڈالے تب اتنا ہی لکھو (ایک گناہ کے بدل ایک گناہ) اور اگر مجھ سے ڈر کر اس کو چھوڑ دے نہ کرے تو ایک نیکی اس کے لئے لکھو اور اگر میرا کوئی بندہ نیکی کرنا چاہے تو اسی وقت ایک نیکی اس کے لئے لکھ لو گو ابھی اس نے وہ نیکی نہ کی ہو اگر کر ڈالے تب تو دس ویسی ہی نیکیاں اس کے لئے لکھو سات سو نیکیاں تک۔

(سبحان اللہ کیا عنایت ہے!)

۴۲۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هَذَا مُقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ فَقَالَ: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَذَلِكِ لَكِ ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے انہوں نے معاویہ بن ابی مزرّد سے انہوں نے سعید بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا جب اس سے فارغ ہوا تو ناطا کھڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا کہتا ہے ٹھہر اس نے کہا میں اس لئے کھڑا ہوں تیری پناہ چاہتا ہوں کوئی مجھ کو توڑے نہیں اللہ نے فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں ہے جو کوئی تجھ کو جوڑے میں بھی اس کو جوڑوں اور جو کوئی تجھ کو کاٹے میں بھی اپنا فضل اس سے کاٹ دوں (اس پر رحم نہ کروں) ناطے نے عرض کیا پروردگار میں اس پر راضی ہوں فرمایا میں نے یہ تجھ کو دیا اس کے بعد ابوہریرہؓ نے یہ آیت (سورۂ محمدکی) پڑھی اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم یہی کروگے ملک میں فساد مچاتے پھروگے ناطے توڑدوگے وا۔

وا یہ حدیث اوپر کتاب التفسیر میں گذر چکی ہے دوسری روایت میں یوں ہے ناطہ نے پروردگار کی کمر تھام لی۔ عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں امام احمد کے پاس یوں ہے ناطہ نے فصیح چلتی ہوئی زبان سے یہ گفتگو کی۔ ترجمہ باب اس سے نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ناطہ سے کلام فرمایا۔

۴۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: مُطِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: قَالَ اللَّهُ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِي۔

ہم سے مسدّد بن مسرہد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہؒ نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ سے انہوں نے زید بن خالد جہنیؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں مینہ برسا آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا آج صبح کو میرے بندے کچھ تو کافر ہیں۔ کچھ مومن وا۔

وا؎ یہ روایت مختصر ہے اوپر مفصل طور سے گذر چکی ہے کافر تو وہ ہے جو کہتا ہے ستاروں کی گردش سے پانی پڑا اور مومن وہ ہے جو کہتا ہے اللہ کے فضل سے اور رحمت سے پانی پڑا۔

٤٢٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَاءَهُ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب کوئی بندہ مجھ سے ملنا پسند کرتا ہے (یعنی جب موت سامنے آجاتی ہے زندگی سے ناامیدی ہوتی ہے) میں بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہوں اور جو کوئی میرا ملنا ناپسند کرتا ہے میں اس سے ملنا ناپسند کرتا ہوں۔

٤٢٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے سے اس کے گمان کے موافق سلوک کرتا ہوں۔

٤٢٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوهُ وَاذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ وَأَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص نے (بنی اسرائیل میں سے جو کفن چور تھا) اس نے کوئی نیکی کبھی نہیں کی تھی مرتے وقت یہ وصیت کی کہ مرے بعد اس کو جلا ڈالنا اور راکھ آدھی خشکی میں آدھی دریا میں بکھیر دینا خدا کی قسم اگر کہیں خدا نے مجھ کو پکڑ لیا تو ایسا عذاب کریگا کہ ویسا عذاب سارے جہان میں کسی کو نہیں کریگا وا؎ آخر؎ اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا اس نے اس کے بدن کے سب اجزاء جو اس میں گئے تھے اکٹھا کئے پھر خشکی کو حکم دیا اس نے سب اجزا کو جو اس میں پھیل گئے تھے اکٹھا کیا۔

فِيهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهُ.

پروردگار نے (اس کو سامنے کھڑا کیا) پوچھا کیوں تونے ایسا کیوں کیا وہ کہنے لگا تیرے ڈر سے اور تو خوب جانتا ہے۔ اللہ نے اس کو بخش دیا وسے

وا کیونکہ میں نے عمر بھر گناہ ہی کئے ایک بھی نیکی نہیں کی۔ وا جب وہ مرگیا اور اس کی راکھ خشکی اور دریا میں بکھیر دی گئی۔ وسے کیونکہ وہ شخص گو گنہگار تھا پر موحد تھا اہل توحید کے لئے مغفرت ذنوب کی بڑی امید ہے آدمی کو چاہیئے کہ شرک سے ہمیشہ بچتا ہے اور توحید پر قائم رہے اگر شرک پر مرا تو مغفرت کی امید بالکل نہیں ہے۔

۴۲۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ وَرُبَّمَا قَالَ أَصَبْتُ فَاغْفِرْ لِي فَقَالَ رَبُّهُ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ أَوْ أَصَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَصَابَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ أَصَبْتُ

ہم سے احمد بن اسحاق سرماری نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن عاصم نے کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے کہا ہم سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ سے سنا کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ایک بندے نے گناہ کیا (یا یوں کہا ایک گناہ کیا) اب پروردگار سے عرض کرنے لگا پروردگار مجھ سے گناہ ہو گیا پروردگار نے (اس کی یہ دعا سن کر) ارشاد فرمایا میرا بندہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر پکڑتا بھی ہے (سزا بھی دیتا ہے) میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر تھوڑی دیر جب تک اللہ کو منظور تھا وہ بندہ ٹھہرا رہا اس کے بعد گناہ کیا (یا یوں کہا ایک گناہ کیا) اب پروردگار سے عرض کرنے لگا پروردگار مجھ سے اور گناہ ہو گیا وا تو بخش دے پروردگار نے (یہ دعا سن کر) فرمایا میرا بندہ یہ سمجھتا ہے اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا اور گناہ پر سزا بھی دیتا ہے اچھا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر تھوڑی دیر جب تک اللہ کو منظور تھا وہ بندہ ٹھہرا رہا اس کے بعد گناہ کیا (یا یوں کہا ایک گناہ اور کیا) اب پروردگار سے عرض کرنے لگا پروردگار مجھ سے گناہ ہو گیا (یا یوں کہا ایک گناہ اور ہو گیا) اس کو بخش دے۔ پروردگار نے فرمایا

أَوْقَالَ أَذْنَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ لِي، فَقَالَ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثَلَاثًا فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ۔

میرا بندہ یہ جانتا ہے اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر سزا بھی دیتا ہے جاؤ میں نے اپنے بندے کو تین بار بخش دیا اب وہ جیسے چاہے اعمال کرے والے میں تو اس کی مغفرت کر چکا۔

وا یا یوں کہا مجھ سے ایک اور گناہ ہو گیا۔ ف۲ یعنی اب وہ جتنے گناہ کرے بشرطیکہ ان سے نادم ہوتا جائے اور استغفار کرتا جائے تو اس کو کچھ ضرر نہ ہوگا اس حدیث سے استغفار کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ وہ مالک کو بہت پسند ہے ایک حدیث میں ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرے جو گناہ کریں پھر اس سے بخشش چاہیں یعنی استغفار کریں اکثر علماء نے کہا ہے کہ استغفار کی تین شرطیں ہیں گناہ سے الگ ہو جانا نادم ہونا یعنی پچھتانا آگے کے لئے یہ نیت کرنا کہ اب نہ کروں گا اس نیت کے ساتھ اگر پھر وہ گناہ ہو جائے تو پھر استغفار کرے دوسری حدیث میں ہے اگر ایک دن میں ۷۰ بار وہی گناہ کرے لیکن استغفار کرتا ہے تو اس نے اصرار نہیں کیا اصرار کے یہ معنے ہیں کہ گناہ پر نادم ہو اور اس کے پھر کرنے کی نیت رکھیں اگر گناہ کے پھر کرنے کی نیت ہو اور صرف زبان سے استغفار کرے تو ایسا استغفار کسی کام کا نہیں بلکہ اور عذاب کا ڈر ہے۔ چنانچہ رابعہؒ فرماتی ہیں ہم لوگوں کا استغفار خود بہت استغفار کا محتاج ہے۔

۴۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا فِيمَنْ سَلَفَ أَوْ فِيمَنْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَالَ كَلِمَةً يَعْنِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَوَلَدًا فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِبَنِيهِ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوا خَيْرَ أَبٍ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ أَوْ لَمْ يَبْتَئِزْ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرًا

ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا کہا تم ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا انہوں نے عقبہ بن عبدالغافر سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ آپ نے اگلے زمانہ کے ایک شخص کا ذکر کیا یا یوں فرمایا تم سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں (بنی اسرائیل) ان میں کا ایک شخص (نام نامعلوم) مرنے لگا آپ نے ایک کلمہ فرمایا وہ کلمہ یہ تھا اللہ نے اس کو مال اور اولاد سب کچھ دیا تھا خیر جب موت آن پہنچی اس وقت اپنے بیٹوں سے کہنے لگا۔ دیکھو میں تمہارا کیسا باپ تھا انہوں نے کہا بہت اچھا باپ وا کہنے لگا دیکھو میں نے کوئی اللہ کی درگاہ میں نیکی نہیں بھیجی ہے

وَإِنْ يَقْدِرِ اللّٰهُ عَلَيْهِ يُعَذِّبْهُ فَانْظُرُوا إِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي حَتَّى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُونِي أَوْ فَاسْحَكُونِي فَإِذَا كَانَ يَوْمُ رِيحٍ عَاصِفٍ فَأَذْرُونِي فِيهَا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ مَوَاثِيقَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ وَرَبِّي فَفَعَلُوا ثُمَّ أَذْرَوْهُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُنْ فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ قَائِمٌ قَالَ اللّٰهُ أَيْ عَبْدِي مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ؟ قَالَ: مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِنْكَ، قَالَ فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَحِمَهُ وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى فَمَا تَلَافَاهُ غَيْرُهَا فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا عُثْمَانَ فَقَالَ: سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فِيهِ أَذْرُونِي فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ۔

اور اگر کہیں اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو (سخت) عذاب کرے گا تم کیا کرنا جب میں مرجاؤں تو میری لاش جلا ڈالنا جب جل کر کوئلہ ہو جائے اس وقت (خوب) پیسنا اور جس دن زور کی آندھی ہو اس دن یہ راکھ آندھی میں اڑا دینا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس پروردگار کی اس شخص نے اپنی اولاد سے یہی عہد لے لیا آخر انہوں نے اس کے مرے بعد ایسا ہی کیا (جلا کر راکھ کر ڈالا) پھر آندھی کے دن یہ راکھ اس میں اڑا دی اللہ تعالیٰ نے (کن کا لفظ) فرمایا وہ تو وہ شخص (فوراً) سامنے کھڑا تھا (کن فرماتے ہی پھر کیا دیر ہے) پروردگار نے اس سے پوچھا میرے بندے یہ تو نے کیا کیا اس نے کہا۔ اے پروردگار تیرے ڈر یا تیرے خوف سے اللہ تعالیٰ نے اس کو کوئی سزا نہیں دی بلکہ اس پر رحم کیا دوسری بار راوی نے یوں کہا اللہ تعالیٰ نے اس کو سوا اس کے (کہ اس سے پوچھا) اور کوئی سزا نہیں دی سلیمان نے کہا میں نے یہ حدیث ابو عثمان نہدی سے بیان کی انہوں نے کہا میں نے اس حدیث کو سلمان فارسیؓ سے سنا اس میں یوں ہے جس دن تیز آندھی ہو اس دن سمندر میں میری راکھ بکھیر دینا یا کچھ ایسا ہی بیان کیا۔

ف۱ اپنے بیٹوں پر بہت شفقت کرنے والا۔ ف۲ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے۔

۷۲۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِرْ وَقَالَ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِزْ فَسَّرَهُ قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے پھر یہی حدیث نقل کی اس میں لم یبتئر ہے ف۱ اور خلیفہ بن خیاط (امام بخاری کے شیخ) نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا پھر یہی حدیث نقل کی اس میں لم یبتئز ہے (زائے معجمہ سے) قتادہ نے اسکے معنے یہ کئے ہیں یعنی کوئی نیکی آخرت کیلئے ذخیرہ نہیں کی۔

ف۱ اگلی روایت میں شک کے ساتھ تھا۔ لم یبتئر (رائے مہملہ سے) یا لم یبتئز (زائے معجمہ سے)۔

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ۔

باب اللہ تعالیٰ کا قیامت کے دن پیغمبر اور دُوسرے لوگوں سے باتیں کرنا۔

۴۲۹۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ، إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ فَقُلْتُ يَا رَبِّ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ خَرْدَلَةٌ فَيَدْخُلُونَ ثُمَّ أَقُولُ: أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى شَيْءٍ فَقَالَ أَنَسٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے یوسف بن راشد نے بیان کیا کہا ہم سے احمد بن عبداللہ یربوعی نے کہا۔ ہم سے ابوبکر بن عیاش نے۔ انہوں نے حمید طویل سے کہا میں نے انسؓ سے سُنا انہوں نے کہا میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن میری شفاعت قبول کی جائے گی میں عرض کروں گا۔ پروردگار (جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر ایمان ہو اس کو بھی بہشت عنایت فرما (یہ درخواست منظور ہو گی) ایسے لوگ (سب) بہشت میں پہنچا دیئے جائیں گے پھر میں عرض کروں گا پروردگار جس کے دل میں ذرا سا بھی کچھ ایمان ہو(ل) اس کو بھی بہشت میں لے جا انسؓ کہتے ہیں گویا میں آں حضرتؐ کی انگلیوں کو دیکھ رہا ہوں (۲)۔

ول گورائی کے دانہ سے بھی کم ہو۔ (۲) آپؐ انگلیوں کو جوڑ کر یہ اشارہ کرتے تھے کہ اتنا ذرا سا ایمان بھی ہو اس حدیث کی مطابقت باب سے مشکل ہے کیونکہ اس میں یہ ذکر ہے کہ پیغمبر اللہ تعالیٰ سے بات کریں گے مگر یہ کہاں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں سے کلام کرے گا اور شاید امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دُوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو ابو نعیم نے مستخرج میں نکالا اس میں یوں ہے مجھ سے کہا جائے گا (یعنی پروردگار فرمائے گا) جس کے دل میں ایک جو کے برابر ایمان ہے یا رائی برابر ایمان ہے یا کچھ بھی ایمان ہے اسکو تو دوزخ سے نکال سکتا ہے۔

۴۳۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ قَالَ: اجْتَمَعْنَا نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَذَهَبْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَذَهَبْنَا مَعَنَا بِثَابِتٍ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے معبد بن ہلال عنزی نے انہوں نے کہا ہم بصرے کے کئی لوگ اکٹھے ہوئے اور انس بن مالکؓ کے پاس گئے اپنے ساتھ ثابت کو بھی لیتے گئے تاکہ وہ ان سے شفاعت کی حدیث ہم کو سُنانے کے لئے پوچھیں۔ انسؓ

إِلَيْهِ يَسْأَلُهُ لَنَا عَنْ حَدِيثِ
الشَّفَاعَةِ فَإِذَا هُوَ فِي قَصْرِهِ
فَوَافَقْنَاهُ يُصَلِّي الضُّحَى فَاسْتَأْذَنَّا
فَأَذِنَ لَنَا وَهُوَ قَاعِدٌ عَلَى فِرَاشِهِ
فَقُلْنَا لِثَابِتٍ: لَا تَسْأَلْهُ عَنْ شَيْءٍ
أَوَّلَ مِنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ:
يَا أَبَا حَمْزَةَ هَؤُلَاءِ إِخْوَانُكَ مِنْ
أَهْلِ الْبَصْرَةِ جَاءُوكَ يَسْأَلُونَكَ
عَنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ
بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ فَيَأْتُونَ آدَمَ
فَيَقُولُونَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَيَقُولُ
لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ
فَإِنَّهُ خَلِيلُ الرَّحْمَنِ فَيَأْتُونَ
إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ
عَلَيْكُمْ بِمُوسَى فَإِنَّهُ كَلِيمُ اللَّهِ
فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا
وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى فَإِنَّهُ رُوحُ
اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ
لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونِي
فَأَقُولُ أَنَا لَهَا فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي
فَيُؤْذَنُ لِي وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ
بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ
الْمَحَامِدِ وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ

اپنے محل میں تھے ۱؎ اتفاق سے ہم اس وقت پہنچے جب انسؓ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے ہم نے اندر آنے کی اجازت مانگی انہوں نے اجازت دی اس وقت وہ اپنے بستر پر بیٹھے تھے ہم نے ثابت سے کہا (بھائی) دیکھو پہلے اور کوئی بات نہ پوچھنا شفاعت کی حدیث پوچھنا۔ آخر انہوں نے کہا۔ ابو حمزہ بصرہ سے تیرے بھائی آئے ہیں تجھ سے حدیث شفاعت پوچھتے ہیں پس اس نے کہا ہم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا قیامت کے دن ایسا ہوگا سب لوگ بے قرار ہو جائیں گے (ایک تو گرمی دوسرے ہجوم) آخر سب مل کر آدمؑ پیغمبر کے پاس جائیں گے۔ کہیں گے اپنے پروردگار سے ہماری کچھ سفارش کرو (تا اس تکلیف سے نجات ملے) وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں۔ تم ایسا کرو ابراہیمؑ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خلیل ہیں یہ سن کر سب لوگ ان کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی کہیں گے میں اس لائق نہیں تم ایسا کرو موسیٰؑ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ اللہ کے کلیم ہیں ۲؎ یہ سن کر سب لوگ موسیٰؑ پیغمبر کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی کہیں گے میں اس لائق نہیں تم ایسا کرو عیسیٰؑ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ اللہ کے روح اور اس کا کلمہ ہیں یہ سن کر وہ سب لوگ حضرت عیسیٰؑ پیغمبر کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی کہیں گے میں اس لائق نہیں تم ایسا کرو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ آخر یہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے میں کہوں گا بے شک میں اس کام کو کروں گا ۳؎۔ اور میں اپنے پروردگار کے پاس جا کر اذن مانگوں گا ۴؎ مجھ کو اذن ملے گا اور اس وقت ایسا ہوگا کہ پروردگار میرے دل میں ایسے اپنی تعریف کے کلمے ڈال دے گا جو اس وقت مجھ کو یاد نہیں ہیں میں ان کلموں

يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ
وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ
يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ انْطَلِقْ
فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ
شَعِيرَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ
أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ
أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ
ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ
تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ
أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ
مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ
أَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَنْطَلِقُ
فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ
الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا
فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ
يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ
فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيَقُولُ
انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ
أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِنْ
خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ
مِنَ النَّارِ مِنَ النَّارِ مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقُ
فَأَفْعَلُ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ
أَنَسٍ قُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِنَا لَوْ مَرَرْنَا
بِالْحَسَنِ وَهُوَ مُتَوَارٍ فِي مَنْزِلِ أَبِي
خَلِيفَةَ فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا حَدَّثَنَا
أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَأَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا

سے اس کی تعریف کروں گا اور سجدے میں گر پڑوں گا۔ (شفاعت کا اذن مانگوں گا) ارشاد ہوگا محمدؐ اپنا سر اٹھا جو تو کہے گا ہم سنیں گے جو مانگے گا ہم دیں گے سفارش کرے گا تو ہم مان لیں گے۔ ف۵ اس وقت میں عرض کروں گا۔ پروردگار میری امت پر رحم کر میری امت پر رحم کر۔ ف۶ حکم ہوگا اچھا جا اور جس کے دل میں جَو برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لے میں جا کر ایسا ہی کروں گا پھر لوٹ کر (پروردگار کے سامنے حاضر ہوں گا) اور یہی تعریفیں کر کے سجدے میں گر پڑوں گا ارشاد ہوگا محمدؐ سر اٹھا کہہ جو کہے گا ہم سنیں گے جو مانگے گا ہم دیں گے سفارش کریگا ہم منظور کریں گے میں عرض کروں گا پروردگار میری امت پر رحم کر میری امت پر رحم کر حکم ہوگا اچھا جا اور جس کے دل میں چیونٹی یا رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لے میں جا کر ایسا ہی کروں گا پھر لوٹ کر (پروردگار کی بارگاہ میں) حاضر ہوں گا اور یہی تعریفیں کر کے سجدے میں گر پڑوں گا ارشاد ہوگا محمدؐ سر اٹھا کیا کہتا ہے ہم سنیں گے مانگ جو مانگے گا وہ دیں گے سفارش کر ہم منظور کریں گے میں عرض کروں گا پروردگار میری امت پر رحم کر پروردگار میری امت پر رحم کر حکم ہوگا۔ اچھا جا اور جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم بہت کم ایمان ہو اس کو بھی دوزخ سے نکال لے میں جا کر ایسا ہی کروں گا۔ ف معبد کہتے ہیں جب ہم (یہ حدیث سن کر) انسؓ کے پاس سے نکلے میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا بھائی چلو امام حسن بصریؒ کے پاس چلیں وہ ان دنوں (حجاج ظالم کے ڈر سے) ابوخلیفہ طائی کے مکان میں چھپے ہوئے تھے اور ان سے انسؓ کی حدیث بیان کریں پھر ہم ان کے پاس پہنچے۔ ان کو

عَلَيْهِ فَأَذِنَ لَنَا فَقُلْنَا لَهُ يَا أَبَا سَعِيدٍ جِئْنَاكَ مِنْ عِنْدِ أَخِيكَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَلَمْ نَرَ مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا فِي الشَّفَاعَةِ فَقَالَ هِيهِ فَحَدَّثْنَاهُ بِالْحَدِيثِ فَانْتَهَى إِلَى هَذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَ هِيهِ فَقُلْنَا لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلَى هَذَا فَقَالَ لَقَدْ حَدَّثَنِي وَهُوَ جَمِيعٌ مُنْذُ عِشْرِينَ سَنَةً فَلَا أَدْرِي أَنَسِيَ أَمْ كَرِهَ أَنْ تَتَّكِلُوا فَقُلْنَا يَا أَبَا سَعِيدٍ فَحَدِّثْنَا فَضَحِكَ وَقَالَ خُلِقَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا مَا ذَكَرْتُهُ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدَّثَنِي كَمَا حَدَّثَكُمْ ثُمَّ قَالَ ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِي فِيمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَقُولُ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

سلام کیا انہوں نے اندر آنے کی اجازت دی ہم نے کہا ابو سعید (یہ امام حسن بصری کی کنیت ہے) ہم تمہارے (دینی بھائی) انس بن مالکؓ کے پاس سے آ رہے ہیں انہوں نے ہم سے شفاعت کی حدیث ایسی بیان کی ویسی ہم نے کبھی نہیں سنی انہوں نے کہا بیان کرو ہم نے یہی حدیث بیان کرنی شروع کی جب اس مقام پر پہنچے جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم بہت کم ایمان ہو انہوں نے کہا بیان کرو ہم نے کہا بس انسؓ نے ہم سے اتنی ہی حدیث بیان کی یہاں پر ختم کر دی اس سے زیادہ کچھ نہیں بیان کی انہوں نے کہا مجھ سے انسؓ نے یہ حدیث بیس برس پہلے بیان کی اسوقت انکے ہوش حواس بہت اچھے تھے۔ ف۵ اب میں نہیں جانتا کہ انسؓ اس کو بھول گئے یا انہوں نے (عمداً) تم سے بیان نہیں کیا ایسا نہ ہو تم اس پر بھروسہ کر بیٹھو (اور نیک اعمال میں کوشش کرنا چھوڑ دو) ہم نے کہا ابو سعید بیان کرو تم سے انسؓ نے اور زیادہ کیا بیان کیا تھا یہ سن کر وہ ہنس دیئے کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے آدمی پیدائش سے جلد باز بنایا گیا ہے میں نے جو تم سے اس کا تذکرہ کیا تھا۔ اسی لئے کہ میں تم سے یہ پوری حدیث بیان کرونگا۔ ف۹ دیکھو ف۱۰ آنحضرت نے فرمایا میں چوتھی بار پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آؤنگا اور ایسی ہی تعریفیں کر کے سجدے میں گر پڑونگا ارشاد ہوگا محمد اپنا سر اٹھا کہہ تیری بات ہم سنیں گے مانگ ہم دینگے سفارش کر ہم قبول کریں گے میں عرض کرونگا پروردگار مجھ کو ان لوگوں کے بھی دوزخ سے نکالنے کی اجازت دے جنہوں نے (دنیا میں) لا الہ الا اللہ کہا ہو پھر پروردگار فرمائے گا میری عزت اور جلال اور بزرگی کی قسم ایسے (موحد) لوگوں کو میں خود دوزخ سے نکالوں گا جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا۔ ف۱۱

ف۱ جو زاویہ میں تھا بصرے سے چھ میل پر۔ ف۲ یعنی اللہ نے ان سے کلام کیا ہے باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے۔ ف۳ سبحان اللہ آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو۔ ف۴ یعنے شفاعت کا اذن جو قیامت کے دن آپ

کو ملے گا جیسے قرآن میں ہے پروردگار کے پاس کسی کی سفارش کام نہ دے گی مگر جس کو پروردگار اذن دے گا یعنی سفارش کرنے کی اجازت دے گا اب جو لوگ کہتے ہیں کہ شفاعت کا اذن آپ کو ہو چکا ہے وہ بے وقوف ہیں ان حدیثوں سے غافل ہیں۔ ان سے صاف نکلتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گر کر اللہ کی بے حد تعریفیں کر کے یہ اذن حاصل کریں گے۔ ف۵ سبحان اللہ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دل و جگر ہو گا کہ ایسے سخت وقت میں ایسے بڑے شہنشاہ کے سامنے جو جلال اور غضب میں ہو گا اپنی امت کے لئے عرض کریں گے دوسرے پیغمبروں کا تو یہ حال ہو گا ان کو اپنی اپنی فکر پڑے گی نفسی نفسی کہہ رہے ہوں گے مسلمانو دیکھو اللہ تعالیٰ کا شکر کرو اس نے تم کو ایسا پیغمبر عنایت فرمایا جس کو اپنے نفس سے زیادہ تمہارا خیال ہے آپ اپنی ذات کے لئے خاص اپنے عزیز و اقارب کے لئے ایک کلمہ بھی نہ فرمائیں گے۔ سجدے سے سر اٹھاتے ہی اپنی گنہگار امت کے بچانے کی فکر کریں گے ایسے رحیم کریم دل سوز خیر خواہ شفیق پیغمبر کو ہم چھوڑ کر دوسرے لوگوں کی بات سنیں اور آپ کی حدیث پر عمل نہ کریں تو خیال کر لینا چاہیئے ہم کیسے ناشکرے نمک حرام احسان فراموش ہوں گے نہیں جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری بہبودی کا اتنا خیال ہے کہ اپنی ذات کی فکر نہیں مگر ہماری فکر ہے تو ہم کو لازم ہے کہ آپ کے ارشاد پر جان و مال نثار کریں اگر سارا عالم ایک طرف ہو سارے جہان کے مولوی ملاں ایک بات کہیں اور آں حضرتؐ کا ارشاد اس کے خلاف ہو تو ہم آں حضرتؐ کے ارشاد پر عمل کریں گے اور سب مولوی، ملاؤں کی بات چولہے میں جھونکیں گے ہم کو ان سے مطلب ہی کیا ہے پہلے اپنے پیغمبر کو راضی رکھنے کی ہم کو فکر رکھنا چاہیئے ان چیلے چاپڑوں کی کیا فکر ہے یہ تو خود بخود جب پیغمبر صاحب ہم سے راضی ہوں گے راضی اور خوش ہو جائیں گے کیا تم نے نہیں سنا جس کو پیا چاہے وہی سہاگن اور اگر پیغمبر صاحب ہم سے ناراض ہوئے تو پھر ان کی رضا مندی ہم لے کر کیا کریں گے بھاڑ میں جھونکیں گے یا خاک میں ڈالیں گے۔ ف۶ اب دوزخ میں وہی لوگ رہ جائیں گے جو مشرک یا کافر تھے ان میں ذرا بھی ایمان نہ تھا۔ ف۷ اتنے بوڑھے نہیں ہوئے تھے جیسے اب ہو گئے ہیں۔ ف۸ تم کو صبر کرنا تھا یہ کہنا کیا ضروری تھا بیان کر دو بیان کرو۔ ف۹ مجھ سے انسؓ نے یہ بھی بیان کیا تھا۔ ف۱۰ موحد ہوں گو انہوں نے دوسرے کوئی نیک اعمال نہ کئے ہوں گے۔ ف۱۱ دوسری روایت میں یوں ہے ان لوگوں کا نکالنا تمہارا کام نہیں یہ میرا کام ہے اب بعضوں نے کہا مراد وہ لوگ ہیں جو توحید اور رسالت دونوں کو مانتے ہوں پر ایمان کے ثمرات یعنی فرائض وغیرہ بجا نہ لائے ہوں اور بعضوں نے کہا مراد وہ لوگ ہیں جو صرف توحید الٰہی کے معترف تھے اور رسالت کا مضمون ان کو نہیں پہنچا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بھی دوزخ سے نکال لے گا۔ جب مشرک ان پر طعنہ کریں گے کہ ہم تم برابر رہے تم بھی دوزخ میں ہم بھی دوزخ میں تمہاری توحید تم کو کیا کام آئی۔

۷۴۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنْ

ہم سے محمد بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ سے انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے منصور بن معتمر سے

إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ حَبْوًا فَيَقُولُ لَهُ رَبُّهُ أُدْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ رَبِّ الْجَنَّةُ مَلْأَى فَيَقُولُ لَهُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَكُلَّ ذَلِكَ يُعِيدُ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ مَلْأَى فَيَقُولُ إِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا عَشْرَ مِرَارٍ۔

انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے عبیدہ سلمانی سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب کے بعد جو شخص بہشت میں جائے گا وہ سب کے بعد دوزخ سے نکلے گا وہ ایک شخص ہوگا جو گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا دوزخ سے نکلے گا پروردگار اس سے فرمائے گا (یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے) اسے جا بہشت میں جا وہ عرض کرے گا پروردگار بہشت تو (بالکل ٹھنسا ٹھنس بھری ہوئی ہے (اس میں خالی جگہ کہاں ہے) تین بار پروردگار اس سے یہی فرمائے گا اسے جا بہشت میں جا آخر پروردگار فرمائے گا اسے تیرا گھر تو دس دنیا کے برابر ہے اتنا وسیع ہے (اور فرشتوں کو حکم ہوگا اس کو اس کا گھر بتلا دو۔)

۴۳۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهُ

ہم سے علی بن حجر نے بیان کیا کہا ہم کو عیسٰے بن یونس نے خبر دی انہوں نے اعمش سے انہوں نے خیثمہ بن عبدالرحمٰن سے۔ انہوں نے عدی بن حاتم سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں ہر شخص سے اللہ تعالےٰ (قیامت کے دن) بات کرے گا۔ وہ بھی بلا واسطہ اپنی ذات سے کوئی مترجم درمیانی شخص بیچ میں نہ ہوگا وہ داہنے طرف دیکھے گا تو جو اعمال اس نے دنیا میں کئے تھے وہی دکھلائی دیں گے بائیں طرف دیکھے گا تو بھی یہی اعمال دکھلائی دیں گے آگے دیکھے گا تو دوزخ منہ کے سامنے ہوگی اس لئے لوگو خیرات کرکے دوزخ سے بچاؤ کرو گو کھجور کا ٹکڑا ہی ہو اعمش نے کہا مجھ سے عمرو بن مرہ نے خیثمہ سے یہی حدیث نقل کی ان کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگر

وَزَادَ فِيهِ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ۔

کچھ خیرات نہ کرسکو تو اچھی بات ہی کہہ کرلے۔

ف۱ اپنے تئیں دوزخ سے بچاؤ یعنی سائل کا دل خوش کردو اگر تمہارے پاس دینے کو کچھ نہ ہو تو نرمی سے اس کو جواب دو کہو بھائی تم دوسرے کسی وقت آؤ تو میں تم کو دوں گا۔ یا اللہ سے دعا کرو مجھ کو کچھ مقدور ہو تو تمہاری ضرور خدمت کروں گا بعضوں نے کہا اچھی بات یہ ہے کہ دو لڑتے ہوئے شخصوں میں میل کرا دے۔

٤٣٣۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ إِنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَعَلَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ، أَنَا الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيقًا لِقَوْلِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ۔ إِلَى قَوْلِهِ يُشْرِكُونَ۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے عبیدہ سلمانی سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا یہودیوں کا ایک عالم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا قیامت کے دن اللہ تعالےٰ (ساتوں) آسمانوں کو ایک انگلی پر اور ساتوں زمینوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور خلقت کو ایک انگلی پر رکھ لے گا پھر انگلیوں کو ہلا کر فرمائے گا۔ میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں اور عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپؐ (اس عالم کی یہ بات سن کر ہنسے یہاں تک کہ آپؐ کے مبارک دانت کھل گئے آپؐ نے اس کی بات سے تعجب کیا اس کی کلام کی تصدیق کی پھر (سورۂ زمر کی) یہ آیت پڑھی وماقدروا اللہ حق قدرہ اخیر آیت یشرکون تک۔

ف۱ ترجمہ باب یہیں سے نکلا۔

٤٣٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے صفوان بن محرز سے ایک شخص (نام نامعلوم)

ابْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوَى قَالَ يَدْنُو أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتَّى يَضَعَ كَنَفَهُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ أَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ وَيَقُولُ أَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَرِّرُهُ ثُمَّ يَقُولُ إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ وَقَالَ آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا تم نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سرگوشی کے باب میں کیا سنا ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے قیامت کے دن کرے گا انہوں نے کہا ایسا ہوگا (قیامت کے دن) تم میں سے ہر شخص اپنے پروردگار سے نزدیک ہو جائیگا پروردگار اپنا پردہ اس پر ڈال دیگا (تاکہ دوسرے محشر والے اسکی گفتگو نہ سنیں) پھر اس سے فرمائے گا تو نے فلاں فلاں گناہ دنیا میں کیا تھا وہ کہے گا بے شک پروردگار۔ غرض اسی طرح سب گناہوں کا اس سے اقرار کرائے گا اس کے بعد فرمائے گا میں نے تیرے گناہ دنیا میں چھپائے رکھے اور آج تجھ کو بخشے دیتا ہوں ؂ اور آدم بن ابی ایاس نے کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ نے کہا ہم سے صفوان نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ؂۔

؂ باب کی مطابقت ظاہر ہے اب کہاں گئے وہ لوگ جو کہتے ہیں اللہ کا کلام ایک قدیم نفسی صفت ہے نہ اس میں آواز ہے نہ حروف ہیں فرمایئے یہ قدیم صفت موقع بموقع کیونکر حادث ہوتی رہتی ہے اگر کہیئے اس کا تعلق حادث ہے جیسے سمع اور بصر وغیرہ ہیں تو وہاں مسموع اور مبصر ذات الٰہی کا غیر ہے اس لئے تعلق حادث ہو سکتا ہے یہاں تو الکلام اسی کی صفت ہے اس کا غیر نہیں ہے اگر اس کا کلام آواز اور حروف نہیں ہیں تو پھر پیغمبروں نے اس کا کلام کیونکر سنا اور متواتر حدیثوں میں جو آتا ہے کہ اس نے دوسرے لوگوں سے بھی کلام کیا اور خصوصاً مومنوں سے آخرت میں کلام کریگا تو یہ کلام جب اس میں آواز اور حروف نہیں ہیں کیونکر سمجھ میں آیا اور آسکتا ہے افسوس ہے کہ یہ لوگ اتنے عقلمند ہو کر اور اتنا علم پڑھ کر پھر اس مسئلہ پر بے وقوفی کے چال چلے اور معلوم نہیں کیا کیا تاویلات کرتے ہیں اس قسم کی تاویلیں درحقیقت صفت کلام کا انکار کرنا ہے پھر سرے سے یوں نہیں کہہ دیتے کہ اللہ تعالیٰ کلام ہی نہیں کرتا جیسے جعد بن درہم مردود کہتا تھا۔

؂ اس سند کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ صفوان سے قتادہ کی سماع کی تصریح ہو جائے اور انقطاع کا احتمال رفع ہو جائے چونکہ قتادہ مدلس ہیں اور پہلی سند میں عن صفوان ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ - وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ النساء میں) فرمانا۔ اللہ نے موسیٰ سے بول کر باتیں کیں ؂۔

ف۱ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان لوگوں کا رد کیا جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کلام حقیقۃً کلام نہ تھا بلکہ معنی مجازی مراد ہے یعنی کسی فرشتے یا درخت نے موسیٰؑ سے کلام کیا تھا اللہ نے اس میں بات کرنے کی قوت پیدا کر دی تھی یہ عجب سفیہانہ خیال ہے اگر ایسا ہوتا تو پھر موسیٰؑ کی فضیلت کیا ہوئی ہر فرد بشر موسیٰ کی طرح ہے کیونکہ ہم جس جس سے کلام کرتے ہیں اس میں اللہ ہی نے کلام کی قوت پیدا کر دی ہے اس آیت میں کَلَّمَ اللہُ کے بعد پھر تکلیما فرما کر اس کی تاکید کی یعنی خود اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے بلا توسط غیرے باتیں کیں اور اسی لئے حضرت موسیٰؑ کو کلیم اللہ کہتے ہیں۔ اور ان کو دوسرے پیغمبروں پر اسی وجہ سے افضلیت حاصل ہوئی۔

۴۳۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ مُوسَى: أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجْتَ ذُرِّيَّتَكَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ آدَمُ: أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللهُ بِرِسَالَاتِهِ وَبِكَلَامِهِ ثُمَّ تَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا ہم سے حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمؑ اور موسیٰؑ میں بحث ہوئی موسیٰؑ نے کہا تم ہی وہ آدمؑ ہو جنہوں نے (گناہ کر کے) اپنی اولاد کو بہشت سے نکالا آدمؑ نے کہا تم ہی وہ موسیٰؑ ہو کہ اللہ نے تم کو اپنی پیغمبری اور کلام سے برگزیدہ کیا (تم سے بلا واسطہ باتیں کیں) اور پھر تم مجھ کو (اتنا علم اور اتنی فضیلت رکھ کر) اس کام پر ملامت کرتے ہو جو میری پیدائش سے پہلے میری تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا ف۱۔ غرض آدمؑ (بحث میں) موسیٰؑ پر غالب آئے۔

ف۱ حضرت موسیٰؑ اس کا کچھ جواب نہ دے سکے۔

۴۳۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْمَعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے کہا ہم سے قتادہ نے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنوں کو اکٹھا کرے گا وہ (وہاں کی تکلیف سے تنگ آ کر) کہیں گے ہم کسی کی سفارش

إِلَى رَبِّنَا فَيُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ لَهُ أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ الْمَلَائِكَةَ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ۔

تو بھی اپنے مالک کے پاس کرائیں کہ اس تکلیف سے ہم کو نجات دے آخر سب مل کر حضرت آدمؑ کے پاس جائیں گے ان سے کہیں گے آپ آدمؑ ہیں سارے آدمیوں کے باپ اللہ تعالیٰ نے آپ کا پتلہ خاص اپنے ہاتھ سے بنایا اور ہر چیز کے نام آپ کو سکھلائے (آپ سے بڑھ کر ہم پر کون مہربان ہوگا) ہماری سفارش پروردگار کے پاس کیجئے کہ اس تکلیف سے ہم کو نجات دے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا یاد کریں گے جو ان سے ہو گئی تھی ف۱۔

ف۱ یہ حدیث مختصر ہے اور امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو کتاب التفسیر میں گذر چکا ہے اس میں یہ ہے حضرت آدمؑ نے کہا تم ایسا کرو موسیٰ پیغمبر کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا ان کو تورات عنایت فرمائی اور اوپر کتاب التوحید میں بھی گذرا۔ اس میں یوں ہے موسیٰ کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تورات عنایت فرمائی اور ان سے بول کر باتیں کیں ان دونوں طریقوں میں باب کا مطلب صاف مذکور ہے۔

۴۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ إِنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ: أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ فَقَالَ: آخِرُهُمْ خُذُوا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ

ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے سلیمان ابن بلال نے انہوں نے شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ بن مالکؓ سے سنا وہ کہتے تھے۔ جس رات آپؐ کو کعبے کی مسجد میں معراج ہوا۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ آپؐ پر وحی اترنے سے پہلے تین فرشتے آپؐ کے پاس آئے آپؐ مسجد حرام میں سو رہے تھے ف۱ پہلا فرشتہ کہنے لگا ان تینوں ف۲ میں وہ کون ہے ف۳ اس میں بیچ کا فرشتہ بولا جو ان تینوں میں بہتر ہیں پچھلا فرشتہ بولا جو بہتر ہیں انہی کو لے (اپنے ساتھ لے چلو) اس رات کو اتنا ہی واقعہ ہوا۔ آنحضرتؐ نے ان فرشتوں کو

تلك الليلة فلم يرهم حتى أتوه
ليلة أخرى فيما يرى قلبه وتنام
عينه ولا ينام قلبه وكذلك
الأنبياء تنام أعينهم ولا تنام
قلوبهم فلم يكلموه حتى احتملوه
فوضعوه عند بئر زمزم فتولاه
منهم جبريل فشق جبريل
ما بين نحره إلى لبته حتى فرغ
من صدره وجوفه فغسله من
ماء زمزم بيده حتى أنقى جوفه
ثم أتي بطست من ذهب فيه
تور من ذهب محشوا إيمانا و
حكمة فحشا به صدره ولغاديده
يعني عروق حلقه ثم أطبقه
ثم عرج به إلى السماء الدنيا
فضرب بابا من أبوابها فناداه
أهل السماء من هذا؟ فقال:
جبريل قالوا: ومن معك؟ قال
معي محمد قال وقد بعث؟ قال
نعم قالوا فمرحبا به وأهلا
فيستبشر به أهل السماء لا يعلم
أهل السماء بما يريد الله به
في الأرض حتى يعلمهم فوجد
في السماء الدنيا آدم فقال له
جبريل هذا أبوك فسلم عليه
فسلم عليه ورد عليه آدم وقال

نہیں دیکھا۔ پھر اس کے بعد ایک رات کو دوبارہ وہ
فرشتے آئے وہ اس وقت آں حضرتؐ کی یہ حالت تھی
کہ آپؐ کا دل بیدار تھا آنکھیں بظاہر سو رہی تھیں لیکن
آپؐ کا دل نہیں سوتا تھا اور تمام پیغمبروں کا یہی حال
ہے ان کی آنکھ سوتی ہے اور دل (بیدار رہتا ہے) نہیں
وہ سوتا خیر ان فرشتوں نے آں حضرتؐ سے کوئی بات
نہیں کی۔ آپؐ کو اٹھا لیا اور زمزم کے کنویں پر لے
گئے جبریلؑ نے یہ کام اپنے ذمے لیا آپؐ کا پیٹ سینہ
سے لے کر گلے تک چیر ڈالا اور سینے اور پیٹ کو (تمام
انسانی خواہشوں اور آلائشوں سے) خالی کیا اور اپنے
ہاتھ سے زمزم کے پانی سے دھویا آپؐ کا پیٹ خوب
صاف کیا پاک کیا پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جس
میں سونے کا ایک آفتابہ رکھا تھا جو ایمان اور حکمت
سے بھرا ہوا تھا حضرت جبریلؑ نے کیا کیا آپؐ کا سینہ
اور حلق کی رگیں سب اس سے بھر دیں بعد اس کے
سینہ سی دیا اور آپؐ کو لے کر پہلے نزدیک والے آسمان
پر چڑھ گئے اور وہاں کے دروازوں میں سے ایک
دروازے پر دستک دی آسمان والے فرشتوں نے پوچھا
کون۔ جبریلؑ نے کہا جبریلؑ۔ پوچھا تمہارے ساتھ اور
کون ہے انہوں نے کہا محمدؐ ہیں آسمان والوں نے پوچھا
کیا وہ بلائے گئے ہیں جبریلؑ نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا
خوب اچھے آئے اپنے لوگوں میں آئے۔ آسمان والے
فرشتے آپؐ کے تشریف لانے سے خوش ہو رہے تھے
بات یہ ہے کہ آسمان کے فرشتوں کو اس کی کچھ خبر نہیں
ہوتی جو انتظام اللہ تعالیٰ زمین میں کرنا چاہتا ہے جب
تک اللہ ان کو خبر نہیں کرتا ۵ خیر آں حضرتؐ پہلے

مَرْحَبًا وَأَهْلًا يَا بُنَيَّ نِعْمَ الِابْنُ أَنْتَ فَإِذَا هُوَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهَرَيْنِ يَطَّرِدَانِ فَقَالَ مَا هَذَانِ النَّهَرَانِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ هَذَا النِّيلُ وَالْفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا ثُمَّ مَضَى بِهِ فِي السَّمَاءِ فَإِذَا هُوَ بِنَهَرٍ آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ فَضَرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ أَذْفَرُ قَالَ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الْأُولَى مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قَالُوا وَمَنْ مَعَكَ قَالَ: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ نَعَمْ قَالُوا مَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ وَقَالُوا لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتِ الْأُولَى وَالثَّانِيَةُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ كُلُّ سَمَاءٍ

آسمان میں حضرت آدمؑ سے ملے جبریلؑ نے تبلایا یہ تمہارے باپ آدمؑ ہیں ان کو سلام کرو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور کہا آؤ پیارے بیٹے تم اپنے لوگوں میں آئے کیا اچھے بیٹے ہو آپ نے پہلے ہی آسمان میں دو بہتی ندیاں دیکھیں جبریلؑ سے پوچھا یہ کون سی ندیاں ہیں انہوں نے کہا یہ نیل اور فرات (ندیوں) کی (جو زمین پر ہیں) جڑ ہیں پھر جبریلؑ آپ کو اسی آسمان میں پھرانے لگے ایک اور ندی دیکھی جس پر زمرد اور موتی کا ایک محل بنا ہوا تھا۔ آں حضرتؐ نے اس ندی پر ہاتھ مارا دیکھا تو اس کی مٹی نری مشک ہے (یا خوشبو دار مشک ہے) آپؐ نے پوچھا جبریلؑ یہ کونسی ندی ہے انہوں نے کہا یہی تو کوثر کی ندی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے چھپا رکھی ہے اس کے بعد جبریلؑ آپؐ کو دوسرے آسمان پر چڑھا لے گئے وہاں بھی فرشتوں سے وہی جواب سوال ہوا (جو پہلے آسمان پر ہوا تھا) انہوں نے پوچھا کون جبریلؑ نے کہا جبریلؑ انہوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فرشتوں نے پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں۔ تب کہنے لگے واہ واہ خوب اچھے آئے اپنے لوگوں میں آئے پھر جبریلؑ آپؐ کو تیسرے آسمان پر چڑھا لے گئے وہاں بھی ایسا ہی جواب سوال ہوا جیسے پہلے اور دوسرے آسمان پر ہوا تھا پھر چوتھے آسمان پر چڑھا لے گئے وہاں بھی یہی سوال و جواب ہوا۔ پھر پانچویں آسمان پر چڑھا لے گئے وہاں بھی ایسا ہی سوال و جواب ہوا۔ پھر چھٹے آسمان پر چڑھا لے گئے وہاں بھی یہی گفتگو رہی پھر ساتویں آسمان پر وہاں بھی ایسی ہی گفتگو ہوئی

فِيهَا أَنْبِيَاءُ قَدْ سَمَّاهُمْ فَأَوْعَيْتُ مِنْهُمْ إِدْرِيسُ فِي الثَّانِيَةِ وَهَارُونَ فِي الرَّابِعَةِ وَآخَرُ فِي الْخَامِسَةِ لَمْ أَحْفَظِ اسْمَهُ وَإِبْرَاهِيمُ فِي السَّادِسَةِ وَمُوسَى فِي السَّابِعَةِ بِتَفْضِيلِ كَلَامِ اللَّهِ، فَقَالَ مُوسَى رَبِّ لَمْ أَظُنَّ أَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ ثُمَّ عَلَا بِهِ فَوْقَ ذَلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ حَتَّى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى اللَّهُ فِيمَا أَوْحَى إِلَيْهِ خَمْسِينَ صَلَاةً عَلَى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثُمَّ هَبَطَ حَتَّى بَلَغَ مُوسَى فَاحْتَبَسَهُ مُوسَى فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَاذَا عَهِدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ قَالَ عَهِدَ إِلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِبْرِيلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيرُهُ فِي ذَلِكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَعَلَا بِهِ إِلَى الْجَبَّارِ فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِي لَا تَسْتَطِيعُ هَذَا فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ

ہر آسمان پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایک پیغمبر سے ملے آپؐ نے ان کے نام بیان فرمائے لیکن مجھ کو یوں یاد رہا کہ ادریس پیغمبر دوسرے آسمان پر ملے اور ہارون پیغمبر چوتھے آسمان پر اور پانچویں پر کون سے پیغمبر ملے مجھ کو یاد نہیں رہا اور چھٹے آسمان پر حضرت ابراہیمؑ ملے اور ساتویں آسمان پر حضرت موسٰیؑ سے ملاقات ہوئی چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسٰیؑ سے (دنیا میں) کلام کیا تھا، اس وجہ سے ان کو یہ فضیلت ملی وہ حضرت موسٰیؑ نے آں حضرتؐ کو دیکھ کر بارگاہ الٰہی میں یوں معروضہ کیا، پروردگار مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ مجھ سے زیادہ کسی پیغمبر کا مرتبہ بھی بلند ہوگا خیر اس کے بعد حضرت جبریلؑ آنحضرتؐ کو اور اوپر لے گئے اللہ تعالیٰ ہی اس کا حال جانتا ہے یہاں تک کہ آپؐ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس پہنچے۔ اور پروردگار نیچے اتر کر آپؐ سے نزدیک ہوگیا آپؐ میں اور اس میں دو کمان برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اس وقت پروردگار نے جو آپؐ کو وحی بھیجی اس میں ہر دن رات میں پچاس نمازوں کا آپؐ کی امت کو حکم دیا گیا۔ آپؐ وہاں سے اتر کر نیچے حضرت موسٰیؑ کے پاس آئے حضرت موسٰیؑ نے آپؐ کو روک لیا پوچھا محمدؐ یہ تو کہو، پروردگار نے تم کو کیا حکم دیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دن میں پچاس نمازیں پڑھنے کا۔ یہ سن کر حضرت موسٰیؑ نے کہا واہ واہ تمہاری امت بھلا کہیں پچاس نمازیں پڑھ سکے گی پھر پروردگار کے پاس لوٹ جاؤ اس سے تخفیف کراؤ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسٰیؑ کی رائے سن کر حضرت جبریلؑ کی طرف دیکھا آپؐ ان کی صلاح چاہتے تھے انہوں نے کہا ہاں (اچھا بہتر ہے)

رجع إلى موسى فاحتبسه فلم يزل
يردده موسى إلى ربه حتى صارت
إلى خمس صلوات ثم احتبسه
موسى عند الخمس فقال يا محمد
والله لقد راودت بني إسرائيل
قومي على أدنى من هذا فضعفوا
فتركوه فأمتك أضعف أجسادا
وقلوبا وأبدانا وأبصارا و
أسماعا فارجع فليخفف عنك
ربك كل ذلك يلتفت النبي صلى
الله عليه وسلم إلى جبريل ليشير
عليه ولا يكره ذلك جبريل فرفعه
عند الخامسة فقال يا رب إن
أمتي ضعفاء أجسادهم وقلوبهم
وأسماعهم وأبدانهم فخفف
عنا فقال الجبار يا محمد قال
لبيك وسعديك قال إنه لا
يبدل القول لدي كما فرضت
عليك في أم الكتاب قال فكل
حسنة بعشر أمثالها فهي خمسون
في أم الكتاب وهي خمس عليك
فرجع إلى موسى فقال كيف فعلت
فقال: خفف عنا أعطانا بكل
حسنة عشر أمثالها قال موسى
قد والله راودت بني إسرائيل
على أدنى من ذلك فتركوه ارجع

اگر آپؐ چاہتے ہیں تو لوٹ کر جائیے آخر جبریلؑ پھر آپؐ کو
اوپر چڑھا لے گئے اور آپؐ نے اسی مقام پر کھڑے ہو کر یہ
معروضہ کیا پروردگار ہم لوگوں پر کچھ تخفیف کر دے میری امت سے
پچاس نمازیں ہر روز نہیں ہو سکیں گی اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں
تخفیف کر دیں (چالیس رہ گئیں) پھر آنحضرتؐ حضرت موسیٰؑ کے پاس
لوٹ کر آئے انہوں نے آپؐ کو روک لیا اسی طرح برابر (تخفیف کیلئے)
بار بار آپؐ کو پروردگار کے پاس لوٹاتے رہے آخر پچاس کی پانچ
نمازیں رہ گئیں حضرت موسیٰؑ نے جب بھی آں حضرتؐ کو روکا کہنے لگے محمدؐ
میں نے بنی اسرائیل سے پانچ سے بھی کم نمازیں پڑھوانا چاہیں (صرف
دو نمازیں صبح اور شام کی) لیکن یہ بھی ان سے نہ ہو سکیں انہوں نے
چھوڑ دیں اور تمہاری امت تو بنی اسرائیل سے بھی جسمی کمزوری اور
دلی ناتوانی اور بدنی ناطاقتی اور بینائی اور شنوائی کا ضعف رکھتی ہے
تو جاؤ پھر اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جاؤ اور تخفیف کراؤ۔
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار جبریلؑ کی صلاح کیلئے انکی طرف
دیکھتے اور جبریلؑ اس بات کو ناپسند نہ کرتے آخر پانچویں بار وہ پھر
آنحضرتؐ کو لے گئے آپؐ نے عرض کیا پروردگار میری امت کے جسم اور
دل اور کان اور بدن سب ضعیف اور ناتوان ہیں ان پر تخفیف کر ارشاد
ہوا محمدؐ آپ نے عرض کیا حاضر ہوں تیری خدمت کے لئے مستعد
ہوں فرمایا میری بات نہیں بدلتی لوح محفوظ میں تجھ پر پچاس نمازیں
فرض کی گئی تھیں ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے تو پانچ نمازوں کی
جو تیری امت پر فرض ہوئیں وہ پچاس نمازیں ہوئیں جیسے لوح
محفوظ میں لکھی گئی تھیں یہ سن کر آں حضرتؐ لوٹے حضرت موسیٰؑ
کے پاس آئے انہوں نے پوچھا کیوں تم نے کیا کیا آپ نے فرمایا
پروردگار نے ہم پر بہت تخفیف فرمائی ہر نیکی کے بدل دس نیکیوں
کا ثواب عطا فرمایا حضرت موسیٰؑ کہنے لگے دیکھو تم جانو میں نے تو خدا کی
قسم بنی اسرائیل سے پانچ سے بھی کم نمازیں پڑھوانا چاہیں تو

إِلَى رَبِّكَ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ أَيْضًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُوسَى قَدْ وَاللَّهِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي مِمَّا اخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ قَالَ فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللَّهِ وَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ۔	ان سے نہ ہوسکا انہوں نے چھوڑ دیں دیکھو (بھائی) پھر جاؤ اور پروردگار سے اور تخفیف کراؤ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا موسیٰ خدا کی قسم اب تو مجھے شرم آتی ہے میں کئی بار اپنے پروردگار کے پاس جا چکا اس وقت جبریلؑ نے کہا اب اللہ کا نام لے کر زمین پر اترو اس کے بعد آں حضرتؐ مسجد حرام ہی میں تھے جاگ اٹھے ف۹۔

ف۱ے آپ بیچ میں تھے ایک طرف حضرت حمزہؓ دُوسری طرف جعفر بن ابی طالب تھے۔ ف۲ے جس کے لئے معراج کا حکم ہوا ہے۔ ف۳ے حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ دوبارہ جو یہ فرشتے آئے تو کتنی مدت کے بعد آئے اور ظاہر یہ ہے کہ دوبارہ اس وقت آئے جب آپؐ پیغمبر ہو چکے تھے آپؐ پر وحی آنے لگی تھی۔ ف۴ے اس روایت سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو معراج کو خواب کی حالت میں کہتے ہیں معاویہؓ سے ایسا ہی منقول ہے لیکن جمہور اہل سُنت یہ کہتے ہیں کہ آپؐ کو معراج بیداری کی حالت میں ہوا۔ ورنہ مشرکین جھٹلاتے کیوں اور شریک راوی نے غلطی کی جو خواب کی حالت میں اس کو بیان کیا وہ اس روایت کے ساتھ منفرد ہے حافظؒ نے کہا شریک منفرد نہیں ہے بلکہ کثیر بن خنس نے اس کی متابعت کی اس روایت کو سعید بن یحییٰ اموی نے کتاب المغازی میں نکالا بعضوں نے کہا آپؐ کو معراج دُو بار ہوا تھا ایک بار حالت خواب میں ایک بار بیداری میں اب کوئی اشکال نہ رہے گا ف۵ے یعنی کسی مقرب فرشتے کی معرفت جیسے جبرئیلؑ وغیرہ کے ذریعہ سے۔ ف۶ے کہ سب کے اوپر ساتویں آسمان پر ان کو ٹھکانا ملا باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے۔ ف۷ے جہاں پہلے کھڑے ہوئے تھے اور اللہ نے آپؐ پر وحی بھیجی تھی۔ ف۸ے اس سے پانچ نمازیں ہر روز کیسے نبھ سکیں گی۔ ف۹ے جاگ اٹھنے کا مطلب ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے بعد آن کر اپنی جگہ سو گئے ہوں گے یا جاگ اٹھنے سے یہ مراد ہے کہ وہ حالت معراج کی جاتی رہی اور پھر حالت بشریت میں آگئے بہرحال محدثین نے شریک کی اس روایت پر بہت طعن کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی روایتیں منکر ہوتی ہیں اسی شریک نے یہ بیان کیا ہے کہ معراج سوتے میں ہوا باقی سب روایتوں میں بیداری میں مذکور ہے حافظؒ نے کہا شریک نے اس روایت میں دس جگہ دوسرے ثقہ راویوں کا خلاف کیا ہے ایک تو پیغمبروں کے مقاموں میں دوسرے اس میں معراج نبوت سے پہلے ہوا تیسرے یہ کہ معراج خواب میں ہوا چوتھے یہ کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے حالانکہ وہ ساتویں یا چھٹے آسمان میں ہے پانچویں یہ کہ نیل اور فرات کا منبع پہلے آسمان میں ہے حالانکہ وہ ساتویں

آسمان میں ہے۔ چھٹے معراج کے وقت شق صدر ہونا۔ ساتویں نہر کوثر کا پہلے آسمان پر ہونا حالانکہ وہ بہشت میں ہے آٹھویں دَنیٰ فَتَدَلّٰی سے اللہ تعالیٰ کا نزدیک آنا مراد ہے حالانکہ یہ جبریلؑ کے باب میں ہے نویں یہ کہ پانچویں بار کے بعد آپؐ نے لوٹنا موقوف کر دیا حالانکہ دوسری روایتوں میں نو بار لوٹنا مذکور ہے۔ دسویں پانچ نمازوں کا حکم ہونے کے بعد پھر لوٹنا دوسری روایتوں میں یوں ہے کہ آپؐ پانچ کے بعد پھر نہیں لوٹے اور فرمایا کہ مجھ کو شرم آتی ہے۔

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

باب اللہ تعالیٰ کا بہشتیوں سے باتیں کرنا۔

٤٣٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبِّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُولُ أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ فَيَقُولُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ سے امام مالکؒ نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا بہشتیو! وہ عرض کریں گے حاضر تیری خدمت کے لئے مستعد ساری بھلائی تیرے دونوں ہاتھوں میں ہے فرمائے گا اب تم خوش ہوئے وہ عرض کریں گے بھلا اب بھی خوش نہ ہوں گے تو نے ہم کو وہ عنایت فرمایا جو اپنی کسی مخلوق کو نہیں دیا ول۔ اس وقت فرمائے گا اب میں تم کو وہ نعمت دیتا ہوں جو ان سب نعمتوں سے افضل ہے وہ عرض کریں گے پروردگار ان (بہشت کی) نعمتوں سے افضل کون سی نعمت ہو گی فرمائے گا وہ نعمت میری رضامندی ہے اب میں تم پر اپنی رضامندی اتارتا ہوں اس کے بعد میں کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا ول۔

ول بہشتی لوگ تو یہ بہشت میں عرض کریں گے مگر میں دنیا ہی میں جب اپنی حالت میں غور کرتا ہوں تو بے اختیار دل سے یہ نکلتا ہے یا اللہ تو نے مجھ کو وہ نعمتیں عطا فرمائیں جو اس ملک میں تو کسی کو مجموعۃً

نہیں دیں یعنی حُسن وجمال صحت وعافیت قوت جسمانی آل اولاد علم دین شرافت نسب مدت ذہن جفاکشی خوش نویسی زود نویسی دنیاوی علوم وفنون مقبولیت تصانیف تالیف غنا اور تونگری شہرت اور ناموری۔ ف ۲ اس پر سب نعمتیں تصدق ہیں غلام کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کسی چیز میں نہیں ہوتی جتنی اس میں ہوتی ہے کہ اس کا مالک اس سے راضی ہوا اسی لئے قرآن میں دوسری نعمتوں کے بعد فرمایا ورضوان من اللہ اکبر مولانا فضل رحمان صاحب قدس سرہ فرمایا کرتے تھے ہم کو تو نہ حور کی ہوس ہے نہ قصور کی ہمارے پاس حوران بہشتی بھی آئیں گی تو ہم ان سے یہی کہیں گے بی بیو ذرا قرآن تو سنو ہم کو اپنے مالک کا کلام پڑھنے میں سب چیزوں سے زیادہ لذت آتی ہے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی غنا اور سماع سے محترز رہتے دوسرے صوفیوں نے اس کا سبب پوچھا انہوں نے کہا غنا اور سماع میں مجھ کو لذت ہی نہیں آتی قرآن شریف کی تلاوت میں مجھ کو بے حد لذت آتی ہے۔

۴۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ: حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ لَهُ: أَوَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ قَالَ بَلَى وَلَكِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ فَأَسْرَعَ وَبَذَرَ فَتَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ وَتَكْوِيرُهُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى دُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ يَا رَسُولَ اللهِ لَا تَجِدُ هَذَا إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ فَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے کہا ہم سے ہلال بن علی نے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے اصحابؓ سے باتیں کر رہے تھے آپ کے پاس ایک دیہاتی شخص (نام نامعلوم) بھی بیٹھا تھا اتنے میں آپؐ نے فرمایا ایک بہشتی شخص نے اپنے مالک سے یہ درخواست کی پروردگار تو اجازت دے تو میں (بہشت میں) کھیتی کروں۔ پروردگار نے فرمایا ارے (تجھ کو کھیتی کی کیا ضرورت ہے) بہشت میں تو ہر شے جو تو چاہے وہ موجود ہے اس نے عرض کیا بے شک مگر میرا دل کھیتی کرنا چاہتا ہے خیر اس نے جلدی سے (کھیتی کا سامان کیا زمین تیار کی) اور بیج ڈالا ایک پلک مارتے ہیں مولے اگ آئے بڑھ گئے سیدھے ہو گئے کٹنے کے لائق ہو گئے اناج کا ڈھیر بھی گھڑیاں میں پہاڑوں کی طرح لگ گیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم زادے اب کھیتی بھی لے آدمی کا پیٹ کسی طرح نہیں بھرتا (یعنی اس کی ہوس نہیں بجھتی) یہ سن کر وہ دیہاتی شخص کہنے لگا یا رسول اللہ یہ شخص (جس نے کھیتی کی درخواست کی) قریش قبیلے کا ہو گا یا انصار میں کا یہی لوگ زراعت پیشہ ہیں

فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم.

باقی ہم لوگ ول زراعت پیشہ نہیں ہیں (بلکہ سپاہی پیشہ ہیں)، یہ سُن کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے۔

ول یعنی بدوی جن کو اصحاب القبائل کہتے ہیں۔

باب ذكر الله بالأمر وذكر العباد بالدعاء والتضرع والرسالة والإبلاغ

لقوله تعالى. فاذكروني أذكركم. واتل عليهم نبأ نوح إذ قال لقومه يا قوم إن كان كبر عليكم مقامي وتذكيري بآيات الله فعلى الله توكلت فأجمعوا أمركم وشركاءكم ثم لا يكن أمركم عليكم غمة ثم اقضوا إلي ولا تنظرون فإن توليتم فما سألتكم من أجر إن أجري إلا على الله وأمرت أن أكون من المسلمين، غمة هم وضيق قال مجاهد اقضوا إلي ما في أنفسكم يقال افرق اقض وقال مجاهد وإن أحد من المشركين استجارك فأجره حتى يسمع كلام الله، إنسان يأتيه فيستمع ما يقول وما أنزل عليه فهو آمن حتى يأتيه فيسمع كلام الله وحتى يبلغ مأمنه حيث

باب اللہ اپنے بندوں کو حکم کر کے یاد کرتا ہے

اور بندے اُس سے دُعا اور عاجزی کر کے اللہ کا پیغام دوسروں کو پہنچا کر اس کو یاد کرتے رہتے ہیں جیسے (سورہ البقرہ میں) فرمایا تم میری یاد کرو میں تمہاری یاد کروں گا ول اور (سورہ یونس میں) فرمایا اے پیغمبر اُن کو نوحؑ کا قصہ سُنا جب اس نے اپنی قوم سے کہا بھائیو اگر میرا رہنا تم میں اور خدا کی آیتیں پڑھ کر سُنانا (تذکیر بآیات اللہ) تم پر گراں گزرتا ہے تو میں نے اللہ پر اپنا کام چھوڑ دیا (اس پر بھروسہ کیا) تم بھی اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر ایک تجویز (میرے قتل یا اخراج کی) ٹھہرا لو پھر اس تجویز کے پورا کرنے میں کچھ تردد اور تشویش نہ کرو بے تامل کر ڈالو مجھ کو ابھی فرصت نہ دو ول اگر تم میری باتیں نہ مانو تو خیر میں تم سے کچھ (دنیا کی) اُجرت تھوڑے مانگتا ہوں میری اُجرت تو اللہ پر ہے اسی کی طرف سے مجھ کو تابعداروں میں شریک رہنے کا حکم ملا ہے اس آیت میں غمۃ کا معنے غم اور تنگی ول ہے مجاہد نے کہا (اسکو فریابی نے وصل کیا) ثم اقضوا کا معنی یہ ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو پورا کر ڈالو (مجھ کو مار ڈالو قصہ تمام کرو) عرب لوگ کہتے ہیں افرق یعنی فیصلہ کر دے اور مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ (جو سورۂ توبہ میں ہے) یہ کہا (اس کو بھی فریابی نے وصل کیا) یعنی اگر کوئی کافر آں حضرتؐ کے پاس اللہ کا کلام اور جو

جَاءَ النَّبَأُ الْعَظِيمُ الْقُرْآنُ صَوَابًا حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمَلًا بِهِ۔

آپؐ پر اترا اُس کو سننے کے لئے آئے تو اس کو امن ہے جب تک وہ اس طرح سے آتا اور اللہ کا کلام سنتا ہے اور جب تک وہ اس امن کی جگہ نہ پہنچ جائے جہاں سے وہ آیا تھا اور سورہ نباء میں نبأ عظیم سے قرآن مراد ہے (یہ فریابی نے مجاہد سے نقل کیا) اُسی سورہ میں وقال صوابا جو ہے تو صواب سے حق بات کہنا اور اس پر عمل کرنا مراد ہے۔

ف ۱ اس باب کو لاکر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ ذکر الٰہی کچھ اس سے خاص نہیں ہے کہ اللہ کا نام زبان سے رٹتا ہے بلکہ لوگوں کو دین کا علم سکھانا اللہ اور رسول کی باتیں بتانا یہ سب ذکر الٰہی میں داخل ہیں۔ علماء نے کہا ہے اللہ کا ذکر زبان سے ہوتا ہے اور ہاتھ پاؤں سے اور دل سے اور افضل یہ ہے کہ زبان سے ذکر کرے لیکن حضور دل کے ساتھ بعضوں نے کہا ذکر قلبی سب سے افضل ہے گو زبان سے کچھ نہ کہے صوفیہ کا یہی قول ہے لیکن علماء ظاہر نے کہا ہے جب تک زبان سے نہ کہے تو اس ذکر کا کوئی اعتبار نہیں جیسے حدیث میں ہے۔ لایزال لسانک رطبا من ذکر اللہ۔ ف ۲ دیکھو اللہ تعالیٰ مجھ کو بچاتا ہے یا نہیں۔ ف ۳ اس آیت سے امام بخاری نے باب کا مطلب ثابت کیا کہ حضرت نوح ؑ جو وعظ و نصیحت اپنی قوم کو کرتے تھے۔ اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچا کر یاد کرتے تھے ف ۴ اس آیت سے بھی امام بخاری نے یہ نکالا کہ قرآن سننا یہ بھی ذکر الٰہی میں داخل ہے اسی طرح قرآن سنانا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو یہ حکم دیا کہ ایسا شخص جو ذکر الٰہی سننا چاہے اس کو امن دیا جائے اور جب تک وہ اپنے اصلی ٹھکانے نہ پہنچ جائے اس سے کوئی متعرض نہ ہو۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَنْدَادًا وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا ذَلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ وَقَوْلِهِ۔ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ۔ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ بقرہ میں) فرمانا

اللہ کے شریک نہ بناؤ اور (سورہ حم سجدہ میں) تم دوسروں کو اس کا برابر والا سمجھتے ہو حالانکہ وہ سارے جہان کا مالک ہے (اور دوسرے سب عاجز بندے ہیں ان کو ایک دمڑی کا اختیار نہیں) اور (سورہ فرقان میں) جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسرے کسی خدا کو نہیں پکارتے اور (سورہ زمر میں) اے پیغمبر تجھ کو اور تجھ سے پہلے پیغمبروں کو بھی حکم دے چکا ہے اگر تو نے اللہ کیساتھ کہیں شرک کی بس تیرا سارا کام مٹی میں مل گیا اور تو گھاٹے میں

وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ وَمَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللهُ فَذٰلِكَ إِيْمَانُهُمْ وَهُمْ يَعْبُدُونَ غَيْرَهُ وَمَا ذُكِرَ فِي خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَأَكْسَابِهِمْ لِقَوْلِهِ تَعَالَى. وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيْرًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ. مَا تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ إِلَّا بِالْحَقِّ، بِالرِّسَالَةِ وَالْعَذَابِ لِيَسْأَلَ الصَّادِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ الْمُبَلِّغِيْنَ الْمُؤَدِّيْنَ مِنَ الرُّسُلِ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ عِنْدَنَا وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ الْقُرْآنِ وَصَدَّقَ بِهِ الْمُؤْمِنُ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰذَا الَّذِي أَعْطَيْتَنِي عَمِلْتُ بِمَا فِيْهِ۔

پڑ گیا تو کافروں کا کہنا ہرگز مت سُن اور خاص اللہ ہی کی پرستش کرتا رہ اسی کا شکر کرتا رہ اور (سورۂ یوسف میں) اکثر لوگ اللہ پر تو یقین رکھتے ہیں مگر شرک میں مبتلا ہیں عکرمہ نے کہا (اس کو طبری نے وصل کیا) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اُن سے پوچھو تم کو اور آسمان زمین کو کس نے پیدا کیا تو کہتے ہیں اللہ نے یہی اُن کا ایمان ہے مگر اس کے ساتھ (وہ شرک میں مبتلا ہیں) یعنے غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں ؎۱ اس باب میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ بندے کے افعال اُن کا کسب سب مخلوق الٰہی ہیں ؎۲ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ فرقان میں) فرمایا اسی پروردگار نے ہر چیز کو پیدا کیا ؎۳ پھر ایک انداز سے اس کو درست کیا اور مجاہد نے کہا ؎۴ (سورۂ حجر میں جو یہ) ما تنزل الملائکۃ ؎۵ الا بالحق اس کا معنی کہ فرشتے اللہ کا پیغام اور اُس کا عذاب لے کر اترتے ہیں ؎۶ اور (سورۂ احزاب میں) جو فرمایا سچوں سے اُن کی سچائی کا حال پوچھے یعنی پیغمبروں سے جو اللہ کا حکم پہنچاتے ہیں ؎۷ اور (سورۂ حجر میں) فرمایا ہم قرآن کے نگہبان ہیں (مجاہد نے کہا یعنی اپنے پاس (اس کو فریابی نے وصل کیا) اور (سورۂ زمر میں) فرمایا اور جو شخص سچی بات لے کر آیا یعنی قرآن اور جس نے اُس کو سچا جانا یعنی مومن جو قیامت کے دن پروردگار سے عرض کریگا تو نے مجھ کو یہی قرآن دیا تھا میں نے اس پر عمل کیا ؎۸۔

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

؎۱ ان آیتوں کو لاکر امام بخاری نے توحید کا مفہوم بیان کیا کہ توحید شرعی صرف اسی سے عبارت نہیں ہے کہ آسمان اور زمین اور سارے عالم کا پیدا کرنے والا اللہ ہی کو جانے یہ تو مشرک بھی جانتے تھے اس کا اقرار کرتے تھے مگر اللہ نے ان کو مشرک فرمایا اس وجہ سے کہ وہ یہ جان بوجھ کر پھر اللہ کے سوا دوسرے ٹھاکروں اوتاروں پیروں بزرگوں فرشتوں بتوں شیطانوں جنوں پیغمبروں کی عبادت کرتے تھے عبادت کہتے ہیں بڑی ذلت اور عاجزی کے ساتھ کوئی کام کرنا توحید یہ ہے کہ ہر قسم کی عبادت خاص اللہ ہی کے لئے کی جائے عبادت میں سب عبادتیں آگئیں نماز روزہ نذر نیاز سنت دعا ذبح طواف رکوع سجدہ وغیرہ اگر یہ کام کوئی شخص سوا خدا کے دوسروں کی تعظیم کے لئے کرے بس وہ کافر اور مشرک ہو چکا۔

اور اس کے سارے اعمال خیر لغو ہو گئے اس کو آخرت میں کبھی نجات ملنے والی نہیں۔ ف۲ نہ جیسا کہ معتزلہ اور شیعہ اور قدریہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے کیونکہ اگر بندہ بھی کسی چیز کا خالق ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا شریک اور برابر والا ہو گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا تجعلوا اللہ اندادا امام بخاری نے یہ اشارہ کیا کہ معتزلہ اور قدریہ درحقیقت مشرکوں کی طرح ہیں کیونکہ انہوں نے اللہ کے سوا بندے کو بھی خالق قرار دیا امام بخاری نے اس باب میں ایک علیحدہ رسالہ بھی بنایا ہے جس کا نام ہے خلق افعال العباد والرد علی اصحاب الجہم والتعطیل حاصل اہلسنت کے مذہب کا یہ ہے کہ خالق جمیع افعال کا تو اللہ تعالیٰ ہے مگر اپنے فعل کا کاسب بندہ ہے اور وہ اس کسب کی وجہ سے بندہ کی طرف منسوب ہوتا ہے اور بندے کو اس کی سزا جزا ملتی ہے۔ ف۳ اس میں بندہ اور اس کے افعال سب آ گئے۔ ف۴ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۵ یہ بھی ایک قرأت ہے مشہور قرأت یوں ہے ما ننزل الملائکۃ۔ ف۶ اُن کا اُترنا اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے۔ ف۷ معلوم ہوا کسب بندے کا کام ہے جب تو پیغمبروں کو سچا فرمایا۔ ف۸ اس کو طبری نے مجاہد سے نقل کیا۔ تو تصدیق کو بندے کی طرف منسوب کیا معلوم ہوا بندے کو بھی دخل ہے ورنہ اس کو سزا جزا کیوں ملتی اور جہمیہ اور جبریہ کا رد ہوا جو بندے کو مجبور محض جانتے ہیں انہوں نے یہ غور نہیں کیا کہ ہمارے افعال بعضے اضطراری ہیں جیسے رعشہ کی حرکت بعضے اختیاری جیسے اپنی خواہش سے کوئی عضو ہلانا اگر بندہ بالکل مجبور محض ہو تو دونوں طرح کے افعال یک سان ہوتے۔

۷۴۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ؟ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ، قُلْتُ: إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے انہوں نے عمرو بن شرحبیل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے آپؐ نے فرمایا یہ ہے کہ تو اللہ کا برابر والا کسی اور کو ٹھہرائے حالانکہ اللہ نے تجھ کو پیدا کیا میں نے کہا خیر یہ تو بڑا گناہ ہوا اب اس سے اُتر کر کون سا بڑا گناہ ہے آپؐ نے فرمایا اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالنا کہ وہ کھانے پینے میں تیرے ساتھ شریک ہوں گے میں نے کہا پھر اس سے اتر کر کون سا بڑا گناہ ہے آپؐ نے فرمایا اپنے ہمسایہ کی جورو سے زنا کرنا ف۱۔

ف۱ امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ قدریہ اور معتزلہ جو بندے کو اپنے افعال کا خالق کہتے ہیں وہ گویا اللہ کا برابر والا بندے کو بناتے ہیں تو اُن کا اعتقاد بہت بڑا گناہ ہوا معاذ اللہ۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى - وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ حم سجدہ میں) فرمانا۔

تم جو دنیا میں چھپ کر گناہ کرتے تھے تو اس ڈر سے نہیں کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے تمہارے خلاف (قیامت کے دن) گواہی دینگے (تم تو قیامت کے قائل ہی نہ تھے) تم سمجھے تھے کہ اللہ کو ہمارے بہت سارے کاموں کی خبر تک نہیں۔

٤٤١ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ أَوْ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ كَثِيرَةٌ شَحْمُ بُطُونِهِمْ قَلِيلَةٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتَرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ وَقَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ - الْآيَةَ۔

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے منصور نے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابو معمر عبداللہ بن سنجرہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا ایسا ہوا خانہ کعبہ کے پاس دو شخص ثقیف قبیلے کے اور ایک قریش کا یا دو قریش کے ایک ثقیف قبیلے کا غرض تین شخص جمع ہوئے تھے تو موٹے تازے پیٹ میں خوب چربی بھری ہوئی تھی لیکن ان کے دلوں میں عقل تھوڑی تھی ان میں کا ایک اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہو تم کیا سمجھتے ہو ہم بات کریں اس کو اللہ سنتا ہے یا نہیں دوسرا بولا پکار کر بات کریں تو سنتا ہے اگر چپکے سے کریں تو نہیں سنتا۔ تیسرا بولا (جو ذرا سمجھدار تھا) یہ کیا بات اگر وہ پکار کر بولنا سنتا ہے تو آہستہ بولنا بھی سن لے گا[۱] تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ---- وما کنتم تستترون ان یشہد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم اخیر تک۔

۱؎ کیونکہ عرش سات آسمانوں کے پرے ہے اور ایک آسمان سے لے کر دوسرے آسمان تک پانچ سو برس کی راہ ہے پھر جو عرش پر سے ہمارا پکارنا سن لے گا وہ ہماری آہستہ بات بھی سن لے گا اتنے فاصلہ پر پکار اور آہستہ دونوں میں فرق ہی کیا ہے انسان کی آواز تو ایک کوس تک بھی نہیں جاتی گو کتنا ہی چلائے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى - كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ رحمان میں) فرمانا۔

پروردگار ہر دن ایک نیا کام کر رہا ہے ۱؎ اور (سورۂ انبیاء

مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ وَقَوْلِهِ تَعَالَى لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا وَأَنَّ حَدَثَهُ لَا يُشْبِهُ حَدَثَ الْمَخْلُوقِينَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى - لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ أَنْ لَا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ

میں) فرمانا ان کے پاس اُن کے مالک کی طرف سے کوئی نیا حکم نہیں آتا اخیر تک اور (سورۂ طلاق میں) فرمانا شاید اللہ تعالےٰ اُس کے بعد کوئی نئی صورت پیدا کرے ف۱ صرف اتنی بات ہے کہ اللہ کا نیا کام کرنا مخلوق کے نئے کام کرنے سے مشابہت نہیں رکھتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورۂ شوریٰ میں) اُس کے مثل کوئی چیز نہیں (نہ ذات میں نہ صفات میں) اور وہ سنتا ہے دیکھتا ہے ف۳ اور عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے نئے نئے حکم دیتا ہے اُس نے ایک نیا حکم یہ دیا ہے کہ نماز میں بات نہ کیا کرو (اس کو ابوداؤد نے وصل کیا)

ف۱ یہ باب لاکر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ جیسے کلام کرنا چلانا مارنا پیدا کرنا معدوم کرنا اترنا چڑھنا ہنسنا تعجب کرنا اتارنا چڑھانا وقتاً فوقتاً حادث ہوتے رہتے ہیں اسی طرح ہر ساعت اُس پروردگار کے نئے نئے انتظامات نمود ہوتے ہیں نئے نئے احکام صادر ہوتے ہیں اور جن لوگوں نے صفات فعلیہ کا اس بناء پر انکار کیا ہے کہ وہ حادث ہیں اور اللہ تعالیٰ حوادث کا محل نہیں ہو سکتا وہ بے وقوف ہیں قرآن اور حدیث دونوں سے یہ ثابت ہے کہ وہ نئے نئے کام کرتا ہے نئے نئے احکام اتارتا ہے۔ ف۲ ان سب آیتوں سے اللہ کا ایک نیا کام ثابت ہوتا ہے۔ ف۳ پہلے یہ فرمایا اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے یہ تنزیہ ہوئی پھر فرمایا وہ سنتا جانتا ہے۔ یہ اثبات ہوا اس کی صفات کا اہل حدیث اسی اعتقاد پر ہیں جو متوسط ہے درمیان تعطیل اور تشبیہ کے معطلہ تو جہمیہ اور معتزلہ ہیں جو اللہ کی تمام ان صفات کا انکار کرتے ہیں جو مخلوق میں بھی پائی جاتی ہیں جیسے سننا دیکھنا بات کرنا اترنا چڑھنا ہنسنا تعجب کرنا اور مشبہ مجسمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو مخلوق سے مشابہت دیتے ہیں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی آدمی کی طرح گوشت پوست خون سے مرکب ہے ہماری طرح منہ آنکھ ہاتھ پاؤں سب رکھتا ہے۔

٤٤٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے کہا ہم سے حاتم بن وردان نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے تم کتاب والوں یہود اور نصاریٰ سے ان کی کتابوں کا حال کیوں پوچھتے ہو تمہارے پاس تو اللہ کی وہ کتاب موجود

كِتَابُ اللهِ أَقْرَبُ الْكُتُبِ عَهْدًا بِاللهِ تَقْرَؤُونَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ.

ہے جو اُس کی سب کتابوں میں نئی اتری ہوئی ہیں اور وہ خالص ہے بن ملونی اس میں ذرا بھی ملونی نہیں ہے وا۔

وا اہل کتاب کی کتابیں ایک تو پانی دوسرے ان میں ملونی ہوئی ہے۔

٤٤٣ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ عَلَى نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللهِ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَّلُوا مِنْ كُتُبِ اللهِ وَغَيَّرُوا فَكَتَبُوا بِأَيْدِيهِمْ قَالُوا: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ لِيَشْتَرُوا بِذَلِكَ ثَمَنًا قَلِيلًا أَوَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ فَلَا وَاللهِ مَا رَأَيْنَا رَجُلًا مِنْهُمْ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عباسؓ نے کہا مسلمانو تم اہل کتاب سے دین کی کوئی بات کیوں پوچھتے ہو حالانکہ جو کتاب اللہ نے تمہارے پیغمبر پر اتاری وہ اللہ کی خبر دینے والی کتابوں میں سب سے نئی ہے اور پھر خالص اُس میں ذرا بھی ملونی نہیں ہوئی اور اللہ تعالٰے تو تم سے بیان کر چکا ہے کہ اہل کتاب یہود اور نصاریٰ نے اپنی کتابوں کو بدل ڈالا وہ کیا کرتے ہاتھ سے ایک کتاب (مضمون بدل سدل کر) لکھتے اور کہتے یہ بعینہٖ وہی کتاب ہے جو اللہ کے پاس سے اتری (اسی کے مطابق ہے) ان کی غرض دنیا کا تھوڑا سا مول کمانا ہوتا تم کو جو خدا نے قرآن حدیث کا علم دیا ہے کیا وہ تم کو اس سے منع نہیں کرتا کہ تم دین کی باتیں اہل کتاب سے پوچھو قسم خدا کی عجیب حال ہے ہم نے ایک یہودی یا نصرانی کو مسلمانوں سے قرآن کی باتیں پوچھتے نہیں دیکھا وا۔

وا پھر تم کو خبط کیا ہو گیا ہے کہ تم ان سے پوچھتے ہو حالانکہ اگر وہ تم سے پوچھتے تو ایک بات بھی کیونکہ تمہاری کتاب محفوظ اور نئی ہے

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى - لَا تُحَرِّكْ

باب اللہ تعالٰی کا (سورۂ مزمل میں) فرمانا

بِهٖ لِسَانَكَ - وَفِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى - أَنَا مَعَ عَبْدِي حَيْثُمَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ -

اے پیغمبر (وحی اترتے وقت) اپنی زبان نہ ہلایا کرو اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا (اس آیت کے اترنے سے پہلے) وحی اترتے وقت ایسا کرنا اور ابوہریرہؓ نے کہا ف۱ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں اپنے بندے کے اس وقت تک ساتھ ہوں جب تک وہ میری یاد کرتا ہے اپنے ہونٹ (میری یاد میں) ہلاتا ہے۔ ف۲

ف۱ امام احمد اور امام بخاری نے خلق افعال العباد میں اس کو وصل کیا۔ ف۲ اس حدیث سے علماء ظاہر کی تائید ہوتی ہے کہ ذکر وہی معتبر ہے جو زبان سے کیا جائے اور جب تک زبان نہ ہلے صرف دل سے یاد کرنا اعتبار کے لائق نہیں ہے اس کو ذکر نہیں کہنے کے جزری نے حصن حصین میں بھی ایسا ہی لکھا ہے لیکن حضرات صوفیہ نے ذکر قلبی پر بہت زور دیا ہے میں کہتا ہوں بہتر یہ ہے کہ زبان سے آہستہ آہستہ ذکر کیا جائے بحضور قلب سب سے افضل ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃ ودون الجہر من القول اور ذکر جہری جو بعضے صوفیہ نے ابتدائی حالات میں تجویز کیا ہے وہ بہتر نہیں ہے خلاف سنت ہے اور ایک حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہے البتہ جن اذکار کا جواز ثابت ہے جیسے اذان وغیرہ ان میں جہر کرنا منع نہیں اور اگلے درویشوں کی اتباع پر پیغمبر صاحب کی سنت کی اتباع مقدم ہے قادری ہوں یا چشتی یا سہروردی یا نقشبندی سب اسی بارگاہ کے غلام اور اسی باغ کے ایک ادنیٰ خوشہ چین ہیں۔

٤٤٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُوسَى ابْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهٖ تَعَالَى - لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ - قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً وَ كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ اللہ تعالیٰ نے جو (سورۂ مزمّل میں) فرمایا لاتحرک بہ لسانک تو ابن عباسؓ نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کا اترنا ایک سخت بار ہوتا تھا آپ اپنے دونوں ہونٹ ہلاتے رہتے تھے (حضرت جبرئیل کے ساتھ ہی ساتھ پڑھتے جاتے تھے ایسا نہ ہو بھول جائیں) ابن عباسؓ نے سعید سے کہا میں اپنے ہونٹ ہلا کر تم کو یہ بتاتا ہوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ہونٹ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ـ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ـ قَالَ جَمْعُهُ لَكَ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَءُهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ، قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَقْرَأَهُ۔

ہلاتے تھے اور سعید نے موسیٰ سے کہا میں تم کو ہونٹ ہلا کر بتاتا ہوں جس طرح ابن عباسؓ نے ہونٹ ہلا کر مجھ کو بتلائے تھے پھر سعید نے اپنے ہونٹ ہلائے ابن عباسؓ نے کہا اس حضرتؐ ایسا ہی کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ یعنی تمہارے سینے میں قرآن کا جما دینا اور اُس کا پڑھا دینا ہمارا کام ہے جب ہم (جبریلؑ کی زبان پر) اس کو پڑھ چکیں اس وقت تم اس کے پڑھنے کی پیروی کرو ولے مطلب یہ ہے کہ جبریلؑ کے پڑھتے وقت کان لگا کر سنتے رہو اور خاموش رہو یہ ہمارا ذمہ ہے ہم تم سے ویسا ہی پڑھوا دیں گے ابن عباسؓ نے کہا اس آیت کے اترنے کے بعد آں حضرتؐ کیا کرتے جب حضرت جبریلؑ آتے (قرآن سناتے) تو آپؐ کان لگا کر سنتے رہتے۔ جبریلؑ جب چلے جاتے تو آپؐ لوگوں سے اُسی طرح پڑھ کر سنا دیتے جیسے جبریلؑ نے پڑھ کر آپؐ کو سنایا تھا ولے۔

ولے یعنی اس طرح پڑھو جس طرح جبریلؑ کی زبان پر ہم نے پڑھ کر تم کو سنایا۔ ولے یہ حدیث پہلے پارے شروع کتاب میں گذر چکی ہے یہاں امام بخاری اس کو اس لئے لائے کہ قرآن کی قرأت اسی وقت صحیح اور درست ہوگی جب زبان سے اس کو پڑھے اگر صرف دل میں تصوّر کرے تو وہ قرأت نہیں کہلائے گی تلاوت کا ثواب اس میں ملے گا بعضوں نے کہا امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اُس شخص کا رد کریں جو قرآن کی قرأت یعنی ان الفاظ کو جو ہماری زبان سے نکلتے ہیں غیر مخلوق کہتا ہے کیونکہ یہ الفاظ ہمارے افعال سب مخلوق خداوندی ہیں تو قرأت حادث اور مخلوق ہے اور مقروء یعنی قرآن غیر مخلوق ہے اور اللہ کا کلام ہے میں کہتا ہوں امام بخاری کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ وہ لفظ جو ہماری زبان سے نکلتے ہیں اسی طرح وہ نقش قرآن کے جو ہم اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں حادث اور مخلوق ہیں اور اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے مگر جس زمانہ میں یہ بات امام بخاری نے کہی تھی اُس وقت جہمیہ اور معتزلہ کا بڑا زور تھا جو قرآن کو مخلوق کہتے تھے اور اہل حدیث ان کا دھڑا دھڑ رد کر رہے تھے چنانچہ بڑے رد کرنے والے ان کے امام احمد بن حنبل تھے اس لئے اس وقت اماموں نے یہ کہنا بھی بُرا جانا کہ قرآن کے لفظ جو ہم اپنی زبان سے نکالتے ہیں وہ مخلوق ہیں ایسا نہ ہو رفتہ رفتہ کوئی

قرآن کو مخلوق کہنے لگے ۔ امام احمدؒ نے ایسا کہنے والوں کو بھی برا کہا اور فرمایا یہ لفظیہ کم بخت جہمیہ سے بدتر ہے اور محمدؒ بن یحییٰ ذہلی نے جو بڑے محدّث اور امام بخاری کے شیخ تھے اس کلام پر امام بخاری کو مطعون کیا کہ بدعتی ہیں۔ جو تلفظ بالقرآن کو مخلوق کہتے ہیں۔ محمدؒ بن یحییٰ ذہلی کو ناحق کا دھوکہ ہوگیا اور امام بخاری کو بے سبب انہوں نے بدنام اور مطعون کیا یہاں تک کہ امام بخاری کو بخارا سے نکلنا پڑا اور لوگوں نے ان پر بلوہ کیا حالانکہ امام بخاری کا یہ مطلب نہ تھا کہ قرآن شریف کے الفاظ مخلوق ہیں۔ معاذاللہ قرآن شریف کے الفاظ اور معنی دونوں غیر مخلوق ہیں اور اللہ کا کلام ہیں بلکہ بخاری کا مطلب تھا کہ وہ الفاظ جو ہماری زبان سے نکلتے ہیں وہ تو ہمارا ایک فعل ہیں۔ بندوں کے افعال خود بندوں کی طرح سب مخلوق الٰہی ہیں۔ ان کے مخلوق ہونے میں کیا شک ہے۔ امام بخاری نے اس تصریح کے لئے اور اپنے اوپر طعن رفع کرنے کے لئے ایک خاص رسالہ اس باب میں لکھا جس کا نام ہے خلق افعال العباد حنفیہ کے نزدیک الفاظ قرآن کلام الٰہی نہیں ہیں بلکہ مضمون قرآن کلام الٰہی ہے اور قدیم ہے اس صورت میں قرآن کا ترجمہ کہلائے گا۔ ان کی دلیل یہ آیت ہے ولو جعلناہ قرآناً اور یہ حدیث کان یکتب الانجیل بالعربیۃ کیونکہ عربی ترجمہ کو بھی راوی نے انجیل کہا۔ میں کہتا ہوں یہ دونوں استدلال فاسد ہیں اور یہاں تفصیل کا موقع نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهٖ إِنَّهٗ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ يَتَخَافَتُونَ يَتَسَارُّونَ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ ملک میں) یوں فرمانا تم آہستہ بات کرو یا پکار کر (دونوں وہ سنتا ہے) وہ تو دلوں تک کا خیال جانتا ہے کیا وہ ان چیزوں کو نہیں جانتا جو اس نے پیدا کیں لے۔ (جو قرآن میں آیا ہے اس کا معنی چپکے باتیں کرنے کے ہیں)۔

لے تمہاری زبان سے جو الفاظ نکلتے ہیں وہ اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اس لئے وہ ان کو بخوبی جانتا ہے۔

٤٤٥۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ عَنْ هُشَيْمٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهٖ تَعَالَى۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا۔ قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهٖ

ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا۔ انہوں نے ہشیم بن بشیر سے کہا ہم کو ابوبشر (جعفر بن ابی وحشیہ) نے خبر دی۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے یہ جو اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بنی اسرائیل میں) فرمایا اپنی نماز میں نہ چلّا کر زور سے قرأت کر نہ بالکل آہستہ یہ اُس وقت اترا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مشرکوں کے ڈر سے) مکّہ میں چھپے رہتے جب آپؐ اپنے

رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ۔ أَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا۔ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ۔ وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا۔

اصحابؓ کے ساتھ نماز پڑھتے۔ تو بلند آواز سے قرآن پڑھتے۔ مشرک (کم بخت) اس کو سُن کر قرآن کو اور قرآن کے اتارنے والے (جبریلؑ) اور لانے والے (حضرت محمدؐ) سب کو بُرا کہتے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ نماز میں قرآن اتنا پکار کر بھی نہ پڑھ کہ مشرکوں تک اُس کی آواز پہنچے۔ وہ قرآن کو بُرا کہیں۔ نہ اتنا آہستہ پڑھ کہ تیرے اصحابؓ بھی (جو مقتدی ہوں) نہ سنیں بلکہ بیچ بیچ میں ایک رستہ اختیار کرلے۔

٤٤٦۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا۔ فِي الدُّعَاءِ۔

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا یہ آیت (سورہ بنی اسرائیل کی) ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا دعا کے باب میں اتری ہے (یعنی دعا نہ بہت چلّا کر مانگے نہ بہت آہستہ)۔

٤٤٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ وَزَادَ غَيْرُهُ يَجْهَرُ بِهِ۔

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو ابو عاصم نے خبر دی کہا ہم کو ابن جریج نے کہا ہم کو ابن شہاب نے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن کو خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم مسلمانوں کے طریق پر نہیں ہے ول ابو ہریرہؓ کے سوا دوسرے لوگوں نے اس حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے یعنی اس کو پکار کر نہ پڑھے ول۔

ول بعضوں نے من لم یتغن بالقرآن کے یہ معنی کیا ہے جس کو قرآن سے غنا اور تونگری نہ پیدا ہو وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن اور حدیث جب مل جائے اب کسی کتاب کی حاجت نہیں سب سے بے پرواہ ہوجائے

یا قرآن جس کو حاصل ہو وہ دُنیا داروں سے بے پرواہ رہے۔ ان کی خوشامد نہ کرے کیونکہ حق تعالیٰ نے اس کو بڑی دولت دی ہے۔ ایک صاحب نے مجھ سے یہ کہا کہ جو تم نے تفسیر وحیدی لکھی ہے۔ اس کا ایک نسخہ بادشاہ وقت کو بھی دو۔ میں نے کہا تفسیر وحیدی اس شہنشاہ عالی جاہ کے فرمان کی شرح ہے جس کے تمام بادشاہ وقت ایک ادنیٰ غلام ہیں۔ میں کیوں دوں کیا میں ان کا محتاج ہوں ان کو سو بار غرض ہو تو وہ منگوا کر دیکھیں اگر نہیں منگواتے تو نہ منگوائیں حق تعالیٰ نے مجھ کو اتنا غنی اور بے پرواہ کر دیا ہے کہ مجھ کو کسی دُنیا دار رئیس یا نواب یا بادشاہ کی امداد کی ضرورت نہیں۔ ایک صاحب ترجمہ قرآن یا ترجمہ صحیح بخاری مطبوعہ دیکھ کر عش عش کرنے لگے واہ کیا عمدہ ترجمہ ہے اور طبع بھی کیسا عمدہ ہے کہنے لگے اگر آپ درخواست کرو تو حکومت سے آپ کو مدد بھی ملے گی میں نے کہا حکومت اپنی مدد اپنے پاس ہی رکھے چھوڑے حکومت کو بہت سے اخراجات درپیش ہیں۔ میں حکومت کی مدد کا محتاج نہیں مجھے عامہ مسلمین کی مدد کافی ہے آپ ہیں کس خیال میں یہ کتابیں اب دوبارہ سہ بارہ پھر چھپا چاہتی ہیں الحمد للہ الذی اغنانا عن عبادہ۔ ف۲ اگلی حدیث اور اس حدیث کو امام بخاری اس لئے لائے کہ قرآن کے الفاظ جو ہم زبان سے نکالتے ہیں وہ ہمارے افعال ہیں اور ہمارے افعال مخلوق ہیں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ان الفاظ کی قرأت کو سر اور جہر سے موصوف کرتے ہیں اسی طرح تغنی سے اور اس سے اُس کا مخلوق ہونا نکلتا ہے ابن منیر نے کہا بے شک امام بخاری کا یہ کہنا اعتقاد صحیح ہے۔ لیکن سلف نے قرآن کے الفاظ کی نسبت جو ہماری زبان سے نکلتے ہیں یہ کہنا درست نہیں رکھا کہ وہ مخلوق ہیں ایسا نہ ہو آدمی بدعتیوں میں شریک ہو جائے جو قرآن کو بھی مخلوق کہتے ہیں اور امام بخاری سے منقول ہے اُنہوں نے کہا جو مجھ سے یوں نقل کرتا ہے کہ میں نے کہا تلفظ بالقرآن مخلوق وہ جھوٹا ہے میں نے یہ نہیں کہا بلکہ میں نے صرف یوں کہا تھا کہ ہمارے افعال مخلوق ھیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَرَجُلٌ يَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هٰذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ فَبَيَّنَ اللّٰهُ أَنَّ قِيَامَهُ بِالْكِتَابِ هُوَ فِعْلُهُ فَقَالَ وَمِنْ آيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ

باب ۱ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن دیا ہے وہ اس کو رات اور دن ہر وقت پڑھا کرتا ہے ایک شخص کہتا ہے اگر میں بھی وہی دیا جاتا جو یہ دیا گیا تو میں بھی ایسا ہی کرتا جیسا وہ کرتا ہے یعنی رات دن پڑھتا رہتا تو قرآن پڑھتے رہنا اس کا فعل ہوا (اور بندوں کے سب فعل مخلوق ہیں) اور اللہ تعالیٰ نے (سورۃ روم میں) فرمایا اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کو پیدا کرنا ہے اور تمہاری بولیوں اور رنگوں کا علیحدہ علیحدہ ہونا ف۲ اور (سورۃ حج میں)

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ فرمایا اور نیکی کرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو ۳؎۔

۱؎ اس باب کو لاکر بھی امام بخاری نے وہی ثابت کیا کہ بندوں کی قرأت ان کا ایک فعل ہے اور بندوں کے سب افعال مخلوق خداوندی ہوتے ہیں۔ ۲؎ وہ بھی اس میں آگئے۔ ۳؎ تو نیکی میں قرآن کی تلاوت بھی آگئی وہ بھی ایک فعل ہے جو مخلوق ٹھہری۔

۴۴۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تَحَاسُدَ إِلاَّ فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالاً فَهُوَ يُنْفِقُهُ فِي حَقِّهِ فَيَقُولُ: لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشک نہ ہونا چاہیئے مگر دو شخصوں پر ایک تو اس شخص پر جس کو اللہ نے قرآن دیا ہے وہ اس کو رات اور دن کے اوقات میں پڑھا کرتا ہے اب دوسرا شخص رشک کرنے والا یوں کہے اگر مجھ کو بھی وہ (یعنی قرآن) دیا جاتا جیسے اس کو دیا گیا ہے تو میں بھی ایسا ہی کرتا دوسرے وہ شخص جس کو اللہ نے (دُنیا کا) مال و دولت دیا ہے وہ اس کو واجبی کاموں میں ۱؎ خرچ کرتا ہے اب دوسرا شخص یوں کہے اگر مجھ کو بھی وہ مال و دولت دیا جاتا جو اس کو دیا گیا ہے تو میں بھی اس میں یہی کرتا اسی طرح نیک کاموں میں خرچتا تو اس میں کوئی قباحت نہیں)۔

۱؎ جن میں روپیہ خرچ کرنا چاہیئے یعنی نیک کاموں میں۔

۴۴۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ حَسَدَ إِلاَّ فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہ زہری نے سالم سے روایت کی۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا رشک نہ ہونا چاہیئے مگر دو آدمیوں پر ایک تو اس پر جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہے وہ رات اور دن

فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ مِرَارًا لَمْ أَسْمَعْهُ يَذْكُرُ الْخَبَرَ وَهُوَ مِنْ صَحِيحِ حَدِيثِهِ۔

کے اوقات میں اس کو نماز میں کھڑے ہو کر پڑھا کرتا ہے دُوسرے وہ شخص جس کو اللہ نے روپیہ پیسہ دیا ہے۔ وہ رات اور دن کے اوقات میں اس کو خرچ کرتا رہتا ہے علی بن عبداللہ نے کہا میں نے اس حدیث کو سفیان بن عیینہ سے کئی بار سنا انہوں نے یوں نہیں کہا ہم کو زہری نے خبر دی باوجود وا اس کے حدیث صحیح (اور متصل ہے)

ول بلکہ یوں کہا زہری نے کہا۔ ول کیونکہ سفیان زہری کے شاگردوں میں سے تھے تو ان کی روایت سماع پر محمول تھی اور اسماعیل کی روایت میں اس کی صراحت ہے اس میں یوں ہے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے بیان کیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ۔ قَالَ الزُّهْرِيُّ: مِنَ اللّٰهِ الرِّسَالَةُ وَعَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيمُ وَقَالَ۔ لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ۔ وَقَالَ۔ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي۔ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ۔ وَقَالَتْ عَائِشَةُ إِذَا أَعْجَبَكَ حُسْنُ عَمَلِ امْرِئٍ فَقُلْ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ۔ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۃ مائدہ میں) فرمانا۔

اے پیغمبر تیرے رب کیطرف سے جو تجھ پر اترا اس کو (بے کھٹکے) لوگوں کو پہنچا دے اگر تو ایسا نہ کرے تو تو نے (جیسے) اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا ول اور زہری نے کہا (اس کو حمیدی اور خطیب نے وصل کیا) اللہ کی طرف سے رسالت پیغمبر بھیجنا ہے اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا پیغام پہنچانا ہے اور ہمارے اوپر اس کا ماننا تسلیم کرنا ہے ول اور (سورۃ جن میں) فرمایا اس لئے کہ وہ یعنی پیغمبر جان لے کہ فرشتوں نے اپنے مالک کا پیغام پہنچا دیا اور (سورۃ اعراف میں) فرمایا نوحؑ اور ہودؑ کی زبان پر) میں تم کو اپنے مالک کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور کعب بن مالک جب آنحضرتؐ کو چھوڑ کر (غزوۂ تبوک میں) پیچھے رہ گئے تھے (یہ حدیث اوپر کئی بار موصولاً گذر چکی ہے) انہوں نے کہا عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان تمہارے کام کو دیکھ لیں گے اور حضرت عائشہؓ نے کہا جب تم کو کسی کا کام اچھا لگے تو یوں کہہ عمل کئے جاؤ اللہ اور اس کا رسُول اور مسلمان تمہارا کام دیکھ لیں گے کسی کا نیک عمل

أَحَدٌ وَقَالَ مَعْمَرٌ: ذَٰلِكَ الْكِتَابُ هَٰذَا الْقُرْآنُ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ بَيَانٌ وَدَلَالَةٌ كَقَوْلِهِ تَعَالَى- ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ- هَٰذَا حُكْمُ اللَّهِ- لَا رَيْبَ- لَا شَكَّ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ- يَعْنِي هَٰذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهُ- حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ- يَعْنِي بِكُمْ وَقَالَ أَنَسٌ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَهُ حَرَامًا إِلَىٰ قَوْمِهِ وَقَالَ أَتُؤْمِنُونِّي أُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ-

تجھ کو دھوکے میں نہ ڈالے ف۵ اور معمر (ابو عبیدہ) نے کہا (سورۃ بقرہ میں) یہ جو فرمایا ذلک الکتب لاریب فیہ تو کتاب سے مراد قرآن ہے وہ ہدایت کرنیوالا یعنی راہ بتانیوالا اسچا رستہ سوجھانیوالا پرہیز گاروں کو (جیسے دوسری جگہ (سورۃ ممتحنہ میں) فرمایا یہ اللہ کا حکم ہے اس میں کوئی شک نہیں یعنی بلاشک یہ اللہ کی اتاری ہوئی آتیں ہیں یعنی قرآن کی نشانیاں (مطلب یہ ہے کہ دونوں آیتوں میں ذالک سے ہذا مراد ہے ف۶۔ اسکی مثال یہ ہے جیسے سورۃ یونس میں جرین بہم سے جرین بکم مراد ہے ف۷ اور انسؓ نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ماموں حرام بن ملحان کو انکی قوم بنی عامر کی طرف بھیجا حرام نے ان سے جاکر کہا کیا تم مجھ کو امان دیتے ہو میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام تم کو پہنچا دوں اور ان سے باتیں کرنے لگے ف۹۔

ف۱ کیونکہ پیغام میں سے جب سب کچھ چھپالیا نہیں پہنچایا تو گویا پیغام ہی نہیں پہنچایا اس باب سے غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ اللہ کا پیغام یعنی قرآن غیر مخلوق ہے لیکن اس کا پہنچانا اور اس کا سُنانا یہ پیغمبر صاحب کا فعل ہے جب تو فرمایا وان لم تفعل اور بشر کا فعل مخلوق ہے تو قرآن کا سُنانا پڑھنا اور پہنچانا یہ سب مخلوق ہوں گے ف۲ جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بسر و چشم اس کو قبول کر لینا اگر تمام جہاں اس کے خلاف بکتا ہے تو بکتا ہے بیزار رہے۔ ف۳ تو کعب نے اس کا نام عمل رکھا اور عمل بشر کا فعل ہے جو مخلوق ہے۔ ف۴ اس کو امام بخاری نے خلق افعال العباد میں وصل کیا۔ ف۵ تو اس کو اچھا شخص سمجھ لے۔ یہ حضرت عائشہؓ نے ان لوگوں کے باب میں فرمایا تھا جو بظاہر قرآن کے بڑے قاری تھے اور بڑے نمازی مگر عثمانؓ سے باغی ہو گئے ان کے قتل پر مستعد ہوئے حضرت عائشہؓ کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایک آدھ اچھی بات کو دیکھ کر یہ اعتقاد نہ کر لینا چاہئیے کہ وہ اچھا شخص ہے جب تک اس کے دوسرے اعمال کو نہ جانچے کہ قرآن اور حدیث کے موافق ہیں یا نہیں۔ اس کے دل میں اللہ اور رسولؐ کی محبت ہے یا نہیں۔ ہمارے زمانہ میں اکثر بے وقوف جاہل اور فاسق درویشوں کی ایک آدھ اچھی بات دیکھکر جلدی سے ان کے معتقد ہو جاتے ہیں ان کو ولی سمجھ لیتے ہیں یہ کم عقلی اور بے وقوفی ہے سب سے پہلے ولی ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ علم دین بقدر ضرورت رکھتا ہو اور اس کا اعتقاد اور عمل دونوں حدیث اور اہلحدیث کے مطابق ہو۔ ورنہ وہ شخص ہرگز ولی نہیں ہو سکتا ؎ ای بسا ابلیس آدم روئے ہست ✤ پس بہر دستے نباید داد دست ✤ اس

اثر کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے قرآن کو ایک عمل قرار دیا اور عمل مخلوق خداوندی ہے۔ ف۶ ذالک زبان عرب میں اشارہ بعید کے واسطے ہے مگران دونوں آیتوں میں ذالک سے ھٰذا مراد ہے جو اشارہ قریب کے واسطے آتا ہے۔ ف۷ تو ضمیر حاضر کی جگہ غائب کی ضمیر رکھ دی ایسے ہی ان دو آیتوں میں بجائے اسم اشارہ قریب کے اسم اشارہ بعید کا استعمال کیا اس آیت کو یہاں بیان کرنے کی مناسبت یہ ہے کہ تبلیغ اور پیغام رسانی بھی ایک عام ہدایت ہے۔ ف۸ یہ حدیث اوپر کتاب المغازی میں موصولاً گذر چکی ہے۔ ف۹ اتنے میں ایک شخص نے پیچھے سے آکر برچھہ مارا وہ شہید ہو گئے۔

۴۵۰۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ، قَالَ الْمُغِيرَةُ أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ۔

ہم سے فضل بن یعقوب نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن جعفر رقی نے کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا ہم سے سعید بن عبید اللہ ثقفی نے کہا ہم سے بکر بن عبداللہ مزنی اور زیاد بن جبیر نے انہوں نے جبیر بن حیہ سے کہ مغیرہ بن شعبہ نے کہا (ایران کی فوج کے سامنے) ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو اللہ کے اس پیغام کی خبر دی ہے کہ جو کوئی ہم میں سے کافروں کے مقابلہ میں مارا جائے گا۔ وہ جنت میں جائے گا۔

۴۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا ح وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا جو کوئی تجھ سے یہ بیان کرے کہ آنحضرتؐ نے وحی میں سے کچھ چھپا لیا (دوسری سند) اور محمد بن یوسف فریابی نے (یا دوسرے کسی محمد نے) کہا ہم سے ابو عامر عقدی نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا جو کوئی تجھ سے کہے کہ حضرت محمدؐ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تُصَدِّقْهُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ- يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی میں سے کچھ چھپا رکھا تو ہرگز اس کو سچا مت جان (وہ جھوٹا ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے پیغمبر جو تجھ پر تیرے مالک کی طرف سے اترا اُس کو بے کھٹکے پہنچا دے۔ اخیر آیت تک (تو آں حضرتؐ حکم خداوندی کے خلاف کیونکر کرسکتے تھے)۔

ولے عام لوگوں سے بیان نہیں کیا۔

۴۵۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ؟ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ، قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ، قَالَ ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَهَا- وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا- الْآيَةَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عمرو بن شرحبیل سے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا ایک شخص نے (خود عبداللہ بن مسعودؓ نے) آں حضرتؐ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ اللہ کے نزدیک کون سا گناہ بڑا ہے آپؐ نے فرمایا یہ ہے کہ اللہ نے تو تجھ کو پیدا کیا ہے اور تو اس کے برابر والا کسی اور کو ٹھہرائے (معاذ اللہ کتنی بڑی نمک حرامی ہے) اس نے پوچھا پھر اس سے اتر کر کونسا بڑا گناہ ہے آپؐ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہوگی۔ اس نے پوچھا پھر اس سے اتر کر کونسا بڑا گناہ ہے آپؐ نے فرمایا یہ ہے کہ اپنے پڑوسی کی جورو سے (جس کا بڑا حق ہوتا ہے) تو زنا کرے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں (سورۂ فرقان کی) یہ آیت اتاری جو لوگ اللہ کے سوا دوسرے خدا کو نہیں پکارتے (اس کی عبادت نہیں کرتے) اور جس جان کو مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق نہیں مارتے اور زنا نہیں کرتے جو کوئی ایسا کریگا وہ گناہ سے بھڑ جائے گا ولے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

ولے یا آثام جو دوزخ کا نالہ ہے اس میں جائے گا۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے اس طرح ہے۔ کہ

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ دو قسم کی تھی ایک تو یہ کہ خاص قرآن کی جو آیتیں اتریں وہ آپ سنا دیتے
دوسرے قرآن سے جو آپ باتیں نکال کر بیان کرتے پھر اللہ تعالیٰ آپ کے استنباط اور ارشاد
کے مطابق قرآن شریف میں صاف وہی اتارتا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْ فَأْتُوا
بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا. وَقَوْلِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيَ أَهْلُ
التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوا بِهَا وَأُعْطِيَ
أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا بِهِ وَ
أُعْطِيتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ، وَ
قَالَ أَبُو رَزِينٍ يَتْلُونَهُ يَتَّبِعُونَهُ
وَيَعْمَلُونَ بِهِ حَقَّ عَمَلِهِ يُقَالُ
يُتْلَى يُقْرَأُ حَسَنُ التِّلَاوَةِ حَسَنُ
الْقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ لَا يَمَسُّهُ لَا يَجِدُ
طَعْمَهُ وَنَفْعَهُ إِلَّا مَنْ آمَنَ
بِالْقُرْآنِ وَلَا يَحْمِلُهُ بِحَقِّهِ إِلَّا الْمُوقِنُ
لِقَوْلِهِ تَعَالٰى. مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا
التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ
الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ
الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ.
وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْإِسْلَامَ وَالْإِيمَانَ عَمَلًا، قَالَ أَبُو
هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ أَخْبِرْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ
عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ مَا عَمِلْتُ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۃ آل عمران میں) یوں فرمانا۔ اے پیغمبر کہہ دے اچھا توراۃ لاؤ اس کو پڑھ کر سناؤ اگر تم سچے ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا (حدیث آگے موصولاً آتی ہے) توراۃ والے توراۃ دیئے گئے۔ انہوں نے اس پر عمل کیا۔ انجیل والے انجیل دیئے گئے انہوں نے اس پر عمل کیا۔ تم قرآن دیئے گئے تم نے اس پر عمل کیا [1] اور ابو رزین (مسعود بن مالک تابعی) نے کہا [2] یتلونہ حق تلاوتہ کا معنی یہ ہے کہ اس کی پیروی کرتے ہیں۔ اس پر جیسا عمل کرنا چاہیئے ویسا عمل کرتے ہیں (تو تلاوت ایک عمل ٹھہری) عرب لوگ کہتے ہیں یعنی پڑھا جاتا ہے اور کہتے ہیں فلاں شخص کی تلاوت یا قرأت اچھی ہے [3] اور قرآن میں (سورۃ واقعہ میں) ہے لایمسہ الا المطہرون یعنی قرآن کا مزہ وہی پائیں گے اس کا فائدہ وہی اٹھائیں گے۔ جو کفر سے پاک یعنی قرآن پر ایمان لائے ہیں اور قرآن کو اس کے حق کے ساتھ وہی اٹھائے گا جس کو آخرت پر یقین ہو گا۔ کیونکہ (سورۃ جمعہ میں) فرمایا ان لوگوں کی مثال جن پر توراۃ اٹھائی گئی [5] ۔ پھر انہوں نے اس کو نہیں اٹھایا (اس پر عمل نہیں کیا) ایسی ہے جیسے گدھے کی مثال جس پر کتابیں لدی ہوں۔ جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اُن کی ایسی ہی بری گت ہے اور اللہ ایسے شریر لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا [6] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور ایمان دونوں کو عمل فرمایا (جیسے جبریل کی حدیث میں اوپر گذر چکا) ابو ہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ سے فرمایا تم مجھ سے اپنا وہ زیادہ امید کا عمل بیان کرو

عَمَلًا أَرْجٰى عِنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ إِلَّا صَلَّيْتُ وَسُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُورٌ

جس کو تم نے اسلام کے زمانہ میں کیا ہو انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں نے اسلام کے زمانہ میں اس سے زیادہ امید کا کوئی کام نہیں کیا ہے کہ میں نے جب وضو کیا تو اس کے بعد (تحیۃ الوضو کی دو رکعتیں) نماز پڑھی (یہ حدیث اوپر موصولاً گذر چکی ہے ف) اور آنحضرتؐ سے پوچھا گیا ف۸۔ کون سا عمل افضل ہے آپؐ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا پھر وہ حج جس کے بعد گناہ نہ ہو ف۹۔

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

ف۱ اس باب سے یہ غرض ہے کہ تلاوت ایک عمل ہے اور عمل عامل کا ایک فعل ہوتا ہے۔ تو تلاوت مخلوق ہوئی اور قرأت بھی وہی تلاوت ہے تو وہ بھی مخلوق ہوئی۔ ف۲ یعنی اس کو پڑھایا پڑھا۔ تو قرأت ایک فعل ہوئی اور فعل مخلوق ہے۔ ف۳ اس کو سفیان ثوری نے اپنی تفسیر میں وصل کیا۔ ف۴ فلاں شخص کی بُری ہے تو معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کے سوا دوسری چیز ہے۔ ورنہ قرآن کو اچھا بُرا نہیں کہہ سکتے۔ ف۵ یعنی ان کو عمل کرنے کے لئے دی گئی۔ ف۶ مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ لایمسہ میں جو مس کا لفظ آیا ہے اس کے معنی یہ ہے کہ کتاب کو اس طرح اٹھانا یعنی پڑھنا اور یاد کرنا کہ اس پر عمل کرے اس کے حکموں کی پیروی کرے جن باتوں سے وہ کتاب منع کرے اس سے باز رہے۔ اور مس سے عام ہے کیونکہ تلاوت اس کو بھی کہیں گے کہ آدمی ایک کتاب کو پڑھے لیکن اس پر عمل نہ کرتا ہو۔ ف۷ اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ قرآن کی قرأت ایک عمل ہے۔ کیونکہ نماز میں قرأت ضرور ہوتی ہے اور بلالؓ نے اس کو عمل کہا۔ ف۸ یہ حدیث اوپر کتاب الایمان میں گذر چکی ہے۔ ف۹ مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ جب دین کے تمام کام یہاں تک کہ ایمان جس میں تصدیق قلبی بھی ایک جزو ہے عمل ہوئے تو قرآن کی قرأت بھی ایک عمل ہو گی اور عمل سب مخلوق ہیں۔ تو قرأت بھی مخلوق ہو گی۔ جو قاری کا ایک فعل ہے۔

۴۵۳ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَنْ سَلَفَ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أُوتِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید ایلی نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا دنیا میں رہنا اگلی امتوں کے مقابل ایسا ہے جیسے عصر کی نماز سے لیکر سورج ڈوبنے تک یہودیوں کو توراۃ دی گئی۔ انہوں نے صبح سے لیکر آدھے دن تک اس پر عمل کیا اس کے بعد تھک کر کام چھوڑ دیا (دن پورا نہیں کیا)

فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا بِهِ حَتَّى صُلِّيَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِيتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأُعْطِيتُمْ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ هَؤُلَاءِ أَقَلُّ مِنَّا عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ اللَّهُ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا؟ قَالُوا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ۔

ان کو (اُجرت کا) ایک ایک قیراط ملا۔ پھر انجیل والوں (نصاریٰ) کو انجیل دی گئی انہوں نے (دوپہر دن سے لیکر) عصر کی نماز ہو چکنے تک اس پر عمل کیا اس کے بعد تھک کر کام چھوڑ دیا۔ ان کو بھی (اُجرت کا) ایک ایک قیراط ملا۔ پھر تم مسلمانوں کو قرآن دیا گیا۔ (تم نے عصر کی نماز سے لیکر) سورج ڈوبنے تک کام کیا (اور کام پورا کر دیا) تم کو اجرت کے دو دو قیراط ملے۔ اب کتاب والے یہود اور نصاریٰ سے کہنے لگے ان مسلمانوں نے کام تو تھوڑا کیا وا۔ اور مزدوری ہم سے زیادہ پائی (ہم کو ایک ایک قیراط ملا ان کو دو دو قیراط ملے) اللہ نے فرمایا کیا میں نے تمہاری مزدوری (جو ٹھہری تھی) کچھ دبا لی انہوں نے کہا نہیں تب اللہ نے فرمایا پھر میرے احسان میں تمہارا کیا اجارہ ہے میں جس پر چاہوں کروں۔

وا۔ یعنی بہ نسبت یہود اور نصاریٰ دونوں کے ملا کر مسلمانوں کا وقت بہت کم تھا جس میں انہوں نے کام کیا کیونکہ کہاں صبح سے لیکر عصر تک کہاں عصر سے سورج ڈوبے تک اب حنفیہ کا یہ استدلال نہیں چلے گا کہ عصر کا وقت دو مثل سایہ سے شروع ہوتا ہے۔

بَابٌ وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ عَمَلًا وَقَالَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

باب وا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو عمل فرمایا ۲۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہ ہوگی و۳۔

وا۔ اس باب میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے۔ گویا وہی اگلے باب کا مضمون ہے۔ و۲۔ یہ حدیث آگے آتی ہے۔ نماز میں قرأت بھی ہوتی ہے تو وہ بھی عمل ہوئی۔ و۳۔ یہ حدیث اوپر موصولاً گزر چکی ہے۔ اس حدیث کے لانے سے امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ جب بغیر قرأت فاتحہ کے نماز درست نہ ہوئی تو نماز کا جزو اعظم قرأت قرآن ہوا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں نماز کو عمل فرمایا تو قرأت بھی ایک عمل ہوگی۔

۴۵۴۔ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيدِ ح وَحَدَّثَنِي عَبَّادُ

مجھ سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے ولید بن عیزار سے دوسری سند

ابْنُ يَعْقُوبَ الْأَسَدِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔

اور امام بخاری نے کہا مجھ سے عباد بن یعقوب نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عباد بن عوام نے خبر دی۔ انہوں نے سلیمان شیبانی سے انہوں نے ولید بن عیزار سے۔ انہوں نے ابو عمرو (سعد بن ایاس سے) انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ ایک شخص (خود عبداللہ بن مسعودؓ) نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل افضل ہے آپؐ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى. إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا. هَلُوعًا ضَجُورًا۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۃ سال سائل میں) فرمانا بے شک انسان کو بے ہمت بنایا گیا۔ جہاں اس پر کوئی مصیبت آئی رونے پیٹنے لگتا ہے اور جب روپیہ پیسہ ملا تو بخیل بن جاتا ہے ف۱ اہلوعا کا معنی بے صبرا۔

ف۱ اس باب کے یہاں لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے ویسے ہی اس کی صفات اور اخلاق کا بھی وہی خالق ہے اور جب صفات اور اخلاق کا بھی خالق خدا ہوا تو اس کے افعال کا بھی خالق وہی ہوگا۔ اور معتزلہ کا رد ہوا۔

٤٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالٌ فَأَعْطَى قَوْمًا وَمَنَعَ آخَرِينَ فَبَلَغَهُ أَنَّهُمْ عَتَبُوا فَقَالَ إِنِّي أُعْطِي الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي أُعْطِي أَقْوَامًا لِمَا فِي قُلُوبِهِمْ

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا۔ انہوں نے امام حسن بصریؒ سے کہا ہم سے عمرو بن تغلب نے بیان کیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال آیا آپؐ نے چند لوگوں کو اس میں سے دیا چند لوگوں کو نہیں دیا پھر آپؐ کو خبر پہنچی کہ جن کو نہیں دیا وہ خفا ہو گئے آپؐ نے فرمایا لوگو میں ایک شخص کو دنیا کا مال دیتا ہوں ایک کو نہیں دیتا حالانکہ جس کو نہیں دیتا ہیں اسکو اس سے زیادہ چاہتا ہوں جس کو دیتا ہوں میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جن کے دل

مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرٌو مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ

میں بے صبری اور حرص پاتا ہوں اور بعضے لوگوں کو ان کے دلوں میں اللہ نے جو بے پرواہی اور بھلائی رکھی ہے اسکے بھروسے پر چھوڑ دیتا ہوں کچھ نہیں دیتا ایسے عمدہ لوگوں میں سے عمرو بن تغلب بھی ہے۔ عمرو بن تغلب کہتے ہیں یہ کلمہ جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری نسبت فرمایا اسکے بدلہ اگر لال لال اونٹ مجھ کو ملتے تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِوَايَتِهِ عَنْ رَبِّهِ۔

باب آں حضرتؐ کا اپنے پروردگار سے روایت کرنا۔

٤٥٦ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ الْهَرَوِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَإِذَا أَتَانِي مَشْيًا أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً۔

مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم سے ابو زید سعید بن ربیع نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ اپنے پروردگار سے روایت کرتے ہیں فرمایا پروردگار نے جب کوئی بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ہاتھ بھر اس سے قریب ہو جاتا ہوں اور جب کوئی بندہ ایک ہاتھ مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں ایک بام اس سے قریب ہو جاتا ہوں جب وہ چلتا ہوا میری طرف آتا ہے تو میں دوڑتا ہوا اس کی طرف جاتا ہوں ؎۱۔

؎۱ غرض یہ ہے کہ اس کے عمل سے کہیں زیادہ ثواب دیتا ہوں۔

---

٤٥٧ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رُبَّمَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ

ہم سے مسدد نے بیان کیا انہوں نے یحیٰی بن سعید قطان سے انہوں نے سلیمان تیمی سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ ابوہریرہؓ نے کئی بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) جب کوئی بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا

ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا أَوْ بُوعًا وَقَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

ہوں اور جب وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باع قریب ہوتا ہوں یا ایک بوع وا۔ اور معتمر بن سلیمانؒ نے کہا (اس کو امام مسلم نے وصل کیا) میں نے اپنے والد سلیمانؒ سے سنا کہا میں نے انسؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ اپنے پروردگار سے روایت کرتے ہیں وا۔

وا دونوں کے معنی باع ہیں یعنی دونوں ہاتھ پھیلا کر مع بازو اور سینہ کے۔ وا پھر یہی حدیث نقل کی جو اوپر ہے۔

۴۵۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّكُمْ قَالَ لِكُلِّ عَمَلٍ كَفَّارَةٌ وَالصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے محمد بن زیاد نے کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ اپنے پروردگار سے روایت کرتے ہیں پروردگار نے ارشاد فرمایا ہر گناہ کا ایک کفارہ ہے جس سے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے اور روزہ خاص میرے لئے ہے میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کے منہ کی باس اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے عمدہ ہے۔

۴۵۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ح وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّهُ خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے قتادہ سے۔ دوسری سند۔ امام بخاری نے کہا مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے انہوں نے سعید بن ابی عروبہ سے روایت کی انہوں نے قتادہ سے انہوں نے ابوالعالیہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے اپنے پروردگار سے روایت کی پروردگار نے فرمایا کسی بندے کو یوں نہ کہنا چاہئے۔ میں یونس بن متی پیغمبر سے افضل ہوں آپؐ نے یونسؑ کو ان کے والد متی کی طرف نسبت دی وا۔

وا اس حدیث کی شرح اوپر گذر چکی ہے اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک یہ کوئی شخص اپنے تئیں حضرت

یونسؑ سے افضل نہ کہے دُوسرے یہ کہ محمدؐ کو یعنی پیغمبر صاحبؐ کو یونسؑ سے افضل نہ کہے۔ دُوسری صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ اس طور سے افضل نہ کہے کہ حضرت یونسؑ کی حقارت نکلے۔ یا یہ اس وقت کی حدیث ہے جب آپؐ کو نہیں بتلایا گیا تھا کہ آپؐ سب پیغمبروں سے افضل ہیں۔

۴٦٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قَالَ فَرَجَّعَ فِيهَا قَالَ ثُمَّ قَرَأَ مُعَاوِيَةُ يَحْكِي قِرَاءَةَ ابْنِ مُغَفَّلٍ وَقَالَ لَوْلَا أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَيْكُمْ لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ ابْنُ مُغَفَّلٍ يَحْكِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ كَيْفَ كَانَ تَرْجِيعُهُ؟ قَالَ آ آ آ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

ہم سے احمد بن ابی سریج نے بیان کیا کہا ہم کو شبابہ بن سوار نے خبر دی کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا انہوں نے معاویہ بن قرہ سے انہوں نے عبداللہ بن مغفل سے انہوں نے کہا میں نے فتح مکہ کے دن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اونٹنی پر سوار دیکھا آپؐ سورۃ فتح یا سورۃ فتح کی آیتیں پڑھ رہے تھے اور آواز دھرا دھرا کر (پہلے پست آواز سے پھر بلند آواز سے) شعبہ نے کہا یہ حدیث بیان کر کے معاویہؓ نے اس طرح آواز دھرا کر قرأت کی جیسے عبداللہ بن مغفل کرتے تھے اور معاویہؓ نے کہا اگر مجھ کو یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ جمع ہو جائیں گے اور تم پر ہجوم کریں گے تو میں اسی طرح آواز دھرا کر قرأت کرتا جیسے عبداللہ بن مغفل آنحضرتؐ کی آواز دہراتے تھے شعبہ نے کہا میں نے معاویہ سے پوچھا ابن مغفل کیونکر آواز دہراتے تھے انہوں نے کہا آ آ آ تین بار (مد شد کے ساتھ)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ تَفْسِيرِ التَّوْرَاةِ وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا تَرْجُمَانَهُ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ

باب تورات شریف یا دُوسری آسمانی کتابوں مثلاً قرآن شریف کی تفسیر (اور ترجمہ) عربی زبان یا دوسری کسی زبان میں کرنا اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہے اے پیغمبر کہہ دے تورات لاؤ اس کو پڑھو اگر سچے ہو۔ اور ابن عباسؓ نے کہا مجھ سے ابوسفیان صخر بن حرب نے بیان کیا کہ ہرقل بادشاہ روم نے اپنے ترجمان کو بلوایا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا اس کو پڑھا اس میں یہ لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد اللہ کے بندے اور اس کے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ مِنۡ مُحَمَّدٍ عَبۡدِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ اِلٰی ھِرَقۡلَ وَیَا اَھۡلَ الۡکِتَابِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمُ الۡاٰیَۃَ

رسُولؐ کی طرف سے ہرقل کو معلوم ہوا آگے خط کا مضمون تھا) اور یہ آیت لکھی تھی۔ کتاب والو اس بات پر آجاؤ جو ہم میں تم میں یکساں مانی جاتی ہیں۔ اخیر آیت تک ۲ؔ۔

۱ؔ اس باب سے امام بخاری نے ان بے وقوفوں کا رد کیا جو آسمانی کتابوں یا دُوسری کتابوں مثلاً حدیث کی کتابوں کا ترجمہ دوسری زبان میں کرنا بہتر نہیں جانتے اور اس آیت سے اس پر اس طرح استدلال کیا کہ توراۃ اصلی عبرانی زبان میں تھی اور عربوں کو لا کر سُنانے کا جو حکم دیا تو یقیناً اس کا یہ مطلب ہوگا کہ عربی میں ترجمہ کرکے سُناؤ کیونکہ عرب لوگ عبرانی زبان نہیں سمجھتے تھے اور ترجمہ اور تفسیر کے جواز پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے۔ ۲ؔ یہ حدیث شروع کتاب میں موصولاً گذر چکی ہے۔ اس حدیث سے امام بخاری نے ترجمہ کا جواز نکالا کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو عربی زبان میں خط لکھا حالانکہ آپؐ جانتے تھے کہ ہرقل عربی نہیں سمجھتا۔ اس لئے اس نے ترجمان کو بلوایا۔ تو گویا آپؐ نے ترجمہ کی اجازت دی۔

۷۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثۡمَانُ بۡنُ عُمَرَ اَخۡبَرَنَا عَلِیُّ ابۡنُ الۡمُبَارَکِ عَنۡ یَحۡیَی بۡنِ اَبِیۡ کَثِیۡرٍ عَنۡ اَبِیۡ سَلَمَۃَ عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ کَانَ اَھۡلُ الۡکِتَابِ یَقۡرَءُوۡنَ التَّوۡرَاۃَ بِالۡعِبۡرَانِیَّۃِ وَیُفَسِّرُوۡنَھَا بِالۡعَرَبِیَّۃِ لِاَھۡلِ الۡاِسۡلَامِ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: لَا تُصَدِّقُوۡا اَھۡلَ الۡکِتَابِ وَلَا تُکَذِّبُوۡھُمۡ، وَ قُوۡلُوۡا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا اُنۡزِلَ اِلَیۡنَا الۡاٰیَۃَ۔

ہم سے محمدّ بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان بن عمر نے کہا ہم کو علی بن مبارک نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے۔ انہوں نے ابوسلمہ سے۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔ انہوں نے کہا یہودی لوگ کیا کرتے تھے توراۃ عبرانی زبان میں پڑھتے اور اس کا ترجمہ عربی زبان میں کرکے مسلمانوں کو سمجھاتے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھ کر فرمایا اہل کتاب کو نہ سچا کہو نہ جھوٹا بلکہ یوں کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کتاب پر جو ہماری طرف اُتری۔ اخیر آیت تک۔ (جو سورۃ بقر میں ہے) ۱ؔ۔

۱ؔ اس حدیث سے حنفیہ نے دلیل لی ہے کہ قرآن کا فارسی یا اُردُو یا کسی اور زبان میں بھی پڑھنا دُرست

ہے اور اگر کوئی بے عذر بھی نماز میں دُوسری زبان میں قرآن پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی لیکن اہلحدیث کے نزدیک اگر دُوسری زبان میں پڑھے تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ اگر عاجز ہو عربی زبان میں تلاوت نہ کرسکتا ہو تو نماز کے باہر دُوسری زبان میں تلاوت کرسکتا ہے لیکن نماز کے اندر ایسی حالت میں یہ حکم ہے کہ سبحان اللہ اور الحمد للہ یا اور کوئی کلمہ مکرر سہ کرر پڑھ لے یہ اس کی کفایت کرے گا اسی طرح جو کوئی نومسلم ہوا اور عربی قرآن نہ پڑھ سکے تو اس کا ترجمہ پڑھے۔ باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلا کہ اگر اہل کتاب سچ بولیں تو ان کی کتاب کا ترجمہ بھی وہی ہوگا جو اللہ کی طرف سے اترا۔ امام بیہقی نے کہا اللہ کا کلام باختلاف لغات مختلف نہیں ہوتا میں کہتا ہوں بعضے جاہل حنفی مذہب رکھ کر ترجمہ قرآن کو بھی ناجائز کہتے ہیں۔ ان کو یہ خبر نہیں کہ ان کے امام نے تو بلا عذر بھی نماز میں ترجمہ پڑھنا جائز رکھا ہے تو غیر نماز میں ترجمہ کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

۷۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنَ الْيَهُودِ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ لِلْيَهُودِ مَا تَصْنَعُونَ بِهِمَا؟ قَالُوا: نُسَخِّمُ وُجُوهَهُمَا وَنُخْزِيهِمَا قَالَ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَجَاءُوا فَقَالُوا لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَرْضَوْنَ يَا أَعْوَرُ اقْرَأْ فَقَرَأَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَوْضِعٍ مِنْهَا فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ قَالَ: ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهِ آيَةُ الرَّجْمِ تَلُوحُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ عَلَيْهِمَا الرَّجْمَ وَلَكِنَّا نُكَاتِمُهُ بَيْنَنَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا فَرَأَيْتُهُ يُجَانِئُ عَلَيْهَا الْحِجَارَةَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی مرد اور عورت لائے گئے وا۔ انہوں نے زنا کیا تھا آپؐ نے یہودیوں سے پوچھا تم لوگ زنا میں کیا سزا دیتے ہو انہوں نے کہا ہم دونوں کا منہ کالا کرتے ہیں اور (گدھے پر الٹا سوار کرکے) ان کو ذلیل کرتے ہیں وا۲ آپؐ نے فرمایا اگر سچے ہو تو توراۃ لاکر سناؤ توراۃ لے کر آئے۔ اور اپنے میں ایک شخص (عبداللہ بن صوریا) سے جس کو پسند کرتے تھے کہنے لگے ارے کانے پڑھ کر سنا (وہ کانا تھا) اس نے کیا کیا توراۃ پڑھنی شروع کی اور ایک مقام پر اپنا ہاتھ رکھ لیا (لگا آگے پیچھے کی آئتیں پڑھنے) اس وقت عبداللہ بن سلام نے کہا ذرا اپنا ہاتھ تو اٹھا ہاتھ جو اٹھایا تو نیچے رجم کی آیت چمکتی ہوئی نکلی اب کیا کہنے لگا محمدؐ توراۃ میں تو بے شک رجم ہے لیکن ہم اس کو چھپاتے رہے آخر آپؐ نے حکم دیا وہ یہودی مرد اور عورت دونوں سنگسار کئے گئے ابن عمرؓ نے کہا رجم کرتے وقت میں نے دیکھا مرد اس عورت کو پتھروں کی مار سے بچا رہا تھا۔ ف۳

ف۱ مرد کا نام معلوم نہیں ہوا عورت کا نام بسرہ بعضوں نے کہا ہے۔ ف۲ بازار میں اس طرح پھراتے ہیں۔

وسلہ اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبرانی زبان نہیں جانتے تھے پھر جو آپ نے حکم دیا کہ توراۃ لاکر سناؤ تو گویا ترجمہ کرنے کی اجازت دی۔

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَزَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ

باب آنحضرت کا یہ فرمانا جو قرآن کا جید حافظ ہو (یا بے تکلف تلاوت کرتا ہو) وہ (قیامت کے دن) لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو عزت دار اور خدا کے تابعدار ہیں اور یہ فرمایا کہ قرآن کو اپنی آواز سے زینت دو وا۔

وا یعنی خوش آوازی سے پڑھو اس کو ابوداؤد نے وصل کیا اس باب کے لانے سے بھی امام بخاری کی یہی غرض ہے کہ تلاوت یا حفظ کئی طرح پر ہے کوئی جید کوئی غیر جید کوئی خوش آوازی کے ساتھ تو معلوم ہوا کہ تلاوت اور حفظ یہ قاری کی صفت ہے اور مخلوق ہے۔

٤٦٣ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ۔

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہا مجھ سے ابن ابی حازم نے انہوں نے یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن ہاد سے۔ انہوں نے محمّد بن ابراہیم تیمی سے۔ انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے۔ انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا اللہ اتنا متوجہ ہو کر کسی چیز کو نہیں سنتا جتنا اس پیغمبر کا قرآن پڑھنا سنتا ہے۔ جو خوش آواز ہو اور پکار کر پڑھ رہا ہو وا۔

وا صاحب تیسیر القاری نے اذن کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اذن نہیں دیا حالانکہ یہ ترجمہ غلط ہے حدیث کا مطلب ہی اس ترجمہ پر سمجھ میں نہیں آتا۔

٤٦٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس بن یزید ایلی سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص لیثی اور عبیداللہ بن عبداللہ

وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي وَأَنَا حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللهَ يُبَرِّئُنِي وَلَكِنْ وَاللهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللهَ يُنْزِلُ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى وَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا۔

نے۔ حضرت عائشہؓ پر جو طوفان لگایا گیا تھا اسکا قصہ سُنایا اور ان میں سے ہر ایک نے اس حدیث کا ایک ایک ٹکڑا بیان کیا (خیر یہ قصہ اوپر مذکور ہو چکا ہے) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں (روتے روتے) اپنے بچھونے پر پڑ رہی مجھ کو اس کا یقین تھا چونکہ میں بے گناہ ہوں اللہ تعالےٰ میری پاکدامنی ضرور ظاہر کرے گا پر میں یہ نہیں سمجھتی تھی کہ اتنی دھوم دھام سے) قرآن کی آیتیں میرے باب میں اتریں گی جو قیامت تک پڑھی جائیں گی۔ میں اپنی حیثیت اتنی نہیں جانتی تھی کہ اللہ جل شانہٗ میرے باب میں قرآن اتارے جسکی تلاوت کی جائے مگر اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نور کی) یہ دس آیتیں اتاریں ان الذین جاء وا بالافک۔ اخیر تک۔ (قربان اس کے کرم ورحم کے)۔

۴۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ أُرَاهُ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا أَوْ قِرَاءَةً مِنْهُ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر بن کدام نے انہوں نے عدی بن ثابت سے کہا میں نے براء بن عازبؓ سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ عشاء کی نماز میں سورۂ والتین پڑھ رہے تھے میں نے کوئی شخص آپ سے بڑھ کر خوش آواز یا عمدہ قرأت کرنے والا نہیں دیکھا۔

۴۶۶۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارِيًا بِمَكَّةَ وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے انہوں نے ابو بشر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مشرکوں کے ڈر سے) مکہ میں چھپے رہتے اور جب قرآن بلند آواز سے پڑھتے تو مشرک لوگ قرآن کو اور اس کے لانے والے دونوں کو

وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا۔

بُرا کہتے آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو یہ حکم دیا۔ ولا تجہر بصلاتك ولا تخافت بہا۔ (یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے۔)

۴۶۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ لِلصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے۔ انہوں نے اپنے والد سے کہ ابوسعید خدریؓ صحابی نے اُن سے کہا میں دیکھتا ہوں تم کو جنگل میں رہنا بکریاں پالنا بہت پسند ہے۔ تو ایسا کر وجب تم اپنی بکریوں یا جنگل میں ہو اور نماز کی اذان دو تو خوب بلند آواز سے دو۔ اس لئے کہ مؤذن کی آواز جہاں تک کوئی سنے گا جن ہو یا آدمی یا اور کوئی وہ قیامت کے دن اس کا گواہ بنے گا۔ ابوسعید نے کہا میں نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ولے۔

ولے اس باب کی پہلی حدیث میں قرآن کو اچھی آواز سے زینت دینے کا دوسری حدیث میں اس کی تلاوت کا تیسری حدیث میں قرآن کی عمدگی خوش آوازی کا۔ چوتھی حدیث میں قرأت بلند یا پست آواز سے کرنے کا۔ پانچویں حدیث میں آذان بلند آواز سے دینے کا بیان ہے ان سب حدیثوں سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ قرأت اور چیز ہے قرآن اور چیز ہے۔ قرأت ان صفات سے متصف ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ قاری کی صفت اور مخلوق ہے برخلاف قرآن کے وہ اللہ کا کلام اور غیر مخلوق ہے۔

۴۶۸۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے قبیصہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے انہوں نے منصور سے انہوں نے ان کے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ۔

اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھا کرتے اور آپ کا (مبارک) سر میری گود میں ہوتا حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ مزمل میں) فرمانا۔ جتنا تم سے آسانی کے ساتھ ہوسکے۔ اتنا قرآن پڑھو (یعنے نماز میں)۔

٤٦٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: كَذَبْتَ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ

ہم سے یحیٰے بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے۔ انہوں نے عقیل سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا۔ ان سے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے۔ ان دونوں نے حضرت عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ہشام بن حکیم کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کان لگا کر جو سنتا ہوں کیا دیکھتا ہوں وہ ایسی قرائتیں اس میں پڑھ رہے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہیں پڑھائی تھیں میں قریب تھا نماز ہی میں ان پر حملہ کر بیٹھوں لیکن میں صبر کئے رہا۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے چادر ان کے گلے میں ڈالی (ایسا نہ ہو چل دیں) اور پوچھا تم کو یہ سورۃ کس نے پڑھائی جو میں نے ابھی تم کو پڑھتے ہوئے سنی۔ انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اور کس نے) میں نے کہا (واہ واہ) کیا جھوٹا ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود مجھ کو یہ سورت دوسری طرز پر پڑھائی ہے تم جیسا پڑھتے ہو اس طرز پر نہیں آخر میں ان کو کھینچتا ہوا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا فَقَالَ أَرْسِلْهُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الَّتِيْ أَقْرَأَنِيْ فَقَالَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَأُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔

پاس لے گیا اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ سورۂ فرقان اور طرح پڑھتے ہیں آپؐ نے مجھ کو اس طرح نہیں پڑھائی آپؐ نے فرمایا اس کو چھوڑ دے۔ پھر ان سے فرمایا ہشام پڑھو انہوں نے اس قرأت سے پڑھی جس طرح میں سن چکا تھا۔ آپؐ نے فرمایا (صحیح ہے)... یہ سورت اسی طرح اتری پھر مجھ سے فرمایا عمرؓ اب تو پڑھ میں نے وہ قرأت سنائی جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سکھائی تھی آپؐ نے فرمایا (صحیح ہے) یہ سورۃ اسی طرح اتری ہے دیکھو یہ قرآن عرب کی سات بولیوں پر اتارا گیا ہے جو تم سے آسانی کے ساتھ ہوسکے اس طرح پڑھو ف۱۔

ف۱ اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ قرأت اور چیز ہے قرآن اور چیز ہے اس لئے قرأت میں اختلاف ہوسکتا ہے۔ جیسے عمرؓ اور ہشام کی قرأت میں ہوا مگر قرآن میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ۔ مُيَسَّرٌ مُهَيَّأٌ۔ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ بِلِسَانِكَ، هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ عَلَيْكَ وَ قَالَ مَطَرُ الْوَرَّاقُ: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ۔ قَالَ هَلْ مِنْ طَالِبِ عِلْمٍ فَيُعَانَ عَلَيْهِ۔

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ قمر میں) فرمانا ہم نے تو قرآن کو (سمجھنے یا یاد کرنے کیلئے) آسان کر دیا ہے لیکن کوئی نصیحت لینے والا بھی ہو، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ حدیث آگے آتی ہے) ہر شخص کے لئے وہی امر آسان کیا جائیگا جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے ف۱۔ میسّر یعنی تیار کیا گیا۔ (آسان کیا گیا) مجاہد نے کہا (اس کو فریابی نے وصل کیا) ولقد یسّرنا القرآن للذکر کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو تیری زبان میں آسان کر دیا یعنی اس کا پڑھنا تجھ پر آسان کر دیا اور مطر وراق نے کہا (اسکو فریابی نے وصل کیا) ولقد یسّرنا القرآن للذکر فہل من مدّکر کا مطلب یہ ہے کوئی شخص ہے جو علم کی خواہش رکھتا ہو پھر اللہ اسکی مدد کرے۔

ف۱ چونکہ آیت میں یسّرنا کا ذکر تھا اس لئے اس کی مناسبت سے اس حدیث کو بیان کر دیا اس میں میسّر

کا لفظ آیا ہے دونوں کا مصدر ایک ہے یعنی تیسیر۔

٤٧٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ يَزِيدُ حَدَّثَنِي مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فِيمَا يَعْمَلُ الْعَامِلُونَ قَالَ: كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے کہا یزید ابن یزید نے کہا مجھ سے مطرف بن عبداللہ نے انہوں نے عمران بن حصینؓ سے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ف۱ پھر عمل کرنے والوں کو عمل کرنے سے فائدہ ہی کیا ف۲ آپؐ نے فرمایا نہیں آدمی جس امر کیلئے پیدا کیا گیا ہے ف۳ اس کو ویسے ہی کام آسان کردیئے جائیں گے

ف۱ جب اللہ تعالیٰ نے بیشتر سے ہر بات تقدیر میں لکھ دی ہے۔ ف۲ تقدیر کا لکھا ضرور پورا ہوگا۔ ف۳ بہشت کے لئے یا دوزخ کے لئے۔ ف۴ تو اچھے عمل نشانی ہیں حسن عاقبت کی۔

٤٧١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ سَمِعَا سَعْدَ ابْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُودًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا أَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى۔ الْآيَةَ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے منصور اور اعمش سے ان دونوں نے سعد بن عبیدہ سے سنا انہوں نے ابو عبدالرحمن سلمی سے انہوں نے حضرت علیؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ ایک جنازے میں تشریف رکھتے تھے آپؐ نے ایک چھڑی لی اس سے زمین کریدنے لگے فرمایا دیکھو تم میں سے ہر شخص کا ٹھکانا (پہلے ہی) لکھ دیا گیا ہے۔ دوزخ یا بہشت میں لوگوں نے کہا۔ پھر تقدیر کے لکھے پر ہم بھروسہ کرلیں (عمل کرنا چھوڑ دیں) آپؐ نے فرمایا نہیں (نیک) عمل کئے جاؤ بات یہ ہے ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہوگا (جس کے لئے پیدا کیا گیا ہے) پھر سورۃ واللیل کی یہ آیت پڑھی فاما من اعطی واتقی آخر تک ف۱۔

ف۱ یعنی جس کی قسمت میں بہشت ہے اس کو خود بخود اعمال خیر کی توفیق ہوگی وہ نیک کاموں میں راغب ہوگا اور جس کی تقدیر میں دوزخ ہے اس کو نیک کاموں سے نفرت اور برے کاموں کی رغبت ہوگی اس سے برے ہی کام سرزد ہوتے رہیں گے یہ دونوں حدیثیں اوپر گذر چکی ہیں یہاں صرف تیسیر کے لفظ کی مناسبت سے ان کو لائے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى - بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ - وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ - قَالَ قَتَادَةُ مَكْتُوْبٌ يَسْطُرُوْنَ يَخُطُّوْنَ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ، جُمْلَةِ الْكُتُبِ وَأَصْلِهِ مَا يَلْفِظُ مَا يَتَكَلَّمُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُكْتَبُ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ يُحَرِّفُوْنَ يُزِيْلُوْنَ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُزِيْلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِّنْ كُتُبِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلٰكِنَّهُمْ يُحَرِّفُوْنَهُ يَتَأَوَّلُوْنَهُ عَلٰى غَيْرِ تَأْوِيْلِهِ دِرَاسَتُهُمْ تِلَاوَتُهُمْ وَاعِيَةٌ حَافِظَةٌ وَتَعِيَهَا تَحْفَظُهَا وَأُوْحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ - يَعْنِيْ أَهْلَ مَكَّةَ وَمَنْ بَلَغَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ فَهُوَ لَهُ نَذِيْرٌ، وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ بْنُ خَيَّاطٍ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا عِنْدَهُ غَلَبَتْ أَوْ قَالَ سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ -

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بروج میں) فرمانا یہ قرآن بزرگی والا ہے جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے وا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسم ہے طور پہاڑ کی اور اس کتاب کی جو مسطور ہے قتادہ نے کہا ولے مسطور کا معنی لکھی گئی اور اسی سے ہے۔ لیسطرون یعنی لکھتے ہیں ولے فی امّ الکتاب یعنی مجموعی اصلی کتاب ہیں ولے یہ جو (سورۂ ق میں) فرمایا مایلفظ من قول اسکا معنی یہ ہے کہ جو بات وہ منہ سے نکالتا ہے اسکے نامۂ اعمال میں لکھ دی جاتی ہے ولے اور ابن عباسؓ نے کہا ولے نیکی اور بدی یہ فرشتہ لکھتا ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ لفظوں کو اپنے ٹھکانوں سے ہٹا دیتے ہیں کیونکہ اللہ کی کتاب میں سے کوئی لفظ بالکل نکال ڈالنا کسی سے نہیں ہوسکتا ولے مگر اس میں تحریف کرتے ہیں یعنے ایسے معنی بیان کرتے ہیں جو اسکے اصلی معنی نہیں ہیں ولے وان کنا عن دراستہم میں دراست سے تلاوت مراد ہے واعیہ (جو سورۂ حاقہ میں ہے) یاد رکھنے والا تعیھا یعنی یاد رکھے اور یہ جو (سورۂ یونس میں) ہے واوحی الی ہٰذا القراٰن لانذرکم۔ تو کم سے خطاب مکّہ والوں کو ہے ومن بلغ سے دوسرے تمام جہان کے لوگ اُن سب کو یہ قرآن ڈرانے والا ہے۔ امام بخاری نے کہا مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا کہا میں نے اپنے والد (سلیمان) سے سُنا انہوں نے قتادہ سے انہوں نے ابو رافع سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب خلقت کا پیدا کرنا ٹھہرا چکا (یا جب خلقت پیدا کرچکا) تو اس نے اپنے پاس ایک کتاب لکھ کر رکھی اس میں یوں ہے میری رحمت میرے غصّے پر غالب ہے یا میرے غصّے سے آگے بڑھ گئی ہے ولے۔

ولے امام بخاری نے خلق افعال العباد میں کہا کہ قرآن یاد کیا جاتا ہے لکھا جاتا ہے زبانوں سے پڑھا جاتا ہے یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو مخلوق نہیں ہے مگر کاغذ اور سیاہی اور جلد یہ سب چیزیں مخلوق ہیں۔ ولے اس کو امام بخاری نے

خلق افعال العباد میں وصل کیا۔ ف۳ اس کو عبد بن حمید نے قتادہ سے وصل کیا۔ ف۴ یعنی لوح محفوظ میں اس کو عبدالرزاق نے قتادہ سے وصل کیا۔ ف۵ اس کو ابن ابی حاتم نے قتادہ سے انہوں نے امام حسن بصریؒ سے وصل کیا۔ ف۶ اس کو طبری اور ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۷ باقی مباح باتیں جن میں نہ ثواب ہے نہ عذاب وہ نہیں لکھتا۔ ف۸ اس لئے کہ اس کے ہزاروں نسخے لوگوں میں شائع رہتے ہیں۔ ف۹ بلکہ ان کے دل تراشے ہوئے۔ ابن عباسؓ نے اگلی کتب سماوی میں تحریف لفظی کا انکار کیا ہے اور امام بخاری نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ جیسے اوپر گذر چکا ہے ابن عباسؓ کے کلام سے یہ نکلا کہ قرآن کے ایسے معنی کرنا جو صحابہؓ اور تابعین سے ماثور نہیں ہیں درحقیقت تحریف ہے اللہ بچائے رکھے۔ قسطلانی نے کہا بعض لوگ تحریف لفظی کے قائل ہیں اور اسی لئے موجودہ توراۃ اور انجیل کی عزت نہیں کرتے حالانکہ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ باوجود تحریف لفظی مسلم ہو کے بھی ان میں بہت کچھ کلام الٰہی باقی ہے بعضوں نے کہا اس پر اجماع ہے کہ ان کتابوں کا مطالعہ اور ان میں اشتغال جائز نہیں۔ حافظ نے کہا صحیح یہ ہے کہ ان کا مطالعہ مکروہ تنزیہی ہوگا نہ حرام اور اولیٰ یہ ہے کہ جو شخص مضبوط الایمان ہو اور وہ اس لئے ان کا مطالعہ کرے کہ اہل کتاب کا رد کرے اس کے لئے مطالعہ جائز ہے اور اگلے علماء نے یہود اور نصاریٰ کو جواب دینے کے لئے قدیماً و حدیثاً ایسا کیا ہے لیکن جو مضبوط الایمان نہ ہو اس کے لئے مطالعہ درست نہیں واللہ اعلم۔ ف۱۰ اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ لوح محفوظ عرش کے پاس ہے حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ صفات افعال جیسے رحم اور غضب وغیرہ یہ حادث ہیں ورنہ قدیم میں سابقیت اور مسبوقیت نہیں ہو سکتی۔

۴۷۲- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَالِبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي فَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ۔

مجھ سے محمد بن ابی غالب نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن اسمٰعیل بصری نے کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے قتادہ نے بیان کیا۔ ان سے ابو رافع نے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے خلقت پیدا کرنے سے پہلے ف۱ ایک کتاب لکھی اور اس میں یہ لکھا کہ میری رحمت میرے غصہ سے بڑھ گئی اور وہ کتاب پروردگار کے پاس عرش پر ہے۔

ف۱ اگلی روایت میں یہ گذرا کہ خلقت پیدا کر چکنے کے بعد یہ کتاب لکھی تو دونوں میں اختلاف ہوا۔ اسکا جواب

یوں دیا ہے کہ قضی الخلق سے یہی مراد ہے کہ خلقت پیدا کرنا ٹھان لیا اگر یہ مراد ہو کہ پیدا کر چکا تب بھی موافقت اس طرح ہوگی کہ اس حدیث میں پیدا کرنے سے پہلے کتاب لکھنے سے یہ مراد ہے کہ کتاب لکھنے کا ارادہ تو اللہ تعالیٰ ازل میں کر چکا تھا اور خلقت پیدا کرنے سے پہلے تھا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى - وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ

- إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ - وَيُقَالُ لِلْمُصَوِّرِيْنَ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ - إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيْثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ - قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ بَيَّنَ اللّٰهُ الْخَلْقَ مِنَ الْأَمْرِ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى - أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ - وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيْمَانَ عَمَلًا قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهِ وَقَالَ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ - وَقَالَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُرْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ فَأَمَرَهُمْ بِالْإِيْمَانِ وَالشَّهَادَةِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ

باب اللہ تعالیٰ کا (سورۂ والصافات میں) فرمانا اللہ نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے کاموں کو[1] اور (سورۂ قمر میں فرمایا) ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا[2] اور مورت بنانے والوں سے قیامت کے دن (ٹھٹھے کے طور پر) یہ کہا جائیگا تم نے جو پیدا کیا[3] اب اس میں جان بھی ڈالو اور (سورۂ اعراف میں) فرمایا بے شک تمہارا مالک اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر آسمان زمین بنا کر وہ تخت پر چڑھا رات سے دن کو ڈھانپتا ہے اور دن کو رات سے، رات دن کے پیچھے لگی دوڑی آ رہی ہے اور سورج اور چاند اور تاروں کو بھی اسی نے بنایا ہے سب اس کے حکم کے تابعدار ہیں سن لو اسی نے سب کچھ بنایا اسی کا حکم چلتا ہے بڑی برکت والا ہے اللہ جو سارے جہان کا مالک ہے سفیان بن عیینہؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے امر کو خلق سے جدا کیا تب تو یوں فرمایا۔ الا لہ الخلق والامر۔ تو امر اسکا کلام ہے (وہ مخلوق نہیں ہے) اور آنحضرتؐ نے ایمان کو بھی عمل فرمایا ابوذرؓ اور ابوہریرہؓ نے کہا (یہ دونوں حدیثیں اوپر عتق اور ایمان اور حج میں موصولاً گذر چکی ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہے آپؐ نے فرمایا ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ تعالیٰ نے (بہشتیوں کے حق میں) فرمایا۔ جزاء بما کانوا یعملون (عمل میں ایمان بھی ہے) اور عبد القیس کے ایلچیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم کو دین کے چند جامع اور کلی باتیں بتلائیے اگر ہم ان پر عمل کریں تو بہشت میں جائیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایمان اور توحید کی شہادت اور نماز اور زکوٰۃ کا حکم فرمایا

وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ فَجَعَلَ ذٰلِکَ کُلَّہٗ عَمَلًا۔	کا حکم دیا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب چیزوں کو عمل میں داخل کیا۔

ف۱ اس سے اہل حدیث کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ بندہ اور بندے کے افعال دونوں اللہ تعالیٰ کے مخلوق ہیں۔ کیونکہ خالق اللہ کے سوا اور نہیں ہے فرمایا ہل من خالق غیر اللہ۔ اور امام بخاری خلق افعال العباد میں یہ حدیث لائے ہیں۔ ان اللہ یصنع کل صانع وصنعتہ۔ یعنی اللہ ہی ہر کاریگر اور اس کی کاریگری کو بناتا ہے اور رد ہوا معتزلہ اور قدریہ اور شیعہ کا جو بندے کو اپنے افعال کا خالق جانتے ہیں۔ ف۲ ہر چیز میں بندے کے افعال بھی آ گئے۔ ف۳ حالانکہ پیدا کرنیوالا ہر چیز کا اللہ ہے۔ ف۴ اس کو ابن ابی حاتم نے کتاب الرد علی الجھمیہ میں وصل کیا۔

۴۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْوَھَّابِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ حَدَّثَنَا أَیُّوْبُ عَنْ أَبِیْ قِلَابَۃَ وَ الْقَاسِمِ التَّیْمِیِّ عَنْ زَھْدَمٍ قَالَ کَانَ بَیْنَ یَدَیْ ھٰذَا الْحَیِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَیْنَ الْأَشْعَرِیِّیْنَ وُدٌّ وَإِخَاءٌ فَکُنَّا عِنْدَ أَبِیْ مُوْسَی الْأَشْعَرِیِّ فَقُرِّبَ إِلَیْہِ الطَّعَامُ فِیْہِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَ عِنْدَہٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ تَیْمِ اللّٰہِ کَأَنَّہٗ مِنَ الْمَوَالِیْ فَدَعَاہُ إِلَیْہِ فَقَالَ إِنِّیْ رَأَیْتُہٗ یَأْکُلُ شَیْئًا فَقَذِرْتُہٗ فَحَلَفْتُ لَا آکُلُہٗ فَقَالَ: ھَلُمَّ فَلْأُحَدِّثْکَ عَنْ ذَاکَ إِنِّیْ أَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِیِّیْنَ نَسْتَحْمِلُہٗ قَالَ وَاللّٰہِ لَا أَحْمِلُکُمْ وَ مَا عِنْدِیْ مَا أَحْمِلُکُمْ فَأُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَھْبِ إِبِلٍ	ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے ابو قلابہ اور قاسم تیمی سے انہوں نے زہدم سے (جو جرم قبیلے کے ہیں) انہوں نے کہا جرم اور اشعر قبیلے والوں میں دوستی اور برادری تھی تو ہم ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں کھانا ان کے سامنے لایا گیا جس میں مرغ کا گوشت تھا اتفاق سے وہاں ایک شخص بنی تیم اللہ قبیلے کا بھی بیٹھا تھا وہ عرب کے غلام لوگوں سے معلوم ہوتا تھا خیر ابو موسیٰ اشعریؓ نے اس کو بھی کھانے کے لئے بلایا۔ وہ کیا کہنے لگا میں نے مرغی کو نجاست کھاتے دیکھا اس لئے مجھ کو نفرت پیدا ہوئی میں نے قسم کھالی اب مرغی نہیں کھاؤں گا ف۱۔ ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا ارے آ کھانے میں شریک ہو میں تجھ سے قسم کا علاج بھی کرتا ہوں ہوا یہ کہ میں چند اشعری لوگوں کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہم لوگ آپ سے سواری مانگتے تھے آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں تم کو سواری نہیں دوں گا میرے پاس سواری وارای نہیں ہے (ہم لوگ خاموش ہو کر لوٹ گئے) پھر ایسا ہوا کہ آپ کے پاس لوٹ کے اونٹ

فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّونَ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى ثُمَّ انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ وَاللَّهِ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ فَقَالَ: لَسْتُ أَنَا أَحْمِلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَتَحَلَّلْتُهَا۔

آئے آپ نے پوچھا ارے یہ اشعری لوگ کہاں گئے (جو ابھی سواری مانگتے تھے) پس پانچ سفید کوہان والے عمدہ اونٹ ہم کو عنایت فرمائے ہم اونٹ لے کر چلتے ہوئے رستے میں ہم لوگوں نے آپس میں کہا ارے بھائی غضب یہ ہم لوگوں نے کیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قسم کھائی تھی ہم کو سواری نہیں دیں گے فرمایا تھا۔ میرے پاس سواری نہیں ہے پھر ہم نے غفلت میں آپ سے اونٹ لے لئے آپ کو قسم یاد نہیں دلائی خدا کی قسم ہماری کبھی بھلائی نہیں ہوگی ف۲ یہ گفتگو کر کے ہم پھر آپ کے پاس لوٹ کر آئے ہم نے عرض کیا ف۳ آپ نے فرمایا میں نے تم کو سواری نہیں دی (تو میری قسم نہیں ٹوٹی) بلکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو سواری عنایت فرمائی اور میرا تو خدا کی قسم یہ حال ہے اگر کسی بات کی قسم کھا لیتا ہوں پھر اس کے خلاف کرنا بہتر سمجھتا ہوں تو جو کام بہتر معلوم ہوتا ہے وہ کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں ف۴۔

ف۱ لہٰذا آپ کے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہونے کی معافی چاہتا ہوں۔ ف۲ کیونکہ ہم نے اللہ کے رسولؐ کو دھوکہ دیا ف۳ کہ آپ نے ایسی قسم کھائی تھی باوجود اس کے آپ نے ہم کو اونٹ دیئے۔ ف۴ یہ حدیث کئی بار اوپر گذر چکی ہے یہاں امام بخاری اس کو اس لئے لائے کہ بندے کے افعال کا خالق اللہ ہے جب تو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا میں نے تم کو سواری نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی۔

۴۷۴- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ مُضَرَ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرٍ حُرُمٍ فَمُرْنَا

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عاصم نبیل نے کہا ہم سے قرہ بن خالد نے کہا ہم سے ابو جمرہ ضبعی نے انہوں نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے کہا (کوئی حدیث ہم سے بیان کرو) انہوں نے کہا ایسا ہوا عبدالقیس قبیلے کے ایلچی (چودہ نفر) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (جس سال مکہ فتح ہوا) اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہم میں اور آپ میں مضر قبیلے کے کافر حائل ہیں ہم آپ کے پاس صرف حرام مہینوں میں آسکتے ہیں تو ہم کو کچھ ایسی دین

بِجُمَلٍ مِنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُوا إِلَيْهَا مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ آمُرُكُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَهَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ؟ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَتُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ لَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالظُّرُوفِ الْمُزَفَّتَةِ وَالْحَنْتَمَةِ۔

کی جامع اور مختصر باتیں بتلا دیجئے اگر ان پر عمل کریں تو بہشت میں جائیں اور جو لوگ ہمارے پرے (اپنے ملک میں) ہیں ان کو بھی ان پر عمل کرنے کے لئے کہیں آپ نے فرمایا میں تم کو چار باتوں کا حکم کرتا ہوں ایمان باللہ کا تم جانتے ہو ایمان باللہ کیا ہے۔ وہ اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور نماز کا اور زکوٰۃ کا اور لوٹ کے مال میں سے پانچواں حصّہ (امام کے پاس) داخل کرنے کا اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں۔ کدو کی بنی اور لکڑی کے کریدے برتن اور روغنی رانی برتنوں میں اور سبز لاکھی برتن میں مت پیا کرو ف۔

ف یہ حدیث اوپر کئی بار گذر چکی ہے۔ یہاں امام بخاری اس کو اس لئے لائے کہ اس میں ایمان کو عمل فرمایا تو ایمان اور اعمال کی طرح مخلوق الٰہی ہو گا کیونکہ بندے کی ایک صفت ہے۔

۴۷۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے نافع سے انہوں نے قاسم بن محمدؒ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تصویریں بنانے والے قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے ان سے کہا جائے گا جن کو تم نے بنایا تھا اب اُن میں جان بھی ڈالو ف۔

ف شاید مراد وہ لوگ ہیں جو تصویر بنانا حلال سمجھ کر اس کو بنائیں وہ تو کافر ہی ہوں گے بعضوں نے کہا یہ بطرز زجر کے ہے کیونکہ مسلمان ہمیشہ کے لئے عذاب میں نہیں رہ سکتا۔

۴۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ۔

سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تصویر بنانے والے قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے ان سے کہا جائیگا جن کو تم نے بنایا تھا اب ان میں جان بھی ڈالو۔

۴۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے انہوں نے عمارہ بن قعقاع سے انہوں نے ابوزرعہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو میری طرح کسی کو پیدا کرنا چاہے (اس کی مورت بنائے) اچھا تو پھر پیدا کریں نا ایک چیونٹی تو بنائیں یا ایک دانہ (گیہوں) یا جو وغیرہ ف۔

ف اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ حیوان بنانا تو بہت مشکل ہے بھلا نباتات کی قسم سے جو حیوان سے دنیٰ تر ہے دانہ یا پھل بنا دیں جب نباتات بھی نہیں بنا سکتے تو بھلا حیوان کیا بنائیں گے۔

بَابُ قِرَاءَةِ الْفَاجِرِ وَالْمُنَافِقِ وَأَصْوَاتُهُمْ وَتِلَاوَتُهُمْ لَا تُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ۔

باب فاجر اور منافق کی تلاوت کا بیان

اور اس کا بیان کہ انکی آواز حلق کے نیچے نہیں اترتی (دل پر کچھ اثر نہیں کرتی)

ف اس باب کو لا کر امام بخاری نے وہی مسئلہ ثابت کیا کہ تلاوت قرآن کے مغائر ہے جب تو تلاوت تلاوت میں فرق وارد ہے کیا معنی منافق اور فاسق کی تلاوت کو فرمایا کہ وہ حلق کے نیچے نہیں اترتی۔ بس تلاوت مخلوق ہوگئی اور قرآن غیر مخلوق ہے۔

۴۷۸۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ: حَدَّثَنَا

ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے کہا ہم سے قتادہ نے کہا ہم سے انسؓ نے انہوں نے

أَنَسٌ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا۔

ابوموسیٰؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ ترنج کی طرح ہے جس کا مزہ بھی اچھا خوشبو بھی اچھی اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا۔ کھجور کی مثال ہے مزہ تو عمدہ لیکن خوشبو بالکل نہیں۔ اور اس فاسق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے (اس کے لفظ رٹ لیتا ہے پر اس پر عمل نہیں کرتا) ایسی ہے جیسے دونا مروہ خوشبو تو اچھی پر مزہ کڑوا۔ اور اس فاسق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ایسی ہے جیسے اندرائن کا پھل (کم بخت) مزہ بھی کڑوا اور خوشبو بھی ندارد (سب سے بدتر یہ ہے)۔

۴۷۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ سَأَلَ أُنَاسٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِشَيْءٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيُقَرْقِرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ كَقَرْقَرَةِ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُونَ فِيهِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے۔ دوسری سند۔ امام بخاری نے کہا اور مجھ سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے کہا ہم سے یونس بن یزید ایلی نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو یحییٰ بن عروہ نے خبر دی انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا چند آدمیوں (ربیعہ بن کعب اور ان کی قوم کے لوگوں) نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کا پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا وہ کوئی چیز نہیں ہیں (ان کا کچھ اعتبار نہیں ہے) لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہؐ بعضے بات تو ان کی جو وہ کہتے ہیں سچ نکلتی ہے آپؐ نے فرمایا یہ وہ بات ہوتی ہے جس کو جن (شیطان فرشتوں سے سن کر) اڑا لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں مرغی کی طرح کڑکڑا کر ڈال جاتا ہے پھر وہ اس میں سو جھوٹ سے زیادہ (اپنی طرف سے

كَذَّبَهُ۔ ملاتے ہیں (اور لوگوں سے بیان کرتے ہیں ف۲)۔

ف۱ جو عرب کے ملک میں اس زمانہ میں ہوا کرتے تھے جنوں سے تعلق رکھتے تھے آئندہ کی بات تبلانے کا دعویٰ کرتے تھے۔ ف۲ اس حدیث کی باب سے مناسبت یہ ہے کہ کاہن بھی شیطان کے ذریعہ سے اللہ کا کلام اڑا لیتا ہے لیکن اس کا بیان کرنا یعنی تلاوت کرنا برا ہے منافق کی تلاوت کی طرح اسی طرح شیطان کا تلاوت کرنا۔ حالانکہ فرشتے جو اسی کلام کی تلاوت کرتے ہیں وہ اچھی ہے تو معلوم ہوا کہ تلاوت متلو کے مغائر ہے۔

۴۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ سِيرِينَ يُحَدِّثُ عَنْ مَعْبَدِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ حَتَّى يَعُودَ السَّهْمُ إِلَى فُوقِهِ، قِيلَ مَا سِيمَاهُمْ؟ قَالَ: سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ أَوْ قَالَ التَّسْبِيدُ۔

ہم سے ابوالنعمان (محمد بن فضل سدوسی) نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی بن میمون آزادی نے کہا میں نے محمد بن سیرین سے سنا وہ معبد بن سیرین سے روایت کرتے تھے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے آنحضرتؐ سے آپؐ نے فرمایا۔ کچھ لوگ میرے بعد مشرق کیطرف سے نکلیں گے ف۱ وہ (بظاہر مسلمان ہوں گے) قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں کے نیچے نہیں اترے گا یہ لوگ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکاری جانور میں سے پار نکل جاتا ہے پھر دین میں داخل نہیں ہوں گے (کفر ہی پر ان کا خاتمہ ہوگا) یہاں تک کہ تیر اپنے چلہ پر پھر لوٹ آئے ف۲ لوگوں نے پوچھا یا حضرت ان کی نشانی کیا ہے آپؐ نے فرمایا سر منڈانا یا یوں فرمایا تسبید ف۳۔

ف۱ یعنی عراق میں سے جو مدینہ سے مشرق کی طرف ہے مراد خارجی لوگ ہیں جو حضرت علیؓ کی خلافت میں نکلے۔ ف۲ یہ محال ہے تو ان کا دین میں پھر آنا بھی ایسا ہی ہے۔ ف۳ یعنی ہمیشہ سر منڈائے رہنا۔ صحابہ حج میں یا کسی ضرورت سے سر منڈاتے تھے۔ ہمیشہ سر منڈھے رہنا سنت کے خلاف ہے۔ ف۴ اسکا معنی بھی سر منڈانا ہے یا خوب گھٹوانا کہ کھونٹی تک نہ رہے۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ۔ وَأَنَّ أَعْمَالَ

باب

اللہ تعالیٰ کا سورۂ انبیاء میں فرمانا اور قیامت کے دن ہم ٹھیک ترازوئیں رکھیں گے اور آدمیوں

بَنِي آدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوزَنُ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْقُسْطَاسُ: الْعَدْلُ بِالرُّومِيَّةِ، وَيُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ وَأَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ۔

کے اعمال اور اقوال ان میں تولے جائیں گے ف۱۔ مجاہد نے کہا اس کو فریابی نے وصل کیا) قسطاس کا لفظ (جو قرآن میں آیا ہے) رومی لفظ ہے اس کا معنی ڈنڈی (طبری نے کہا ترازو) کہتے ہیں قسط بالکسر مقسط کا مصدر ہے مقسط کے معنی عادل اور منصف اور (سورہ جن میں) جو قاسطون کا لفظ آیا ہے وہ قاسط کی جمع ہے مراد ظالم اور گنہ گار ہیں۔

ف۱ امام بخاری نے اس باب میں میزان یعنی اعمال تولنے کا اثبات کیا اہل سنت کا اس پر اجماع ہے اور معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے اب اختلاف ہے اس میں کہ یہ افعال اور اقوال خود تولے جائیں گے یا ان کے دفتر بعضوں نے کہا دفتر۔ بعضوں نے کہا قیامت میں اعمال و اقوال مجسم نظر آئیں گے۔ تو ان کے خود تولنے میں کیا مانع ہے میزان کے ثبوت میں بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں جیسے والوزن یومئذ الحق اور فمن ثقلت موازنیہ وغیرہ

۴۸۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ۔

ہم سے احمد بن اشکاب نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے انہوں نے عمارہ بن قعقاع سے انہوں نے ابوزرعہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔ انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو خداوند کریم کو بہت پسند ہیں زبان پر ہلکے ہیں (قیامت کے دن) اعمال کے ترازو میں بوجھل اور وزنی ہوں گے وہ کیا ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ۔

ف۱ اس حدیث کو لا کر امام بخاری نے ترازو کا اثبات کیا اور آخر کتاب میں اس حدیث کو اس لئے بیان کیا کہ مومن کے معاملات جو دنیا سے متعلق تھے۔ وہ سب وزن اعمال پر ختم ہوں گے اس کے بعد یا دوزخ میں چند روز کے لئے جانا ہے یا بہشت میں ہمیشہ کے لئے۔ امام بخاری کے کمال کو ملاحظہ فرمائیے۔ اپنی کتاب کو شروع کیا انما الاعمال بالنیات سے اور ختم کیا اس حدیث پر انما الاعمال بالنیات سے اس لئے شروع کیا کہ ہر عمل کی مشروعیت نیت سے ہوتی ہے اور نیت ہی پر ثواب ملتا ہے اور اس حدیث پر ختم کیا کیونکہ وزن اعمال کا انتہائی نتیجہ ہے۔ غرض انہوں نے اپنی اس کتاب میں عجیب و غریب لطائف

اور ظرائف رکھے ہیں جو غور کے بعد دلالت کرتے ہیں ان کی کمال عقل اور وفور فہم اور دقت اور باریکی استنباط پر
اللہ ان کو جزائے خیر دے وہ ہم فقہ میں امام الفقہاء اور ہم حدیث میں امیرالمومنین تھے اور اللہ تعالٰے
ہمارا اور ان کا برزخ میں اور حشر میں اور روضہ رضوان میں ساتھ کرے۔ آمین یارب العالمین۔

یا اللہ میں نے اس کتاب کی اُردو تحریر کو تیری ہی مدد سے ختم کیا اور
بطفیل ان پاک کتاب کے تیرے ہی سے اپنے گناہوں کی بخشش
چاہتا ہوں۔ اگرچہ میرے گناہ بے شمار ہیں !!

یا اللہ میں تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں اگر ہر بن مو زبان ہو جائے تو بھی تیری اس نعمت عظمٰے
کا شکر مجھ سے ادا نہیں ہو سکتا کہ تونے ایک عرصہ قلیل میں اس کتاب عظیم النصاب کے ترجمہ اور
شرح سے فراغت بخشی جو بعد تیری کتاب پاک کے دنیا کی تمام کتابوں سے زیادہ افضل اور زیادہ صحیح ہے
اس کتاب مستطاب کا ترجمہ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۱ ہجری کو شروع ہوا تھا اور تمام ہوا دوسری ماہ
ربیع الاوّل روز دوشنبہ ۱۳۲۳ کو ماہ ولادت و یوم ولادت جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں اس
حساب سے کل مدت تالیف اکیس ماہ ۲۶ یوم ہوتی ہے۔ یا اللہ اس ترجمہ اور شرح کو محض اپنے فضل و کرم
سے قبول فرمالے کیونکہ میں نے یہ سب محنت اور مشقت اس عالم پیری اور ناتوانی میں خاص تیری ہی
رضامندی کے لئے اٹھائی ہے۔ تو ہر ایک کی نیت سے خوب واقف ہے۔ آمین یارب العالمین۔
علاوہ ان بارہ سندوں کے جو مقدمہ کتاب میں لکھی گئی ہیں مترجم کو ایک سند مولانا مولوی
محمد نذیر حسین صاحب نوراللہ مرقدہٗ سے بھی حاصل ہوئی ہے۔ مولانائے مرحوم اس کتاب کو مولانا شاہ محمد
اسحاق صاحب سے روایت کرتے ہیں۔ وہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی سے باقی وہی سند ہے۔ جو
گیارھویں سند میں مقدمہ کتاب میں بیان ہوئی ہے یا اللہ ان سب بزرگوں کے طفیل سے گنہگار مترجم
اور اس کے والدین اور بھائی بہنوں عزیز و اقربا اور تمام مومنین اور مومنات کو بخشش دے خاص کر ان
مومنین اور مومنات کو جو اس ترجمہ کو پڑھیں پڑھائیں سنیں سنائیں۔ آمین یارب العالمین۔

تَمَّ الصَّحِيحُ الْبُخَارِيُّ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّآخِرًا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

خُطبَۃ حَجَّۃِ الوَدَاع

اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آخری خطبہ

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْحَجِّ أَتَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَأَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ خُطْبَتَهُ الَّتِي بَيَّنَ فِيهَا مَا بَيَّنَ۔

حج کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ تشریف لائے۔ اور آپؐ نے وہاں قیام فرمایا۔ جب سورج ڈھلنے لگا تو آپؐ نے قصواء (اپنی اونٹنی) کو لانے کا حکم فرمایا۔ اونٹنی تیار کر کے حاضر کی گئی، تو آپؐ (اس پر سوار ہو کر) بطنِ وادی میں تشریف فرما ہوئے اور اپنا وہ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دین کے اہم امور بیان فرمائے۔

فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ قَائِلًا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ صَدَقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔

آپؐ نے خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے خطبے کی یوں ابتداء فرمائی، خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے۔ کوئی اس کا ساجھی نہیں، خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اس نے اپنے بندے (رسول) کی مدد فرمائی اور تنہا اسی کی ذات نے باطل کی ساری مجتمع قوتوں کو زیر کیا۔

أَيُّهَا النَّاسُ! اسْمَعُوا قَوْلِي فَإِنِّي لَا أَرَانِي وَإِيَّاكُمْ أَنْ نَجْتَمِعَ فِي هٰذَا الْمَجْلِسِ أَبَدًا بَعْدَ عَامِي هٰذَا، أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ. فَلَيْسَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ فَضْلٌ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَبْيَضَ وَلَا لِأَبْيَضَ عَلَى أَسْوَدَ فَضْلٌ إِلَّا بِالتَّقْوٰى

لوگو! میری بات سنو، میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ کبھی ہم اس طرح کسی مجلس میں یک جا ہو سکیں گے (اور غالباً اس سال کے بعد میں حج نہ کر سکوں گا)۔ لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جا سکو تم میں زیادہ عزت و کرامت والا خدا کی نظروں میں وہی ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔" (چنانچہ اس آیت کی روشنی میں) نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے، نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر۔ نہ کالا گورے

سے افضل ہے، نہ گورا کالے سے۔ ہاں بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے۔

النَّاسُ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ، أَلَا كُلُّ مَأْثَرَةٍ أَوْ دَمٍ أَوْ مَالٍ يُدَّعَى بِهِ فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ إِلَّا سَدَانَةَ الْبَيْتِ وَ سِقَايَةَ الْحَاجِّ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَا تَجِيئُوا بِالدُّنْيَا تَحْمِلُونَهَا عَلَى رِقَابِكُمْ وَ يَجِيءُ النَّاسُ بِالْآخِرَةِ فَلَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔

انسان سارے ہی آدم کی اولاد ہیں۔ اور آدم کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے کہ وہ مٹی سے بنائے گئے۔ اب فضیلت و برتری کے سارے دعوے خون و مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں، پس بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمات علیٰ حالہ باقی رہیں گی۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا، قریش کے لوگو! ایسا نہ ہو کہ خدا کے حضور تم اس طرح آؤ کہ تمہاری گردنوں پر تو دُنیا کا بوجھ لدا ہو اور دوسرے لوگ سامانِ آخرت لے کر پہنچیں، اور اگر ایسا ہوا تو میں خدا کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آ سکوں گا۔

مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْآبَاءِ، أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ إِلَى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا وَكَحُرْمَةِ شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا۔ وَإِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ۔

قریش کے لوگو! خدا نے تمہاری جھوٹی نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے فخر و مباہات کی اب کوئی گنجائش نہیں۔ تمہارے خون و مال اور عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئیں ہمیشہ کیلئے۔ ان چیزوں کی اہمیت ایسی ہی ہے جیسی تمہارے اس دن کی اور اس ماہِ مبارک (ذی الحجہ) کی خاص کر اس شہر میں ہے۔ تم سب خدا کے آگے جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پُرس فرمائے گا۔

أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، فَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا إِلَى مَنِ ائْتَمَنَهُ عَلَيْهَا۔

دیکھو کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس ہی میں کُشت و خون کرنے لگو۔ اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔

أَيُّهَا النَّاسُ كُلُّ مُسْلِمٍ أَخُو الْمُسْلِمِ، وَإِنَّ الْمُسْلِمِينَ إِخْوَةٌ أَرِقَّاءَكُمْ أَرِقَّاءَكُمْ

لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے غلاموں

أَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَاكْسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ۔

کا خیال رکھو، ہاں غلاموں کا خیال رکھو۔ انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، ایسا ہی پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو۔

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ الرَّبِيعَةِ ابْنِ الْحَارِثِ وَكَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ۔ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ۔

دورِ جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں سے روند دیا۔ زمانۂ جاہلیّت کے خون کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں۔ پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں، میرے اپنے خاندان کا ہے، ربیعہ بن الحارث کے دودھ پیتے بیٹے کا خون جسے بنو ہذیل نے مار ڈالا تھا، اب میں معاف کرتا ہوں۔ دورِ جاہلیّت کا سُود اب کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ پہلا سُود جسے میں چھوڑتا ہوں، عباس بن عبدالمطلب کے خاندان کا سُود ہے، اب یہ ختم ہو گیا۔

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ۔

لوگو! خدا نے ہر حقدار کو اس کا حق خود دے دیا۔ اب کوئی کسی وارث کے حق کے لئے وصیّت نہ کرے۔

اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ۔

بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا، جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا۔ جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا پتھر ہے، حساب و کتاب خدا کے ہاں ہو گا۔

مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ۔

جو کوئی اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کے مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کریگا اس پر خدا کی لعنت۔

اَلدَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَالْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ۔

قرض قابلِ ادائی ہے۔ عاریتًا لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیئے۔ تحفے کا بدلہ دینا چاہیئے۔ اور جو کوئی کسی کا ضامن بنے وہ تاوان ادا کرے۔

وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مِنْ أَخِيهِ إِلَّا مَا أَعْطَاهُ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ فَلَا تَظْلِمُنَّ أَنْفُسَكُمْ

کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی دے۔ خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔

أَلَا لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُعْطِيَ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِهِ۔

عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی بغیر اجازت کسی کو دے۔

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ حَقًّا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَلَّا يُوطِئْنَ

دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں۔ اِسی طرح اُن پر تمہارے حقوق واجب ہیں۔ عورتوں

فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ وَعَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ فَإِنْ فَعَلْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذِنَ لَكُمْ أَنْ تَهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَأَنْ تَضْرِبُوا ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَإِنِ انْتَهَيْنَ فَلَهُنَّ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ عَوَانٍ لَكُمْ لَا يَمْلِكْنَ لِأَنْفُسِهِنَّ شَيْئًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ۔

پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ اپنے پاس کسی ایسے شخص کو نہ بلائیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور وہ کوئی خیانت نہ کریں، کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو خدا کی جانب سے اس کی اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو اگر وہ باز آجائیں تو انہیں اچھی طرح کھلاؤ پہناؤ۔

عورتوں سے بہتر سلوک کرو، کیونکہ وہ تو تمہاری پابند ہیں اور خود اپنے لئے وہ کچھ نہیں کر سکتیں۔ چنانچہ ان کے بارے میں خدا کا لحاظ رکھو کہ تم نے انہیں خدا کے نام پر حاصل کیا اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لئے حلال ہوئیں۔

وَإِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَبَدًا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللّٰهِ وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ۔

میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے اگر اس پر قائم رہے، اور وہ خدا کی کتاب ہے۔ اور ہاں دیکھو دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ انہی باتوں کے سبب ہلاک کر دیئے گئے۔

وَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ مِنْ أَنْ يُعْبَدَ فِي أَرْضِكُمْ هٰذِهِ أَبَدًا وَلٰكِنْ سَتَكُونُ لَهُ طَاعَةٌ فِيمَا تُحَقِّرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَسَيَرْضَى بِهِ فَاحْذَرُوهُ عَلَى دِينِكُمْ۔

شیطان کو اب اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی ہے کہ اب اس کی اس شہر میں عبادت کی جائے گی، لیکن اس کا امکان ہے کہ ایسے معاملات میں جنہیں تم کم اہمیت دیتے ہو اس کی بات مان لی جائے اور وہ اسی پر راضی ہے اس لئے تم اس سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرنا۔

أَلَا فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ وَتَحُجُّوا بَيْتَ رَبِّكُمْ وَأَطِيعُوا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔

لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرو۔ مہینے بھر کے روزے رکھو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو۔ اپنے خدا کے گھر کا حج کرو، اور اپنے اہل امر کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ۔

اب مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمہ دار ہوگا۔ اور اب نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائیگا نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائیگا۔

أَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ۔

سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں انہیں چاہیئے کہ یہ احکام اور یہ باتیں ان لوگوں کو بتا دیں جو یہاں نہیں ہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی غیر موجود تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَاذَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟

اور لوگو! تم سے میرے بارے میں (خدا کے ہاں) سوال کیا جائے گا۔ بتاؤ تم کیا جواب دو گے۔؟

قَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ أَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ۔

لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپؐ نے امانت (دین) پہنچا دی اور آپؐ نے حقِ رسالت ادا فرما دیا اور اُمّت کی خیر خواہی فرمائی۔

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَ يَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ، أَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، أَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، أَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی جانب اٹھائی اور لوگوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ ارشاد فرمایا "خدایا گواہ رہنا! خدایا گواہ رہنا! خدایا گواہ رہنا!

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ